ایسی کتاب جو مسافر حرمین کے لئے دلکش تحفہ، گلدستہ محبت، روح پرور واقعات، خوبصورت اشعار، جس کو پڑھتے ہوئے کہیں آنسو کہیں مسکراہٹ، کہیں حسرت کے سلسلے کہیں بے کے نظارے ڈگمگاتے قدم، پُرامید دل، خالی جھولی، بھری آنکھیں اور بکمال زادِ راہ ہے

بڑھتے قدم سوئے حرم

(مدینہ منورہ)

مؤلف

مولانا محمد حبیب اللہ فاروقی نقشبندی

مدیر: مدرسہ فاروق اعظم متصل مدینہ مسجد
احمد پور لمہ، تحصیل صادق آباد، ضلع رحیم یار خان

پسند فرمودہ

حضرت مولانا پیر ناصر الدین خاکوانی صاحب

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب

حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم

مکتبۃ الامۃ

نہر کنارہ روڈ، رحیم یار خان

0303-0321-2647131

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بڑھتے قدم سُوئے حرم

(مدینہ منورہ)

جو حرمین کے مسافر کے لیئے دلکش تحفہ، گلدستۂ محبت، روح پرور واقعات، خزینۂ اشعار جس کو پڑھتے ہوئے کہیں آنسو، کہیں مسکراہٹ، کہیں رحمت کے سہارے، کہیں خوف کے دھارے، ڈگمگاتے قدم پُرامید دل، خالی جھولی، بھری آنکھیں اور مکمل زادِراہ ہے۔

جنونے بڑھائے قدم جا رہے ہیں — کہ دیوانے سوئے حرم جا رہے ہیں
ہیں روانہ آرزو کا جام پینے کی طرف — بڑھ رہے ہیں پھر قدم مکے مدینے کی طرف

پسند فرمودہ

حضرت اقدس مولانا پیر حافظ ناصر الدین خاکوانی صاحب نقشبندی
حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

مؤلف

حضرت مولانا محمد حبیب اللہ فاروقی نقشبندی

(فاضل جامعہ فاروقِ اعظم فیصل آباد)

مدیر: مدرسہ فاروق اعظمؓ متصل مدینہ مسجد احمد پور لمہ

تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان (پنجاب) پاکستان

0301 - 6558645

نام کتاب : بڑھتے قدم سوئے حرم (مدینہ منورہ)

مؤلف : حضرت مولانا محمد حبیب اللہ فاروقی نقشبندی

اشاعت اوّل : اکتوبر 2017ء

کمپوزنگ : قاری ضیاء اللہ فاروقی، حافظ عدنان نذیر

سیٹنگ : مشتاق احمد بیروتی 0331-4032549

ھدیہ

ملنے کے پتے:

پاکستان کے تمام شہروں کے بک سٹال پر دستیاب ہے۔

دینی کتاب ایک بہترین دوست ہے

ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ تحفہ میں بہترین چیز پیش کرے تو ایک مسلمان کے لئے سب سے بہترین دوست اور تحفہ دینی کتاب ہے کیونکہ کتاب جہاں بھی رکھی جاتی ہے وہ لوگوں کو پڑھنے کی دعوت دیتی ہے اس لئے خوشی کے موقع پر رشتہ داروں، دوستوں کو کتاب کا ہدیہ پیش کر کے دین و دنیا کے فوائد حاصل کریں کیونکہ کتاب کا نفع صدیوں تک رہتا ہے ہم دنیا سے چلے جائیں گے ہماری موت کے بعد بھی کتاب پڑھی جائے گی اس کا ثواب ہمیں ملے گا بلکہ اس کتاب کے ذریعے جتنے لوگ حج وعمرہ کریں گے ان کے ہر ہر لمحہ کی ہر ہر نیکی میں آپ کا بھی حصہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اپنی آخرت کے لئے اپنے ہاتھوں سے کتابیں خرید کر حرم جانے والوں کو دیں تا کہ آپ بھی نیکیوں میں شریک رہیں۔

''بڑھتے قدم سوئے حرم'' اگر آپ نے اپنے لئے خریدی ہے تو یہ حصہ پُر فرمائیں۔

نام: مولوی حافظ عبدالمتین تاریخ خرید: .....

رابطہ نمبر: 0310 8816 852 ایڈریس: .....

.....

.....

.....

''بڑھتے قدم سوئے حرم'' اگر کسی بھائی کو ہدیہ دینی ہے تو یہ حصہ پُر فرمائیں:

از: ..... تاریخ ہدیہ: .....

رابطہ نمبر: ..... ایڈریس: .....

.....

.....

.....

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

حسن ترتیب

عرضِ مؤلف	17
کتاب کا تعارف	19
بصد احترام چوموں	21

یثرب سے مدینہ طیبہ تک

چلو مدینے چلو مدینے	23
پہلے اپنی روح کو دھولو	23

مدینہ کے سفر کی ابتداء ایسے کریں

درود شریف کے فضائل و برکات	25
ایسا عمل جس میں رب بھی شریک	26
درود و سلام کے مبارک کلمات	26
ہمارے درود شریف کی کیا ضرورت ہے؟	31
درود شریف کا کوئی بھی صیغہ ہو مقبول ہے	31
درود شریف موت کے وقت بھی	32
اس درود شریف کو پسند فرمایا	33
دولہے نے انوکھا حق مہر ادا کیا	33
حیدری التجاء درود شریف کے سائے میں	34

قبلۂ نماز سے قبلۂ دل کی طرف

عرش و کرسی سے بالاتر	35
اونٹنی کے قدم کا ادب	36
اونٹوں کی قطاریں ہی قطاریں	37
پہلے مدینے کی ٹکٹ لے لو	37
مدینے میں میرا دل اور سر	41
کارڈ دے دو میں مدینے جاؤں گا	42
چلو مدینے عمرؓ نے بلایا ہے	43
اچھا ہے ان کے در کا گدا	43
مدینہ کی طرف اٹھتے قدم	44
مدینہ میں داخل ہو جایئے	45
یہاں کا ہر ذرہ چراغِ طور ہے	46
رسول اللہ ﷺ اتنی دور کیوں رہتے ہیں؟	46

آؤ مدینے چلیں

ایمان اور اسلام کا گھر	47
مدینہ کا حُسن و جمال	48
مدینہ میں رہنے کو جی چاہتا ہے	48
یہ شہر عظیم گنبد کے سائے میں	49
اُتر کے آ گئے شمس و قمر مدینے میں	49
مدینے کا سارا جہاں محترم ہے	50
اس کے در و دیوار کو چوما جائے	50
ہجرت سے لے کر قیامت تک	51

مدینہ باسکینہ

میری نگاہیں اور مدینہ کی مقدس راہیں	52

سفر صرف مدینہ منورہ کے لئے	53
بچپن اور پچپن کی مقامِ ابواء پر حاضری	53
مدینہ کی طرف سفر کے دوران	55
اگر رسول کریم ﷺ سامنے آجائیں تو؟	56
سب سے بڑھ کر لقاءِ یار کا انتظار	56
سرکارِ مدینہ ﷺ خوش آمدید کہنے والے ہیں	57

وہ سامنے مدینہ آگیا مدینہ آگیا

محبوب کے شہر میں آکر سکون آگیا	58
مدینہ منورہ کے ذرات کو سلام	59
کچھ غبار آنکھوں میں	59
مدینہ منورہ کی خاکِ شفاء	60
یہاں منہ میں دَرد نہیں دُرُود ہوتا ہے	61
سامان مدینے میں	62
طیبہ کی گلیوں میں بکھر جاتے	63
مدینہ چھوٹ رہا ہے	64
مدینہ کی بلیوں والا بابا جی	64
بارگاہِ اقدس سے اجازت نہیں ملی	65
مدینہ منورہ سے بیت المقدس کی طرف	65
اہلِ مدینہ کی خدمت	66
حضور ﷺ کی طرف سے دعوت	67
کنکری کہاں سے آئی؟	67
امام اعظمؒ اور مدینہ کا ادب	68
آواز بلند مت کرو	68
کہیں مدینہ سے باہر موت نہ آجائے	68
عاشقانہ چال	69
مدنی نوجوانوں سے تُرکوں کا اندازِ محبت	69
اہلِ مدینہ کی بے ادبی کا انجام	70
گستاخِ مدینہ کی سزا	71
اہلِ مدینہ کی کدورت، فیض سے محرومی	71
سوار کیوں نہیں ہوتے؟	72
حضرت بہلویؒ اور مدینے کا پتھر مبارک	72
مدینہ منورہ کا چاند	72
مدینہ منورہ کی زمین پر	73
مدینہ کی زمین میں کمزور ہڈیاں	73
مدینہ منورہ کی دہی	74
مدینہ منورہ کا دودھ	74
اِشْرَبُوْا الْحَلِیْب، صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب	75
نکل جا میرے مدینہ سے	75
مدینہ منورہ سے جلدی چلے جایئے	76
خطابت اور نورِ ہدایت	76
یہ سوار کون تھا؟	76
دروازے پر لیٹ جاؤں	77
پاؤں زخمی ہو گئے	77
سبز رنگ کے جوتے	78
کس بدقسمت کا سلام قبول نہیں	78

مرزا بیدل ہوگیا صاحب دل	78
مبارک اے بے قرار مدینہ	79
چائے والا بابا مدینہ گیا	80
چیخیں نکل گئیں	80
میں کیوں رو رہا ہوں؟	81
رونے کا ایسا انداز	82
کیا وہاں روضہ مبارک بھی ملے گا؟	82
مدنی مسواک اور حیدری عقیدت	83
سفوفِ عشق	83
مدینہ کی چائے میں نسبت کی لذتیں	84
یہ پانی مدینہ منورہ سے آیا ہے	84
مدینہ کے ہیرے موتی	85
مدینہ کی ہوائیں اور بہاریں	85
مدینہ میں تین سال تک بارش کیوں نہ ہوئی؟	85
بس صرف یہی مانگوں گا	86
خاک کو سرمہ بنا دیا	86
مدینہ کی محبت کا غلبہ	86
استاد بھی رو پڑے	87
امام مدینہ اور ادب	88
شاہ بن گئے گدا	89
حضرت شیخ زکریاؒ کا مقام عجز	90
مزدور کے ہاتھ پر لب مصطفیٰ ﷺ	90
سر پر رکھنے کے قابل	90
شیخ الحدیث کی عشق رسول ﷺ میں دیوانگی	91

تبرکات مدینہ منورہ

روضہ اقدس اور بیت اللہ جائے نماز پر	92
اس میں مبارک شہر کی خوشبو بسی ہے	92
آہا کتنی اچھی ہے کیتلی	92
نظر ڈھونڈتی ہے	93
اپنے منہ کو خوشبودار بنایئے	93
اب دل کا ارماں رہ نہ جائے	95

مسجد نبوی ﷺ

یہ پانی نہیں میرے محبوب کی نشانی ہے	97
خطبات کی آوازیں فضاؤں میں	97
مسجد نبوی رات کو بند کیوں ہوتی ہے؟	98
مدینے میں سونے کی قبر	98
حضرت ہالیجویؒ اور سینہ نبوی ﷺ	99
ہر نماز کا لطف لاکھ نمازوں سے زیادہ	99
خدا کے لیے سر پر تو نہ رکھیے	100

یہ سفید محل کس کا ہے؟

کھجور والا بابا	100
مسجد نبوی سے نکلتے ہی فرمایا	101
مدینہ میں حج ہی حج	101

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جھونپڑی

بینائی مل گئی	102

محبت کے پَروں سے روضہ مبارک پر حاضری	103
مدینہ تو پوری دنیا میں ایک ہی ہے	104
دیارِ محمد ﷺ میں نورِ محمد	105
فضائے حرم مہک رہی ہے	107
دس ہزار میں جنت	108

تعمیر میں عشقِ رسول ﷺ

قبر کا چراغ	109
سید الابرار کی مسجد کے مینار پُر انوار	109
لیکن دل میں جگہ ضرور ہو	110

تین دعاؤں والی مسجد

آج بھی وہی برکت	110
مدنی سرکار کا دربار	111
بہارِ مدینہ	112
سلام لے لو	112

حیاتِ طیبہ ﷺ پر اجمالی نظر

آفتابِ رسالت کے آخری لمحات قدم بقدم

عرفات کے میدان میں	115
اے بلال میرا عمامہ لاؤ	116
وفات سے ایک دن پہلے جنت البقیع میں	117
حضور ﷺ تین دن تک بے ہوش رہے	118
لوگو! میں تمہارے ایمان کا گواہ ہوں	118
وہ چھڑی لے آؤ	118
میری امت خدا تم کو سلامت رکھے	120
اسے میری قبر دکھانا	120
نماز جنازہ کے بارے میں وصیت	120
صداقت کے ہونٹ نبوت کی پیشانی	121
زندگی میں پیشانی مبارک کو چوما	121
تین چاند ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر	122
میں تجھ سے جدا ہو جاؤں گا	123
قرآن مجید کا سفید ورق	123
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ	123
قاری، حاجی، نمازی کے لیے کیا ہے؟	123
مجھے میری امت کے اندر رہنے دو	124
مجھے گناہ گار امت کا غم ہے	124
ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائے	125
ہائے اب بلال کی کمر ٹوٹ گئی	125
اے فاطمہ! یہ کیسا رونا ہے	126
میرے صحابہ! تم کیوں روتے ہو	127
معاذ میرے فراق میں روتا ہوا آئے گا	127
پھر کبھی وہ آفتابِ نبوت نظر نہ آیا	127
یہ کون کھڑا اجازت مانگ رہا ہے	128
اپنے ہاتھ سے فاطمہ کے آنسو پونچھے	128
یہ آپ کے جمال کا عاشق ہوا	129
اب وہ وقت قریب آگیا ہے	130
اپنی امت کی جدائی میں روتا ہوں	130

اب آپ کو کہاں تلاش کروں	131
حضرت جبریل بھی رو پڑے	131
اب میرا دل ٹھنڈا ہوا	132
ذوقِ نبوت اور تربیتِ امت	132
چراغ میں تھوڑا سا تیل ڈال دو	133
ملک الموت واامحماہ کہتے گئے	133
جبریل تم اب کسے تلاش کرتے ہو	133
ایک نظر مجھے حضور سے ملوادو	134
ہم حضور کے بدلے مرجاتے	134
آکر اپنی امت کو چپ کرائیں	135
مزار اقدس کہاں ہونا چاہیے	136
لحد والی قبر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے	136
تدفین مبارک کا وقت	137
نماز جنازہ ملائکہ سے صحابہؓ تک	137
قبر مبارک میں اترنے والے سعادت مند	137
زبان پر یارب امتی جاری تھا	138
ہاتھوں سے مشک کی خوشبو	138
اب آپ سے بہتر کون آئے گا؟	138
قبر مبارک کی مٹی اٹھا کر سونگھی	139
امت کے غم میں ساری رات نہ سوئے	139
مدینہ میں رونے کی آوازیں	140
شریعت اور یتیم صحابہ کس کے حوالے	140
محبوب کو دیکھا ہو تو مجھے بھی دکھادو	141
بلال آپ کو تلاش کرتا پھرتا ہے	141
بلال! ہمیں نانا کے زمانے والی اذان سناؤ	142
حضور مدینہ میں کب آئیں گے	142
پلکوں سے پانی کا قطرہ زبان سے اٹھایا	143
وہ جنت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے	143

آنکھوں کی ٹھنڈک (روضہ مبارک)

ذرا سامنے تو دیکھو	144
گنبد خضریٰ ہر وقت نظر کے سامنے	145
گنبدِ خضراء صاف اور مکمل	145
کھلا ہے سبھی کے لیے بابِ رحمت	146
مزار اقدس سے آواز آئی	147
حضرت انسؓ رونے لگ گئے	147
دل وجگر کا سلام پہنچے	148

گنبد خضراء میں سوراخ

خوشبوئے روضہ مبارک	150
غلافِ وصیتِ رسول اللہ ﷺ	150
گنبد کی کھڑکی	151
گنبد خضراء کیسے بچا	151
بادشاہ اگر میرا سر بھی کاٹ لے	153
جسم مبارک چرانے کی سازش	153
سب زندہ در گور ہو گئے	154
بلالی رنگت والے	155
تم آئے نہیں بلائے گئے ہو	155

پہلی بار گندم کی کٹائی	156
تیرے مبارک گھر کی دہلیز پر	156
ان پر اربوں درود کھربوں سلام	157
زندگی میں حضور ﷺ کی زیارت	158

مراقبہ صلوٰۃ وسلام

پیارا بلال قدمین سے اٹھے گا	160
قدمین مبارکین پر ہاتھ	161
حاضری کے وقت نظر کو نیچا رکھو	161

ادب۔۔ادب۔۔ماں کا گھر ہے

دوسروں کا سلام	162
آقا ﷺ کا دل نہ دُکھائیں	163
کیسا دُکھی انسان وہاں سویا ہوا ہے	163

تبرکات سے برکات

نعلین مبارک	164
موئے مبارک	164
ناخن مبارک	165
جُبہ مبارک	165
نبوت کی گود	165
قبر میں کھڑکی	166

اہلِ بیتؓ کا شکوہ

بھیج دی رب نے جنت اسی حجرے میں	168
میں عائشہ کے گھر کھانا کھاتا ہوں	168
ہم عائشہ کے گھر میں رہتے ہیں	169
حضرت ملا علی قاریؒ کی قربانی	170
سلام پہنچانا واجب ہے	170
دعائے وسیلہ	170
نبی رحمت ﷺ کا وسیلہ	171
وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ کی آواز	171
میں جواب دیتا ہوں	171
واپس چل کر سلام کرو	171
ان پڑھ بڑھیا کا انوکھا سلام	172
بارش کی خوشخبری	172
میری ڈیوٹی لگائی ہے	173
جب بھی بھوک لگے	173
آدھی روٹی	173
لاعلاج مریض ٹھیک	174
جسد اطہر کی خصوصیات	174
دروازہ خود بخود کھل گیا	175
جنت کی تمنا کیوں	176
حسنین رضی اللہ عنہم کے ابا کیوں رو رہے ہیں؟	176
حضور ﷺ کے ہاتھوں میں ہاتھ	177
حضور ﷺ تک شور نہ پہنچے	177
روتے روتے انتقال	177
روضہ اقدس پر میرا انتقال ہو گیا	178
روضہ رسول ﷺ پر قبول اسلام	178

پانی کا ڈول لٹکایا	179
اے مسلمانوں کے اِمام	179
قبر مبارک سے اذان	180
رزق کی فراوانی	180
سب کی مغفرت کردی	180
تمہارا رُقعہ پہنچ گیا ہے	181
غلامانِ رسول کا قابلِ دید منظر	181
محبوب کے دروازے پر دھکے	181
حضور ﷺ ہم سے بہت زیادہ خوش ہیں	182
در حضور پر پلکوں سے دستک	182
اشرفیوں کی تھیلی	183
میں آج آپ کا مہمان ہوں	183
مؤذن رو رہا ہے	184
میں پتھر کے پاس نہیں آیا	184
عاجزانہ سلام، زبان دل سے کلام	184
پروانہ نبوت کی موت	185
بے پرواہ دیوانہ	185
قبر مبارک بول اٹھی	186
آقا ﷺ کے نام خط	186
نشہ رنگ لایا پلانے سے پہلے	187
بے قراری سے دیدار تک	187
جنگل کے پتے کھا کر گزارہ کریں گے	187
وعلیکم السلام یا وَلَدِی	188
شاہ جی کے نام شاہ دو عالم ﷺ کا پیغام	188
محمد عربی ﷺ کا سلام	189
حالت بیداری میں دیدار	189
خاموش ملاقات	189
سیّد کی داڑھی اور روضہ مبارک کی جالی	190
کٹی ہوئی زبان جُڑ گئی	190
شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا کشف	191
قبر مبارک سے نور کی لہریں	191
چشمہ بھی اتر گیا	192
محبوب ﷺ کے ہم وطن	192
حضور ﷺ خود سنتے ہیں	192
حرمین پر محبت کا دم	193
روضہ مبارک کا غبار اور کعبہ کی لکڑی	193

اگر روضہ مبارک آسمان پر ہوتا

قربِ نبوی ﷺ کا راز	194
محبتِ رسول ﷺ کا انوکھا واقعہ	194
روضہ اقدس کے سامنے استخارہ	195
یہ باتیں کتابی نہیں وجدانی ہیں	196
حضرت درخواستیؒ کی روضہ مبارک پر حاضری	196
حضور ہمارے سامنے ہیں	196
بغیر سلام روضہ انور کے سامنے سے نہ گزریں	197
کس منہ سے سلام عرض کروں	197
مواجہہ شریف پر انوکھی حاضری	197

حضور ﷺ کا ادب اور ایک ہرنی	198
میرے مواجہ پر عورت نہ آئے	198
گیلانی صاحبؒ کا معمول	199
یہ عاشق مرجائے گا	200
ہاتھ مبارک قبر سے باہر	200
مقتلِ عثمانؓ	201
سفارش لے کر حاضر ہوا ہوں	201
اپنے ایمان کے گواہ بناؤ	201
مُراد پوری ہوگئی	202
جالیوں پر روح پرواز	202
شہنشاہی میں فقیری	202
محبوب ﷺ کو رنج ہوگا	203
آج بھی سلامِ نبوت	204
تیری مغفرت ہوگئی	205
مدینہ کا رزق کارڈ لیجئے	206
حضرت علامہ جامیؒ کی ہمکلامی	206
سفید دانوں والی تسبیح	208
تو نے تو مجھے مروادیا	208
بابا کیسے لاہوری بنا؟	208
آقا ﷺ! یہ یتیم بچہ ہے	209
رحمت دو عالم ﷺ کا خط گورنر کے نام	209
بایزید! اٹھو جا کر اپنی ماں کی خدمت کرو	210
خواجہ نظام الدین اولیاؒ کو روضہ سے بلاوا	210
سعدی لکھتے کیوں نہیں؟ صَلُّوا علیہ وآلہ	210
خواجہ غلام فریدؒ کی روضہ پر حاضری قابل دید	211
خواجہ معین الدین چشتی جالیاں پکڑ کر رونے لگے	212
حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے بہتے آنسو	212
لال شہباز قلندرؒ کا دل گنبد خضراء پر	213
قدم قدم پر درود شریف	213
میرے اوپر بھی مبارک قدم لگا ہے	214
محبوب ﷺ کے قدموں میں	214
نقش نعلین مبارک	215
بیعت کی میں نے سید الکونین ﷺ سے	215
سادات کی عظمت	216
ہمای دعاء بھی اوپر چڑھ جائے	216
گنبد خضراء کے سامنے تجدید بیعت	216
روضہ مبارک پر فرشتے کی عجیب سماعت	217
جب حاضری حضوری میں بدل گئی	218
اپنے آقا ﷺ کو میں نذر کیا دوں	218
بارگاہ رسالت میں دل ونگاہ کی گدائی	219
واہ روضے والے! یہاں صفا مروہ نہیں	220
یہاں آسمان سر جھکاتے ہیں	220
چلو چلو مرنے چلیں	221
قافلے دل کے چل پڑے	222
انگوٹھی میں محبت کے سچے نگینے	223

آنکھوں کی آرزو سے آنسوؤں تک	223
سر جھکائے دلوں کے زخم دکھا رہے تھے	224
گنبد خضراء سبز دستار اوڑھے ہوئے	225
گناہوں کی گٹھڑی بے وزن	226
سرمہ اکھیاں میریاں دا	227
دل کی کلی باغِ تمنا سے مُشکبار	227
مسرت اور عقیدت کے ملے جلے آنسو	228
آج وہ نگاہوں کے سامنے	229

گنبدِ خضریٰ کے سائے میں

سلام کے موتی نذر کر رہے ہیں	231
دنیا میں عرشِ الٰہی کہاں ہے؟	231
مشتاق آنکھوں سے آنسو	232
اس دربار پر انوار کے سب فقیر	232
درود وسلام کے پھول نچھاور کرتے ہیں	233
جہاں ہر نظر سوالی ہے	233
نکل جائے دم صل علیٰ کہتے کہتے	234
خیال کی گڑیاں کہاں سے کہاں جا پہنچیں	234
رب العالمین اور رحمۃ للعالمین ﷺ	235
یہ تو جھولیاں بھرنے کی جگہ ہے	235
اس کی جھولی اتنی بوجھل کیوں ہے	236
جن کے سلسلے سیدھے جنت سے ملتے ہیں	238
در محبوب ﷺ پر حیرانی ہی حیرانی	239
مدینہ میں جنت کا باغ	241
مجھے حضور ﷺ کا بلال رضی اللہ عنہ یاد آ گیا	241
جنت میں آ گیا ہوں	242

محراب النبی ﷺ
منبر نبوی ﷺ

مقام اذان	244
معمول حضرت امی عائشہ رضی اللہ عنہا	244
ہماری یہ دعا بھی قبول ہو جائے گی	245
سب سے پہلے جنت میں کون	245
اذان کیسے پوری ہوئی	246

رحمت کے ستون

استوانہ حنانہ (رونے والا ستون)	246
دعوت فکر	247
استوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا	247
استوانہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ	248
استوانہ سریر	249
حضور ﷺ کا سراماں کے حضور	249
استوانہ حرس یا استوانہ علی رضی اللہ عنہ	250
استوانہ وفود	250
حضور ﷺ کا مصلیٰ	251
ہمارے پاس کیا جواب ہوگا	251
مستقل سفر کر کے آؤں گا	252
شاعر مشرق کی آہ و فغاں	252
خادم تمہارا، سعید آ رہا ہے	252

استوانہ تہجد	253
بیٹی کے گھر ماں کا در	254
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کی کھڑکی	254

باب السلام

اپنے علوم کا سلام پیش کر رہے تھے	256
چلو چلئے مدینہ میوزیم	257

پرنالے کا مقدمہ

پرنالے کی نشاندہی	259
جائے شہادت	259
خوشبوؤں والا گھر	259
اُمِ سُلَیم کیا کر رہی ہو	259

باب الرحمت

عابدین وزاہدین کا تحفہ درود وسلام	261
والد محترم کی قبر	261
فانوس میں عمر مبارک کی روشنی	261

نانا جی کا باغ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا باغ	262
حضرت عزیر علیہ السلام کی سو سالہ آرام گاہ	262

سب سے پہلا مدنی مدرسہ (صفہ)

فقیروں کا لباس	263
باب النساء (عورتوں کے لئے دروازہ)	263
لمحہ فکریہ	264
ذرا دیکھئے باہر کوئی مسافر تو نہیں	264

باب جبریل

یہ دروازہ کہاں کھلتا ہے	267
باب جبریل کے باہر چٹائی پر رات	267
وحی کا راستہ	268
یہاں چھتریاں کیوں	269

داخلہ رجسٹر

ہیر رومہ	270

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بینک اکاؤنٹ

انگوٹھی والا کنواں	271
کیسے کیسے نقش تھے	272
دیوانوں کی بیقراری	273
کوئی نبی کو ملتا کوئی صدیق کو ملتا	274
چادر کا سایہ	275
مسجد قُبا (اسلام کی پہلی مسجد)	275
اونٹنی کو رب کا حکم	275
اونٹنی کیوں نہ اُٹھی	275
مدینہ میں عمرہ کیسے	277
قرآن نے غلام کو امام بنا دیا	277
قبا کی طرف جانے والے دو مسافر	278
مسجد ضرار (منافقین کا اسلحہ ڈپو)	278
مسجد جمعہ (مسجد بنو سالم)	279
کتنے ہی اچھے پڑوسی ہیں	280

مدینہ منورہ کا ذرہ ذرہ روشن ہوگیا	281
بادشاہ بنے نوکر	282
شہید ساتھ ساتھ چلتا رہا	283
مسجد غمامہ (بادلوں والی مسجد)	284
مسجد قبلتین (دو قبلوں والی مسجد)	284

مسجد ذوالحُلَیفہ

مسجد ابی ذرؓ (مسجد سجدہ)	285
مساجدِ خمسہ سے افضل مسجد فتح	286
مسجد فتح میں کی گئی نبوی دعائیں	286

جنت کی خوشبو پہاڑ کے دامن سے

جبل احد کی سرگوشی	289
پہاڑ پہ نقشِ محمد ﷺ	290
72 مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھی گئی	291

جبل رماۃ (تیر اندازوں کا پہاڑ)

بری صحبت کا نتیجہ	292
وہ پتھر ایسا نرم ہوا	292
گرنے کی حالت میں کھڑی ہے	293
حضور اقدس ﷺ زخمی ہوئے تو	293
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا	294
قیامت تک اس پر سلام	294
درخت کو بھی دیدار ملا	294
پتھر بھی رو پڑا	295
مسجد مدرسے کی بنیاد میں حرم کے پتھر	295

انتظار گاہِ آخرت (جنازہ گاہ)

شاہی مہمان خانہ (جنت البقیع)	297
لازوال تاریخ کے روشن مینار	297
جنت البقیع کے سب سے پہلے مہمان	297
اللہ اکبر، کتنے سچے تھے یہ لوگ	298
میں جنت البقیع میں جاؤں گا	298
جنتی مہمانوں کو یوں سلام پیش کریں	299
شاہی مہمانوں کو تکلیف نہ دو	299
جنت البقیع کے اہلِ وفا	300
جنت میں کبوتروں کے منظر	300
یا سید آجاؤ یا سید آجاؤ	301
دل تو قیامت تک چلتا رہے گا	301
شیخ زکریاؒ جنت البقیع میں کھڑے رہے	302
خاتونِ جنت کے قدموں میں	302
جنت البقیع کی مٹی میں	303
جنت البقیع میں ایک قبر کا سوال	303
ادب کا مقام	305
مکی سے مدنی ہو کر جنت البقیع میں	305
ادھر آؤ بیٹا	306
قبر سے مدینہ	306
موت کے بعد اللہ تعالیٰ یہاں پہنچا دیتے ہیں	306
جنت البقیع میں کھڑے بابے کے آنسو	307

الوداعی حاضری

میرے آقا! پھر بلانا	308

الوداع.....الوداع.....الوداع

حاجی کے فراق وجدائی کے الوداعی لمحات	309
فراقِ طیبہ میں میری آنکھیں	310
بادلوں کو برسنے سے روک دیا جائے	311

باغِ محمدی ﷺ

کھجور کے درخت کو پھل لگے یا نہ لگے	314

نبی رحمت ﷺ کے نام سے رجسٹرڈ تحفہ حرمین شریفین

وطن واپسی	317
نئی زندگی کا آغاز	317
آخری گزارش	318
مجھے لے چلو مدینے	319
آرزو کرے تو کرے آدمی مدینے کی	319
سرکار دے روضے تے	320
پہنچ جائیں ہم مدینے	321
ماخذ ومصادر	322

عرضِ مؤلف

الحمدللہ ہر مسلمان شعور کی زندگی میں داخل ہوتے ہی مکے، مدینے سے والہانہ اور دیوانگی سی محبت شروع کر دیتا ہے۔ بڑی بوڑھیاں کسی سے خوش ہوں تو اسے مکے، مدینے کی زیارت کی توفیق ملنے کی دعائیں دیتی ہیں۔ قارئین کے اسی ذوق کی تسکین کا سامان بہم مہیا کرنے کے لئے کافی عرصہ سے یہ آرزو سمندر کی موجوں کی طرح مچل رہی تھی کہ حرمین کے مسافروں کے لئے محبت بھرا گلدستہ تیار کیا جائے جس سے ان کے شوق و ذوق میں اضافہ ہو اور طبیعت مقدس سرزمین کے آداب کا خیال خود بخود کرتی چلی جائے تا کہ یہ سفر صرف سیر و سیاحت بن کر نہ رہ جائے اس پر غور کریں کیونکہ یہ بڑی فکر کی بات ہے کہ اتنی رقم خرچ کر کے وطن، رشتہ دار، خصوصاً اپنی اولاد کو روتے بلکتے چھوڑ کر اس قدر دور دراز کا سفر کر کے بھی حرمین کا سفر پُر کیف نہ ہو تو کیا لطف ہوا۔

اس لیے اس کتاب میں ہر عنوان کو اشعار کے ساتھ اور بزرگوں کے ایمان افروز واقعات کے ساتھ مزین کیا گیا ہے جس سے پڑھنے والے کو ایسا محسوس ہوگا کہ گویا بزرگ کی انگلی پکڑ کر حرمین میں چل رہا ہے یقیناً یہ کتاب حرمین کے مسافر کے لئے مکمل زادِ راہ ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کتاب اب آپ کے ہاتھوں میں ہے اسکو قدرت کی طرف سے مخلصانہ رہنمائی سمجھ کر مطالعہ فرمائیں تا کہ پُرخلوص جذبات و کیفیات کی پوری پوری برکات آپ کو حاصل ہوں اللہ تعالیٰ کا خفیہ نظام ہے کہ آدمی کے ارادہ سے کسی چیز کا نفع منسلک ہوتا ہے مقدار یا معیار کا پیمانہ آدمی کا اپنا نظریہ ہوتا ہے کسی طرف بھی متوجہ ہونے سے پہلے اگر ہم اپنی نظریاتی سطح کو درست کر لیں تو کبھی بھی کسی چیز کو دیکھنے سننے یا پڑھنے سے نہ تکلیف ہو نہ شکایت۔ جہاں ہمیں شکایت ہوتی ہے اکثر وہاں سے کثیر لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہوتا ہے فرق صرف ہماری سوچ کا ہوتا ہے۔ آتشی شیشہ میں کعبہ بھی ٹیڑھا نظر آئے گا حالانکہ کعبہ نہ ٹیڑھا ہوا ہے اور نہ ہی سمت بدلی ہے بس یہ نظر کا شیشہ درست ہو جائے تو ہر چیز میں نور اور ہر طرف سے نفع ہی نفع ہو۔

ہم صرف محتاج ہو کر متوجہ ہوں تو انشاء اللہ کتاب کو جہاں سے کھولیں گے ایمان میں

تازگی ذوق میں بلندی روح میں سُرور پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے کتاب کو ہمیشہ ہمیشہ کی قبولیت سے نوازیں اوراس کتاب کے صدقے میری بیٹیوں اور بیٹوں، محمد اول، محمد ثانی، محمد ثالث، محمد رابع، محمد خامس کو نیک اور دین کا داعی بنائے۔ میری والدہ محترمہ اور اہلیہ کو خیرو عافیت والی زندگی اور کامل مغفرت نصیب فرمائے آمین بجاہ النبی الامی وعلیٰ لہ واصحابہ اجمعین۔

مولانا محمد حبیب اللہ فاروقی نقشبندی

کتاب کا تعارف

جی ہاں اس کتاب کو کھول کے صرف فہرست پر محبت کی نظر ڈالیے یقیناً اس میں انبیاء کرام کی ادائیں صحابہ کرام کی وفائیں اولیآء کرام کی صدائیں غربا کی آہیں، حرمین کے نظارے محبت کے بے مثال فوارے ملیں گے۔ جس میں دل سے ابھرنے والی آرزو، نگاہوں میں مچلنے والی التجاء، اور لبوں سے بکھرنے والی ہر پکار کی تکمیل کی راہ نمائی ہے، جس کے مطالعے سے ایمان میں تازگی، روح میں بالیدگی، ہمت میں بلندی، طبیعت میں محبت کا طوفان پیدا ہوگا۔ جو حرمین کے رنگا رنگ پھولوں کا دفینہ، معلومات کا خزینہ، محبت کا سفینہ، ادب کا سلیقہ ہے۔

جس کو سننے سے لوگوں کے دامن آنسوؤں سے تر ہو جائیں گے اور پڑھتے ہوئے آنکھوں کے بادل برس پڑیں گے۔ جو آپ کو گھر والوں بچوں دوستوں سے ملواتے ہوئے اسٹیشن سے ائیر پورٹ پھر مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کے سامنے حجر اسود، مقام ابراہیم، ملتزم، حطیم، صفا و مروہ، زیارات کے بعد پھر مدینہ منورہ میں مسجد نبوی، ریاض الجنۃ، روضہ مبارک، پھر جنت البقیع میں صحابہ کرام سے ملواتے ہوئے غرضیکہ آپ کی تمام حسرتیں اور ہر طرح کی پیاس بجھا دے گی۔ حتیٰ کہ آپ کو انشاء اللہ واپسی پر گھر آ کر رشتہ داروں اور دوستوں سے ملاقات کروا کر خود بھی مبارک پیش کر کے آپ سے رخصت ہو گی۔ اس لیے ایسے رفیق سفر کے بغیر سفر نہ کریں ورنہ ہر جگہ پریشان و حیران ہو کر دوسرے لوگوں کی نظر کا نشانہ بنیں گے۔ ایسی کتاب جو دس سالہ تجربہ اور پانچ سالہ انتھک محنت کا نتیجہ ہے۔ جو بے شمار کتابوں کا خلاصہ ہے اور اس عنوان کی تمام کتابوں کو اسی ایک کتاب میں آپ پڑھیں گے۔

ایسی کتاب جس میں پڑھنے کے لیے درود شریف کی مسلسل سوغات ملیں گی جس سے زبان ذکر رسول ﷺ سے تر رہے گی۔ یہ ایسی کتاب ہے جو موقع بموقع اپنے ہم سفر کو نرم اور گرم کرتی رہے گی۔ ایسی کتاب جو محبت کے پیاسوں کی پیاس کو بجھا دے گی جو دکھوں کا مداوا کرے، مایوس لوگوں کا حوصلہ بڑھائے، گرتے ہوؤں کو سنبھالے، اور چلتے ہوؤں کو سہارا دے تو ایسے ساتھی کا نام یاد رکھیے وہ ہے بڑھتے قدم سوئے حرم۔

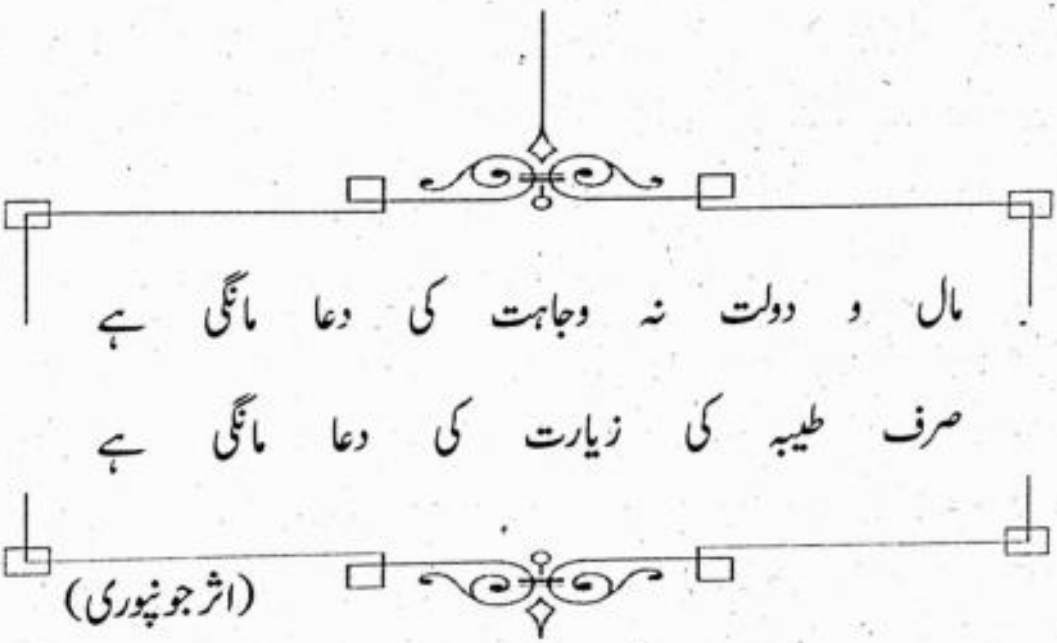

مال و دولت نہ وجاہت کی دعا مانگی ہے
صرف طیبہ کی زیارت کی دعا مانگی ہے

(اثر جونپوری)

بصد احترام چوموں

مدینے جاؤں تو ذرے ذرے کو میں بصد احترام چوموں
وہاں کے انوار صبح چوموں وہاں کے آثار شا م چوموں
ہوئے تھے جس پر سوار آقا اگر وہ مل جائے مجھ کو نا قہ
کبھی میں اس کے رکاب چوموں کبھی میں اس کی لگام چو موں
نبی کی بستی میں جتنے گھر ہیں بڑے معزز ہیں بخت و ر ہیں
لبوں سے میں ان کے باب چوموں نظر سے میں ان کے بام چوموں
کبھی ہوں فرشِ حر م پہ سجدے کبھی مواجہہ پہ آنکھ بر سے
کبھی میں باب البقیع چوموں کبھی میں باب السلام چوموں
جناب جبریل لایا کر تے تھے جو خدا کا کلام ان تک
کبھی کروں میں تلاوت اس کی کبھی وہی میں کلام چوموں
جہاں جہاں بھی قدم دھرے ہوں مرے نبی میرے دلر با نے
میں چوموں ایسے رستے میں ایسے سارے مقام چوموں
جہاں انہوں نے نما ز ادا کی وہ فرش ہے عرش سے بھی اعلیٰ
وہی میں جائے سجود چوموں وہی میں جائے قیام چوموں
مری نظر میں ہے جامِ جم کی نہ کوئی وقعت نہ کوئی قیمت
شہہ دو عالم کا چوبیں (لکڑی کا پیالہ) کہیں ملے تو وہ جام چوموں
درود بھیجوں سلام بھیجوں امین میں صبح و شام بھیجوں
جنوں ہی سمجھے اگر چہ دنیا میں ان کا لکھ لکھ کے نام چوموں

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ زَادَھَا اللّٰہُ تَنْوِیْرًا

یثرب سے مدینہ طیبہ تک

رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُسَمِّیَ الْمَدِیْنَۃَ طَیْبَۃً، اللہ تعالی نے مجھے حکم دیا کہ میں اس شہر کا نام طیبہ رکھ دوں۔ (مسند ابوداؤد طیالسی ج ۲، ۲۰۴)

سیدنا جابر بن سمرہؓ بیان فرماتے ہیں:

کَانُوْا سَمُّوْنَ الْمَدِیْنَۃَ یَثْرِبَ فَسَمَّاھَا رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ طیبہ.

لوگ مدینہ کو یثرب کہتے تھے پھر حضور ﷺ نے اس کا نام طیبہ رکھ دیا۔ اس کے بعد بڑے اعزاز واحترام کے ساتھ یہ نام استعمال ہونے لگا۔ (کنز العمال ج ۱۲، ۲۳۰)

جیسا کہ سیدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ہمراہ غزوہ تبوک سے واپس آرہے تھے۔ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ھذہ طابۃ۔

(بخاری شریف، ج ۱، ۲۵۲۔۔ج، ۲، ۶۳۷)

جب اس شہر خوباں کا مکروہ اور غلط نام، مبارک ومسعود نام سے بدل دیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب جو آدمی مدینہ منورہ کو یثرب کہے گا تو اس کے نامہ ءاعمال میں ایک گناہ لکھا جائے گا۔ (مسند امام احمد)

ایک روایت میں ہے: جو آدمی مدینہ منورہ کو یثرب کہے تو اسے اللہ تعالی سے استغفار کرنا چاہیے کیونکہ یہ طابہ ہے۔ (کنز العمال، ج، ۱۲، ۲۳۸)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ آدمی تین مرتبہ استغفار کرے۔ امام بخاری المتوفی ۲۵۶ھ۔ ۸۷۰ء نے اپنی تاریخ میں یہ روایت بیان کی ہے: جو شخص ایک دفعہ یثرب کہے تو اس کی تلافی اور تدارک کے لیئے وہ دس دفعہ مدینہ کہے۔ (وفا الوفاج، ج ۱، ۸)

اس طرح لفظ یثرب شجر ممنوعہ قرار دیا گیا اور پھر یہ شہر خوباں ،، مدینۃ المنورہ ،، جیسے پاکیزہ نام سے ایسی آب وتاب اور آن بان سے آفاقِ عالم میں جگ مگایا کہ تا ابد اس کی تابندگی و درخشندگی قائم رہے گی۔

وادیءِ یثرب اچانک نور میں نہلا گئی ❁ ظلمتوں کی خرمنوں پر روشنی سی چھا گئی

قافلے آگے بڑھے منزل نگاہ میں آگئی ❁ دیکھ کر آقا کا چہرہ چاندنی شرما گئی

حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اے اللہ! ہمارے نزدیک مدینہ کو اسی طرح محبوب کردے جیسے مکہ محبوب تھا، یا اس سے بھی زیادہ۔ اور مدینہ کی فضاء صحت بخش بنادے اور اس کے صاع اور مد (غلے کے پیمانوں) میں برکت دے اور اس کا بخار منتقل کر کے جُحفہ پہنچادے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا سن لی اور حالات بدل گئے۔ (حدیث)

چلو مدینے چلو مدینے

کہے ہے شوق نبی ﷺ یہ آ کر چلو مدینے چلو مدینے
میں ہوں گا دل سے تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے
صبا بھی لانے لگی ہے اب تو نسیمِ طیبہ نسیمِ طیبہ
کہے ہے شوق اب ہوا میں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے
خدا کے گھر میں رہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی ہے آخر
مریں گے اب تو نبی ﷺ کے در پر چلو مدینے چلو مدینے
شہر شہر کیوں پھرے ہے مارا جو دونوں عالم کی چاہے دولت
تو سر قدم ہو کے وِرد یہ کر چلو مدینے چلو مدینے
یہ جذبِ عشق محمدی ﷺ ہیں دلوں کو امت کے کھینچتے ہیں
کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے
رجب کے ہوتے ہیں جب مہینے بھرے ہیں شوقِ نبی ﷺ سے سینے
صدا یہ مکے میں کُو بکُو ہے چلو مدینے چلو مدینے
ہلاکت امداد اب تو آئی جو فوجِ عصیاں نے کی چڑھائی۔
نجات چاہو تو اے برادر چلو مدینے چلو مدینے

پہلے اپنی روح کو دھولو

ایک دفعہ بنوری ٹاؤن میں حضرت مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ، حضرت شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ اور مولانا ابرارالحق رحمہ اللہ موجود تھے۔ عرب اور غیر عرب کے علماء بیٹھے تھے۔ وہاں ایک سوال چلا کہ صاحب! ہم پہلے استغفار پڑھیں یا درود شریف؟؟؟ اُن میں مولانا شاہ عبدالغنی رحمہ

اللہ سے سب نے کہا: حضرت! آپ بیان کیجئے۔ آپ ہم سب میں بڑے ہیں اور حکیم الامت کے خلیفہ ہیں۔ تو حضرت نے جواب دیا کہ اس کا میں وہی جواب دے رہا ہوں جو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے دیا تھا۔ جب ان سے کسی نے ایسا سوال کیا تھا تو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا! تم پہلے کپڑا دھوتے ہو یا پہلے عطر لگاتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ پہلے کپڑا دھوئیں گے۔ تو حضرت نے فرمایا: استغفار کر کے پہلے اپنی روح کو دھولو۔ اور پھر درود شریف کا عطر لگاؤ۔ اس لئے مدینہ منورہ کے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے استغفار کریں پھر درود شریف پڑھتے ہوئے چلیں۔

مدینہ کے سفر کی ابتداء ایسے کریں

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ قول بدیع میں تحریر فرماتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ جب مدینہ منورہ کے مکانات اور درختوں وغیرہ پر نظر پڑے تو درود شریف کثرت سے پڑھیں اور جتنا قریب ہوتے جائیں اتنا ہی درود شریف میں اضافہ کرتے جائیں اس لیے کہ یہ مواقع وحی اور قرآن پاک کے نزول سے معمور ہیں حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کی بار بار یہاں آمد ہوئی ہے اور اس شہر کی مٹی سے سید البشر ﷺ کا خمیر اٹھایا گیا ہے اسی جگہ سے اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کی سنتوں کی اشاعت ہوئی ہے یہ فضائل اور خیرات کے مناظر ہیں یہاں پہنچ کر اپنے دل کو نہایت ہیبت اور تعظیم سے بھرپور کرلیں گویا کہ حضور ﷺ کی زیارت کر رہا ہے۔ اس لیے درود شریف کی کثرت رکھیں۔

جب میں باغ میں گیا سب طوطیاں تھیں خوش نوا
کہتی تھیں نعت مصطفی بلغ العلیٰ بکمالہ
قمریاں بھی تھیں اپنے ذوق میں ڈالی تھی گردن طوق میں
کہہ رہی تھیں کشف الدجیٰ بجمالہ
بلبلیں تھیں سو بسو لے لے کے ہر گل کی خوشبو
کرتیں تھیں باہم گفتگو حسنت جمیع خصالہ
چڑیوں کے سن کر یہ چہچہے انساں بھلا کیوں چپ رہے
لازم ہے اس پر یوں کہے صلوا علیہ و آلہ

درود شریف کے فضائل و برکات

آنحضرت ﷺ پر درود شریف بھیجنے سے یہ دولتیں میسر آتی ہیں۔ درود شریف پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور رسول اللہ ﷺ رحمت بھیجتے ہیں..... خطاؤں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

اس سے اعمال بڑھتے اور پاکیزہ ہوتے ہیں درجے بلند ہوتے ہیں، گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے..... درود شریف اپنے پڑھنے والے کے لیے استغفار کرتا ہے..... درود شریف پڑھنے والے کے لیے ایک قیراط کا اجر لکھا جاتا ہے۔ (ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے)..... اس کا اجر کامل ترین پیمانے سے تولا جاتا ہے..... جو شخص اپنا تمام تر وظیفہ درود شریف پڑھنے کو بنالے اس کے دنیا و آخرت کے تمام امور کی کفایت ہو جاتی ہے..... خطائیں مٹادی جاتی ہیں..... درود شریف پڑھنا غلاموں کے آزاد کرنے سے افضل ہے..... رسول اللہ ﷺ اس کی برکت سے (درود شریف پڑھنے والے کے حق میں) شہادت دیں گے..... اور اس کے لیے شفاعت واجب ہو جائے گی..... اللہ تعالیٰ کی رضا و رحمت نصیب ہوگی..... اللہ تعالیٰ کے غصہ سے پناہ ملے گی..... عرش الٰہی کے سائے میں جگہ ملے گی..... روز محشر میں نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائے گا..... حوض کوثر پر حاضری نصیب ہوگی..... محشر میں پیاس سے امان اور دوزخ سے آزادی نصیب ہوگی۔۔ پل صراط سے (تیزی کے ساتھ) پار ہو جائے گا۔ مرنے سے پہلے جنت میں اپنے قرب والی جگہ کو دیکھ لے گا..... جنت میں جنتی حوروں سے شادی ہوگی..... درود شریف پڑھنا بیس سے زیادہ غزوات (جہاد) سے بڑھ کر ہے (ایک غزوہ چار سو حج کے برابر ہوتا ہے)..... تنگ دست کے لیے صدقہ کے قائم مقام ہے..... درود شریف زکوٰۃ اور طہارت ہے..... اس کی برکت سے مال بڑھتا ہے..... سو 100 سے زیادہ حاجتیں پوری ہوتی ہیں..... اور یہ ایسی عبادت ہے کہ بارگاہ الٰہی میں تمام اعمال سے زیادہ محبوب ہے..... اس کے ذریعہ خیر کے موقعوں کو تلاش کیا جاتا ہے..... درود شریف پڑھنے والے کو آنحضرت ﷺ کا سب سے زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے..... اس سے وہ خود بھی نفع اٹھاتا ہے اور اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد بھی نفع پاتی ہے..... اور وہ شخص بھی نفع اٹھاتا ہے جس کے نامہ اعمال میں اس کا ثواب ہدیہ کیا جائے..... درود شریف اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول ﷺ کا قرب عطا کرتا ہے..... اور دل کا نور ہے..... دشمنوں کے مقابلہ میں نصرت عطا کرتا ہے

.....قلب کو نفاق اور زنگ سے پاک کرتا ہے.....لوگوں کے دلوں میں (پڑھنے والے کی) محبت ثبت کرتا ہے.....اس کی بدولت خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت شریفہ نصیب ہوتی ہے.....اپنے پڑھنے والے کو لوگوں کی غیبت سے بچاتا ہے.....اور یہ من جملہ ان اعمال کے ہے جو سب سے زیادہ برکت.....سب سے افضل اور دین ودنیا میں سب سے زیادہ نافع ہیں.....۔ان فوائد کے علاوہ بھی درود شریف کے اور بہت سے ثواب اور فوائد ہیں جو ایک ایسے سمجھدار کو درود شریف کی رغبت دلاتے ہیں .....جو اعمال کے ذخیرے جمع کرنے اور خوشنما آرزوؤں کا پھل چُننے کا حریص ہو.....ایسے عمل کے ذریعہ جو ایسے فضائل عظیمہ مناقب کریمہ اور فوائد کثیرہ عمیمہ پر مشتمل ہے جو اس کے سوا کسی اور عمل میں نہیں پائے جاتے .....اور اس کے سوا دوسرے افعال واقوال میں نہیں پہچانے جاتے....صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا

کے پچھیا شہد دی مکھی توں ❁ دس کہڑا عمل توں کردی ایں
تیرا شہد ہے مٹھا شفاء والا ❁ اے مٹھاس کتھوں بھردی ایں
گل سنڑ مکھی نے جواب دِتا ❁ سنڑ جہڑا عمل میں کردی آں
بس ارشد عاجز ہرویلے ❁ میں دُرود نبی ﷺ تے پڑھ دی آں

ایسا عمل جس میں رب بھی شریک

درود شریف ایک ایسا عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کے ساتھ اس درود شریف والے عمل میں شریک ہین اور یہ ایسا واحد عمل ہے کہ مرنے کے بعد سب اعمال ختم ہو جائیں گے مگر درود شریف والا عمل ایسا مبارک عمل ہے کہ یہ ختم نہ ہوگا۔ کیونکہ سب مخلوق فانی ہے ختم ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کی ذات باقی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر درود بھیجتے ہیں تو اس طرح یہ درود والا عمل ختم نہ ہوگا اس لیے زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھیں تا کہ ناختم ہونے والے عمل کے ذریعے اپنی دنیا اور آخرت کے لئے خوب اجر کمالیں۔

رب اپنے محبوبؐ سے دیکھو یوں بھی محبت کرتا ہے
مل کر ساتھ فرشتوں کے وہ انؐ پہ درود بھی پڑھتا ہے

درود وسلام کے مبارک کلمات

ہر عبادت کا پتہ نہیں کہ وہ قبول ہوئی بھی ہے کہ نہیں مگر درود شریف ایسی عبادت ہے کہ

زبان سے ادا ہوتے ہی قبول ہو جاتی ہے۔ سبحان اللہ!

- يَا رَحْمٰنُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْبُرْهَانْ
- يَا رَحِيْم صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْوَسِيْم
- يَا مَلِكُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْوَرِعْ
- يَا قُدُّوْسُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُقَدَّسْ
- يَا سَلَامُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْاَمَانْ
- يَا مُؤْمِنُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُعْلِنْ
- يَا مُهَيْمِنُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُيَسِّرْ
- يَا عَزِيْزُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُبِيْنْ
- يَا جَبَّارُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارْ
- يَا مُتَكَبِّرُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُتَضَرِّعْ
- يَا خَالِقُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ السَّابِقْ
- يَا بَارِئُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْبَارِعْ
- يَا مُصَوِّرُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُذَكِّرْ
- يَا غَفَّارُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الشَّكَّارْ
- يَا قَهَّارُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الذَّكَّارْ
- يَا وَهَّابُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الرَّهَّابْ
- يَا رَزَّاقُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْجَوَّادْ
- يَا فَتَّاحُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْاَوَّاهْ
- يَا عَلِيْمُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْحَلِيْم
- يَا قَابِضُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْقَاسِمْ
- يَا بَاسِطُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الشَّاهِدْ

- يَا خَافِضُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْوَاضِعْ
- يَا رَافِعُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الشَّافِعْ
- يَا مُعِزُّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُعِيْن
- يَا مُذِلُّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُزِيْلْ
- يَا سَمِيعُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الشَّفِيْع
- يَا بَصِيرُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْبَشِيْر
- يَا حَكَمُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْاَكْرَمْ
- يَا عَدْلُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْبَدَرْ
- يَا لَطِيفُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْحَنِيفْ
- يَا خَبِيرُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ النَّذِيْر
- يَا حَلِيمُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْحَكِيمْ
- يَا عَظِيمُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمْ
- يَا غَفُوْرُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الظَّفُورْ
- يَا شَكُورُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الطَّهُورْ
- يَا عَلِيُّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ التَّقِيّ
- يَا كَبِيرُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْاَجِيرْ
- يَا حَفِيظُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْعَزِيزْ
- يَا مُقِيتُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُقِيمْ
- يَا حَسِيبُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ النَّسِيبْ
- يَا جَلِيلُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْخَلِيلْ
- يَا كَرِيمُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الرَّحِيمْ
- يَا رَقِيبُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِي الْحَبِيبْ

- يَا مُجِيْبُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُنِيْبُ
- يَا وَاسِعُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْخَاشِعُ
- يَا حَكِيْمُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الزَّعِيْمُ
- يَا وَدُوْدُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْهَجُوْد
- يَا مَجِيْدُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ السَّعِيْدُ
- يَا بَاعِثُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الرَّاغِبُ
- يَا شَهِيْدُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الرَّشِيْدُ
- يَا حَقُّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْاَصْدَقُ
- يَا وَكِيْلُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْجَلِيْلُ
- يَا قَوِيُّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الصَّفِيِّ
- يَا مَتِيْنُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْاَمِيْنُ
- يَا وَلِيُّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْوَفِيِّ
- يَا حَمِيْدُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ السَّدِيْدُ
- يَا مُحْصِيُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُعْلِيُ
- يَا مُبْدِئُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُقْرِئُ
- يَا مُعِيْدُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُجِيْدُ
- يَا مُحْيِ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِي الْاُمِّيِّ
- يَا مُمِيْتُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُنِيْرُ
- يَا حَيُّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْخَيْرُ
- يَا قَيُّوْمُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمَنْصُوْرُ
- يَا وَاجِدُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْوَاعِدُ
- يَا مَاجِدُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْعَابِدُ

- يَاوَاحِدُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْقَائِدْ
- يَااَحَدُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْقَمَرْ
- يَاصَمَدُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْبَشَرْ
- يَا قَادِرُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الشَّاكِرْ
- يَا مُقْتَدِرُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُقْتَصِدْ
- يَا مُقَدِّمُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُقَدَّمْ
- يَامؤَخِّرُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُبَشِّرْ
- يَا اَوَّلُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْاَجْمَلْ
- يَا اٰخِرُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الذَّاكِرْ
- يَاظَاهِرُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الزَّاهِرْ
- يَابَاطِنُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِي الْآمِنْ
- يَا وَالِيُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الرَّاجِيْ
- يَا مُتَعَالِيُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ التَّالِيْ
- يَا بَرُّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْبَحرْ
- يَاتَوَّابُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْحَمَّادْ
- يَامُنْتَقِمُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُبْتَهِلْ
- يَاعَفُوُّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُتَلُوْ
- يَا رَؤُفُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْعَطُوفْ
- يَامَالِكَ الْمُلْكْ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ حَامِلِ لِوَاءِ الْحَمْدْ
- يَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامْ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْهُدىٰ وَالْهُمَامْ
- يَا مُقْسِطُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْلِحْ
- يا جَامِعُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِي الخَاضِعْ

- يَا غَنِيّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِي السَّخِيّ
- يَا مُغْنِيُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُهْدِيُ
- يَا مَانِعُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الشَّافِعُ
- يَا ضَارّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْكَافّ
- يَا نَافِعُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الصَّالِحُ
- يَا نُوْرُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الرُّوْحُ
- يَا هَادِيُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الشَّافِيُ
- يَا بَدِيْعُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْبَهِيّ
- يَا بَاقِيُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِي الْمَاحِيُ
- يَا وَارِثُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْغَالِبُ
- يَا رَشِيْدُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ النَّجِيدُ
- يَا صَبُوْرُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الشَّكُورُ

ہمارے درود شریف کی کیا ضرورت ہے؟

ان اللّٰہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی (بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں نبی پر) علامہ رازیؒ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جب اللہ جل شانہ اور اس کے ملائکہ حضور ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو پھر ہمارے درود کی کیا ضرورت رہی اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا درود شریف حضور ﷺ کی محبت اور اظہارِ عظمت کے واسطے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کا اپنے بندوں کو حکم دیا حالانکہ اللہ جل شانہ کو اس کے پاک ذکر کی بالکل ضرورت نہیں۔

گل کے ترانے بھول گئے ہمدم کے فسانے چھوٹ گئے
اب تو وظیفہ یہ ہے ہمارا ﷺ

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے ✤ ذکرِ حبیب ہی اصل میں وصلِ حبیب ہے

درود شریف کا کوئی بھی صیغہ ہو مقبول ہے

ولی کامل حضرت خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ (کندیاں شریف والے) سے ایک آدمی نے

آ کر عرض کیا کہ حضرت درود تنجینا چھپوانے کے لیے گیا تو پریس والے نے کہا اس کا کوئی ثبوت ہے تو اس پر میں خاموش ہو گیا حضرت نے فرمایا درود شریف کا کوئی بھی صیغہ ہو وہ درود شریف مقبول ہی مقبول ہے پھر فرمایا ایک مرتبہ ائیر پورٹ پر ہمارے ایک ساتھی کو روک لیا کہ یہ ہیروئن پیتا ہے تو فقیر نے درود تنجینا پڑھنا شروع کیا ابھی پندرہ مرتبہ پڑھا ہو گا کہ سامنے آتا دکھائی دیا پوچھنے پر بتایا کہ ڈاکٹر نے تصدیق کر دی ہے کہ یہ آدمی نشہ نہیں کرتا۔ اس واقعہ کے سنانے کے بعد حضرت نے فرمایا یہ درود شریف تو ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں مشکلات کے لیے 313 مرتبہ پڑھنے کا معمول چلا آ رہا ہے درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَ الْاٰفَاتِ وَ تَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَ تُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَ تَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَ تُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔

کبھی ہوا نہیں ایسا کہ مستجاب نہ ہو
دُرود پڑھ کے دعا کر رہا ہوں روز و شب

دوردشریف موت کے وقت بھی

شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے کتاب فضائل دوردشریف میں کثرت درود شریف کے دو اہم فائدے لکھیں ہیں: (۱) علامہ سخاویؒ نے حضرت امام زین العابدینؒ سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنا اہل سنت ہونے کی علامت ہے (۲) نزھۃ المجالس میں لکھا ہے کہ ایک صاحب کسی بیمار کے پاس گئے ان کی نزع حالت تھی ان سے پوچھا کہ موت کی کڑواہٹ کیسے مل رہی ہے انہوں نے کہا مجھے کچھ نہیں معلوم ہو رہا اس لئے کہ میں نے علماء سے سنا ہے جو شخص کثرت سے درود شریف پڑھتا ہے وہ موت کی تلخی سے محفوظ رہتا ہے۔ اللہ اکبر کتنا بڑا عظیم عمل ہے کہ درود شریف موت کے وقت بھی پڑھنے والے کو تنہا نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت سے درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اپنے دامن میں درودوں کے سوا کچھ بھی نہیں
لے کے محشر میں یہی حسنِ عمل جائیں گے
اپنے گھر روز درودوں کی سجاؤ محفل
دیکھتے دیکھتے حالات بدل جائیں گے

اس درود شریف کو پسند فرمایا

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حرز ثمین نمبر ۱۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد صاحب نے ان الفاظ کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ **اللھم صل علی محمد النبی الامی و آلہ وبارك وسلم** ۔ میں نے خواب میں اس درود شریف کو حضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت گرامی میں پڑھا تو آپ ﷺ نے اسے پسند فرمایا۔

(فضائل درود شریف ۶۴)

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کچھ بھی اس خاندان کو حاصل ہوا اسی درود شریف کی برکت سے حاصل ہوا۔ اس کو جس طرح بھی پڑھو مجرب ہے۔

یہ دُرود نہیں، محبوب سے ملنے کا زینہ ہے
آقا ﷺ کی محبت کا عجیب گنجینہ ہے

دولہے نے انوکھا حق مہر ادا کیا

افریقی ملک موری طانیہ میں ایک شہری نے اپنی بیٹی کے نکاح میں دولہے سے تقاضا کیا کہ وہ اس کی بیٹی کو حق مہر میں رقم یا جائیداد دینے کے بجائے نبی کریم ﷺ کی ذات پر دس لاکھ مرتبہ درود بھیجے دولہا ایک پڑھا لکھا اور اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان تھا تاہم بے روزگاری کے باعث وہ مالی مشکلات کا شکار تھا جس کی وجہ سے اس کے سسر نے اس سے حق مہر میں درود شریف پڑھنے کا مطالبہ کیا دولہے نے یہ انوکھا حق مہر بھی ادا کر دیا ہے۔ جب کہ اب اس کے سسر کا مطالبہ ہے کہ اس حق مہر کو نکاح نامہ میں بھی درج کیا جائے۔

ہے جمیل آپ ہی کا جوادنیٰ غلام ✤ لے کے آیا ہے تحفہ درود و سلام
کیجئے اس کو مقبول خیرالانام ✤ اس کی برکت سے بن جائے گا اس کا کام

حیدری التجاء درود شریف کے سائے میں

ایک بھائی نے اپنی آنکھوں دیکھی کرامت بتائی۔ وہ کہتا ہے کہ میں خیر پور میرس سندھ جیل میں ملازمت کرتا تھا تو جیل کے اندر پینے کے لیئے نہانے کے لیئے کڑوا پانی تھا تو میں نے وہاں جیل کے افسر سے پوچھا کہ بھائی پانی کڑوا ہے یہ کیا مسئلہ ہے؟ اس نے کہا کہ پوری جیل میں زمین کا پانی کڑوا ہے ہم نے ہر ممکن کوشش کی ہے مگر پانی جوں کا توں ہے، اس کے لیئے ہم پریشان ہیں۔ تو کچھ دن بعد اسی جیل میں علامہ حیدری رحمۃ اللہ علیہ گرفتار ہو کر آئے۔ تو میں باوجود مسلکی اختلاف کے ان کو اللہ کا کامل ولی مانتا تھا۔ تو میں رات کو عشاء کی نماز کے بعد حضرت مولانا علامہ حیدری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا، سلام و دعا کے بعد میں نے کہا حضرت اس جیل میں سارا پانی کڑوا ہے اور تمام جیل کے عملے اور قیدی حضرات کو اسکی وجہ سے بڑی مشکل کا سامنا ہوتا ہے، آپ نے فرمایا بھائی پریشان نہ ہو۔ تو جا اور سپریڈینٹ جیل کو میرے پاس بلا کر لا، سپریڈینٹ صاحب حاضر ہو گئے۔ تو مولانا نے فرمایا: سپریڈینٹ صاحب! آپ اپنے بورنگ والے مستری کا اور سامان کا انتظام کریں، صبح کے وقت جس جگہ کا میں تعین کروں اسی جگہ پر بور کیا جائے تو انشاء اللہ پانی میٹھا نکل آئے گا۔ وہ صاحب چلے گئے۔ تو رات کو علامہ حیدری رحمۃ اللہ علیہ نے قیدی ساتھیوں کو جمع فرمایا اور کہا: آج ہم اپنے پیارے محبوب نبی ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں تحفہ درود بھیجنے کے لیئے محفلِ درود سجاتے ہیں، اس کے بعد صبح تہجد تک وہ محفلِ درود قائم رہی، اس کے بعد حیدری رحمۃ اللہ علیہ سمیت تمام قیدیوں نے نمازِ تہجد ادا کی اور پھر اللہ تعالیٰ سے اس مسئلے کے حل کے لیئے دعا کی۔ پھر نمازِ فجر کے بعد سپریڈینٹ جیل آیا اور کہا حضرت مستری آچکا ہے آپ تشریف لے چلیں اور جگہ کا تعین کر دیں، حضرت نے جا کر جگہ کا تعین کیا اس کے بعد مستری نے بور کیا تو پانی میٹھا نکل آیا۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ اس کے بعد آج تک ہم نے اور کافی جگہ پر بور کیئے مگر پانی کڑوا نکلتا ہے بلکہ جس جگہ کا تعین حضرت نے کیا تھا اس کے نزدیک بھی کوشش کی مگر پانی کڑوا نکلتا ہے۔ تو اس دن مجھے بھی اور سپریڈینٹ جیل کو مجبوراً کہنا پڑا کہ یہ خصوصیت و کرامت اس مردِ قلندر اور اصحابِ محمد ﷺ کے غلام حیدری صاحب کی ہے۔

مشکل جو سر پہ آ پڑی ✠ تیرے ہی نام سے ٹلی
رحمت بھرا ہے تیرا نام ✠ تجھ پر درود اور سلام

قبلۂ نماز سے قبلۂ دل کی طرف

دن رات برستے ہیں انوار مدینہ میں ✽ ہیں دونوں جہاں کے سردار مدینہ میں
مجرم ہوں تو کیا غم ہے عاصی ہوں تو کیا ڈر ہے ہیں مجرم و عاصی کے غمخوار مدینہ میں

حج یا عمرہ ہو گیا اب اس آقا ﷺ کے شہر کی طرف روانگی ہے۔ جہاں فرشتوں کے سردار بھی عاجزی اور ادب کیساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ جہاں بار بار جبریل امیں تشریف لاتے تھے۔

جنہیں جبریل و رضوان درِ فردوس کہتے ہیں
یہ سب کوئے محمد (ﷺ) کے گدا معلوم ہوتے ہیں

عرش و کرسی سے بالاتر

علامہ سمھودی رحمۃ اللہ علیہ وفاء الوفا میں فرماتے ہیں مدینہ منورہ میں وہ مقام جہاں حضور ﷺ آرام فرما ہیں یہ حصہ ساری کائنات سے زیادہ افضل و متبرک ہے۔ ساتوں آسمان، زمین، عرش، کرسی حتیٰ کہ کعبۃ اللہ سے بھی بلند اور فزوں تر ہے یہی اہلسنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے۔

جنت مدینے میں باغِ جنت مدینے میں ✽ ہر اک چیز ہے نشانِ جنت مدینے میں
زمیں پر کیوں نہ جھکے آسماں مدینے میں ✽ ہیں محوِ خواب شہ دو جہاں ﷺ مدینے میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مدینے کے ہر دَرّے پر فرشتے مقرر ہیں اس میں طاعون اور دَجّال داخل نہ ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ قبرِ اطہر کو ستر ہزار فرشتے رات کو گھیرے رہتے ہیں اور (۷۰) ستر ہزار فرشتے دن کو گھیرے رہتے ہیں حتی کہ زمین پھٹ جائے گی تو وہ فرشتے جھپٹ کر حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم بجالائیں گے لہذا اپنے ذوق و شوق کو تازہ کر کے آقا ﷺ کے شہر کی طرف جانے کا ارادہ کریں۔

جی چاہتا ہے کہ کوچۂ انوار میں چلوں ✽ اپنے رسول کی سرکار میں چلوں
تنہائیوں میں سوچتا ہوں دوستو ✽ مقدر ہو تو شہرِ پُر انوار میں چلوں
نعلینِ پاک آپ کا پالوں جو آئے نظر ✽ سر پر رکھوں اور سایۂ دیوار میں چلوں

گنہگار امتی کے لئے درِ حبیب ﷺ کی جھلک معراج سے کم نہیں۔ خوب گڑگڑا کر استغفار کریں اور اپنے خالق حقیقی سے دعاء کریں کہ اے خداوند قدوس! مجھے

دربارِ حبیب ﷺ کے آداب کی رعایت کی توفیق عنایت فرما۔ خلوصِ دل کیساتھ درود شریف کا وِرد شروع کریں کہ فرشتے ہر امتی کا درود پہنچاتے ہیں۔

درود پڑھ کر مری سانسوں کی خوشبو پھیلتی ہے دُور دُور
تب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور
مرے دردِ دل کی دوا یہی صلّوا علیہ وآلہ
ہے ظلمتِ غم میں ضیا یہی صلّوا علیہ وآلہ

خبردار! راہ طیبہ کی دشواریوں اور مشکلات کو زبان پر حرفِ شکایت کے بغیر فراخ دلی سے برداشت کریں۔ جوں جوں محبوب ﷺ (فداہ ابی وامی وروحی) کا پیارا شہر قریب آتا جائے حاضری کے اشتیاق میں بھی اضافہ ہوتا جائے۔

شوقِ پابوسی لئے چل تو مدینہ مجھ کو ✽ زہے قسمت کہ بلایا ہے نبی نے مجھ کو

اے زائر! اپنی خوش بختی پر ناز کر ایسی خوش نصیبی اور قسمت پر شکر کر کہ آج قسمت کا ستارہ عروج پر ہے۔ ہزاروں بندے اس در کی زیارت کی تمنا لئے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ کریم کی کرم نوازی ہے کہ اس نے یہ سعادت مقدر میں کی کہ گناہوں سے لدے ہوئے

عاصی کو یہاں پہنچایا جہاں کی باریابی کی تمنا میں ملائکہ برسوں سجدہ ریز ہونے کو باعث عزت وافتخار سمجھتے ہیں۔ آج دریائے رحمت جوش میں ہے۔ اپنے مالکِ حقیقی کا شکر ادا کرتے ہوئے زندگی کے اس حسین ومقدس سفر کا آغاز کریں تاکہ محبت سے لبریز دل ونگاہ سے آقا ﷺ کے شہر کا سفر طے ہو۔

نبی (ﷺ) کے عشق میں جو دل جگمگاتے ہیں ✽ وہ خوش نصیب مدینے میں بلائے جاتے ہیں

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وبَارَكَ وَسَلَّمَ۔

اونٹنی کے قدم کا ادب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے راستے میں اپنی اونٹنی کا سر پکڑ کر موڑتے اور کہتے کہ شاید میری اونٹنی کا پیر کہیں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے قدم کی جگہ نہ پڑ جائے۔ بار بار خیال آتے ہی ایسا کرتے رہتے تھے کیونکہ اس سرزمین کے دامن میں آفتابِ نبوت

اور آفتابِ نبوت کی سواری کے قدموں کے نشانات کی امانت محفوظ ہے۔ یہ کمال درجہ کا ادب ہے کہ محبوب ﷺ کی اونٹنی کے قدم والی جگہ کا بھی احترام کرتے تھے۔

دِیاروں میں سب سے حَسیں ہے مدینہ ✽ شہِ دو جہاں کا امیں ہے مدینہ
اس آس پہ جیتا ہوں کہ کہہ دے کوئی آ کر ✽ چل تجھ کو مدینہ میں سرکار بلاتے ہیں

اونٹوں کی قطاریں ہی قطاریں

عشق سے زخمی جن کے سینے ہوتے ہیں ✽ ان لوگوں کے اشک نگینے ہوتے ہیں
رحمت کے وہ خاص مہینے ہوتے ہیں ✽ جب ہم مکے مدینے ہوتے ہیں

ایک غریب طالب علم جو کہ اپنے گھر سے کافی دور ایک مدرسے میں پڑھتا تھا۔ کلاس میں اساتذہ گاہے بگاہے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی باتیں سناتے وہاں کے شہر، پہاڑ، خاک مبارک وہاں کے خوش بخت لوگوں اور وہاں کے اونٹوں کا تذکرہ بہت ہی محبت بھرے انداز میں کرتے ۔طالب علم کہتا ہے کہ سن کر دل کرتا کہ بس پیدل چل پڑوں اسی طرح یہ محبت مچلتی رہی کہ ایک مرتبہ گھر آ رہا تھا تو راستے میں بس یہی خیال گردش کر رہا تھا کہ اچانک نظر اٹھی تو اونٹوں کی قطاریں ہی قطاریں نظر آئیں۔ نظر پڑتے ہی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں فوراً دعاء کی کہ یارب! کبھی مدینہ جا کر بھی اونٹوں کی قطاریں دیکھوں گا شاید قبولیت کا وقت تھا سارے مراحل طے ہوتے گئے حتیٰ کہ کچھ عرصہ بعد جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ بس پر جاتے ہوئے راستے میں اونٹوں کی قطاریں نظر آئیں تو اپنے نصیب پر خوشی سے رونے لگا تو ساتھ والوں نے اچانک رونے کا سبب پوچھا تو اس نے پورا واقعہ سنایا تو ان کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے روضہ مبارک پر پہنچ کر آنسوؤں کی لڑیوں نے محبت کا ہار پرونے لگا۔ دل بار بار کہہ رہا تھا کچھ بھی ہو آج جالی مبارک سے سینہ لگا کر حسرت پوری کروں گا۔

اشکوں کی لڑی کوئی، اب ٹوٹنے مت دینا ✽ آقا ﷺ کے لئے مجھ کو کچھ ہار بنانے دو
جو چاہو سزا دینا محبوب ﷺ کے دربانو! ✽ اک بار تو جالی کو سینے سے لگانے دو

پہلے مدینے کی ٹکٹ لے لو

بلال نے کتاب فضائل حج کے نیچے دیے ہوئے بوسیدہ سے لفافے کو نکالا اور ایک بار پھر اس میں موجود اپنی جمع شدہ جیب خرچ اور بچی ہوئی عیدی کے کڑکڑاتے نوٹوں کو گننے لگا۔ سو اور

پچاس کے چند نئے نوٹ تھے۔ دس اور بیس کے اَن گنت نوٹ اور پانچ سو کا نوٹ تھا۔ جو دادا ابو نے اسے مسجد میں اذان دینے کی خوشی میں اعزازی طور پر دئے تھے۔ پانچ سو کے اس نوٹ کو بلال جب بھی دیکھتا تو وہی خوشی کا احساس ہوتا جو اس وقت ہوا تھا۔ آج جب بلال نے پیسے گنے تو ششدر رہ گیا پیسے بہت زیادہ تھے بظاہر تو چند نوٹ.....لیکن پورے نوے ہزار! بلال نے ایک بار پھر گنے لیکن وہ نوے ہزار ہی تھے۔ بلال نے جس کام کے لیے پیسے جمع کرنا شروع کیے تھے اس کے لیے نوے ہزار ہی مطلوب تھے اور آج یقیناً اس کی کوئی غیبی مدد ہوئی تھی جو چند نوٹ وہ بھی دس بیس والے نوے ہزار ہو گئے تھے۔ بلال کو اپنی ذہنی حالت پر شبہ ہونے لگا۔ وہ دوڑا دوڑا امی کے پاس گیا۔ امی، امی یہ پیسے گنیں۔ ننھی کا سوٹ سیتی امی بلال کے ہاتھ میں اتنے سارے نوٹ دیکھ کر چونگ گئیں۔ اتنے پیسے؟ امی نے حیرت سے سوال کیا۔ آپ گنیں تو.....بلال نے تیزی سے کہا۔ کس نے دیے ہیں؟ امی کی حیرت جوں کی توں برقرار تھی۔ میں نے جمع کیے ہیں۔ بلال میں نے آپ کو سختی سے منع کیا ہے کہ جیب خرچ کھانے اور خرچ کرنے کے لیے ملتا ہے۔ پھر آپ نے کیوں جمع کیے؟ امی ناراض ہو گئی تھیں، بلال کے جذبات بھی ٹھنڈے ہونے لگے۔ امی! میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ عمرے پر جانا چاہتا ہوں۔ بیت اللہ شریف کا طواف اور روضہ مبارک کی زیارت کرنا چاہتا ہوں اس لیے پیسے جمع کیے ہیں بلال نے افسردگی سے کہا تو امی کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ بیٹا ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا حج و عمرے پر انسان پیسوں سے نہیں جاتا۔ طلب و چاہ سے پہنچتا ہے پیسے اسباب اور اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ جب ہماری طلب مقبول ہوتی ہے تو اسباب وہ خود ہی بنا دیتا ہے۔ امی نے پیار سے بلال کو کہا۔ تلبیہ کو مسلسل پڑھنا بیت اللہ پہنچائے گا اور درود پاک کی کثرت مدینہ دکھا دے گی۔ امی نے کہا اور بلال کے ہاتھ سے پیسے لے کر گننے لگیں۔ پیسے واقعی نوے ہزار تھے یعنی بلال کا ٹکٹ پورا تھا۔ مسبب الاسباب نے بلال کے لیے جانے کے اسباب کر دیے تھے چند نوٹ نوے ہزار کیسے بنے؟ سب ہی حیران تھے لیکن وہ چند نوٹ واقعی نوے ہزار ہی تھے جب ہی تو بلال اپنے امی اور ابو کے ساتھ سفرِ عمرہ پر روانہ ہو رہا تھا۔ سفید شلوار قمیض سر پر ٹوپی پہنے بلال سب سے گلے مل رہا تھا۔ گلاب کا ہار بھی گلے میں ڈال رکھا تھا۔ سب نے ہی اس سے دعاؤں میں یاد رکھنے کی درخواست کی تھی۔ وہ خوشی خوشی ائیر پورٹ کے اندر داخل ہوا، احرام پہنا اور تلبیہ پڑھتے ہوئے جہاز میں روانہ ہو گیا۔ جہاز نے اڑان بھری اور سرزمین مکہ کی طرف رواں دواں ہو گیا۔ اپنی

قسمت پر رشک و حیرت کرتے ہوئے بلال مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ لبیک اللھم لبیک..... تلبیہ کی گونج تھی ..... کعبے کی رونق کا منظر ہی عجیب تھا۔ مختلف رنگ و نسل کے لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حاضری کا تکرار کر رہے تھے۔ خوشی کا ایک نا قابل بیان احساس تھا جو اس وقت بلال محسوس کر رہا تھا۔ کعبے شریف کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہوئے بلال کا رُواں رُواں یہی دعاء کر رہا تھا کہ

میری جاں نکل تو جائے ✠ یہ سماں بدل نہ جائے

بہت ہی جوش، خوشی و محبت کے ساتھ بلال نے دعائیں مانگیں، طواف کر کے نفل پڑھے پھر سعی کے بعد خوب بھر بھر کر زمزم پیا اور حلق کروا کے احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو گیا..... المدینہ، المدینہ، المدینہ۔ بس اسٹینڈ پر کھڑی بس کے باہر کھڑا ایک لڑکا عربی لب و لہجے میں زور زور سے آوازیں لگا رہا تھا۔ مدینہ شریف جانے والی بس روانگی کے لیے تیار تھی۔ مدینہ منورہ پہنچنے کی ہی تو بلال کو جلدی تھی۔ وہ امی اور ابو کے ساتھ بس میں سوار ہونے لگا۔ آوازیں لگانے والا عربی لڑکا تیزی سے آگے بڑھا اور اس کا راستہ روک لیا۔ تم مدینہ شریف نہیں جا سکتے اور بلال کے امی ابو کو اشارہ کیا کہ آپ دونوں جاؤ، اس پہلی سیٹ پر بیٹھ جاؤ۔ عربی لڑکے نے شُستہ اردو میں بلال سے کہا تھا۔ اس کے امی اور ابو فوراً بس میں جا کر بیٹھ گئے۔ وہ اکیلا بس کے باہر کھڑا رہ گیا۔ کیوں؟ میں کیوں نہیں جا سکتا؟ بلال اس لڑکے کی بات سے پریشان ہو گیا۔ بس تم نہیں جا سکتے۔ المدینہ،، المدینہ،، المدینہ۔ لڑکا بلال کو جواب دے کر پھر آوازیں لگانے لگا تھا۔ بلال حیران و پریشان اس کے پیچھے گیا۔ بھائی مجھے بھی جانا ہے مدینہ شریف، مجھے بھی لے جاؤ۔ بلال نے لجاجت سے کہا۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگی تھیں۔ کہا ناں تم نہیں جا سکتے مدینہ شریف۔ کنڈیکٹر کا ایک ہی جواب تھا۔ امی... امی! اس سے کہیں ناں، ابو آپ بات کریں ناں۔ بلال نے اپنے امی اور ابو کو پکارا۔ لیکن ان دونوں نے بھی یہی جواب دیا کہ وہ نہیں جا سکتا۔ بس میری آنکھوں میں آنسو تھے اور زبان پر یہ شعر تھا۔

حضور ایسا کوئی انتظام ہو جائے ✠ سلام کے لیے حاضر غلام ہو جائے

میں روتے ہوئے یہی شعر گنگنا رہا تھا کہ اتنے میں بس کے ڈرائیور نے زور دار ہارن بجایا۔ کنڈیکٹر دوڑا ہوا بس کی طرف آیا۔ ڈرائیور نے دوسرا ہارن بجایا۔ کنڈیکٹر بس کے اندر گھس گیا۔ بھائی مجھے بھی لے جاؤ۔ بلال اب زار و قطار رونے لگا تھا۔ تم نہیں جا سکتے میرے بھائی کیونکہ تمہارے پاس ٹکٹ نہیں ہے۔ جی ہاں درود شریف کا ٹکٹ۔ کنڈیکٹر نے بلال کو جواب دیا

اور بس کا دروازہ بند کر دیا۔ ڈرائیور نے تیسری بار ہارن بجایا اور بس آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ بلال اکیلا روتا ہوا وہیں کھڑا رہ گیا۔ گالوں پر نمی کا احساس بہت ہی گہرا تھا۔ دل میں درد اور تکلیف بھی شدید تھی۔ بلال نے گال پر انگلی پھیری تو آنسوؤں کے احساس سے چونک کر اٹھ بیٹھا۔ اوہ تو یہ خواب تھا وہ حیران تھا۔ اتنا زبردست خواب دیکھا میں نے؟ اتنا پیارا سفر کرآئی میری روح۔ واہ! زبردست! بلال نے سوچا مگر ایک خیال نے اسے یکلخت افسردہ کر دیا۔ اوہ مگر مدینہ شریف کی حاضری سے تو میری روح محروم رہ گئی۔ ہائے افسوس۔ مدینہ منورہ جانے کے لیے نہ ٹکٹ مطلوب نہ پاسپورٹ؟ فقط درود شریف مطلوب ہیں جو واقعی میرے پاس نہیں ہیں۔ وہ زیر لب بولا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ اس نے گھڑی کی طرف نظر کی۔ رات کے ساڑھے تین بج رہے تھے۔ وہ جھٹ بستر سے نکلا۔ وضو کر کے نماز تہجد ادا کی اور پھر صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر رو رو کر اللہ تعالیٰ سے اپنے اور اپنے والدین کے مقدر میں مبارک سرزمین کی حاضری کی دعاء مانگتا رہا۔ اس کی آنکھیں رو رو کر لال ہو گئی تھیں۔ پپوٹے سوج گئے تھے مگر دل تھا کہ دعائیں مانگ کر بھر ہی نہیں رہا تھا۔ فجر کی اذان فضا میں بلند ہوئی تو رفتہ رفتہ اس کے دل کو بھی قرار آنے لگا۔ کیا بات ہے بیٹا نیند پوری نہیں ہوئی کیا؟ آنکھیں بہت لال ہو رہی ہیں۔ فجر اور اشراق پڑھ کر بلال گھر لوٹا تو امی نے کہا اس کی آنکھیں پھر بھر آئیں۔ کیا ہوا بیٹا؟ وہ تڑپ اٹھی تھیں۔ بلال کا ضبط جواب دے گیا۔ اس نے روتے روتے گزشتہ رات کو دیکھا ہوا پورا خواب امی کو سنا دیا۔ یہ تو اللہ پاک کا آپ پر خاص فضل ہوا کہ خواب کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا کہ آپ درود پاک کی کثرت کرو۔ گویا آپ کے درود شریف پڑھنے میں کمی ہے۔ امی نے شفقت و محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ اور بھیا! آپ کے خواب میں تو اس طرف اشارہ ہے کہ آپ پیسے جمع نہ کریں بلکہ درود شریف جمع کریں۔ ننھی نے مدبرانہ انداز میں کہا تو امی مسکرانے لگیں۔ بلال آپ نے بہت ہی اچھا خواب دیکھا ہے انشاء اللہ آپ جلد ہی مکہ، مدینہ کی حاضری و زیارت کرنے جاؤ گے۔ اللہ سے مانگو اس کا گھر ہے وہ جب چاہے بُلا لے۔ امی نے محبت سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ میرا پوتا جس دن حفظ القرآن مکمل کر لے گا اس دن میں اسے تحفے میں عمرے کا ٹکٹ دوں گا۔ دادا ابو نہ جانے کب سے بلال کے پیچھے آ کھڑے ہوئے تھے بلال حیران ہو کر پلٹا۔ دادا ابو مسکرا رہے تھے۔ ان کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ بلال روتے ہوئے ان

کے گلے لگ گیا۔ دیکھا بیٹا! آپ نے درود پاک کی کثرت کرنے کا ارادہ کیا اور مسبب الاسباب نے آپ کے مدینہ منورہ پہنچنے کے اسباب بھی کر دیے۔ امی نے یقین سے کہا۔ دادا ابو میں بھی کثرت سے درود شریف پڑھوں گی، آپ مجھے بھی عمرے کا ٹکٹ تحفے میں دیں۔ ننھی بھی چہکی تھی۔ امی، بلال اور دادا کی ہنسی بے ساختہ تھی۔ بلال کا حفظ القرآن مکمل کرنے کا تحفہ ہے عمرے کا ٹکٹ۔ آپ کو درود پاک کی کثرت کرنے پر عمرے کا ٹکٹ ملے گا، اب خوش ہو۔۔؟ دادا ابو نے ننھی کو گود میں لیتے ہوئے کہا۔ جزاک اللہ دادا ابو۔ ننھی نے دادا ابو کی پیشانی کا بوسہ لیتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔ جزاک اللہ دادی اماں۔۔ دادا نے ننھی کو چھیڑا۔ آپ نے دادا ابو کا شکریہ ادا نہیں کیا بلال؟ امی نے سوچوں میں غرق بلال کو پکارا۔ دادا ابو میں اب دورکوع سبق یاد کروں گا۔ انشاء اللہ۔ اور اس ماہ کے آخر تک میں حفظ القرآن مکمل کرلوں گا۔ بلال نے جوش سے کہا۔ اللہ آپ کو کامیاب کرے قرآن پاک کو پڑھنے سمجھنے اور عمل کرنے والا بنائے آمین۔ ابو جب مسجد سے لوٹے تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کیوں کہ سب ہی عمرے پر جانے کے لیے مطلوب سامان کی لسٹ بنا رہے تھے۔ بلال کا خواب دادا ابو کا تحفہ، بلال کا اسی ماہ کے اخیر تک ختم القرآن کرنے کا عزم۔ ابو تو سن سن کر حیران ہی ہوتے رہے۔ واہ بھئی زبردست۔ بلال سارا سامان دھیان سے لکھنا بیٹا۔ کوئی چیز رہ نہ جائے لسٹ میں۔۔ ابو جان نے شوخی سے کہا۔ بھیا درود شریف کی کثرت کرنی ہے یہ بھی لکھ لیں ورنہ کنڈیکٹر اس ٹکٹ کے بغیر آپ کو بس میں نہیں بٹھائے گا۔ ننھی نے یاد دہانی کراتے ہوئے کہا۔ سب بے ساختہ ہنسنے لگے۔

ہے کرم مجھ کو بلوا لیا آپ نے ❁ اپنے روضہ کو دکھلا دیا آپ نے
عمر بھر ورنہ رہتی میری آنکھ تر ❁ ہوں کروڑوں درود و سلام آپ پر

مدینے میں میرا دل اور سر

ہم لوگ اپنے خوابوں کے شہر مدینہ منورہ کی طرف رواں دواں تھے اور ہم لوگ ان خیالات کے سائے میں سفر کر رہے تھے کہ اس سرزمین کا ذرہ ذرہ مقدس ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ بھی انہی راستوں سے گزرے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ان راستوں پر سفر کیا ہے۔ بڑے بڑے اولیاء اللہ نے بھی ان راستوں پر اپنے قدموں کے نشانات ثبت کیے ہیں۔ ان خیالات کے خمیر مٹ میں کھوئے ہوئے ہم لوگ مدینے کی طرف جا رہے تھے۔ گاڑی

میں مکمل خاموشی تھی، کوئی کسی سے بات نہیں کر رہا تھا لوگ غنودگی کے عالم میں تھے۔ میں جاگ رہا تھا۔ میں نے گاڑی کی کھڑکیوں کے پردے ہٹا دیے تھے اور باہر کے مناظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ پہاڑ خشک تھے۔ تیز دھوپ انہیں مزید خشک کر رہی تھی۔ زمین دور دور تک بے آب وگیاہ تھی۔ حدِ نظر تک کوئی درخت نظر نہیں آتا تھا۔ دھوپ کی تیزی اور گرمی کی شدت نے ہر چیز کو جھلسا دیا تھا۔ اس کے باوجود یہ مناظر مجھے اچھے لگ رہے تھے۔ کیونکہ دیارِ حبیب ﷺ کے مناظر تھے یہ احساس بار بار جاگ رہا تھا۔ کہ ان میں خاتم النبیین ﷺ کی سانسوں کی خوشبو بسی ہوئی ہے اور شمع رسالت ﷺ کے ان گنت پروانوں کے قدموں کے نشانات ان مناظر پر ثبت ہیں۔ اس لیئے مدینے میں میرا دل اور سر دونوں جھکتے ہیں۔

ہر دم میری آنکھوں میں جلوہ ہے مدینے کا ✠ ہر وقت میرے سر میں سودا ہے مدینے کا

کارڈ دے دو میں مدینے جاؤں گا

ایک دن صبح جب پرندوں کی آوازیں فضا میں سنائی دینے لگیں تو اتنے میں ۳ سالہ بچہ اٹھ بیٹھا آہستہ آہستہ اپنے والد کے قریب آ کر دوزانوں بیٹھتے ہی بار بار کہنے لگا ابو، ابو، ابو اس کے والد لکھنے میں مصروف تھے اس لیے بس اتنا جواب دیا، جی بیٹا، پھر لکھنے میں مصروف ہو گئے بچے نے پھر کہا ابو، ابو ابو، پھر بھی جواب تھا جی بیٹا۔ ابو مجھے یہ کارڈ دے دو میں مدینے جاؤں گا۔ یہ سن کر قلم تو چل رہا تھا مگر دماغ پر اس بچے کے وہ الفاظ سوار ہو چکے تھے گویا وہ سوچوں کے سمندر کے کنارے کھڑے بچے کے الفاظ کو سوچتے ہوئے آنسو بہا کر سمندر کے پانی میں اضافہ کرنے لگے تھے کہ یکا یک پھر بچے نے کہا ابو، ابو، ابو صرف ایک کارڈ دے دو میں اور دادی دونوں مدینے جائیں گے۔ والد نے سرد آہ بھرتے ہوئے پوچھا بیٹا کیسے جاؤ گے؟ تو بچے نے والد کا کارڈ جس پر روضہ مبارک کی تصویر تھی اٹھاتے ہوئے روضہ مبارک پر انگلی رکھ کر کہا یہ ہمارے نبی ﷺ کا گھر ہے یہ کارڈ ہمیں دو ہم اس سے ہی مدینہ جائیں گے۔ قارئین کرام یہ بچہ جس کا نام محمد رابع ہے جس نے ڈیڑھ سال کی عمر میں اپنے والد کے ساتھ عمرہ کیا تھا واپس آنے کے بعد جس کتاب پر بھی بیت اللہ دیکھتا تو حجر اسود والا استلام کر کے ہاتھ چومتے ہوئے کہتا یہ اپنے اللہ کا گھر ہے روضہ مبارک کی تصویر دیکھتے ہوئے کہتا کہ صلوا علی الحبیب یہ ہمارے نبی ﷺ کا گھر ہے۔ کارڈ والا واقعہ ۳ سال کی عمر کا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑوں، چھوٹوں سب کو حرمین کی محبت کا زیادہ سے زیادہ

حصہ عطا فرمائے۔آمین

مایوس کبھی وہ مجھے ہونے نہیں دیتے ✻ تسکین عجب دیتے ہیں رونے نہیں دیتے
ہر رات مدینے کے دل افروز نظارے ✻ سونا بھی میں چاہوں تو وہ سونے نہیں دیتے

چلو مدینے عمرؓ نے بلایا ہے

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ کے اندر بڑا سخت قحط پڑا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو شہر سے باہر لے گئے وہاں نمازِ استسقاء پڑھائی پھر دونوں ہاتھ پھیلا کر یہ دعا کہ اے اللہ! ہم آپ سے معافی مانگتے ہیں اور آپ سے بارش مانگتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس جگہ سے ہٹے نہ تھے کہ بارش شروع ہوگئی اور خوب بارش ہوئی کچھ دنوں بعد دیہاتی لوگوں نے آکر آپؓ کے خدمت میں عرض کی کہ فلاں دن فلاں وقت ہم جنگل میں تھے اچانک بادل ہمارے سروں پر آگئے ہم نے ان سے یہ آواز سنی اے ابوحفص (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) آپ کے پاس مدد آگئی ایک اور کتاب میں اس طرح الفاظ تھے کہ بادلوں سے آواز آرہی تھی چلو مدینے عمر نے بلایا ہے۔

چلو شہر مدینے نوں سانوں پیارے عمرؓ بلایا اے
تعمیل حکم وچ بادلاں نیں پانی خوب وسایا اے

اچھا ہے ان کے در کا گدا

سفر مدینے کا کچھ ایسا مرحلہ تو نہیں ✻ میں بے بصر سہی، لیکن شکستہ پا تو نہیں
وہاں سے غیر بھی پیاسے کبھی نہیں آتے ✻ وہ شہرِ ساقیِ کوثر ﷺ ہے کربلا تو نہیں
یہی وہ در ہے جہاں بے طلب بھی ملتا ہے ✻ مجھی کو دیکھو کبھی میں نے کچھ کہا تو نہیں
بس ایک ہادیِ برحق ﷺ ہے راہِ کعبہ میں ✻ قدم قدم پہ وہاں اتنے رہنما تو نہیں
وہاں بھی اُن کی تجلی، یہاں بھی اُن کی ضیا ✻ شہود و غیب کا عالم جدا جدا تو نہیں
ہزار شاہوں سے اچھا ہے ان کے در کا گدا ✻ کہ اس کے دل میں غمِ پرسش و سزا تو نہیں
میں سوچتا ہوں کہ دامن وسیع تر کرلوں ✻ کرم کی ان کے مگر کوئی انتہا تو نہیں
عمل بھی شرط ہے اقبالؔ عشقِ صادق کی ✻ تمہارا فرض فقط مدحت و ثنا تو نہیں

مدینہ کی طرف اٹھتے قدم

ارادہ ہے حاضری کا، پوچھئے کہاں حاضری کا ارادہ ہے؟ وہاں کا جہاں کی تمنا اور آرزو نے بزم تصور کو سدا آباد رکھا ہے۔ خوشی کی کوئی انتہاء نہیں۔ جسم کے روئیں روئیں سے مسرت کی خوشبو سی نکل رہی ہے۔ خوشی کے ساتھ ساتھ دل پر ایک دوسرا عالم بھی طاری ہے۔ یہ چہرہ جس پر گناہوں کی سیاہی پھری ہوئی ہے، کیا حضور نبی کریم ﷺ کے مواجہہ شریف میں لے جانے کے قابل ہے۔ اے آلودۂ گناہ! اے سرتابقدم معصیت! اے مجسمِ گندگی! اے غفلتِ شعار! ان کے حضور جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد پاکی تقدیس، عصمت اور عظمت، بس انہیں کے لیئے ہے، کس منہ سے روضہ اقدس کے سامنے ''السلام علیک یارسول اللہ کہے گا۔ اس زبان نے کیسی کیسی فحش باتیں کی ہیں۔ ان لبوں کو کتنی بری بری باتوں کے لیے جنبش ہوئی ہے۔ ان آنکھوں نے کیسی کیسی قانون شکنیاں کی ہیں۔ اے نافرمان غلام! اپنے آقا ﷺ کے دربار میں جانے کی جرائت کس بل بوتے پر کررہا ہے۔ ان کی اطاعت سے کس کس طرح گریز کیا ہے۔ ان کے حکم کو کس کس عنوان سے توڑا ہے۔ ان کے اسوۂ حسنہ سے تیری زندگی کو کوئی دور کی بھی نسبت رہی ہے !اے روسیاہ! تیرے برے اعمال حضور ﷺ کی روحِ مقدس کو اذیت ہی پہنچاتے رہے ہیں۔ یہ تو پاکوں اور نیکوں کی سرزمین ہے۔ یہاں تجھ جیسے گندے آدمی کا کیا کام؟ یہ خیال آتے ہی مدینہ کی طرف اٹھتے قدم رک گئے۔ مگر شرم وندامت کے اس احساس کے ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا کہ میرے آقا ﷺ رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین بھی تو ہیں! گناہ گاروں اور سیاہ کاروں کی جائے پناہ اور ہے کہاں؟ ان سے شفاعت نہ چاہیں تو اور کس سے چاہیں۔ قیامت کے دن لواء الحمد انہی کے ہاتھ میں ہوگا۔ تمام انبیاء نفسی،، نفسی،، کہتے ہوں گے مگر آپ ﷺ کی زبان مبارک صرف،، امتی،، امتی،، کے الفاظ دہراتی ہوگی۔ ہزار نافرمان اور لاکھ گناہ گار سہی مگر کہلاتے تو اُنہی کے ہیں۔ کیا یہ کوئی معمولی نسبت ہے؟ نیکوں کی تو سبھی جگہ پوچھ ہوتی ہے، مگر بُروں کو تو انہیں کے دامن رحمت میں پناہ ملتی ہے۔ ہم جیسے گناہ گاروں، سیاہ کاروں، اور غفلت شعاروں ہی کے لیے حضور ﷺ راتوں کو رو رو کر دعائیں مانگتے تھے۔ رافت ورحمت کے جذبہ کی کوئی انتہاء ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کو رؤف ورحیم کے خطاب سے سرفراز کیا اور آپ ﷺ کی ذات جمادات، نباتات، اور چرند و پرند کے لیے رحمت ہے، تو کیا اپنے غلاموں اور امتیوں کے لیے

رحمت نہ ہوگی؟ یقیناً ہوگی، اور سب کے مقابلے میں بڑھ کر ہوگی۔ ان خیالات کے بعد بڑی خوشی سے قدم مدینہ کی طرف بڑھنے لگے۔

عین منزل پہ ہوئی شام تو پھر کیا ہو گا
جستجو یوں ہوئی ناکام تو پھر کیا ہو گا
شمعِ اُمید جلائی تو ہے ڈرتے ڈرتے
بُجھ گئی یہ بھی سرِ شام تو پھر کیا ہو گا

مدینہ میں داخل ہو جایئے

حضرت امام محمد عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو فرمایا: میں مدینہ میں اس وقت داخل ہوں گا جب مجھے خود حضور ﷺ اجازت عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ آپ مدینہ منورہ کے دروازے پر چودہ روز تک ٹھہرے رہے۔ امام یافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ نے مجھے ارشاد فرمایا:

يَاعَبْدَاللّٰه اَنَافِي الدُّنْيَانَبِيُّكَ وَفِي الْآخِرَةِ شَفِيْعُكَ وَفِي الْجَنَّةِ رَفِيْقُكَ۔

ترجمہ: اے عبداللہ! میں دنیا میں تیرا نبی ہوں، آخرت میں تیرا شفیع ہوں، اور جنت میں تیرا رفیق ہوں۔

رسول کریم ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! یاد رکھو یمن میں دس حضرات ایسے ہیں جس نے ان کی زیارت کی اس نے میری زیارت کی (یعنی ان کی ملاقات سے میرا قرب نصیب ہوگا) اور جس نے ان کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون حضرات ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ان دس آدمیوں کے نام بتائے اور فرمایا ان میں سے پانچ حضرات زندہ ہیں اور پانچ فوت شدہ۔

اس کے بعد امام یافعیؒ ان حضرات کی تلاش میں نکلے۔ زندوں سے ملاقات کی اور فوت شدہ کی قبروں پر حاضری دی۔ پھر مدینۃ الرسول کی طرف واپس تشریف لائے اور مدینہ کے دروازے پر ٹھہرے رہے تو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے عبداللہ! تم نے ان دس حضرات کی زیارت کر لی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ اور ساتھ ہی کہا کہ آقا مجھے مدینہ شریف میں حاضر ہونے کی اجازت عنایت فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مدینہ میں داخل ہو جایئے آپ آمنین میں سے ہیں۔

یہاں کا ہر ذرہ چراغ طور ہے

جب غلام مدینہ منورہ کی مقدس زمین پر قدم رکھتا ہے تو اس کی زبان سے بے اختیار نکلتا ہے

در دو جہاں کعبۂ ماکوئے محمد ✽ محراب دل و جاں خم ابروئے محمد

گویا پلکوں پر چل کر جانے والا وہ دیوانہ حق تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے.....۔

اللہ ایسے جذبِ محبت کو کیا کروں
رگ رگ کو جس نے درد بھرا دل بنا دیا

ہر ہر قدم پر وہ سوچتا ہے کہ یہ حضرت آمنہؓ کے لعل کا دیس ہے اس مقام پر سرورِ کائنات ﷺ کے قدم پڑے ہوں گے، قدم اٹھاتا ہے، پھر ٹھہر جاتا ہے، بڑھتا ہے پھر تھم جاتا ہے، نظرِ محبت کبھی زمین پر گاڑھ دیتا ہے کبھی اپنے قدموں سے لگنے والے نشانات پر جما دیتا ہے کہ کہاں یہ سرزمیں اور کہاں یہ گناہگار قدم گویا وہ اس دیس پر جان قربان کرنا فخر سمجھتا ہے اور زبانِ حال سے کہتا ہے

ترے کوچے میں ہم کل اس طرح سے جابجا ٹھہرے
چلے چل کر تھمے تھم کر بڑھے بڑھ کر ذرا ٹھہرے

اسی محبت کی تجلی میں وہ دیکھتا ہے کہ.....کوچۂ جاناں کا ہر ذرہ چراغ طور ہے۔

رسول اللہ ﷺ اتنی دور کیوں رہتے ہیں؟

ریاض سے مدینہ کی طرف سفر کر رہے تھے تو بچی نے کہا امی ہم کہاں جا رہے ہیں؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس جا رہے ہیں۔ بچی نے پوچھا رسول اللہ اتنی دور کیوں رہتے ہیں؟ میں تو تھک گئی ہوں۔ میں نے کہا بس بیٹی اب ہم پہنچنے والے ہیں صبر کرو بہت ثواب ہوگا میں نے سعدیہ کو تسلی دی۔ سب سے زیادہ ثواب مجھے ملے گا اور سب سے کم سعدیہ کو ملے گا سعدیہ کے ابو نے سعدیہ کو چھیڑا۔ سعدیہ احتجاجاً پچھلی سیٹ پر اچھل کر کھڑی ہو گئی اور ابو کا گلا دبوچ لیا۔ تو اس

کے ابو نے کہا ارے میری پیاری بیٹی مجھے چھوڑ دو نہیں تو ہم رسول اللہ ﷺ کے بجائے اللہ تعالی کے پاس پہنچ جائیں گے (کیونکہ اس کے ابو گاڑی چلا رہے تھے اور سامنے روڈ پر اونٹ جا رہے تھے کہ ایسا نہ ہو ایکسیڈینٹ ہو جائے)

پھر اُن کا کرم لے کے چلا سوئے مدینہ ✤ پھر دیکھوں گا رحمت کدۂ کوئے مدینہ

آؤ مدینے چلیں

یوں مدینے میں پہنچ کر دل کو ملتا ہے سکون ✤ جیسے ایک زخمی پرندہ آشیاں تک آ گیا

بیمارو! آؤ شفا ملے گی، قیدیو! آؤ گناہوں سے رہائی ملے گی، تنگ دستو! آؤ فراخی میسر ہوگی ستم رسیدو! آؤ تسلی ملے گی، بے چین روحو! آؤ اطمینان کی دولت نصیب ہوگی، گنہگارو! آؤ جہنم سے آزادی ملے گی۔

جان میں نے بیچ دی ہے حبیب خدا کے ہاتھ ✤ دیکھے تو ذرا نارِ جہنم مجھے لگا کے ہاتھ

آؤ! اس مدینہ کی طرف چلیں جس کے در و دیوار اور ہر چیز میں حتی کہ مٹی میں بھی لطیف خوشبو آتی ہے۔ اس خوشبو کا ادراک خاص کر وہ لوگ کر سکتے ہیں جن کے دل حضرت محمد ﷺ کی کامل اور سچی محبت سے لبریز ہوتے ہیں وہ اس خوشبوئے دلبر سے خوب واقف ہیں۔

ذکر خیر البشر میں رہتا ہوں خوشبوؤں کے نگر میں رہتا ہوں
عشقِ احمد کا ارتقا تو دیکھو اللہ کی نظر میں رہتا ہوں

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی مٹی میں ایک عجیب خوشبو ہے۔

بِطِیْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ طَابَ نَسِیْمُھَا فَمَا الْمِسْکُ الْکَافُوْرُ وَالصَّنْدَلُ الرَّطْبُ۔

رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے اس کی ہوا خوشبودار ہوگئی۔ پس نہ مشک اس کی برابری کر سکتا ہے اور نہ کافور نہ صندل۔

گلاب اور نہ چنبیلی کے پھول لائے ہیں ✤ خوشبوئیں جو خدا کے رسول لائے ہیں

ایمان اور اسلام کا گھر

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اسی بستی کا حکم دیا گیا ہے۔ جو تمام بستیوں پر غالب ہے۔ قرآن

پاک میں اللہ نے مدینہ کو ایمان کے نام سے ذکر کیا ہے یعنی مدینہ ایسی جگہ ہے جہاں ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مدینہ ایمان اور اسلام کا گھر ہے۔

وہ دن حاصلِ زندگی ہیں جو گذرے ✤ با آغوش لیل ونہارِ مدینہ
کہاں جی لگے میرا باغِ جہاں میں ✤ ہے آنکھوں میں میری بہارِ مدینہ

مدینہ کا حُسن و جمال

رحمتوں کا مرکز، محبتوں کا محور، تجلیات کا معدن، محبوب خدا ﷺ کا مسکن ہے۔ چاہتوں کی سرزمین، امنگوں کی آماجگاہ، سید الانبیاء کی آخری آرام گاہ جس کا ذرہ ذرہ دلکش، جس کا پتہ پتہ جاذبِ نظر، جس میں داخلہ جوش محبت اور جذبہ مسرت سے ہوتا ہے جس کی فضا بندگانِ خدا کے آنسوؤں، آہوں اور سسکیوں سے بھرپور رہتی ہے۔ مبارک ہیں وہ زبانیں جو محبوب ﷺ کے ذکر سے تر رہتی ہیں۔ محبوبِ خدا ﷺ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں بڑے ہی میٹھے اور پیارے ناموں سے یاد کیا ہے۔ فرط محبت سے جنکی زندگی کی قسم کھائی ہے جن کے ولادت والے شہر کی اس لئے قسم کھائی کہ آپ ﷺ وہاں رہتے تھے پس جسکی عظمت کا یہ مرتبہ ہو اسکی یاد میں جتنی گھڑیاں کٹ جائیں اسکے عشق میں جتنے آنسو بہہ جائیں اس کی محبت میں جتنی آہیں نکل جائیں یہی زندگی کا حاصل، روح کی سعادت اور دل کی طہارت ہے۔

گوشہ گوشہ مدینے کا پُر نور ہے، سارا ماحول جلوؤں سے معمور ہے
شرط یہ ہے کہ ظرفِ نظر چاہیے، دیکھنے کو کوئی دیدہ ور چاہیے

مدینہ میں رہنے کو جی چاہتا ہے

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ ہر شخص کو بڑی محبت اور اپنائیت سے ملتے تھے۔ حتیٰ کہ ہر شخص محسوس کرتا کہ آپ کو مجھ سے خاص محبت و تعلق ہے، لیکن مدینہ منورہ سے آنے والوں کا بہت اکرام فرماتے۔ انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنا آخری وقت عزیزوں اور پیاروں کے درمیان گزارے، ویسے تو ہر صاحب ایمان مسلمان کے پیارے اور جان سے عزیز۔ رسول اکرم ﷺ ہیں۔ مگر حضرت شاہ صاحب کے نسبی عزیز اور پیارے، نبی آخر الزماں ﷺ ہیں اس لیئے ہمیشہ سے ان کی خواہش آرزو تھی کہ وہ مدینہ منورہ میں زیادہ سے زیادہ وقت گزاریں۔ حضرت شاہ صاحب نجیب الطرفین، یعنی آپ ماں، باپ دونوں کے اعتبار سے

سید تھے اس لیئے آپ کا نسب خانوادہ رسالت سے جاملتا ہے اس لیئے وہ عشقِ رسول ﷺ اور محبتِ حسنینؓ سے سرشار تھے۔ آپ نے ایک مرتبہ مفتی محمد جمیل خان شہید سے کہا۔

یہی بات کہنے کو جی چاہتا ہے ✠ مدینے میں رہنے کو جی چاہتا ہے

عاشقانِ رسول عشقِ رسول میں تڑپے اور خوب تڑپے اور نہ جانے کتنوں کو تڑپا گئے، کسی کی تمنا تھی اس کی زندگی کا ہر ہر لمحہ عشق رسول میں گزرے اور اس کی زندگی دیارِ حبیب ﷺ میں فنا ہو جائے۔

یہی بات کہنے کو جی چاہتا ہے ✠ مدینے میں رہنے کو جی چاہتا ہے

یہ شہر عظیم گنبد کے سائے میں

مدینہ منورہ شہر سے کوئی بھی واقف نہیں ہے۔ کوئی بھی واقف نہیں ہوسکتا۔ یہ شہر کسی کو نظر نہیں آتا۔ کوئی اسے دیکھ نہیں سکتا۔ چونکہ یہ شہر عظیم گنبد کے سائے میں چھپا ہوا ہے۔ جدھر بھی دیکھو، جدھر بھی نظر اُٹھاؤ عظیم گنبد کے سوا کچھ دیکھائی نہیں دیتا۔ تم جو سر اُٹھا کر اس عظیم گنبد کی بلندی کا جائزہ بھی نہیں لے سکتے، تم اس شہر کو کیا دیکھو گے؟'' دل کی کھڑکیاں کھول کر محبت کی آنکھوں سے دیکھو تو نظر آئے گا۔

وہاں سے میں حُبِّ نبی دل میں لایا ✠ یہی تحفہ ہے یادگارِ مدینہ
میسر ہو پھر اس کو یارب زیارت ✠ کہ مجذوب ہے اشکبارِ مدینہ

اُتر کے آ گئے شمس و قمر مدینے میں

ظہور کرتی ہے جس دم سحر مدینے میں ✠ اذانیں دیتے ہیں دیوار و در مدینے میں
گلی گلی میں وہ سیلابِ نور ہے جیسے ✠ اُتر کے آ گئے شمس و قمر مدینے میں
ہَوا کے جھونکوں میں خوشبو بسی ہوئی ہے وہاں ✠ درود پڑھتا ہے اِک اِک شجر مدینے میں
نہا کے خوشبو میں کوثر سے باوضو ہو کر ✠ ادب سے آتی ہے شام و سحر مدینے میں
حریمِ پاک کی تا صبح پاسبانی کو ✠ فرشتے جاگتے ہیں رات بھر مدینے میں
دیارِ پاک کا موسم بہشت کا موسم ✠ ریاضِ خُلد ہے ہر رہ گزر مدینے میں
ادب شناس ہے موسم بھی اُس دبستاں کا ✠ کہ محوِ خواب ہیں خیر البشر ﷺ مدینے میں
اِسی اُمید پہ جاری ہے اب سفرِ اقبالؔ ✠ کہ خدا کرے ختمِ سفر مدینے میں

مدینے کا سارا جہاں محترم ہے

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ نے سبحان اللہ! کس محبت اور والہانہ عقیدت سے اپنی کتاب (رحمتِ کائنات) میں مدینہ طیبہ کا ذکر کیا ہے وہاں کی آب وہوا، اور ادھر کی ساری اشیاء کیسی پیاری ہیں، کتنی پاکیزہ ہیں، روح کو بھاتی ہیں اور دل ودماغ کے لطف وسرور کا باعث ہیں، دیدہ ودل فرشِ راہ کرتے ہوئے آپ بھی پڑھیئے اور دل میں محبت نبی ﷺ کو جگہ دیجئے۔

مدینہ منورہ کا چپہ چپہ، انوارِ رحمت اور برکات سے پر ہے۔ اس کی ساری فضا پودے، پہاڑ، پانی، مٹی، گرد غبار، غرضیکہ ہر چیز ایک عظیم شرف سے مشرف ہے۔ یہی وہ مقامِ رفیع ہے جس میں رحمتِ دوعالم ﷺ نے تیرہ سال حیات دنیاوی کے گزارے۔ اور اب چودہ سو سال سے آپ کا روضہ اطہر انوار الٰہیہ اور برکات سرمدیہ کا مہبط بنا ہوا ہے، اس لیئے ملا علی قاری حنفیؒ نے فرمایا ہے: مدینہ منورہ حاضری دینے والا دربارِ سید دوعالم ﷺ، مسجد نبوی، جنت البقیع اور شہداء کی قبور (میدان احد وغیرہ میں) اور دوسرے تمام مقامات متبرکہ کی زیارت کرے یہ اس کے لیئے اجر وثواب کا ذریعہ بن جائے گا۔

ہے مدینے کی ارشد زمیں محترم ✠ ہر مکاں محترم، ہر مکیں محترم

اس کے در ودیوار کو چوما جائے

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ: وہ مواقع جو وحی کے نزول کے ساتھ آباد ہوئے ہوں قرآن پاک ان میں نازل ہوتا رہا ہو، حضرت جبریل، حضرت میکائیل علیہما السلام بار بار ان میں حاضر ہوتے رہے ہوں، مقرب فرشتے ان میں اترتے رہتے ہوں، ان کے میدان اللہ کے پاک ذکر اور تسبیح سے گونجتے رہے ہوں، ان کی مٹی حضور اقدس ﷺ کے جسم اطہر پر پھیلی ہوئی ہو، اللہ کے دین اور اس کے محبوب رسول ﷺ کی سنتیں وہاں سے اس قدر کثیر مقدار میں جاری ہوئی ہوں وہاں فضائل اور برکات اور خیرات کے مشاہد ہوں وہاں حضور ﷺ کے چلنے پھرنے اور کھڑے ہونے کے مقامات ہوں، وہ اس قابل ہیں کہ ان کے میدانوں کی تعظیم کی جائے، ان کے پھولوں کی خوشبوؤں کو سونگھا جائے، اس کے ذرات، راہوں اور در ودیوار کو چوما جائے۔

ساحل پہ آتے آتے موجوں کو چوم لینا ✠ موجوں کے بعد دلکش ذرّوں کو چوم لینا

اس پاک سرزمین کی راہوں کو چوم لینا ✠ پھولوں کو چوم لینا کانٹوں کو چوم لینا

ہجرت سے لے کر قیامت تک

مدینہ منورہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا قیام اتنا طویل ہے کہ ہجرت سے لے کر قیامت تک اسی شہر میں قیام ہے اور حضور ﷺ کے جسم مبارک کے یہاں موجود ہونے کی وجہ سے جس قدر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہر آن ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہیں ان کا نہ شمار ہو سکتا ہے نہ اندازہ۔ نیز شریعت مطہرہ کی تکمیل اور شریعت کے جتنے احکام اس شہر میں نازل ہوئے اتنے نہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئے نہ کسی اور جگہ۔

جہاں میرے آقا نے ڈالا تھا ڈیرا ❁ دیارِ حرم سے مدینے پہنچ کر
اسے اپنے ہونٹوں سے چوما ہے میں نے ❁ وہ چھوٹا سا گھر کس قدر محترم ہے

مدینہ باسکینہ

پڑھ پڑھ درود، دل کی بستی سجا رہا ہوں ❁ ظلمت کدے میں شمعِ عرفان جلا رہا ہوں
مجھ سے نہ چھیڑ کر تو اے گردشِ زمانہ ❁ میں ہوں غلام اُن کا طیبہ کو جا رہا ہوں

کیا ہی خوش نصیبی ہے کہ اب اس آقا ﷺ کے مدینہ باسکینہ کی طرف چلتے ہیں جسے ہادی کل ختمِ رسل ﷺ کا دارالہجرت، مسکن اور استراحت گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے جو کہ منبع فیوض و برکات، مرکزِ کمالات، سرچشمہ انوار و تجلیات اور فقید المثال فتوحات کا مبدأ بھی ہے۔ اس خاک پاک کے تابناک ذرات کو اس اعزاز پہ بجا طور پر ناز ہے کہ فخرِ کون و مکان، سلطان زمین و زماں ﷺ کا وجودِ مسعود انہی سے معرض وجود میں آیا اور اسی خاک کو رحمتِ کائنات ﷺ کے گوہر عنصر شریف کا صدف بننے کا شرف حاصل ہے اس شہرِ خوباں کے دِلبر باسفر سے ایمان میں تازگی، روح کو فرحت، قلب کو سرور و سکون نصیب ہوتا ہے۔ اس شہر کی گلیاں آنے والوں کے لئے مصری کی ڈلیاں اور گلاب کی پتیاں ہیں۔

سکونِ دل کا خزانہ جہاں سے ملتا ہے ❁ چلو مدینے کہ سب کچھ وہاں سے ملتا ہے
یاد جب مجھ کو مدینے کی فضا آتی ہے ❁ سانس لیتا ہوں تو جنت کی ہوا آتی ہے

کیا مدینہ منورہ کے فضائل میں یہ بات کم ہے کہ خود محبوبِ دو عالم ﷺ، سرورِ کائنات، شافعِ محشر، ساقیء کوثر ﷺ کو مدینہ سے بے حد محبت تھی۔ کہیں سفر پر جاتے تو واپسی پر مدینہ منورہ

کے شوق میں بے قرار ہوتے۔ مدینہ جوں جوں قریب آتا تو آپ ﷺ کے جذبہ محبت میں اضافہ ہوتا جاتا سواری کو تیز کرتے تھے اور تیز رفتاری کے ساتھ مدینہ پہنچتے تب قلب مبارک کو سکون پہنچتا کندھے مبارک سے چادر بھی نہ اتارتے اور فرماتے تھے مدینہ کی یہ ہوائیں پاکیزہ ہیں۔

نبی کے نطق کی حامل مدینہ کی ہوائیں ہیں
یہاں گونجی ہوئی اب تک صحابہؓ کی صدائیں ہیں
پھر آنے لگیں شہرِ محبت کی ہوائیں
پھر پیشِ نظر ہو گئیں جنت کی فضائیں
وہ صبحِ مدینہ وہ شامِ مدینہ، معطر معطر ہوائے مدینہ
سنہری سنہری حجابوں میں رحمت
مقدس مقدس فضائے مدینہ

جو غبار چہرہ مبارک پر لگتا اسے صاف نہ فرماتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی منع فرماتے اور فرماتے خاکِ مدینہ میں شفاء ہے۔

چراغِ ایمان کی لَو کو تلوار کر رہا ہوں ❁ محبتِ مصطفیٰ کی یلغار کر رہا ہوں
لئے کھڑی ہیں ہوائیں احرام خوشبوؤں کے ❁ حضور کی خاکِ پا کو دستار کر رہا ہوں
فرازؔ، کوثر پہ جا کے نکلوں گا دیکھ لینا ❁ میں ان کے دریا کو ڈوب کر پار کر رہا ہوں

میری نگاہیں اور مدینہ کی مقدس راہیں

کار چلانے والے نوجوان نے جدہ سے نکلتے ہی گاڑی کی رفتار تیز کر دی اب ٹیکسی ہوا سے باتیں کرنے لگی بس میری نگاہیں تھیں اور مدینہ منورہ کی مقدس راہیں تھیں۔

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے! یہ جا چشم و سر کی ہے

جوں جوں مدینہ منورہ قریب آ رہا تھا بحرِ قلب میں جذبات عقیدت و محبت موجوں کی طرح اٹھ رہے تھے اور عجیب و غریب کیفیات طاری ہو رہی تھیں۔ احساسِ گناہ، دیوانگی عقیدت و محبت، شوقِ زیارت، مسرت قیامِ مدینہ، حاضری شہنشاہِ کونین ﷺ اور خصوصاً یہ احساس کہ کہاں میں کمینہ اور کہاں وہ مقدس مدینہ، کہاں میں روسیاہ اور کہاں وہ شہنشاہ، کہاں میں بدکار اور کہاں وہ

سید الابرار، کہاں میں ناپاک اور کہاں وہ شاہِ لولاک ﷺ۔

نسبت خود بہ سگت کر دم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

(یعنی میں نے اپنی نسبت آپ کے کتے کی طرف کی ہے اور میں شرمندہ ہوں کہ اپنی نسبت تیری گلی کے کتے کی طرف کرنا بھی بے ادبی ہے) الغرض ادب و نیاز، عجز و انکسار کے ساتھ درود شریف پڑھتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک قہوہ خانہ پر ظہر کی نماز ادا کی۔ تقریباً ساڑے پانچ گھنٹہ کا سفر طے کرنے کے بعد نگاہوں کے سامنے گنبد خضراء، مسجد نبوی ﷺ کے مینار اور مدینہ منورہ کے در و دیوار تھے۔ نگاہیں فرطِ عقیدت سے جھک کر نذرانہء محبت پیش کرنے لگیں۔ دل جذباتِ محبت سے لبریز ہو کر سجدہ ریز ہو گیا۔ زبان وقفِ صلوٰۃ و سلام ہو گئی۔ سبحان اللہ! کیسا عجیب اور نورانی منظر ہے۔ کیسی مبارک ہوائیں اور فضائیں ہیں۔ کتنا پیارا اور حسین خطہ ہے۔ بلاشبہ مکہ مکرمہ ہر مسلمان کو محبوب ہے لیکن مدینہ منورہ محبوب تر ہے۔ اور کیوں نہ ہو، جبکہ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی ہے کہ اے اللہ! تو مدینہ کو ہمارا ایسا محبوب بنا دے جیسا کہ مکہ، بلکہ اس سے بھی زیادہ

خاکِ طیبہ از دو عالم خوشتر است ❁ آں خنک شہرے کہ دروے دلبر است

ترجمہ: (یعنی مدینے کی مٹی دونوں جہاں سے بہتر ہے یہ وہ مبارک شہر ہے کہ جس میں میرا دلبر ہے)۔

سفر صرف مدینہ منورہ کے لئے

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے ایک پیر بھائی ہیں جناب ڈاکٹر محمد اسماعیل مدنی صاحب، وہ ایک مرتبہ امریکہ سے آئے اور آئے بھی حج کے دنوں میں، مگر حج نہیں کیا، بلکہ وہ پورے موسمِ حج میں مدینہ منورہ ٹھہرے رہے، فرمانے لگے کہ حج تو بہت کئے ہیں، لیکن اس سال کا سفر صرف مدینہ منورہ (آقا ﷺ) کے لئے کیا ہے۔

طالب نہیں ہوں دولت و دنیا کا میں مگر مجھے تو چاہیے فقط شہرِ نبی کی دھول

بچپن اور پچپن کی مقامِ ابواء پر حاضری

مقام ابواء مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے درمیان میں ہے جس کا راستہ بدر سے

کچھ پہلے دائیں طرف کو جاتا ہے، عام راستے سے تقریباً بیس کلومیٹر دور آگے جا کر ایک چھوٹا سا شہر "ابواء" ہے، شہر سے تھوڑا پہلے ایک پہاڑی پہ سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کی قبر ہے، پہاڑی پہ قبر بنائی گئی کیونکہ یہاں کوئی آبادی تو تھی نہیں، اگر ہموار زمین پہ قبر بنائی جاتی تو جنگلی درندوں اور سیلاب وغیرہ کا خطرہ تھا، پھر جس جگہ قبر بنائی گئی، یہ پہاڑ کی دوسری جگہوں کی بہ نسبت کھودنے میں سہل تھی۔ ابواء میں ایک مسجد تھی، مسجد الابواء، اس جگہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پہ نماز پڑھی تھی، وہاں سے چلے تو آگے جا کے ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھے، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی یہاں سے گزرتے تو اس جگہ پہ نماز پڑھتے اور اس درخت کے نیچے آ کر سنت زندہ کرنے کیلئے بیٹھتے تھے، اور سفر کے دوران اس درخت کی جڑ میں پانی ڈالتے تھے تاکہ یہ درخت باقی رہے اور ہم سفر میں اس مقام پر یادگارِ رسول ﷺ سے لطف اندوز ہوتے رہیں۔ چھ سال کی عمر میں آپ ﷺ اپنی والدہ سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ مدینہ منورہ کے سفر پہ گئے، واپسی میں اسی مقام پہ والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا، اسی بستی میں ان کی قبر ہے۔ مبلغِ اسلام مولانا طارق جمیل صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے 2000ء میں سفرِ حرمین صرف امت کی ماں حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا کی قبر مبارک پر حاضری کے لئے کیا مکہ میں ایک دوست سے جیپ لی ہم چند ساتھی تھے تو مقامِ ابواء کی طرف جانے کا رخ کیا مگر راستہ معلوم نہیں تھا تو ہم نے کافی بندوں سے کہا کہ آپ ہماری راہبری کریں مگر وہ یہ کہہ کر ٹال دیتے کہ وہاں پولیس ہوتی ہے وہ ہمیں پکڑ لے گی تو سفر کرتے کرتے ہم ایک پیٹرول پمپ پر پہنچ گئے وہاں ایک آدمی سے کہا کہ مقامِ ابواء کہاں ہے اس نے کہا کہ وہ یہاں سے کافی دور پہاڑ کی وادیوں میں ہے اس طرف ایک تو جانا مشکل ہے دوسرا وہاں پولیس ہے۔ ہم پریشان ہوئے اور اللہ سے دعا کرتے رہے کہ اے اللہ! میں نے جس مقصد کے لئے سفر کیا ہے وہ پورا نہ ہوا تو کیا فائدہ۔ اسی پریشانی میں تھے کہ ایک گاڑی ہمارے قریب آ کے رکی تو اس گاڑی والے نے پوچھا کہ بھائی خیر تو ہے کیوں پریشان ہو تو میرے ساتھیوں نے کہا کہ اماں آمنہ کی قبر پر جانا چاہتے ہیں اس نے کہا تم کون ہو؟ تو میرے ساتھیوں نے اپنے نام بتائے۔ اس نے کہا وہ گاڑی میں کون بیٹھا ہے؟ ساتھیوں نے کہا کہ یہ طارق جمیل ہے، اس نے کہا یہ وہی طارق جمیل ہے جس کی کیسٹیں چلتی ہیں ساتھیوں نے کہا ہاں۔ اس نے اپنی گاڑی لاک کی اور ہمارے ساتھ مقامِ ابواء کی طرف چلا راستے میں کالی کالی خوفناک

پہاڑیاں اور ڈھلتی شام ارد گرد کا ماحول کافی خوفناک تھا۔ جاتے جاتے مغرب ہوگئی ایک مقام پر گاڑی کھڑی کردی ۔ کیونکہ آگے گاڑی کا راستہ نہیں تھا آگے پیدل چلنا شروع کیا، نوکیلی پہاڑیاں، پاؤں میں چبھتے پتھر، بالآخر چلتے چلتے ایک ایسی پہاڑی پر پہنچے جو دوسری پہاڑیوں سے مختلف تھی ۔ اس پہاڑی کی چوٹی بالکل ہموار تھی ۔ ہم یہ دیکھ کر حیران ہو رہے تھے کیونکہ ابھی چڑھ رہے تھے مکمل طور پر نہیں دیکھا کہ کیا ہے تو مقامی ساتھی نے بتایا کہ اسی پہاڑی پر اماں آمنہ کی قبر مبارک ہے ۔ ہم نے وہاں اماں کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن مجید کی تلاوت کی اس کے بعد کچھ دیر کے لئے ہم وہاں رکے تو میرے ذہن میں چودہ صدیاں پہلے کا واقعہ یاد آ گیا کہ ہم تو اتنی صدیوں بعد آئے ہیں تو یہاں انسان نامی چیز نہیں ہے تو چودہ صدیاں پہلے کا زمانہ کتنا خوفناک اور خطرناک ہوگا کہ اسی راستے میں میرے اور آپ کے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم اپنی والدہ کے ساتھ سفر فرما رہے تھے کہ اسی جگہ چھ سال کی عمر میں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کو آپ کی والدہ داغِ فراق دے کر اس فانی دنیا سے چل بسی ۔ اس واقعے کے 57 سال بعد حضور ﷺ مدینہ منورہ سے حدیبیہ کے سفر پر جا رہے تھے تو اپنی والدہ کی قبر پر تشریف لے گئے تو کافی دیر تک روتے رہے آپ کو روتا دیکھ کر صحابہ بھی رونے لگے آپ نے فرمایا : میرے صحابہ! یہ میری اماں کی قبر ہے میں چھ سال کا تھا تو میری ماں مجھے اکیلا چھوڑ کر چلی گئی تھی ۔ میرے صحابہ آج اگر میری ماں زندہ ہوتی اور میں نماز کے لئے نیت باندھ چکا ہوتا اور ادھر سے میری ماں آواز دیتی یا محمد! تو میں نماز توڑ دیتا اور کہتا لبیک یا امی ۔ آج بھی جب کوئی بندہ وہاں اماں کی قبر پر جاتا ہے تو اسے چودہ صدیاں پہلے والی حضور ﷺ کی رونے والی صدائیں سنائی دیتی ہیں ۔ (تلخیصا)

مدینہ کی طرف سفر کے دوران

مدینہ کی طرف سفر کے دوران در ود وسلام کا ورد جاری رکھئے ۔ اور دعا کیجئے کہ اے اللہ! مجھے یہاں صدق اور صفا سے لا اور صدق وصفا کے ساتھ یہاں سے لے جا ۔ اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے ۔ یہ تیرے نبی ﷺ کا حرم ہے ۔ اسے میرے لیے دوزخ سے بچنے ،عذاب سے محفوظ رہنے اور حساب وکتاب کی سختی سے بچ نکلنے کا ذریعہ بنا اور روضہ اقدس کی زیارت کی نعمت سے چشم ودل روشن کر، علم دے، بخشش عطا کر اور میرے لیے بہترین دن اپنی

ملاقات کا دن بنا۔

کوئی تو آنکھ والا گزرے گا اس طرف سے　　طیبہ کے راستے میں، میں منتظر کھڑا ہوں

اگر رسول کریم ﷺ سامنے آجائیں تو؟

بھائی جی ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے ہیں،،۔ پھر اچانک نہ جانے کیا ہوا کہ میری آنکھوں سے آنسو بہ نکلے..... اور بے یقینی سے میں نے چاروں طرف دیکھا تو واقعی ہم مدینہ شریف میں داخل ہو چکے تھے۔ جی کرنے لگا کہ کاش ہم آپ ﷺ کے دور میں پیدا ہوئے ہوتے تو روز آپ ﷺ کی زیارت کرتے یا..... آپ ﷺ کی باتیں سنتے ..... اپنے بچوں کو ملواتے۔ طرح طرح کی خواہشات دل سے اٹھ رہی تھیں..... چائے کی پیالی میرے ہاتھ میں ٹھنڈی ہو چکی تھی .....اور میری سوچوں کا دائرہ بڑھتا ہی جا رہا تھا..... اگر رسولِ کریم ﷺ سامنے آجائیں تو..... ایک دم سے میرا سارا وجود لرز گیا..... ٹھنڈے پسینے آنے شروع ہو گئے..... پھر نہ جانے آنکھوں کے گوشے کیوں بھیگنے لگے ..... بچپناں ایک دم کود آیا اور جی مچلنے لگا .....کاش..... دیدار ہو جائے..... اس ضدی بچے (بچپن) کو تھپتھپاتے ہوئے کہا تُو بہت ہی گناہ گار ہے..... اتنی بڑی بات..... کی تمنا کر بیٹھا ہے! پہلے اپنے اندر صلاحیت تو پیدا کر..... اللہ تعالیٰ ہمیں بخش دے..... ہماری توبہ منظور کر لے..... میں سوچوں کے بھنور میں پھنسا، چاند کو چھونے کی کوشش کر رہا تھا..... چاند مسکرا رہا تھا..... اس کی روشنی سے سارا جگ منور تھا..... ہم آہستہ آہستہ چلنے لگے..... جب ہم مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو لوگ نماز کے لیے نیت باندھ چکے تھے .....ہم پچھلی صفوں میں نماز کے لیے کھڑے ہو گئے..... نماز کے دوران نور کی بارش مسلسل جاری تھی اور اس انوار کی بارش سے ذرہ ذرہ منور ہو رہا تھا۔ اس انوار کی بارش سے ہمارے دل سے گناہوں کی کالک دھل گئی۔

مکہ کی فضاؤں میں طیبہ کی ہواؤں میں ✠ ہم نے جدھر دیکھا سرکار نظر آئے
دکھ درد کے ماروں کو غم یاد نہیں رہتے ✠ جب سامنے آنکھوں کے غم خوار نظر آئے

سب سے بڑھ کر لقاء یار کا انتظار

میری زبان پر کبھی درود ہے کبھی صلوٰۃ و سلام کبھی عاشقانہ کلام کبھی اشعار اور سب سے بڑھ کر لقاء یار کا انتظار۔ بظاہر سورج کی تپش بڑھ رہی ہے مگر اندر محبت کی حرارت موجزن ہے دیار

یار کی ٹھنڈی ہوائیں خشکی پیدا کر رہی ہیں، بھینی بھینی ہوا نے وصال یار کے بہار کی فضا بنادی ہے جوں جوں مدینہ منورہ قریب ہوتا جارہا ہے اُدھر سے ہواؤں کی برودت، فضاؤں کی لطافت، پانی کی حلاوت میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اِدھر کاروان مدینہ کے شرکاء کے دلوں کی حرارت بڑھ رہی ہے اور آنکھوں کے بادل برس رہے ہیں۔

کچھ اشک ندامت کے، کچھ ہار درودوں کے
یہ لے کے چلیں گے ہم سوغات مدینے میں

سرکارِ مدینہ ﷺ خوش آمدید کہنے والے ہیں

جب میں حج کے دنوں میں آپ ﷺ کے روشن شہر مدینہ منورہ میں تھا میں نے محسوس کیا کہ سرکارِ مدینہ ﷺ روضہ مبارک سے برآمد ہونے والے اور ہمیں خوش آمدید کہنے والے ہیں جوں جوں وقت گزرتا ہے کچھ خیالات متروک ہوجاتے ہیں لیکن محبوب اتنے تازہ رہتے ہیں جیسے کہ ہمارے دلوں میں ایک گلاب کی کلی۔ چنانچہ جب ہم میناروں سے ان کے نام مبارک کو دن میں پانچ مرتبہ ان الفاظ (اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ) میں سنتے ہیں تو خوش ہوکر ہم فوراً اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں اور ان کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے مسجد کی طرف دوڑ پڑتے ہیں ہماری روحیں اور دل آپ ﷺ کی طرف لپکتے ہیں جس طرح پروانے شمع کی طرف لپکتے ہیں۔

ہم لوگ نہ ہوں کیسے سرشار مدینے میں ہم لوگوں کے رہتے ہیں غمخوار مدینے میں

وہ سامنے مدینہ آگیا مدینہ آگیا

صبح ہمارا قافلہ شہر نبی ﷺ میں داخل ہوا اس کے قریب پہنچے ہی تھے کسی نے زور دار آواز میں پکارا وہ سامنے مدینہ آگیا مدینہ آگیا اس پیغامِ جاں فزاں کے سننے کے لیے عرصے سے کان مشتاق، دل مضطرب اور طبیعت بے قرار تھی۔ یہ محبت بھرا کلمہ سنتے ہی ہر ایک کی آنکھوں نے سیلابِ محبت بہانا شروع کردیئے خدا جانے ان الفاظ میں کیا تاثیر تھی کہ دل سینوں میں اچھلنے لگے۔ کلیجوں میں سے بے ساختہ ایک ہوک سی اٹھی، رونگٹے کھڑے ہوگئے، بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا، پسینے چھوٹنے لگے، آنکھوں نے ٹپ ٹپ قطراتِ اشک گرانے شروع کردیئے اس پیارے شہر کی ایک ہی جھلک سے آنکھوں میں نور، دل میں سرور پیدا ہوگیا۔ یاد نہیں ہم نے وہ نظارہ

خواب میں دیکھا یا فی الواقع عالَم بیداری میں، محویت طاری تھی، دل کی کیفیت نا قابل بیان تھی، خبر نہیں ہم اس وقت کہاں تھے۔ خوشی کی لہریں آنکھوں کی راہ سے دل میں اتر رہی تھیں۔ پھر جوش میں آکر دماغ پر چھا جاتی تھیں۔ ہوش و حواس جسمِ خاکی کو الوداع کہہ رہے تھے۔ فرطِ مسرت و انبساط کا یہ عالَم تھا کہ روح تحلیل ہوتی جاتی تھی۔ بدن کے تمام بے تاب ورگ و پے سوز و گداز کے مرحلے طے کر رہے تھے۔ عقل گم تھی، کیف و وجدان کی وہ کیفیت کہ نہ زبان سے بیان ہو سکتی ہے نہ قلم اسے ضبطِ تحریر میں لا سکتا ہے۔ بس یوں کہہ لیں میرا دل میرے محبوب ﷺ کے زمانے کا مدینہ بن چکا تھا اور میرے محبوب ﷺ کی محبت کی خوشبو کے جھونکے آتے اور ہمیں بے خود کر جاتے یہ کیفیت زبانِ حال سے کہہ رہی تھی۔

جھانکوں جو دل میں اپنے، مدینہ دکھائی دے ✠ ہر گوشہ میرے دل کا مہکتا دکھائی دے
سوتا ہوں رات دل میں تمنا لیے ہوئے ✠ یارب کبھی حضور ﷺ کا مکھڑا دکھائی دے

محبوب کے شہر میں آکر سکون آ گیا

علامہ سید سلیمان ندویؒ صاحب آخری بار مدینہ منورہ کے سفر پر روانہ ہوئے آپ کے اس سفر کی روئیداد مدینہ منورہ کی عظمت و محبوبیت میں یوں درج ہے تجلیات جمال کے مرکز مدینہ منورہ میں حضور تاجدار مدینہ ﷺ کے مبارک قدموں میں پہنچ کر آپ کی باطنی حالت ہی بدل گئی دل کا چراغ وہی، محبت کی تو وہی، فضا کی تبدیلی نے اسکے کرنوں کی تمازت جذب کر لی۔ مدینہ منورہ پہنچتے ہی اتباع سنت کی نسبت سے ایک گونہ سکون پر طبیعت آ گئی پاس ادب غالب آیا موقع کی نزاکت بھی خود اس مبارک انقلاب کو چاہنے لگی۔ آپ نے حسب معمول سنت رسول ﷺ کے مطابق عمامہ شریف باندھا سردی کی وجہ سے جو شیروانی پہننے کا معمول تھا وہ اختیار کیا گویا مدینہ منورہ پہنچ کر ہی ایک سکون کا سانس لیا اور کھانا بھی رغبت سے کھایا جب کہ مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے کھانا کھانے کو جی نہ چاہ رہا تھا لیکن مدینہ منورہ پہنچتے ہی حالت میں تغیر آ گیا سکینت کا یہ جو اثر اب تک مرتب ہوا وہ تو مدینہ منورہ کے عمومی انوار و برکات کا اثر تھا قلب سلیمانی میں جو عشق و محبت کی کیفیت مدت سے پیدا تھی وہ اب بھی موجود تھی۔ پہلے سنت پر عمل تھا اب آپ کی ہر سنت کا نور ہی نور تھا۔

ہوش اپنا نہ تھا مدینے میں ✠ دیکھتا بھی تو کیا مدینے میں

ہر قدم پر بہار کا منظر ✤ دل تو خود جھومتا مدینے میں

مدینہ منورہ کے ذرات کو سلام

ایک بزرگ عمرہ پر جارہے تھے تو ملنے کے لیے آنے والوں کا ایک تانتا بندھا تھا۔ کسی نے کہا میرے لیے غلاف کعبہ پکڑ کر دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی عمرہ یا حج کے لیے قبول فرمائے۔ کسی نے کوئی خط دیا کہ اس کو حطیم میں ڈال دینا کسی نے کہا کہ میرے لیے طواف کرنا۔ کسی نے کہا کہ میں نے سوا لاکھ درود شریف پڑھا ہے میری طرف سے روضہ مبارک پر پیش کر دینا کسی نے کہا میرا اسلام روضہ مبارک پر پیش کرنا ایک سادہ دیہاتی بڑھیا روتے اور سسکیاں لیتے ہوئے بس اتنا کہہ سکی میرے میٹھے مدنی کریم ﷺ کو اور مدینہ کے چاند، سورج، زمین، کھجور کے درختوں، گھاس، خاک کے ذرات اور پہاڑوں کے پتھروں اور محبوب ﷺ کے مدینہ شہر کے درختوں کے پتوں کو بھی میرا اسلام عرض کر دینا اس کے سادہ اور محبت بھرے اور مدینہ کی ہر چیز کے نام انوکھا اور محبت بھرا پیغام سن کر بے ساختہ زبان سے اللہ اکبر کے الفاظ نکلے اور ساتھ ہی موجود تمام لوگوں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

کچھ غبار آنکھوں میں

بسا ہوا ہے نبی ﷺ کا دیار آنکھوں میں ✤ سجائے بیٹھا ہوں اِک جلوہ زار آنکھوں میں
جو دن مدینے میں گزرے ہیں ان کا کیا کہنا ✤ رچے ہوئے ہیں وہ لیل و نہار آنکھوں میں
دیارِ پاک کا ہر منظر حسین و جمیل ✤ رہے گا تا بہ قضا یادگار آنکھوں میں
عطا کیا جو مدینے کے باسیوں نے مجھے ✤ مہک رہا ہے ابھی تک وہ پیار آنکھوں میں
بغیر دیکھے مدینہ انہیں نظر نہیں آیا ✤ ہیں منفرد مری آنکھیں ہزار آنکھوں میں
اب اس سے بڑھ کے کوئی سرمہ اور کیا ہوگا ✤ سمیٹ لایا ہوں میں کچھ غبار آنکھوں میں
دیارِ پاک کی جن کو ہوئی ہے دید نصیب ✤ میں ڈھونڈ لوں گا وہ آنکھیں ہزار آنکھوں میں
سناؤں گا وہ کہانی حضور ﷺ کو جا کر ✤ چھپائے بیٹھا ہوں جو اشکبار آنکھوں میں
ہے اعتماد بھی اقبالؔ کو شفاعت پر ✤ سزا کا خوف بھی ہے گنہگار آنکھوں میں

مدینہ منورہ کی خاکِ شفاء

یہ طیبہ سے لایا ہوں خاکِ شفاء ❁ اپنی آنکھوں سے اس کو لگا لیجئے

اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی مٹی کو اکسیر بنایا ہے۔ آپ ﷺ جب کسی بیمار پر دم فرماتے تو دعاء اور کلام مقدس کے ساتھ ساتھ مدینہ منورہ کی خاکِ پاک بھی شامل فرماتے۔ زخم پھوڑے پھنسی وغیرہ پر دم کرتے وقت یہ دعاء پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ ہماری مٹی کے ذریعہ بعض کے لعاب سے بیمار کو شفاء ہو حکم الٰہی سے۔ خاکِ مدینہ کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مدینہ منورہ کی خاک میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔

چن کر مدینہ پاک کی گلیوں کی مٹی ❁ زخمِ جگر کے واسطے مرہم بنائیں گے ہم

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے دم کیا اور وادی بطحان کی مٹی ایک پیالہ میں ڈالی پھر پانی ڈال کر ان پر چھینٹے مارے۔ آپ ﷺ بنو حارث کے ہاں تشریف لائے انہوں نے بخار کی شکایت کی تو فرمایا! وادی صعیب کی مٹی کیوں نہیں استعمال کرتے اس کی مٹی لیکر پانی میں حل کرو وہ پانی اپنے اوپر چھڑک دو انہوں نے ایسا کیا تو بخار جاتا رہا۔ علماء نے متعدد اور مجرب واقعات لکھے ہیں کہ مدینہ منورہ کی خاک میں شفاء ہے اس کو استعمال کرنے سے اللہ تعالیٰ نے لاعلاج بیماریوں سے شفاء دی ہے۔

جلوہِ نورِ نبی ﷺ دل میں سمالوں پہلے ❁ خاکِ طیبہ کو آنکھوں سے لگا لوں پہلے

آنکھوں میں ملوں جو ملے خاکِ مدینہ ❁ اس خاک میں آقا ﷺ کی ادا جھوم رہی ہے

شیخ محی الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے خود تجربہ کیا ہے میرا ایک خدمت گار مسلسل ایک سال سے بخار کے مرض میں مبتلا تھا میں نے مدینہ منورہ کی خاک تھوڑی سی پانی میں گھول کر اسے پلائی وہ اسی وقت صحت یاب ہو گیا۔

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اٹھالے جائے تھوڑی خاک ان کے آستانے سے

اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں میں مدینہ میں مقیم تھا میرے پاؤں میں سخت مرض پیدا ہو گیا جس کے بارے میں سارے اطباء نے کہہ دیا کہ اس کا آخری درجہ موت ہے اور اب صحت دشوار ہے۔ چنانچہ خاکِ پاک سے میں نے اپنا علاج شروع کر دیا تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت عطا فرما دی۔ سبحان اللہ

آپ ﷺ نے امت کو ترغیب دی ہے کہ جو مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ مدینہ میں مرے اور شرفِ شفاعت اور میری شہادت (گواہی) سے مستفید ہو۔

میں تو جنت کا سزا وار نہیں ہوں سرکار ﷺ
حشر میں آپ ﷺ ہی فرمائیں شفاعت مری

آپ ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں سب سے پہلے میری شفاعت کا شرف حاصل کرنے والے اہل مدینہ ہیں اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی سب سے بڑی آرزو مدینہ میں مرنے کی تھی۔ اللہ کرے اس عاجز و بیکار کو بھی مدینہ کے کسی کونے میں جگہ نصیب ہو جائے۔

ہے تیری درگاہ میں یا رب تمنائے فقیر
دفن ہونے کے لئے خاکِ مدینہ چاہیئے

یہاں منہ میں دَرد نہیں دُرُود ہوتا ہے

حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک بھائی نے سنایا کہ ۱۹۸۶ء کو آپ کراچی سے حج کے سفر پر جا رہے تھے آپ کو دانت میں شدید درد تھا اتنا وقت نہیں تھا کہ ڈاکٹر کو چیک کروا کر دوائی لے سکیں اسی حال میں آپ سفرِ حج پر روانہ ہو گئے تو مدینہ منورہ میں ایک ساتھی ملاقات کے لیے آئے اس وقت حضرت قدمین مبارکین کی طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک ساتھی نے درد کے بارے میں پوچھا تو فرمایا قالین کے نیچے سے مٹی اٹھا کر دانت کو لگائی تھی تو درد ختم ہو گیا اور وہ دانت دوسرے دانتوں سے زیادہ مضبوط ہو گیا ہے کسی اور نے پوچھا تو جواب میں جو کچھ فرمایا اس کا مفہوم یوں ہے فرمایا بس یہاں تو دنیا کے سب درد ختم ہو جاتے ہیں صرف محبوب کی محبت کا درد ہی دل میں رہتا ہے یہ ایسی جگہ ہے کہ یہاں منہ میں دَرد نہیں دُرُود شریف ہوتا ہے۔

ہو سلام خاکِ طیبہ ،ہو سلام خاکِ طیبہ
مری سب عقیدتیں ہیں، تیرے نام خاکِ طیبہ
تمہیں آنکھوں سے لگاؤں، تمہیں باربار چوموں
مرا کاش زندگی بھر، ہو یہ کام خاکِ طیبہ

سامان مدینے میں

چھوڑ آیا ہوں دل و جان یہ کہہ کر اعظم
آ رہا ہوں میرا سامان مدینے میں رہے

ایک نیک آدمی نے مدینہ منورہ سے واپسی کے وقت اپنے کچھ بال اور ناخن مدینہ میں دفن کر دیئے اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کرنے لگا اے اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ! مدینہ میں مرنا تو میرے اختیار میں نہیں البتہ اپنے جسم کے بال اور ناخن دفن کر کے جا رہا ہوں ۔ہم فقیروں کے لئے یہی غنیمت ہے اور امید ہے کہ اس عمل کے صدقے اس دن شفاعت نصیب ہوگی جس دن سب ایک دوسرے سے بیزار ہونگے ۔

دعا کیجئے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِکَ اَوْاَرْسِلْ اِلَیْھَا بَدَنِیْ بَعْدَ الْمَوْتِ اے میرے پیارے اللہ تعالیٰ مجھے اپنے محبوب ﷺ کے شہر میں موت دے یا موت کے بعد میرے جسم کو وہاں بھیج دے۔

اب کہاں جاؤں تڑپتے دل کی یہ خواہش نکال
اے مدینہ کی زمین مر ی بھی گنجائش نکال
اَللّٰھُمَّ نَجِّنِیْ مِنْ کُلِّ ضَیْقٍ بِجَاہِ الْمُصْطَفٰی مَوْلَی الْجَمِیْعِ
فَھَبْ لِیْ فِیْ مَدِیْنَتِہٖ قَرَاراً حَیَاتَاثُمَّ دَفْنًا فِی الْبَقِیْعِ
نگاہوں کو یا رب میسر ہو مری
چلوں آنکھیں ہوں اشکبارِ مدینہ
خیال آخری یہ تمنا ہے مری
کہ ہوں دفن ارض دیارِ مدینہ

آیئے !ایک اور عظیم سعادت کی تمنا لیکر نور بھرے شہر کے مبارک سفر کو طے کریں۔

زیارت کو چلوں یارب ،پڑے یوں شور مدینے میں
غلام آیا محمد ﷺ کا غلام آیا محمد ﷺ کا

یہ سعادت حضرت انسؓ کی زبانی سنیئے، فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری مسجد میں باجماعت چالیس نمازیں اسطرح پڑھے کہ ایک نماز بھی نہ چھوٹے تو اسے جہنم سے آزادی اور نفاق سے آزادی کا برأت نامہ دیا جائے گا۔

ہر شے مہک رہی ہے محمد ﷺ کے شہر میں ❁ چالیس وقت پڑھ کے نمازیں خرید لو
جنت بھی بک رہی ہے محمد ﷺ کے شہر میں ❁ ہر شے مہک رہی ہے محمد ﷺ کے شہر میں

بندہ کو مدینہ منورہ کے سفر کے دوران کبھی خیال آتا کہ (مدینہ شریف) کیسی بستی ہوگی تو کبھی محبوبِ دوعالم سرورِ کائنات ﷺ کے حلیہ مبارک کے نقشے آنکھوں میں جنت بسا جاتے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کے غلاموں پر مدینہ منورہ کے سفر میں کیا گذرتی ہوگی۔

الٰہی جلد دکھلا دے کہ کیسا شہرِ مدینہ ہے
سنا ہے کہ وہاں جا کر مر جانا بھی جینا ہے

طیبہ کی گلیوں میں بکھر جاتے

''سفر'' اجنبی ہونے کے باوجود یوں محسوس ہوا، جیسے یہ راستے شناسا اور مانوس ہیں۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر بسیں کچھ وقت کے لیے روک دی گئیں تا کہ حاجی نماز ظہر ادا کرنے کے ساتھ روٹی کھا سکیں اور اپنا سر دہلیز طیبہ پر رکھ کر محبوب محترم حضرت محمد ﷺ کو اپنی آمد کی اطلاع دے سکیں، جس نے آج اس نعمتِ عظمیٰ سے نوازا ہے۔ جہاں ہم اتر کر پھر رہے تھے، یہ مدینے کی زمین تھی۔ مقدس اور پیاری پیاری۔ کبھی ہم اپنی طرف دیکھتے، کبھی مدینے کے پاکیزہ ذروں کی طرف۔ زمین سے مٹھی بھر ذروں کو اٹھا کر چوم لیا۔ کیونکہ یہ ہمارے سرکار ﷺ کے دیس کے ذرے تھے۔ کبھی آسمان کی طرف دیکھ کر، اس احسان مندی کا شکریہ ادا کرنے لگتے۔ کبھی مدینے کی جانب رخ کر کے درود وسلام کی ڈالیاں حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کرنے لگ جاتے۔ یہاں جی چاہتا، کاش ہم راہ گزر کے ذرے ہوتے اور لوگ ہم پر سے گزر کر مدینہ کی حسین گلیوں میں جاتے، ہم ان کے پاؤں کے ساتھ لگ کر ہمیشہ کے لیے طیبہ کی گلیوں میں بکھر جاتے۔ شہر مدینہ کے درختوں کے پتے تالیاں بجا بجا کر خوش آمدید کہتے دکھائی دیے۔

جو کھو جائیں مدینے کی فضاؤں میں، ہواؤں میں
کہاں کچھ اور ،خود کو بھی دیوانے بھول جاتے ہیں

مدینہ چھوٹ رہا ہے

ایک آدمی حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ چلا گیا جس جگہ رہائش تھی وہاں ایک بلی آتی تھی آہستہ آہستہ وہ بلی حاجی سے مانوس ہوگئی تو حاجی کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ میں اسکو واپسی پر ساتھ اپنے وطن لے جاؤں اس لئے اس نے پنجرے کا انتظام کیا اور جانے سے ایک دن پہلے رات کو روضہ مبارک پر حاضری دی واپس آکر سو گیا تو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے فرمایا تین دن سے بلی روزانہ رات کو آکر کہتی ہے! مدینہ چھوٹ رہا ہے آقا! مجھے بچا لیجئے لہٰذا اسکو ساتھ نہیں لے جانا تو حاجی نے اپنا ارادہ ختم کر دیا۔

بلی کا دیکھو فدا ہونا ؎ گوارا نہ مدینہ سے جُدا ہونا

مدینہ کی بلیوں والا بابا جی

ایک مرتبہ بابا جی غلام رسول کو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ ﷺ نے بابا جی کو حکم دیا کہ مدینہ منورہ کی بلیوں کو خوراک مہیا کرو۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں بابا جی (خاکی کینوس کے تھیلے) گلے میں ڈالے مدینہ منورہ کی گلیوں میں گھومتے اور ان تھیلوں سے گوشت کے ٹکڑے نکال نکال کر بلیوں کو کھلاتے ،وہ بلیاں بابا جی سے اس قدر مانوس ہوگئی تھیں کہ ان کی آمد سے پہلے ہی راستے میں جمع ہوجاتی تھیں ۔بابا جی کو کوئی بلی بیمار نظر آتی تو اسے اٹھا کر اپنے مکان پر لے آتے ۔اس کا علاج کرتے اور صحت یاب ہونے کے بعد اس کو اسی علاقے میں چھوڑ آتے جہاں سے اٹھا کر لاتے تھے۔ جب بابا جی کو کمزوری نے آگھیرا تو بابا جی نے ایک چھوٹی ریڑھی خرید لی اور تھیلوں کی بجائے اس ریڑھی پر گوشت اور چھیچھڑے رکھ کر یہ خدمت سرانجام دیتے ۔ایک رات ایک تیز رفتار کار کی زد میں آکر بابا جی زخمی ہوگئے ،تو چوٹ کی وجہ سے خود چل پھر نہیں سکتے تھے ۔تو بابا جی نے ایک شخص کو دو ریال یومیہ پر راضی کیا اور کہا یہ خدمت تم کیا کرو۔تو وہ شخص بلیوں کو خوراک دیتا ان کا علاج کرتا۔تو اس خدمت کی وجہ سے بابا غلام رسول .....بلیوں والے بابا جی..... کے نام سے مشہور ہوگئے۔

بارگاہِ اقدس سے اجازت نہیں ملی

حضرت سید بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں بیماری کی وجہ سے صاحب فراش تھے ۔ایک روز اپنے ایک عزیز کے ذریعہ باباجی غلام رسول کو اپنے پاس بلایا اور ان سے فرمایا کہ شدید علالت کی وجہ سے میں خود مکہ معظمہ جا کر حج ادا نہیں کر سکتا۔آپ میرا حجِ بدل ادا کریں۔باباجی نے فرمایا کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کروں گا اور اجازت طلب کروں گا۔چند دن بعد باباجی مولانا سید بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس سے اجازت نہیں ملی۔آپ کوئی اور بندوبست کر لیں۔بعد میں مولانا سید بدر عالمؒ نے مصاحبین سے کہا اندازہ تو لگاؤ کہ باباجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کا کیا مقام ہے۔

یہ سب سے بڑی ہے عطائے محمدؐ جسے جلوہ اپنا دکھائے محمدؐ
کسی اور سے آس کیسے لگاؤں میرا کون ہے اب سوائے محمدؐ

مدینہ منورہ سے بیت المقدس کی طرف

ایک رات باباجی غلام رسول نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی اور دیکھا کہ ایک صاحب حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کر رہے ہیں کہ آقا! مجھے باباجی غلام رسول کو کچھ عرصہ کے لئے بیت المقدس لے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ میں انہیں اپنے ہمراہ رکھوں گا۔ حضور ﷺ نے اجازت مرحمت فرما دی باباجی کی آنکھ کھلی تو بے حد مسرور تھے کہ حضور ﷺ کی زیارت بابرکت کے ہمراہ انبیاء علیہم السلام کی سرزمین بیت المقدس جانے کی اجازت مل گئی۔ جو بڑی سعادت ہے۔یہ غیبی اجازت ملنے کے بعد باباجی .....مولانا محمد اسماعیل غزنوی کا رقعہ لے کر شیخ المسلمین عبدالرحمن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے پاسپورٹ وغیرہ کی تمام پابندیاں ختم کر دیں جس کے نتیجہ میں باباجی مدینہ منورہ سے پیدل روانہ ہوئے۔خیبر، تبوک ،مدائن سے ہوتے ہوئے بیت المقدس پہنچ گئے۔پھر وہاں معمول بن گیا، دن بھر روزہ رکھتے اور رات کو بیت المقدس میں عبادت کرتے۔دو وقت کا کھانا لنگر سے مل جاتا۔دوسری ضروریات پوری کرنے کے لئے نہایت قلیل معاوضہ پر بیت الخلاء صاف کرتے۔یوں پانچ برس دیارِ انبیاء علیہم السلام میں گزارے۔مقام الخلیل میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت یعقوبؑ، اور حضرت یوسفؑ کے مزارات پر جھاڑو دیتے۔موقع ملتا تو حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ اور حضرت موسیٰؑ کے

مزارات پر بھی حاضری دیتے اور رو رو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کرتے تھے کہ یا اللہ مجھے مدینہ کی موت اور مدینہ کی قبر نصیب فرمانا۔ باباجی کی عمر (۱۰۱ سال) تھی۔ باباجی کا وصال مدینہ منورہ میں ہوا اور باباجی جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

دل جس پہ جھومتا ہے وہ نام ہے مدینہ ❁ حق کی طرف سے ہم کو انعام ہے مدینہ
سب کو بھلا چکا ہوں بہزاد زندگی میں ❁ اب تو میرے لبوں پر اک نام ہے مدینہ

اہلِ مدینہ کی خدمت

گلزارِ محمد ﷺ کا کیا کہنا ❁ بازارِ مدینہ کا کیا کہنا
ایمان کے سکے چلتے ہیں ❁ فردوس کا سودا ہوتا ہے

مدینہ منورہ کے قیام کو غنیمت جانیں نہ معلوم پھر یہ سنہری موقع ہاتھ آئے یا نہ آئے۔ مدینہ کی چیزوں کی برائی بیان نہ کریں کہ یہ چیز اچھی نہیں ہے، روٹی اچھی نہیں بلکہ کھا پی کر شکر ادا کریں۔ خرید و فروخت میں محبوب ﷺ کے پڑوسیوں یعنی مدینہ والوں کے تعاون کی نیت کریں یہ مستقل ثواب ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفرِ مدینہ کے خرچ کا حساب نہ کیا جائے کیونکہ یہ عاشقانہ سفر ہے اور حساب تقاضائے عشق کے خلاف ہے۔ مدینہ والوں سے محبت رکھنا واجب ہے اس لئے جتنا ہو سکے حاضری سے پہلے محبوب ﷺ کے پڑوسیوں پر صدقہ کریں یہ بھی حضور ﷺ کی خدمت گزاری میں داخل ہے۔

کرتے ہیں عزیزانِ مدینہ کی جو خدمت
حسرت انہیں دیتے ہیں وہ سب مل کے دعائیں

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ حرم مدینہ کے مؤذنوں، شرطوں (پولیس) اور اغوات جو روضہ مبارک کے اندر کی صفائی پر مامور تھے ان کو ہدیۃً پانچ سو یا ہزار ریال ہر ایک کو بھجواتے تھے اور فرماتے نام نہ بتانا اگر پوچھیں تو بس اتنا کہہ دینا کہ ایک ہندی حاجی نے دیے ہیں۔ ایسے ہی روضہ مبارک کی حاضری سے پہلے صدقہ کر کے پھر تشریف لاتے تھے اور فرماتے کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے اے ایمان والو جب تم رسول (ﷺ) سے سرگوشی کرو تو سرگوشی سے پہلے صدقات پیش کیا کرو۔ اسی طرح آپ فقراءِ مدینہ اور بیوگان کے حالات کی تحقیق دوسرے لوگوں سے چپکے چپکے کراتے رہتے تھے۔

حضور ﷺ کی طرف سے دعوت

دو بوڑھے شخص مدینہ منورہ کی زیارت اور حضور ﷺ کے روضہ پر سلام عرض کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ تو جتنے دن ان کا مدینہ منورہ میں قیام رہا، وہ ایک دوسرے کی دعوت کرتے۔ پہلا دعوت کرتا تو وہ اپنے ساتھی سے کہتا کہ آج میرے ہاں حضور ﷺ کی طرف سے آپ کی دعوت ہے۔ تو دوسرے دن دوسرا ساتھی دعوت کرتا اور وہ بھی کہتا کہ آج حضور ﷺ کی طرف سے میرے ہاں آپ کی دعوت ہے۔ مدینہ منورہ میں رہنے والوں کا آقا کریم ﷺ سے پیار و محبت دیکھئے کہ وہ دعوت کی نسبت حضرت ابوالقاسم محمد ﷺ کی طرف کرتے تھے۔ اسی طرح جب وہ ایک دوسرے کو پینے کے لئے زمزم پیش کرتے تو کہتے یہ بھی حضور ﷺ کی طرف سے ہے اور پیتے ہوئے اپنے اللہ سے یہ بھی دعا کرتے کہ اللہ ہمیں قیامت کے دن حضور ﷺ کے ہاتھوں کوثر کا جام پینا بھی نصیب فرما۔

ہو نصیب جامِ کوثر، یہ نفیسؔ کی دعا ہے
مگر اک حسین تمنا کہ حضور خود پلائیں

کنکری کہاں سے آئی؟

حضرت محمد بن مسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص بھی حضور ﷺ کی مسجد میں زور سے نہ بولے۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں مسجد میں کھڑا تھا ایک شخص نے مجھے ایک کنکری ماری میں نے اُدھر دیکھا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے مجھے (اشارے سے بلا کر) کہا کہ وہ آدمی باتیں کر رہے ہیں ان کو بلا کر لاؤ میں ان دونوں کو بلا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ طائف کے رہنے والے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اگر تم مدینہ کے رہائشی ہوتے تو میں تمہیں مزہ چکھاتا کہ تم حضور ﷺ کی مسجد میں چلا کر کیسے بول رہے ہو۔ یہاں تو ہر ہر قدم پہ ادب لازمی ہے۔

شوق نیاز و عجز کے سانچے میں ڈھل کے آ
یہ کوچۂ حبیب ﷺ ہے پلکوں پہ چل کے آ

امام اعظمؒ اور مدینہ کا ادب

سرمرا آپ (ﷺ) کی دہلیز سے جب لگتا ہے
سانس لینا بھی مجھے سوءِ ادب لگتا ہے

سراج الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ایک ہفتہ وہیں رہے اور پھر واپسی کی تیاری کر لی۔ شاگردوں نے اصرار کیا کہ حضرت کچھ اور قیام کر لیں تو آپ نے فرمایا کہ جب سے یہاں حاضر ہوا ہوں مدینہ منورہ کی سرزمین پر ادب کی وجہ سے قضائے حاجت نہیں کی اور اب مجھ میں برداشت کی ہمت نہیں ہے لہٰذا اب واپس چلو۔

جُدا مدینے سے ہم ہو کے اشکبار چلے ❁ بلانا ہمیں پھر ہم لے کے انتظار چلے
اذانیں مسجد نبوی کی پھر سنانا ہمیں ❁ لئے سماعت کو پھر اپنی بے قرار چلے

آواز بلند مت کرو

حضرت ابن حمید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ خلیفہ ابوجعفر منصور عباسیؒ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مسجد نبوی میں کسی بات پر مباحثہ کیا اس وقت خلیفہ کے ہمراہ پانچ شمشیر بند بھی تھے دورانِ گفتگو جب خلیفہ کی آواز قدرے بلند ہوئی تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے امیر المومنین! اس مسجد میں اپنی آواز بلند مت کرو۔ نبی کریم ﷺ کا احترام وفات کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ وفات سے پہلے تھا یہ سنتے ہی ابوجعفر کی آواز پست ہوگئی۔

سانس بھی آہستہ لے اس شہر میں ❁ عشق کی تکرار ہے، اونچا نہ بول

کہیں مدینہ سے باہر موت نہ آجائے

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی مدینہ منورہ میں بسر کی جب قضائے حاجت کی ضرورت پیش آتی تو آپ شہر سے بہت دور نکل جاتے تھے ایک تو آپ کو یہ خیال رہتا تھا کہ جس جگہ تک روضہ مبارک نظر آتا تھا وہاں قضائے حاجت نہ کرتے تھے اور دوسرے آپ مسلسل اس اضطراب میں رہتے کہ ہوسکتا ہے اس جگہ حضور ﷺ کا پاؤں مبارک لگا ہو، ہوسکتا ہے اس جگہ بھی لگا ہو اس طرح بہت دُور نکل جاتے اور یہ اندیشہ بھی رہتا تھا کہ کہیں مدینہ سے باہر

موت نہ آجائے۔

مدینہ جا کے نکلنا نہ شہر سے باہر ❁ خدا نخواستہ زندگی وفا نہ کرے

عاشقانہ چال

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں سے گذرتے ہوئے راستہ کے درمیان چلنے کی بجائے دیواروں کے قریب چلتے۔ پوچھنے پر فرمایا کہ ممکن ہے ان راستوں پر نبی ﷺ کے قدموں کے نشانات موجود ہوں اگر میرے پاؤں ان نشانات پر آ گئے تو سخت بے ادبی ہوگی۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم ﷺ
اس خاک پہ قربان دل شیدا ہے ہمارا

مدنی نوجوانوں سے تُرکوں کا اندازِ محبت

یہ ایسے دو نوجوانوں کا واقعہ ہے جو مدینہ منورہ سے تُرکی سیر سپاٹے کے لیے گئے ان کا مقصد اپنے جیسے دوسرے نوجوانوں کی طرح شراب و شباب کے مزے لینا تھا استنبول پہنچتے ہی انہوں نے شراب لیتے ہوئے ہوٹل کا رخ کیا اور مضافات میں جا کر ایسا ہوٹل پسند کیا جہاں انہیں کوئی جان پہچان والا نہ دیکھ سکے کاؤنٹر پر رجسٹریشن کراتے ہوئے کلرک کو جیسے ہی پتا چلا کہ دونوں مدینہ شریف سے آئے ہیں تو اس نے عام کمرے کے ریٹ میں ان کو اچھا اور کافی سہولیات والا کمرہ کھلوا کر دے دیا کہ اہلِ مدینہ چل کے اس کے ہوٹل میں آ گئے ہیں اس پر ہوٹل والے کی خوشی دیدنی تھی۔ دونوں کمرے میں پہنچے اور شراب کی بوتلیں معدے میں انڈیلنے لگے ایک تو کم ظرف نکلا کہ کچھ ہی دیر میں نشے سے دُھت بے سدھ سو گیا جب کہ دوسرا نیم مدہوش سو گیا ان کو سوتے کچھ دیر گزری ہوگی کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ صبح کے ساڑھے چار بج رہے تھے ایک نے غنودگی میں اٹھ کر دروازہ کھولا تو سامنے کاؤنٹر کلرک کھڑا تھا۔ کہنے لگا کہ ہمارے امام مسجد نے یہ جان کر کہ ہوٹل میں مدینہ شریف کے دو آدمی آ کر ٹھہرے ہوئے ہیں یہ کہہ کر نماز پڑھانے سے انکار کر دیا ہے کہ وہ نماز پڑھا کر ایسی بے ادبی ہرگز نہیں کر سکتا۔ ہم لوگ آپ کا مسجد میں انتظار کر رہے ہیں آپ جلدی سے تیار ہو کر آ جائیں۔ اس نوجوان کو یہ بات سن کر حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ اس نے جلدی سے دوسرے ساتھی کو جگا کر بتایا کہ صورت حال ایسی ہوگئی ہے کیا تجھے

کچھ قرآن مجید یاد ہے؟ اس نے کہا قرآن شریف تو یاد ہے لیکن امامت نہیں کراؤں گا۔ دونوں سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ اس گلے آن پڑی مصیبت سے کیسے جان چھڑائیں اسی دوران ایک بار پھر دروازہ کھٹکا کاؤنٹر کلرک کہہ رہا تھا بھائیو جلدی کرو ہم لوگ مسجد میں آپ کے منتظر ہیں کہیں نماز میں دیر نہ ہو جائے۔ جلدی بھاگ کر غسل کر کے تیار ہو کر مسجد پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہے ایسا لگتا تھا کہ نماز فجر کے لیے نہیں بلکہ لوگ مدینہ کے شہزادوں کی اقتداء میں جمعہ کی نماز کے لیے اہتمام سے بیٹھے ہوں۔ ان میں سے ایک جوان کہتا ہے کہ میں مصلیٰ پر چڑھا اللہ اکبر کہہ کر لڑکھڑاتی زبان سے الحمد للہ رب العالمین پڑھا۔ نمازیوں میں سے کسی کی اس خیال سے کہ مدینے کا مکین، دیار حبیب ﷺ سے آیا ہوا اور مسجد رسول کا ہمسایہ انہیں نماز پڑھا رہا ہے اس خوشی اور سعادت پر روتے ہوئے سسکیاں شروع ہو گئیں پھر کیا تھا کہ سب کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ کہتا ہے نمازیوں کے رونے سے میری ندامت کیا بڑھی کہ میں بھی رو پڑا سورۃ الفاتحہ کے بعد میں نے پڑھی تو محض سورۃ الاخلاص ہی، مگر اپنے پورے اخلاص کے ساتھ۔ نماز ختم ہوئی، نمازی میرے ساتھ مصافحہ کرنے کے لیے امڈ پڑے۔ کئی ایک تو فرطِ محبت سے پیشانی چوم رہے تھے اور مجھے گلے لگا رہے تھے میں سر جھکائے اپنا محاسبہ کر رہا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنا کرم کیا اور یہ حادثہ میری ہدایت کا سبب بن گیا۔

مدینے کے سارے مکیں محترم ہیں ✽ نسبت مدینہ سے ہر شئے محترم ہے
امیروں کبیروں پہ کیا منحصر ہے ✽ مدینے کا ہر فرد ذیقدر اور محترم ہے

اہلِ مدینہ کی بے ادبی کا انجام

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا جو کوئی بھی مدینہ منورہ کے رہنے والوں کے ساتھ مکر کرے گا وہ ایسا گھل جائے گا جیسا پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا برباد ہو جائے وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کو ڈراتا ہے۔ ان کے صاحبزادے نے پوچھا ابا جان نبی کریم ﷺ کا تو وصال ہو چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو کوئی شخص کیسے ڈرا سکتا ہے؟ تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص مدینہ والوں کو ڈراتا ہے وہ اس

چیز کو ڈراتا ہے جو میرے پہلو کے درمیان ہے (یعنی میرے دل کو) (رواہ احمد)

حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اے اللہ! جو شخص مدینہ والوں پر ظلم کرے یا ان کو ڈرائے تو اس کو ڈرا اور اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت، اور تمام لوگوں کی لعنت، نہ اس کی فرض عبادت مقبول، نہ نفل عبادت قبول۔ (طبرانی)

رتبہ اہلِ مدینہ کا کیا پوچھتے ہو ❁ جو ہو پڑوسی آقا کا کیا پوچھتے ہو
ہیں سب اہلِ مدینہ یقیناً مکرم ❁ ذرے ہیں جوہر، تو جوہر محترم ہے

گستاخِ مدینہ کی سزا

ایک مرتبہ کسی شخص نے دوران گفتگو کہا کہ مدینہ منورہ کی مٹی خراب ہے حضرت امام مالکؒ نے یہ سن کر فتویٰ دیا کہ اسے ۳۰ دُرّے مارے جائیں اور کچھ عرصہ کے لئے قید کر دیا جائے کسی نے پوچھا اتنی سختی کیوں؟ فرمایا کہ ایسا شخص تو اس قابل ہے کہ اس کی گردن اُڑا دی جائے کہ جس زمین میں اللہ کے محبوب ﷺ آرام فرما ہیں وہ اس کے متعلق گمان کرتا ہے کہ اس کی مٹی خراب ہے۔

عرش پر گر فرش بھاری ہے تو ہے اس خاک سے
جس میں محوِ خواب ہے کون ومکاں کا تاجدار

اہل مدینہ کی کدورت، فیض سے محرومی

ہمارے ملک میں عمومی دینداری تو نہیں تھی لیکن اپنے مخصوص حلقہ میں پختہ، معیاری اور مکمل دینداری تھی۔ یہاں آکر بالعموم سطحی دینداری اور آزادی دیکھ کر طبیعت متاثر ہوئی، اس کے ساتھ بعض انتظامی امور میں معاملہ پڑنے پر یہاں والوں سے دل میں کدورت ہوگئی۔ اس دوران میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی کتاب فیوض الحرمین میں پڑھا جس کے بعینہ الفاظ تو اس وقت یاد نہیں، مطلب یہ تھا کہ اہل مدینہ کی کدورت کے ساتھ جب مواجہہ شریفہ پر حاضری ہوتی ہے تو حاضر ہونے والے اور حضور ﷺ کے درمیان اس کدورت کی تلخی ٹپکتی ہے، جس کی وجہ سے وہاں سے کچھ فیض حاصل نہیں ہوتا، بندہ کو یہ پڑھ کر اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اپنے فاسد خیالات پر خاک ڈال کر دو رکعت صلوۃ التوبہ پڑھ کر اللہ سے معافی مانگی اور اہل مدینہ کے لئے استغفار و دعائیں کیں پھر مواجہہ شریف پر حاضری دی تو عجیب خصوصی توجہ محسوس ہوئی۔

امید ہے کہ دوست بھی اس پر عمل کر کے فائدہ اٹھائیں گے۔

سوار کیوں نہیں ہوتے ؟

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کے پاس سواری کیلئے عمدہ گھوڑے موجود ہیں مگر آپ سوار کیوں نہیں ہوتے ؟ آپ نے فرمایا مجھے زیب نہیں دیتا کہ جس مقدس جگہ پر میرے آقا ﷺ کے مبارک قدم لگے ہوں میں اس مبارک جگہ کو گھوڑے کے قدموں سے روندوں۔

کر رہی ہے زندگی میرا طواف ، لے رہا ہوں بوسہ پائے رسول ﷺ
عشق و بینائی کی ہر دیوار پر رکھ دیا آئینہ پائے رسول ﷺ

حضرت بہلویؒ اور مدینے کا پتھر مبارک

حضرت مولانا عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ (شجاع آباد والوں) کے دل میں حرمین شریفین کی ہر چیز کی محبت رچی بسی ہوئی تھی اور اسی طرح مدینہ منورہ کی بھی ہر چیز کا بے حد ادب و احترام کرتے تھے تو اس کا اندازہ اس واقعے سے لگائیے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ کی گلی سے گزرتے ہوئے ایک آدمی کو دیکھا جو راستے میں پڑے پتھر کو پاؤں کی ٹھوکر سے ایک طرف کر رہا تھا تو حضرت نے کہا کیا تو اسے ادب سے اٹھا کر ایک طرف نہیں کر سکتا تھا! اور اس کو سمجھایا کہ بھائی اس پتھر کو عام پتھر مت سمجھو یہ مدینہ منورہ کا پتھر ہے اس لیئے اسے پاؤں کی ٹھوکر سے نہیں بلکہ نہایت ادب و احترام سے اٹھا کر ایک طرف کیا کرو۔

نقش ہیں تیرے پتھر پر اسؐ کے پاؤں کے نشاں
جس نبیؐ کے حسن کی خیرات ہیں دونوں جہاں

مدینہ منورہ کا چاند

حضرت شاہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ منورہ حاضر ہوتے تو وہاں کی ہر ہر چیز کو محبت سے دیکھتے تھے چاند کو دیکھ کر فرماتے یہ مدینے شریف کا چاند ہے اسی چاند کو سرورِ دو عالم ﷺ نے بھی کئی بار دیکھا ہے اور مدینہ شریف کے پہاڑوں کو جب دیکھتے تو فرماتے کہ یہاں پر انبیآء کے سردار نے بکریاں چرائی تھیں ایک مرتبہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ایک یادگار

نعت تحریر فرمائی جس میں اس پہلو کو کتنی خوبصورتی سے بیان فرمایا کہ اگر مسلمان دل سے شاہِ مدینہ ﷺ کا غلام ہو جائے تو دونوں جہانوں کے غم سے آزاد ہو جائے۔

یہ صبحِ مدینہ یہ شامِ مدینہ مبارک تمہیں ہو قیامِ مدینہ
ہو آزاد اخترؔ غمِ دو جہاں سے جو ہو جائے دل سے غلامِ مدینہ

مدینہ منورہ کی زمین پر

جو حال رسول اکرم کے مقدس شہر مدینہ منورہ کے سفر کے دوران واقع ہوا کہ ماحول بہت زوردار تھا۔ میرے ذہن میں کچھ خیال آیا: میں ہر صبح کو اللہ تعالیٰ سے سات دفعہ کہتے ہوئے دعا کرتا ہوں: یا الٰہی مجھے دوزخ کی آگ سے بچا اور مجھے نیک لوگوں کی صحبت میں جنت میں داخل کر۔ کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں ہو سکتا جو جنت میں داخل ہونے کی خواہش نہیں رکھتا۔ تاہم اس ماحول میں مَیں نے اپنے آپ سے پوچھا: اگر وہ تمہیں جنت میں اس کے آٹھ دروازوں میں سے کسی ایک کے ذریعے داخل ہونے کی دعوت دیں تو تم ریاض الجنہ (نبی اکرم ﷺ کے مرقد مبارک کے پاس مسجد نبوی کا رقبہ) یا جنت میں سے کس دروازے میں داخل ہونے کو ترجیح دو گے ؟یقین کیجئے۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے آپ سے کہا: یہ جگہ مجھے زیادہ مرغوب ہے۔ مجھے اپنے آقا ﷺ کی، جن کے دروازے پر میں دنیا کی کسی بھی چیز کے مقابلے میں زنجیروں میں جکڑا ہوا غلام بننا پسند کرتا ہوں زمین پر اپنا چہرہ رگڑنے کا موقع ملا ہے میں اس موقع کو کھونا نہیں چاہتا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مومن کی تمنا ہے۔ جب مجھے اس عظیم موقع کی سعادت حاصل ہوئی۔ میں ترک پارلیمنٹ کے ممبر مسٹر عارف حکمت کے ساتھ تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ جب میں سرحد کے پار جاؤں گا اور مدینہ منورہ کی زمین پر داخل ہوں گا تو میں گدھے کی طرح اس خاک میں لوٹ پوٹ (لیٹنیاں) کروں گا۔ اس عظیم آدمی نے اپنا وعدہ نبھایا۔ جب میں اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو میں اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کو بہنے سے نہیں روک سکتا۔

مدینہ کی زمین میں کمزور ہڈیاں

مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ (مدرس حرم) جو حدیث میں مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے استاد مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے

حج کے موقع پر چند دعائیں فرمائیں ان میں ایک دعا یہ بھی فرمائی کہ میری زندگی کے آخری ایام مدینہ منورہ میں گزریں چنانچہ اللہ تعالی نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی۔ استاد جی نے بکثرت حج کیئے مگر ایک مرتبہ حج کے موقع پر مدینہ منورہ میں مقیم تھے تو میں نے بڑے ادب کے ساتھ پوچھا کہ استاد جی آپ کے شوق کا عالم تو یہ تھا کہ ہندوستان سے سفر کی تکلیفیں برداشت کر کے حج کے لیئے آتے تھے اور اب یہ حال ہے کہ ایام حج شروع ہیں اور آپ مکہ مکرمہ کی بجائے مدینہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو فرمایا۔ خیر محمد! یہ کوئی علمی مسئلہ نہیں ہے بس اپنے دل کی بات کہہ دیتا ہوں کہ اب زندگی کی ایک ہی تمنا باقی ہے کہ خلیل احمد کی کمزور ہڈیوں کو دفن ہونے کے لیئے مدینہ کی سرزمین نصیب ہو جائے اس لیئے میں حج کو نہیں جاتا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہاں موت آ جائے اور میں اس سعادت سے محروم ہو جاؤں۔ تو میرے استاد جی کی یہ دلی تمنا پوری ہوئی کہ ان کو مدینہ ہی میں موت آئی اور دفن ہونے کے لیئے اللہ تعالیٰ نے جنت البقیع میں جگہ نصیب فرمائی۔ سبحان اللہ

جل کے دوش پر یارب میرا سفینہ ہو　　زہے نصیب ہے جو مدفن میرا مدینہ ہو

مدینہ منورہ کی دہی

ایک آدمی مدینہ منورہ گیا ایک دن بازار سے دہی لیکر کھائی تو کہا کہ مدینہ کی دہی کھٹی ہے۔ رات کو نیند میں حضرت محمد ﷺ نے ناراض ہو کر فرمایا میرے مدینہ سے نکل جاؤ جہاں کی دہی میٹھی ہو وہاں چلے جاؤ۔ وہ آدمی بہت پریشان ہوا اور بزرگوں سے ملاقات کی اب کسی طرح معافی کی کوئی صورت بن جائے۔ مگر یہاں کس کی مجال تھی؟ آخر ایک بزرگ نے مشورہ دیا کہ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضری دو اور ان سے درخواست کرو کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں معافی کیلئے سفارش کریں۔ آخر وہ آدمی حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر حاضر ہوا اور بہت رویا تو رات کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ خواب میں ملے اور فرمایا کہ مدینہ سے نکل جاؤ ورنہ تمھارے ایمان کا خطرہ ہے۔

مدینہ منورہ کا دودھ

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے غلام اسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ میں رات کو گشت کر رہے تھے ایک مکان سے آواز سنی کہ ایک عورت اپنی لڑکی سے کہہ رہی ہے دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دے۔ لڑکی نے کہا۔ امیر المؤمنین نے ابھی تو تھوڑے ہی دن ہوئے منادی کرائی ہے کہ دودھ

میں پانی ملا کر فروخت نہ کرو عورت نے کہا اب نہ یہاں امیر المؤمنین ہیں اور نہ منادی کرنے والا۔ لڑکی نے کہا یہ دیانت کے خلاف ہے۔ کہ روبرو اطاعت کی جائے اور غائبانہ خیانت۔ یہ گفتگو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔ لڑکی کی دیانت اور اس کی حق گوئی پر خوش ہو کر (جو درحقیقت انہیں کے حق پرست عہد حکومت کا نتیجہ تھی) اپنے بیٹے عاصم کی اس سے شادی کر دی۔ اس لڑکی کے پیٹ سے امّ عاصم پیدا ہوئیں جنھیں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسے نیک بخت اور عابد و زاہد خلیفہ کی والدہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔

اِشْرَبُوْا الْحَلِیْب، صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب

حضرت مولانا عبدالکریم ندیم دامت برکاتھم العالیہ (خانپور والے) نے بتایا کہ حضور ﷺ کے عاشق اور سچے دیوانے ہر دور میں پائے جاتے ہیں۔ جس طرح صحابہ کرام کو آقا ﷺ سے محبت تھی اسی طرح ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آج بھی حضور ﷺ کے سچے دیوانے موجود ہیں جو حضور ﷺ کے عشق میں اپنا مال تو مال جان تک بھی قربان کر دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہؓ میں سے انصار صحابہؓ کی سخاوت والی جھلک اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے کہ ایک عاشق اور دیوانے کو دیکھا جو آنے والے مسافروں کو دودھ پلا رہا تھا اور دیوانہ وار ایک ہی صدا لگا رہا تھا..... اشربوالحلیب، وصلوا علی الحبیب..... جس کا مفہوم یہ ہے کہ لوگو! آؤ دودھ پیو اور میرے پیارے حبیب ﷺ پر درود پڑھو..... اللہ اکبر..... اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے حضور ﷺ کے دیوانے پیدا فرمائے۔ کاش اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس دودھ والے کی طرح محبت بھری صدائیں عطا کر دے۔

محبت بھری صدا لگاتا تھا اک دودھ والا ❁ دودھ پی کے بھیجو نبی پہ تحفہ درود والا

نکل جا میرے مدینہ سے

ایک عربی مدینہ کے بازار میں کھجوروں کی ریڑھی لگاتا تھا بس چپ چاپ درود شریف میں لگا رہتا تھا لوگ گزرتے ہوئے ریڑھی سے ایک دو کھجوریں اٹھاتے چلے جاتے کسی کو کبھی نہ روکتا آخر ایک آدمی نے کہا بابا اتنے حاجی آتے ہیں اگر ایسے اٹھاتے رہے تو ریڑھی خالی ہو جائے گی شام کو خالی گھر جائے گا۔ اس لیے ان کو روکو۔ یہ سن کر بابا رونے لگا اور چھوٹے بچے کی طرح بلکتے ہوئے کہا آج بھی اگر کسی مہمان کو ہم کچھ کہیں تو رات کو خواب میں حضور ﷺ تشریف

لاتے ہیں اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نکل جا میرے مدینہ سے تو میرے مہمانوں کو ڈانٹتا ہے۔

مدینہ منورہ سے جلدی چلے جایئے

پہلے مکہ معظمہ میں بچوں کو حرم میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ لیکن مسجد نبوی میں بچے کھیلیں یا شور مچائیں تو انہیں کوئی نہیں روکتا تھا..... ایک فوجی افسر عمرہ کرنے کے لئے ایک مہینے کی چھٹی پر یہاں آیا تھا۔ مسجد نبوی میں اس نے دیکھا کہ بچے شور مچا رہے ہیں۔ اسے بے حد غصہ آیا۔ کہنے لگا یہ سراسر بے ادبی ہے۔ اس نے بچوں کو ڈانٹا۔ اس پر اس کے ساتھی نے جو مدینہ منورہ کی ڈسپنسری کا ڈاکٹر تھا۔ اس کو منع کیا کہ بچوں کو نہ ڈانٹیے۔ افسر نظم ونسق کا متوالہ تھا۔ اس نے ڈاکٹر کی سنی ان سنی کر دی۔ رات کو اس موضوع پر دونوں میں بحث چھڑ گئی۔ ڈاکٹر نے کہا حضور ﷺ یہ پسند نہیں کرتے کہ ان بچوں کو ڈانٹا جائے۔ اسی رات افسر نے خواب دیکھا۔ حضور ﷺ خود تشریف لائے اور ناراضگی وغصہ کے لہجے میں فرمایا،، اگر میری مسجد میں بچوں کی موجودگی پسند نہیں کرتے تو مدینہ سے جلدی چلے جایئے۔ اگلے روز فوجی ہیڈ کوارٹرز سے ایک فون موصول ہوا جس میں اس افسر کی چھٹی منسوخ کر دی گئی تھی اور اسے فوراً ڈیوٹی پر حاضر ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔

خطابت اور نور ہدایت

کسی علاقے میں مناظرہ ہونے والا تھا اس سے پہلے حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جلسہ تھا تو دوران بیان شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مناظرہ کی کیا ضرورت ہے جسکو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ پر شک ہو تو وہ میرے ساتھ روضہ اقدس پر چلے کرایہ وسفر کا خرچ میری طرف سے ہوگا۔ وہاں جا کر پوچھتے ہیں کہ آقا! ابوبکر وعمر تیرے یار ہیں یا نہیں؟ اگر جواب آئے کہ میرے یار ہیں تو تمہیں ماننا پڑے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کا انداز کچھ ایسا تھا کہ مجمع میں موجود کافی لوگ توبہ تائب ہو گئے۔ (سبحان اللہ)

ابوبکرؓ وعمرؓ ہی دوستی کا نقش اوّل ہیں ✤ ہمیں قدرت دکھاتی ہے نظارہ یہ مدینے میں

یہ سوار کون تھا؟

حضرت ابراہیم بن خواص رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ میں ایک بار حجاز کے راستے میں تھا جہاں پانی نایاب تھا اور پیاس سے میرا برا حال تھا۔ دیکھا کہ ایک سوار نمودار ہوا

اس نے مجھے پانی پلایا اور اپنی سواری پر مجھے سوار کرلیا۔ ذرا ہی دیر گذری تھی کہ اس نے پوچھا کیا نظر آرہا ہے میں نے کہا مدینہ اس نے کہا پھر اتر جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر کہنا کہ آپ کے بھائی خضر نے آپ کو سلام عرض کیا ہے۔

ہوا بندۂ عاصی پہ یہ انعام خدا ❁ پھر دید مدینہ کا اسے شرف ملا
کس منہ سے کروں میں ترا شکر ادا ❁ درِ سیدِ کونین ﷺ پہ پھر آ پہنچا

دروازے پر لیٹ جاؤں

حضرت الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہم فرماتے ہیں کے لوگ مسجد نبوی سے نکلتے وقت لاعلمی یا بے پرواہی کی وجہ سے اپنے جوتے زور سے پھینکتے ہیں جس سے ایک قسم کا شور پیدا ہوجاتا ہے اس پر ایک مرتبہ فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ یہاں دروازے پر لیٹ جاؤں تا کہ جوتیاں میرے اوپر پھینکیں اور آقا ﷺ کی مسجد کا ماحول پُرسکون رہے۔

خاکِ مدینہ لینے کو پگڑی اتار لی ❁ خیرات کیلئے مجھے یہی کاسہ ملا

پاؤں زخمی ہوگئے

علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ سیدنا رسول ﷺ کے جسمِ اطہر کے ساتھ قبر مبارک میں جو مٹی لگ رہی ہے وہ عرشِ معلّٰی سے بھی افضل ہے۔ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوبصورت اور نازک اندام تھے۔ جب مدینہ منورہ حاضر ہوتے تو جوتے نہیں پہنتے تھے۔ سنگلاخ زمین پر چلنے کی وجہ سے پاؤں کے تلوے زخمی ہوگئے۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت جوتے کیوں نہیں پہن لیتے ؟ فرمایا جس دیار میں میرے آقا ﷺ کے مبارک قدموں کے نشانات ہوں میں انہیں جوتوں سے کیسے پامال کروں یہ تو سراسر بے ادبی اور گستاخی ہے۔ حضرت کو گلاب کے پھول سے بہت محبت تھی ایک مرتبہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین مجلس سے فرمایا جانتے ہو! مولانا کو گلاب سے محبت زیادہ کیوں تھی؟ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ گلاب حضور ﷺ کے پسینہ مبارک سے پیدا ہوا ہے فرمایا ہاں۔ اسی لیے گلاب سے محبت ہے۔

جب سے قدم پڑے ہیں رسالت مآب ﷺ کے
جنت سے بڑھ گیا ہے مدینہ حضور ﷺ کا

قدسی بھی چومتے ہیں ادب سے یہاں کی خاک
قسمت پہ جھومتا ہے مدینہ حضور ﷺ کا

سبز رنگ کے جوتے

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی نے سبز رنگ کا نہایت خوبصورت جوتا ہدیہ میں پیش کیا۔ آپ نے سنت پر عمل کرتے ہوئے قبول تو فرمالیا مگر جوتے کو استعمال نہ کیا۔ کسی کے پوچھنے پر فرمایا! قاسم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ گنبد خضرا ء کا رنگ بھی سبز ہو اور میرے جوتے کا رنگ بھی سبز ہو یہ بے ادبی ہے۔

کس بدقسمت کا سلام قبول نہیں

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بزرگ کے متعلق فرمایا کہ انہیں اکثر رحمتِ دوعالم ﷺ کی زیارت ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ سرورِ کائنات ﷺ سے عرض کیا کہ دنیاوی زندگی میں آپ ﷺ کا معمول تھا کہ داڑھی منڈا آتا تو آپ ﷺ چہرہ انور اس سے پھیر لیتے تھے تو قبر مبارک کی زندگی میں آپ کا کیا معمول ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ داڑھی منڈانے والا اگر قبر پر سلام کرتا ہے تو میں اس کے سلام کو قبول نہیں کرتا۔ اس لئے داڑھی سنت کے مطابق رکھ کر اپنے محبوب ﷺ کو خوش کریں کیونکہ داڑھی منڈانا اپنے محبوب ﷺ کے چہرہ مبارک سے بیزاری کا کھلا اعلان ہے گویا وہ اپنے عمل سے اعلان کر رہا ہے کہ مجھے اپنے نبی کا چہرہ اچھا نہیں لگا اس لئے نبی کے دشمن والا چہرہ بنالیا۔ استغفر اللہ۔ اور یہ چوبیس گھنٹے کی بغاوت ہے۔

مرزا بیدل ہوگیا صاحبِ دل

ایک شاعر مرزا بیدل دہلی میں رہتا تھا بہت اچھی نعتیں پڑھتا تھا۔ ایک شخص اس سے بہت متاثر ہوا اور اس شاعر کو بزرگ سمجھ کر اسکی زیارت کے لئے دہلی کا طویل سفر کیا وہاں پہنچ کر اسکے گھر گیا تو پتا چلا کہ وہ حجام کے پاس حجامت بنوانے گیا ہوا ہے۔ حجام کی دکان پر پہنچا تو دیکھا کہ وہ داڑھی منڈا رہا ہے۔ سخت افسوس ہوا کہ سفر بے کار ہوگیا۔ یہ تو بزرگ نہیں فاسق ہے۔ مرزا بیدل کو کہا آغا ریش می تراشی۔ کہ آپ داڑھی کٹوا رہے ہیں تو مرزا بیدل نے جواب دیا کہ ریش می تراشم دلِ کسی نمی خراشم یعنی داڑھی منڈا رہا ہوں کسی کا دل تو نہیں دُکھا رہا۔ مسافر نے کہا غلط ہے دلِ

رسول اللہ ﷺ کا دل دُکھا رہے ہو اور زخمی کر رہے ہو۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ مومن کے اچھے بُرے سب اعمال پیش کئے جاتے ہیں بُرے اعمال دیکھ کر آپ ﷺ کو دکھ ہوتا ہے۔ شاعر سمجھ دار آدمی تھا حدیث سن کر متاثر ہوا اور کہا:

جزاک اللہ کہ چشمِ باز کردی مرا با جانِ جاں ہمراز کردی۔

ترجمہ: اللہ آپکو جزا دے کہ آپ نے میری آنکھیں کھول دیں اور محبوب سے ملا دیا

اس کے بعد اس نے آئندہ داڑھی منڈانے سے توبہ کر لی۔

قبر کی کر لو کچھ تیاری ✽ رکھ لو بھائی اب تو داڑھی
سامنا جب آقا سے ہو تو ✽ جھکے نہ گردن شرم کے مارے
شکل نبی کی جو اپنائے گا ✽ رب کا پیارا وہ بن جائے گا
برسے گی اس پر رحمت باری ✽ رکھ لو بھائی اب تو داڑھی
جس نے نبی کے دل کو دُکھایا ✽ اللہ کو گویا اس نے ستایا
حشر میں ہوگی اس کی خواری ✽ رکھ لو بھائی اب تو داڑھی
قبر میں جب تم کل جاؤ گے ✽ آقا کو کیا منہ دکھاؤ گے
عقل میں آئی بات تمہاری ✽ رکھ لو بھائی اب تو داڑھی
جس نے سنت کو اپنایا ✽ اس نے بڑا نفع کمایا
گواہی دیں گے نبی تمہاری ✽ رکھ لو بھائی اب تو داڑھی

مبارک اے بے قرار مدینہ

حضرت مولانا وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین میں سے ہیں ایک مرتبہ حج پر تشریف لے گئے مدینہ منورہ پہنچ کر جب ویزہ کی مدت ختم ہونے لگی تو انہوں نے متعلقہ دفتر میں جا کر ویزہ کی مدت بڑھانے کیلئے درخواست دی تو انہوں نے کہا کہ اسکی وجہ بھی لکھ کر لاؤ آپ کس غرض کے لئے مزید یہاں رہنا چاہتے ہیں تو آپ نے اس وجہ والے خانے میں لکھ دیا (لِلْمَوْتِ فی المدینہ) (یعنی مدینہ میں مرنے کیلئے ویزہ کی مدت بڑھوانا چاہتا ہوں)۔ بہر حال دفتر والوں نے خانہ پُری دیکھی اور پندرہ دن مزید بڑھا دیے ۔جب پندرہ دن پورے ہونے میں دو دن باقی تھے تو روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور درخواست

کی یارسول اللہ ﷺ مدت ختم ہونے والی ہے اب تو آپ مجھے اپنی طرف بلالیں بس پھر اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے ہی وہاں فوت ہو گئے۔

میں خاکِ مدینہ سے بجڑوں گا ✤ حالات کے آروں سے چرا ہوں

چائے والا بابا مدینہ گیا

سیالکوٹ میں سڑک کے کنارے ایک غریب بابے نے اپنے بچوں کے گزراوقات کے لیے چائے کا ایک چھپر نما چھوٹا سا ہوٹل بنایا۔ سارا دن محنت کرتا اور شام کو تھک کر عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتا ایک دن اس کے ہوٹل سے کچھ حاجی گزرے جس کو مل کر اس کے دل میں مدینہ کا شوق امڈ آیا رات کو کافی دیر تک سوچتا رہا اس دن صبح سے اس نے جیسے چائے کا کام شروع کیا تو مسلسل پرنم آنکھوں سے یہ شعر پڑھنے لگا۔

ربا مینوں وی مدینہ توں وکھا دے ✤ تھوڑ تینوں کیڑھی گل دی
ٹھنڈ میرے وی کلیجے وچ پا دے تھوڑ تینوں کیڑھی گل دی

پھر تو اس کا پڑھنے کا مستقل معمول بن گیا ایک دن ایک مسافر کار پر سوار وہاں آ رُکا چائے کا کہا اور غور سے سنتا رہا کہ بابا کیا پڑھ رہا ہے پھر پوچھا آپکو مدینہ جانے کا اتنا شوق ہے اس نے کہا ہاں۔ اس نے کہا پھر گیا نہیں۔ بابے نے کہا میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے اس مسافر نے کہا شناختی کارڈ لاؤ اس کے سارے کاغذات بنوائے اور چائے والا بابا عمرہ پر روانہ ہو گیا۔ روزانہ ہوٹل پر آنے والے لوگوں نے کہا اے جوان! کیا بابا فوت ہو گیا ہے تو چائے بنانے والے نوجوان نے کہا چائے والا بابا مدینہ گیا۔ اس لیے سچی تمنا ہو تو اسباب خود بخود بن جاتے ہیں۔

ہم نے سینے میں مدینہ یوں بسا رکھا ہے ✤ کہ عکسِ دل گنبد خضرا کا بنا رکھا ہے
واردوں جاں میں طٰہٰ کی حسیں آنکھوں پر ✤ کہ دونوں عالم کو بھی دیوانہ بنا رکھا ہے
بس اسی ذات سے دونوں جہان میں رونق ✤ اک محمد ﷺ کے سوا دنیا میں کیا رکھا ہے

چیخیں نکل گئیں

آخری عمر ہے کیا رونقِ دنیا دیکھوں ✤ اب فقط ایک ہی دُھن ہے کہ مدینہ دیکھوں.

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال تھا کہ مرضِ وفات میں مدینہ طیبہ کا ذکر سن کر بے اختیار رقّت طاری ہو جاتی تھی اور بعض اوقات بلند آواز سے رونے لگتے

تھے۔ایک صاحب عمرہ کے لئے روانہ ہورہے تھے تو حضرت دھاڑیں مار کر روئے۔عمرہ والے صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اقدس کو اتنی بلند آواز سے روتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ بابو عبدالعزیز آئے تو ان سے فرمایا کہ دیکھو یہ مدینہ جارہے ہیں یہ کہہ کر حضرت کی چیخیں نکل گئیں اور آنسوؤں کی لڑیاں شروع ہوگئیں۔

دیارِ آقا ﷺ کو جانے والے خوش نصیبو!نہ ٹال دینا
یہ میرے آنسو ہیں لیتے جاؤ درِ نبی ﷺ پر اُچھال دینا
سنہری جالی کے سامنے سے تمہارا اکثر گذر تو ہوگا
یہ سسکیاں ہیں مری امانت مری امانت سنبھال دینا

میں کیوں رورہا ہوں؟

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے تو ایک پاکستانی جو وضع قطع سے تعلیم یافتہ لگتا تھا حضرت سے نہایت ادب واحترام سے ملا اور حضرت سے دعاء کی درخواست کی۔حضرت نے انہیں دیکھ کر رونا شروع کردیا سب حاضرین بھی رونے لگے پھر حضرت نے تھوڑی دیر بعد ان سے فرمایا بھائی! آپ نے پوچھا نہیں میں کیوں رورہا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا حضرت سبب بتایئے آپ نے فرمایا بھائی! میں نے آپ کے چہرے کو دیکھا کہ داڑھی منڈی ہوئی ہے اس لئے رونا آیا کہ آپ اس چہرے اور شکل کو لیکر حضور ﷺ کے روضہ مبارک پر گئے ہونگے تو اس سے حضور ﷺ کو کتنی تکلیف پہنچی ہوگی؟ یہ سننا تھا کہ وہ شخص دھاڑیں مار مار کر رونے لگا کہ حضرت! آئندہ زندگی بھر کبھی بھی داڑھی نہیں منڈواؤں گا اس کے بعد حضرت نے اس کے لئے دعاء کی اور چل دیئے۔حضرت کو سنت نبوی ﷺ سے عشق تھا۔سنت نبوی ﷺ کی تاثیر اور مٹھاس حضرت کے ریشہ ریشہ میں رچ بس چکی تھی۔حضرت ہر وقت کثرت سے درود شریف پڑھتے رہتے تھے اس مبارک عمل کو امت میں جاری رکھنے کیلئے آپ لکھتے ہیں کہ ایک مدت سے اس ناکارہ کی آرزو تھی کہ درود شریف پر رسالہ تصنیف کروں اور آنحضرت ﷺ کی بارگاہ عالیہ تک رسائی کا ذریعہ بناؤں۔اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی میں یہ تمنا پوری فرمائی۔یہ امت پر آپ کا احسان ہے۔اس مجموعے کا نام (ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول) ﷺ ہے۔تسلیماً کثیراً

شُغلِ درود بھی ہے عجب شغلِ خوشگوار ✽ جتنا تھا رنج وغم مرا سب دور ہو گیا
اک دم نظر جو گنبدِ خضرا پہ جا پڑی ✽ سارے سفر کا رنج و تعب دور ہو گیا

رونے کا ایسا انداز

یاد نبی پاک میں روئے جو عمر بھر ✽ مولیٰ مجھے تلاش اُسی چشمِ تر کی ہے

حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں بارگاہ نبوت کے ادب کا یہ حال تھا کہ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران مواجہہ شریف پر حاضری سے گھبراتے تھے اور فرماتے میں اس قابل کہاں کہ آقا ﷺ کے سامنے پیش ہوسکوں۔ ہمیشہ قدمین مبارکین کی جانب سے سلام عرض کرتے اس وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا رونے کا ایسا انداز ہوتا کہ دیکھنے والوں نے کہا کہ شاید یہ رونے کا منظر ہم ساری زندگی نہ بھول سکیں ہمیشہ یادِ محبوب ﷺ میں روتے تھے۔

کیا وہاں روضہ مبارک بھی ملے گا؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حج کے بعد مدینہ منورہ گئے ہم لوگوں نے کھانا کھانے کے بعد دستر خوان کو راستے سے ہٹ کر ایک جگہ جھاڑ دیا تاکہ روٹی کے بچے ہوئے ٹکڑوں اور ہڈیوں کو جانور کھا جائیں تھوڑی دیر کے بعد جب میں اپنے کمرے سے باہر نکلا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک خوبصورت نو سال کا بچہ ان ٹکڑوں کو چن چن کر کھا رہا ہے مجھے سخت افسوس ہوا بچے کو ساتھ لے کر قیام گاہ میں آیا اور اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا کیونکہ میں اسی ہستی کے شہر میں تھا جو غریبوں کا والی اور غلاموں کا مولیٰ تھا۔ میرے اس برتاؤ کو دیکھ کر بچہ بے حد متاثر ہوا میں نے چلتے وقت اس سے کہا تمہارے والد کیا کرتے ہیں؟ اس نے کہا میں یتیم ہوں۔ میں نے کہا بیٹے میرے ساتھ ہندوستان چلو گے۔ وہاں میں تم کو اچھے اچھے کھانے کھلاؤں گا عمدہ عمدہ کپڑے پہناؤں گا اپنے مدرسے میں تعلیم دوں گا جب تم عالم بن جاؤ گے تو میں خود تم کو لیکر یہاں آؤں گا اور تمہیں تمہاری والدہ کے سپرد کر دوں گا تم جاؤ اپنی والدہ کے پاس جا کر اجازت لے کر آؤ۔ لڑکا بہت خوش ہوا اور اچھلتا کودتا اپنی والدہ کے پاس گیا وہ بیچاری بیوہ دوسرے بچوں کے اخراجات سے پہلے ہی پریشان تھی اس نے فوراً اجازت دیدی۔ بچہ فوراً آیا اور بتایا کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گا میری ماں نے اجازت دے دی۔ پھر پوچھنے لگا آپ کے شہر میں چنے ملتے ہیں؟ میں نے کہا یہ ساری چیزیں تمہیں وہاں وافر مقدار میں ملیں گی۔

مولانا صاحب کا بیان ہے کہ وہ میری انگلی پکڑے پکڑے مسجد نبوی میں میرے ساتھ آیا اور ٹھٹک کر رہ گیا سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ مبارک کو دیکھا اور پوچھا کہ کیا یہ روضہ بھی وہاں ملے گا؟ میں نے کہا اگر یہ وہاں مل جاتا تو میں یہاں کیوں آتا؟ لڑکے کے چہرے کا رنگ بدل گیا میری انگلی چھوڑ دی اور کہا کہ بابا تم جاؤ اگر روضہ نہ ملے گا تو میں ہرگز ہرگز اس دروازے کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ بھوکا رہوں گا، پیاسا رہوں گا اس روضہ کو دیکھ کر میں اپنی بھوک اور پیاس بجھاتا رہوں گا جس طرح آج تک بجھاتا رہا ہوں۔ یہ کہہ کر بچہ رونے لگا اور اس کے عشق کو دیکھ کر میں بھی رونے لگا۔

یہ حقیقت ہے جینا وہی جینا ہوگا ❁ جب میرے پیشِ نظر حُسنِ مدینہ ہو گا
آنکھ جب روضۂ اقدس کی جھلک دیکھے گی ❁ یا خدا کیسا مبارک وہ مہینہ ہو گا
میری آنکھوں میں سمٹ آئے گا حسنِ کونین ❁ جس طرف آنکھ اٹھاؤں گا مدینہ ہو گا

مدنی مسواک اور حیدری عقیدت

علامہ حیدری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک حاجی آیا اور اس نے کہا کہ حضرت میں آپ کیلئے مدینہ منورہ سے مسواک لایا ہوں تو حضرت نے فرمایا، نا بھئی نا، میں نہیں لیتا اس جواب پر وہ آدمی پریشان ہو گیا حضرت نے اسے مسکراتے ہوئے فرمایا بھائی! مسواک کیا ہے؟ استعمال کر کے تھوکنا تو میں مدینہ منورہ کی چیزوں کو تھوکنا نہیں چاہتا، مجھے ایسی چیز دو جو سر پر رکھوں اور آنکھوں سے لگاؤں شہر مدینہ سے منسوب ہر چیز میرے دل کی سلطنت ہے اور میری زندگی کی متاع ہے۔

دانش! مری آدابِ محبت پہ نظر ہے ❁ قبلہ ہے مرا نقش کفِ پائے محمد ﷺ

○○○

یہ کیفیت اسے ملتی ہے جس کے ہے مقدر میں
مئے الفت نہ خُم میں ہے نہ شیشہ میں نہ ساغر میں

سفوفِ عشق

انسان کو جس کسی سے محبت ہوتی ہے اس کے تمام متعلقات سے محبت ہوتی ہے۔ امام ربانی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں حق تعالیٰ شانہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت از حد راسخ تھی اس لئے حرمین کے خس و خاشاک تک آپ کو محبوب تھے کہ انہیں سر اور آنکھوں پر رکھتے تھے۔ مدینہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں پسوا کر رکھتے اور انکو پھانکا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ لوگ زمزم کی

بوتلوں اور کھجور کی گٹھلیوں کو یوں ہی پھینک دیتے ہیں یہ خیال نہیں کرتے کہ ان چیزوں کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی نسبت حاصل ہے۔ ایک مرتبہ مدینہ کی کھجور کی پسی ہوئی گٹھلی حضرت مولانا عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو دی اور فرمایا کہ اس کو پھانک لو۔ ایک مرتبہ مدینہ کی مٹی عطا کی کہ اسکو پھانک لیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت مٹی کھانا تو حرام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میاں وہ مٹی ہی اور ہے۔ آپ کے پاس تبرکات میں سے غلاف کعبہ کا ایک حصہ بھی تھا۔ جمعہ کے دن کبھی کبھی حاضرین اور خدام کو اُس کی زیارت کراتے پھر اپنی آنکھوں سے لگاتے اور بار بار چومتے پھر دوسروں کے سروں پر رکھتے اور انکی آنکھوں سے لگاتے اگر مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ سے کوئی آپ کیلئے تبرک یا ہدیہ لاتا تو آپ اس قدر خوشی سے قبول فرماتے کہ ہدیہ دینے والا بھی خوش ہو جاتا۔

تیرا تو ہر اک ذرہ ذرہ میرے قلب و جاں کا عزیز ہے
مدینے کی الفت محبت میں میرے دل کا یہ گوشہ مریض ہے

مدینہ کی چائے میں نسبت کی لذتیں

ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنیؒ کے ہاں مہمان تشریف لائے حضرت نے بازار سے مدینہ منورہ کی بکریوں کا دودھ منگوایا۔ مہمانوں کو چائے پلائی پھر ارشاد فرمایا اس چائے میں لذت بھی ہے اور نسبت بھی۔ یہاں کی بکریوں نے مدینہ منورہ کا گھاس کھایا، اس گھاس سے دودھ بنا اور وہی دودھ تمہیں پلایا جا رہا ہے۔

یہ پانی مدینہ منورہ سے آیا ہے

کسی صاحب نے واقعہ سنایا کہ ہم مدینہ سے جدہ کی طرف جانے والی بس میں سوار تھے تو ہم نے دیکھا کہ ایک سیاہ فام افریقی نوجوان ننگے سر دھوپ میں پیدل چلا آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔ بیوی کی گود میں ایک ننھا سا بچہ تھا۔ اس شدید دھوپ میں بھی یہ جوڑا بڑے اطمینان سے پیدل مدینہ منورہ کی طرف جا رہا تھا۔ ڈرائیور رحمدل آدمی تھا۔ بس روک کر اس نے اپنی صراحی میں سے ان کو پانی پلایا۔ پانی دیتے ہوئے ڈرائیور نے بتایا کہ یہ پانی مدینہ منورہ سے آیا ہے۔ یہ سنتے ہی ان کے چہرے خوشی سے جگمگا اٹھے۔ انہوں نے ایک قطرہ اپنے بچے کے منہ میں بھی ٹپکایا۔ پانی کے کچھ قطرے زمین پر گر گئے تو میاں بیوی نے جھک کر بھیگی ہوئی ریت اٹھائی اور منہ میں ڈال لی۔

مدینہ کے ہیرے موتی

ایک آدمی حج سے واپس آیا اور تین کھجوریں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجیں تو آپ نے وہ کھجوریں ہتھیلی پر ایسے رکھیں جیسے دنیا کی ساری دولت آپکی ہتھیلی میں سمٹ آئی ہو۔ ایک شاگرد کو بلایا فرمایا میرے دوستوں کے ناموں کی فہرست تیار کرو۔ جب فہرست تیار ہوئی تو وہ پچاس سے زیادہ نام ہوئے فرمایا اتنے ہی حصے کر کے ہر ایک کو ایک ایک حصہ دے دو۔ یہ بات اتنی عظمت سے فرمائی جیسے مدینہ کے ہیرے موتی آپ کے ہاتھ لگ گئے ہیں۔ شاگرد نے کہا حضرت اتنے چھوٹے ٹکڑے سے کیا بنے گا؟ یہ سن کر حضرت کا رنگ سرخ ہو گیا اور ناراض ہو کر اس سے کچھ دن بولنا چھوڑ دیا کہ تُو مدینہ کی کھجور کو چھوٹا کہتا ہے۔

مدینہ کی ہوائیں اور بہاریں

وہ مسجد وہ روضہ وہ جنت کا ٹکڑا ❁ خوشا منظر ہے پُر بہارِ مدینہ
نگینہ زمزم کا ہے سبز گنبد ❁ اور انگشتری کو ہسارِ مدینہ
کہیں جاؤں طیبہ ہی پیشِ نظر ہے ❁ مجھے کُل جہاں ہے جوارِ مدینہ
شریک نفس اے دل زار کر لے ❁ شفا ہے شفا ہے غبارِ مدینہ

ایک آدمی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مدینہ منورہ کا رومال لیکر آیا اور خدمت میں پیش کیا تو آپ کھڑے ہو گئے پھر اس رومال کو آنکھوں سے لگایا اور چومنے کسی نے کہا حضرت! رومال تو دوسرے ممالک میں بنتے ہیں اور مدینہ منورہ جاتے ہیں فرمایا میں بھی جانتا ہوں کہ بنتے تو دوسرے ممالک میں ہیں مگر میں تو رومال کو اس لئے چوم رہا ہوں کہ اس رومال کو مدینہ منورہ کی ہوا لگی ہے۔

مدینہ میں تین سال تک بارش کیوں نہ ہوئی؟

مجھے یہ واقعہ سن کر اس پر بے حد مسرت ہوئی کہ ایک پاکستانی عجمی دیوبندی قاری کو حرمِ مدنی مسجد نبوی شریف کے امام بزرگ عالمِ دین حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن حذیفی کو قراءت و تجوید پڑھانے کا شرف حاصل ہے۔ یہ وہی حضرت عبدالرحمٰن حذیفی ہیں جن کو ایک مخصوص فرقہ کے خلاف تقریر کرنے کی پاداش میں تین سال تک مسجد نبوی کی خطابت اور امامت سے برطرف

کر دیا گیا تھا۔ یہاں کے احباب نے بتایا کہ امام حذیفی کی برطرفی کے تین سال کی طویل مدت میں مدینہ منورہ میں کوئی بارش نہ ہوئی۔ تین سال بعد جوں ہی مسجد نبوی میں امامت کے لئے تشریف لائے اور انہوں نے امامت کے دوران نماز میں فاتحہ پڑھنی شروع کی تو اسی روز ٹھیک تین سال بعد بارش بھی شروع ہوگئی۔ اللہ اکبر

بس صرف یہی مانگوں گا

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ وفات کے بعد اگر اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھیں کہ مانگو کیا مانگتے ہو تو آپ کیا مانگیں گے؟ اس پر حضرت نے فرمایا کہ بس ایک ہی عرض کروں گا کہ صحابہ کرامؓ کو جیسی حضور ﷺ سے محبت تھی اسکا کچھ حصہ مجھے بھی عطا ہو۔ بس صرف یہی مانگوں گا۔

دنیا کا طلب گار رہا ہے نہ رہے گا ✤ سرکار کے قدموں کے نشاں ڈھونڈنے والا

خاک کو سرمہ بنا دیا

ایک بزرگ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت نے پوچھا کہ روضہ مبارک کی خاک مبارک بھی لائے ہو یا نہیں؟ چونکہ وہ ان کے پاس موجود تھی اس لیے ادب کیساتھ پیش کر دی تو آپ نے نہایت محبت و عظمت کیساتھ قبول فرما کر سرمہ میں ڈلوائی اور روزانہ عشاء کے بعد سوتے وقت استعمال فرماتے تھے۔ یہ سرمہ آخری عمر تک استعمال میں رہا (سبحان اللہ)

کبھی کیف مستی میں آکر تو دیکھو ✤ مزے قربتوں کے اُٹھا کر تو دیکھو
مجھ سے پوچھتے ہو کہ کیا ہے مدینہ ✤ ذرا تم مدینے میں جا کر تو دیکھو
آقا ﷺ یہ سنتے ہیں روضے میں اپنے ✤ درود اُن کو ،جاؤ سنا کر تو دیکھو
بڑی ہے مبارک وہ روضے کی مٹی ✤ بنالو اسے اپنی آنکھوں کا سُرمہ
عطا دید ہو گی اے بینا تمہیں بھی ✤ نگاہوں میں اپنی لگا کر تو دیکھو

مدینہ کی محبت کا غلبہ

قطب الارشاد حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ سکھروی رحمۃ اللہ علیہ پر محبت رسول ﷺ کا ایسا غلبہ تھا کہ وہ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران ہر وقت لرزاں و ترساں رہتے کہ کہیں کسی بے ادبی کیوجہ

سے قیامِ مدینہ سے محروم نہ ہو جاؤں۔ اکثر ان لوگوں کے واقعات سناتے جو عرصہ دراز تک مدینہ منورہ میں رہے لیکن کسی بے ادبی کی وجہ سے انہیں وہاں جنت البقیع میں تدفین کا موقع ہی نہ مل سکا۔ حضرت کے ایامِ علالت میں جبکہ چلنا دشوار تھا اور ویل چیئر پر مسجد نبوی (ﷺ) تک آتے لیکن حرم نبوی میں پیدل چلتے تھے۔ روضہ انور کے سامنے گھنٹوں درود شریف اور مختلف دعاؤں میں مشغول رہتے۔ محبت رسول ﷺ کیساتھ اتباعِ سنت کا ہر قدم پر اہتمام فرماتے۔ آپ کے ادب واحترام کا نقد ثمرہ دیکھا گیا کہ وفات سے پہلے اور بعد میں کئی مبشرات سے نوازے گئے جو یقیناً آپ کے حسنِ خاتمہ کی علامات ہیں۔

یہ خاکِ مقدس ہے گلابوں کی جبیں سے ❁ آہستہ قدم رکھنا مدینہ ہے مدینہ

استاد بھی رو پڑے

سو بار ذہن صاف کرو پہلے ادب سے ❁ پھر نام نکالو شہ ابرار ﷺ کا لب سے

سید احمد صاحب ایک چھوٹا یتیم بچہ تھا۔ تیسری جماعت میں پڑھ رہا تھا مگر بڑا ذہین اور با ادب تھا۔ سالانہ امتحان کے رزلٹ کے موقع پر سکول میں ایک رنگارنگ تقریب منعقد ہونے والی تھی۔ سید احمد کی آواز بہت ہی پیاری تھی۔ اس لیے اسلامیات کے ٹیچر نے اسے الطاف حسین حالی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نعت یاد کروائی تھی۔ تقریب شروع ہوگئی اور سب مہمان اسٹیج پر آچکے تھے۔ ڈویژنل آفیسر مہمان خصوصی تھے۔ سید احمد نے نعت کو یوں پڑھا۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والے ❁ مرادیں غریبوں کی بر لانے والے

آفیسر نے ہیڈ ماسٹر کو سخت انداز میں تنبیہ کی کہ اس بچے نے نعت کا فقرہ ہی بدل دیا فقرہ تو یوں ہے وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا والے تو نہیں ہے۔ چند دن بعد نئی کلاسیں شروع ہو گئیں اب سید احمد چوتھی جماعت میں ہو چکا تھا۔ اسلامیات کے استاد نے پہلے دن کلاس کو مصروف رکھا چونکہ پڑھائی باقاعدہ شروع نہ ہوئی تھی اس لیے انہوں نے سید احمد سے پوچھا کہ ہمارے پیغمبر ﷺ کا نام بتلائیں؟ سید احمد خاموش ہوگیا۔ ماسٹر صاحب تو پہلے ہی اس پر ناراض تھے کہ اِس نے رزلٹ کے دن بھی نعت صحیح نہیں پڑھی تھی اب بھی احمد نے کوئی جواب نہ دیا تو ماسٹر صاحب نے اسے سزا دی سید احمد رونا شروع ہوگیا سب لڑکے بھی حیران تھے کہ سید احمد اپنے نبی کا نام کیوں نہیں بتا رہا ہے حالانکہ وہ بڑا شریف لڑکا ہے۔ نماز کے لئے وقفہ دیا گیا پھر

جب دوبارہ پیریڈ شروع ہوا تو ماسٹر صاحب چھڑی لہراتے ہوئے کلاس میں داخل ہوئے اور گرج دار آواز میں کہا کہ احمد تم میرے ساتھ مذاق کر رہے ہو بتاؤ کہ ہمارے نبی ﷺ کا کیا نام ہے؟ سید احمد نے کہا حضرت محمد ﷺ اور پھر رونے لگا ماسٹر صاحب نے کہا کہ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ اب سید احمد کا جواب سنیے اور اس کے ادب کو داد دیں اس نے کہا کہ میرے ابو کا انتقال ہو چکا ہے انہوں نے انتقال کے وقت مجھے خصوصی طور پر یہ نصیحت کی تھی کہ بیٹے دو باتوں کا ہمیشہ خیال رکھنا ایک یہ کہ آپ ﷺ کا نام مبارک ہمیشہ ادب کے ساتھ لینا اور دوسرا یہ کہ آپ ﷺ کا نام ہمیشہ باوضو لیا کریں۔ چونکہ پہلے پیریڈ میں میرا وضو نہیں تھا اس لیے آپ اگر مجھے جان سے بھی مار دیتے تو پھر بھی میں آپ کو حضور ﷺ کا نام نہ بتاتا اور تقریب والی جو بات تھی وہ بھی اس طرح کہ وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والے، ان الفاظ میں زیادہ ادب ہے اس لئے میں نے ایسے پڑھا تھا کیونکہ مجھے اپنے ابو کی نصیحت یاد تھی کہ حضور پاک ﷺ کا نام ادب سے اور باوضو لینا۔ احمد کی یہ باتیں سن کر اسلامیات کے استاد بھی رو پڑے اور کہنے لگے کہ احمد بیٹا! میں نے آپ کو ناحق سزا دی ہے خدا کیلئے مجھے معاف کر دو۔

امام مدینہ اور ادب

پاکستانی صحافیوں کا سات رکنی وفد شاہ فیصل بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر گیا تھا۔ چنانچہ مدینہ منورہ میں حاضری کے وقت اراکین وفد نے مسجد نبوی کے امام وخطیب سے ملاقات کا پروگرام طے کیا۔ امام صاحب نے نماز مغرب کے فوراً بعد ملاقات کا اعزاز عطا فرمایا۔ حاضری سے پہلے وفد کے ایک رکن ضیاء الاسلام انصاری ایڈیٹر روزنامہ مشرق لاہور نے امام صاحب کی گفتگو ریکارڈ کرنے کیلئے مشین خریدی اور حسب پروگرام امام صاحب کی قیام گاہ پر حاضر ہوئے ہر ایک نے پورے ادب واحترام کی حالت میں امام صاحب کی خدمت گرامی میں سلام عرض کیا۔ امام صاحب نے دھیمی آواز میں سلام کا جواب دیا اور صوفے پر بیٹھ گئے۔ اپنے خادم کے ساتھ سرگوشی کے انداز میں نہایت آہستگی کیساتھ گفتگو کرنے لگے ہم نے سمجھا کہ امام صاحب کے گلے میں کوئی تکلیف ہے اس لئے آہستہ اور دھیمی آواز میں گفتگو کر رہے ہیں ہم خاموشی سے بیٹھے رہے اسی اثنا میں رفیق سفر نے ٹیپ ریکارڈ کی جانب اشارہ کر کے متوجہ کیا کہ اس کا کیا بنے گا ہم کیا کر سکتے تھے امام صاحب اونچی آواز میں گفتگو کرتے تو ریکارڈنگ ممکن تھی۔

ایک ساتھی نے میری جانب ہاتھ اٹھا کر امام صاحب کی خدمت میں دعاء کی درخواست کیلئے کہا تو میں نے بہت ہی آہستہ حضرت شیخ کی خدمت میں پاکستان کے استحکام اور امتِ مسلمہ کی وحدت وعظمت رفتہ کی بحالی کی دعاء کے لیے درخواست کی تو انہوں نے اسی طرح پست آواز میں دعاء کی۔ ہم سلام کر کے باہر جانے لگے تو میں نے سوچا کہ امام صاحب کی گفتگو تو ہم ریکارڈ نہ کر سکے ان سے ضرور کچھ لکھوانا چاہیے میرے ہاتھ میں ڈائری تھی اسے امام صاحب کی خدمت میں پیش کرتے وقت عرض کیا کہ کچھ تحریر فرمادیں۔ شیخ نے چند کلمات پاکستان کے بارے میں تحریر کر دیئے پھر ہم سلام عرض کر کے ابھی دروازے تک ہی گئے تھے کہ امام صاحب نے اپنے خادم کو الوداع کہنے کا حکم دیا وہ آئے تو ان سے میں نے پوچھا کہ امام صاحب کے گلے میں کوئی تکلیف ہے؟ نماز مغرب کی امامت میں تو آواز ٹھیک تھی اس نے کہا کہ گلے میں خرابی نہیں بلکہ امام صاحب پورے شہر مدینہ میں اونچی آواز سے گفتگو نہیں کرتے انہوں نے قرآن کی آیت کریمہ: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الایۃ [سورۃ الحجرات: آیت نمبر ۲] پر پورا پورا عمل کیا ہوا ہے۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کے حضور اپنی آوازیں اونچی نہ کیا کرو ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ اور نہ ہی انکا نام مبارک لیکر اس طرح پکارو کہ جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

امام وخطیب مسجد النبوی الشیخ عبدالعزیز بن صالح کو حکومت سعودیہ نے وزارت شؤن اسلامیہ (مذہبی امور) کی پیشکش کی تو آپ نے فرمایا کہ وزارت کے دفاتر ریاض کی بجائے مدینہ منورہ میں لے آؤ تا کہ میری مسجد نبوی کی نمازیں قضا نہ ہوں..... سبحان اللہ

شاہ بن گئے گدا

سلطنتِ عثمانیہ کے زمانہ میں ایک دفعہ مسجد نبوی شریف کے کسی خاص حصہ کی تعمیر نو کا افتتاح ہونا تھا تو مقامی انتظامیہ نے سلطان سے درخواست کی کہ وہ تشریف لاکر افتتاح کریں سلطان نے معذرت کی کہ میں اس قابل نہیں ہوں اس لیے وہاں کے کسی بڑے عالم سے یہ کام کراؤ لیکن انتظامیہ نے جب بہت اصرار کیا تو اس نے کہا کہ اگر میں آیا تو اس حالت میں آؤں گا کہ میرے کندھے پر جھاڑو ہوگا اور پاؤں میں بیڑیاں ہوں گی۔ یہ بھی سنا ہے کہ ترک

سلاطین کی یہی ادا تھی کہ جب وہ مدینہ منورہ حاضر ہوتے تو جھاڑو کندھے پر رکھ کر یونہی ادنیٰ سے خادم وگدا بن کر اور فقیر بن کر حاضر ہوتے تھے۔

حضرت شیخ زکریاؒ کا مقامِ عجز

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو حرم مدینہ میں لانے اور لے جانے کیلئے ایک گاڑی مقرر تھی۔ ایک مرتبہ نماز کے بعد حضرت باہر تشریف لائے مگر گاڑی نے دیر کی خدام نے کہا حضرت گاڑی اور لے آئیں فرمایا نہیں ہم اس کا انتظار کر لیتے ہیں مگر معذوری کی وجہ سے کھڑا ہونا دشوار تھا۔ حضرت نے زمین پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو خدام نے فوراً مصلیٰ بچھانا چاہا مگر حضرت نے اسکو قبول نہ فرمایا بلکہ بے تکلف زمین پر بیٹھ گئے۔ خدام نے اصرار کیا تو فرمایا تم اپنے لئے بچھالو میں تو یہاں کا کتا ہوں زمین پر ہی بیٹھوں گا۔

نہ میں بادشاہ نہ میں وزیر ہوں　　نہ رئیس ہوں نہ امیر ہوں
در مصطفیٰ ﷺ میری سلطنت　　اسی سلطنت کا فقیر ہوں

مزدور کے ہاتھ پر لبِ مصطفیٰ ﷺ

عاجزی اور اپنے آپ کو مٹانے سے ہی بلند مقام ملتا ہے ایمان کی تازگی کے لئے یہ واقعہ پڑھیں حضرت سعد الانصاریؓ نامی ایک صحابیؓ نے نبی رحمت ﷺ سے مصافحہ فرمایا تو آپ ﷺ کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے دونوں ہاتھ پھٹے ہوئے تھے حضور ﷺ نے وجہ پوچھی تو اس نے عرض کیا میں سارا دن پھاوڑے سے محنت کر کے اپنے اہل وعیال کا پیٹ پالتا ہوں اس لئے ہاتھ پھٹ گئے ہیں تو آپ ﷺ نے اس کے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا یہ وہ ہتھیلیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا (یہ وہ ہاتھ ہے جسے جہنم آگ نہیں چھوئے گی)۔

سر پر رکھنے کے قابل

ضلع قصور کے رہنے والے بزرگ سید محمد طیب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ میرے ہاں تشریف لائے اسی دوران غسل خانہ جانے کی ضرورت پڑی تو میں نے اپنے جوتے (جو نعلین مبارک کے مشابہ

تھے) آگے کر دیئے شاہ جی جوتے دیکھتے ہی ٹھٹھک گئے اور فرمایا! ہمدانی یہ تو بالکل نانا ﷺ کے نعلین مبارک کے مشابہ ہیں۔ بس شاہ جی فوراً جھکے اور جوتے اٹھائے اور فرمایا ظالم! یہ نعلین پاؤں میں پہننے کیلئے نہیں ہیں یہ کہہ کر وہ نعلین اپنے سر پر رکھ لئے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بار بار کہتے جا رہے تھے یہ تو سر پر رکھنے کے قابل ہیں پھر غسل خانہ میں جا کر ان جوتوں کو اپنے ہاتھوں سے خوب دھو کر صاف کیا اور پھر دوبارہ سر پر رکھ لئے۔ اس وقت شاہ جی پر وجدانی کیفیت طاری تھی اور کہنے لگے ہمدانی یہ جوتے مجھے دیدو۔

چمکے مری قسمت مری منزل مرا جادہ، ہیروں سے زیادہ
چومے جو مسلسل مرا سر آپ کے نعلین اے سید کونین ﷺ

شیخ الحدیث کی عشق رسول ﷺ میں دیوانگی

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ (اکوڑہ خٹک والے) کی خدمت میں کوئی صاحب مدینہ منورہ سے کھجوریں لائے تو آپ نے انہیں اپنی آنکھوں سے لگایا چوما اور فرمایا یہ میرے محبوب کے شہر سے آئی ہیں اور بار بار یوں فرماتے رہتے حَبِیْبٌ اِلٰی قَلْبِیْ حَبِیْبٌ حَبِیْبٌ۔ حضرت کو شہر مدینہ سے کس قدر پیار تھا کہ جب مدینہ آتے تو بس خاموش ہی رہتے بہت کم بات کرتے۔ نظر ہر وقت گنبد خضراء پر رہتی حرمین میں گاہے بگاہے فرماتے کہاں یہ میٹھی میٹھی ہوائیں، مبارک فضائیں اور عظمتیں اور کہاں ہم گنہگار۔ پھر فرماتے ہمیں اس کی قدر کرنی چاہئے خدا جانے پھر زندگی میں نصیب بھی ہوتی ہیں یا نہیں۔ فنافی الرسول کی کیفیات کا یہ عالم تھا کہ جب نماز کیلئے مکبر تکبیر شروع کرتا تو ادب واحترام سے قدرے جھک جاتے چہرہ اور اعضاء میں تواضع کی جھلک نمایاں ہو جاتی جب تکبیر میں محبوب ﷺ کا نام مبارک آتا تو بے اختیار بولتے قربان جاؤں قربان جاؤں میرے آقا ﷺ اور کبھی پشتو میں فرماتے تمامئ جانِ آپ میری جان ہیں۔

تبرکات مدینہ منورہ

بھائیو! سنو! سنو! یہ تم کہاں کھڑے ہو۔ مسجد نبوی کی دیوار کے سایہ تلے چراغ کے زیر سایہ۔ تم تو گھر سے اس عظیم چراغ کے نور سے منور ہونے کے لئے اتنی دور سے چل کر آئے ہو۔ رک جاؤ، رک جاؤ، بھائیو! یہ تم کیا خرید رہے ہو۔ تمہارے رشتے دار واحباب نے تو کہا تھا کہ

مدینہ منورہ کی تسبیحیں لانا۔ یہ تسبیحیں مدینہ منورہ کی تو نہیں یہ تسبیحیں تو اٹلی کی بنی ہوئی ہیں۔ شاید ان منکوں میں وہ ذرات بھی شامل ہوں جو رومن کروسیڈرز کے گھوڑوں کے سموں سے جھڑے تھے۔ نہ نہ یہ جائے نماز نہ خریدنا۔ یہ جائے نماز مدینہ کے نہیں ان پر تو دوسرے ممالک کی مہر لگی ہے۔ جب تم یہ جائے نماز وطن لے کر جاؤ گے اور اپنے عزیز و اقارب کو تحفے کے طور پر دو گے تو وہ سمجھیں گے کہ یہ جائے نماز مدینہ منورہ کے بنے ہوئے ہیں اور صبح شام ان جائے نماز کے ہر دھاگے کو عقیدت سے چومیں گے۔ آنکھوں سے لگائیں گے۔ بھائیو!!! اپنے عزیزوں کو دھوکا نہ دو۔ یہ جائے نماز نہ خریدو۔ ہاں ہاں معلوم ہے مگر اس عقیدت و محبت سے خرید رہے ہیں کہ ان کو مدینہ کی ہوا کی وجہ سے نسبت حاصل ہے۔ اچھا تو یہ بات ہے تو ہم بھی خریدتے ہیں۔

روضہ اقدس اور بیت اللہ جائے نماز پر

جائے نماز پر خانہ کعبہ اور روضہ اقدس کی تصویر (غیر جاندار کی تصویر ہے) اس لیے اس جائے نماز پر نماز پڑھنا جائز ہے تاہم اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ بیت اللہ اور روضہ مبارک کے نقشوں پر پاؤں نہ آئے تاکہ بے ادبی نہ ہو۔ کیونکہ باادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب۔ اور دین سارے کا سارا نام ہی ادب کا ہے۔

اس میں مبارک شہر کی خوشبو بسی ہے

آپ کے صاحبزادے مولانا عزیز الرحمن نے بتایا کہ مولانا محمد علی جالندھریؒ جس دن اس دار فانی سے رختِ سفر باندھ رہے تھے اس دن آپ نے جدائی سے تھوڑی دیر پہلے مجھے بلایا اور کہا وہ رومال جو میں مدینہ منورہ سے لایا تھا وہ میرے تکیہ پر پھیلا دو تاکہ اسے اپنی آنکھوں سے لگاؤں اور انہیں ٹھنڈا کروں اپنے رخسار اس سے رگڑوں اور سکون حاصل کروں اس رومال میں میرے سردار ﷺ کے مبارک شہر کی خوشبو بسی ہوئی ہے فراق کا وقت ہے پھر یہ وصال نصیب ہو نہ ہو۔

آہا کتنی اچھی۔ ہے کیتلی

ننھے روز یہ سوچ کر میں اٹھ بیٹھا اور مدینے کے شہر میں گھومنے پھرنے لگا۔ مدینے کی مارکیٹ کی دوکانوں نے مجھے دیکھا تو آپس میں خوشی بھری کھسر پھسر کرنے لگیں۔ پھر انہوں نے زیرِ لب تبسم سے ایک دوسری کے ہاتھ پکڑ لیے اور وہ میرے اردگرد دائرہ بنا لیا۔ چیزیں شلفوں

سے باہر نکل آئیں اور مجھ سے گویا آنکھ مچولی کھیلنے لگیں اور میں بھول گیا کہ میں زائر ہوں کہ میں حاضری دینے کے لئے وہاں مقیم ہوں، میری آمد کا مقصد کیا ہے اور میری منزل کیا ہے۔ آہا کتنی اچھی ہے یہ کیتلی۔ اتنی ہلکی اتنی خوبصورت اتنی سستی۔ ارے یہ کپڑا بالکل وہی کپڑا جسے پہننے کی آرزو میری بیوی عرصہ دراز سے دل میں رچائے بیٹھی ہے۔ اور یہ رنگ رنگ کے مگے۔ میری بیٹی انہیں دیکھ کر خوش ہو جائے گی میرے قریبی عزیز اور دوست خیالات میں سب میرے اردگرد آجمع ہوئے اور پھر ہم ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر بازوؤں کو جھلاتے ہوئے اس زرق برق بازار میں یوں گھومنے لگے جیسے دیہاتی منڈی مویشاں میں گھومتے ہیں۔ ہاں حسبِ وسعت مدینہ کے تبرکات ضرور واپسی پر ساتھ ہوں۔

لوں نامِ مصطفی ﷺ تو کھِلیں پھول چاہتوں کے
سانسوں میں زندگی کی مہک چاہتا ہوں
چھایا ہوا ہے روح پہ اک سرمدی سُرور
اس کیفیت کو سد اقبر تلک چاہتا ہوں

نظر ڈھونڈتی ہے

اِدھر ڈھونڈتی ہے اُدھر ڈھونڈتی ہے ❁ مدینے کو میری نظر ڈھونڈتی ہے
جہاں گم ہیں روح الامین کے ترانے ❁ میری روح وہ رہ گزر ڈھونڈتی ہے
صداقت کو صدیقؓ کی ہے تمنا ❁ عدالت مزاجِ عمرؓ ڈھونڈتی ہے
حیا ہے ادھر رُوحِ عثمانؓ پہ قرباں ❁ شجاعت علیؓ کو اُدھر ڈھونڈتی ہے
یہ جی چاہتا ہے وہیں اڑ کے پہنچوں ❁ تمنا میری بال و پر ڈھونڈتی ہے
بلائیں گے اقبالؔ اک دن وہ دَر پر ❁ جنہیں مُدتوں سے نظر ڈھونڈتی ہے

اپنے منہ کو خوشبودار بنائیے

کئی مقامات پر اس شہر کا ادب و احترام ملحوظ رکھنے کے لئے مختلف قسم کے ترغیبی کتبے لگائے گئے ہیں۔ مکہ مکرمہ سے آتے ہوئے مدینہ منورہ میں داخل ہونے لگیں تو دائیں ہاتھ پر ایک بورڈ پر لکھا ہوا ہے تَعْظِیْمُكَ بِقَدْرِ نَبِیِّ کَرِیم (ﷺ) تَعْظِیْم ''بِقَدْرِكَ عِنْدَ رَبِّكَ جتنی آپ ﷺ کی تعظیم کریں گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام پائیں گے۔ کچھ

اور بورڈ اس قسم کے لگے ہوئے ہیں یَا رَبِّ تَحْمِیْهَا وَ تَحْمِیْ مَنْ فِیْهَا اے اللہ اس شہر اور اس میں بسنے والوں کی حفاظت فرما۔

عَطِّرْ فَمَكَ بِالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ نبی ﷺ پر درود پڑھ کر اپنے منہ کو خوشبودار بنایئے۔

اے خوشا صَلِّ علیٰ منزلِ طیبہ کا سفر ❁ یہ وہ رستہ ہے کہ فردوس سے جا ملتا ہے

میری آنکھوں میں سمٹ آئے گا حُسنِ کونین ﷺ

جس طرف آنکھ اُٹھا وَ ں گا مدینہ ہو گا

جب مدینہ منورہ کا سفر شروع کریں تو اس طرح نیت کریں۔ اے میرے اللہ تعالیٰ میں رحمتِ دو عالم ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا سفر شروع کرتا ہوں اسے قبول فرما لیجئے۔ سفر مدینہ منورہ میں سنتوں پر عمل کرنے کا خاص خیال رکھیں پھر جب مدینۃ الرسول ﷺ کے در و دیوار نظر آئیں اور اس کے معطر باغات دکھائی دیں تو ادب و احترام سے چلیں۔

غلامِ مصطفی ﷺ بن کر میں بک جاؤں مدینہ میں

محمد ﷺ نام پر سودا سرِ بازار ہو جائے

سنبھل کر پاؤں رکھنا حاجیو شہرِ مدینہ میں

کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر بیکار ہو جائے

عشق و محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ سواری سے اتر کر ننگے پاؤں ندامت کے آنسو بہاتے ہوئے چلیں بلکہ سر کے بل چل کر اس دربار گوہر بار میں حاضری دی جائے تب بھی ذرہ برابر اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ جب مدینہ جود و کرم کا سفینہ نظر آئے تو درود شریف کثرت سے پڑھتے رہیں۔

طلوعِ شمس و قمر سے پہلے میں تجھ پہ آقا ﷺ درود بھیجوں

ہر ایک شام و سحر سے پہلے میں تجھ پہ آقا ﷺ درود بھیجوں

خدا کی کتا ب تُو ہے مرا سارا نصاب تو ہے

حصولِ علم و ہنر سے پہلے میں تجھ پہ آقا ﷺ درود بھیجوں

پھر اس طرح دعا مانگیں:

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ نَبِیِّکَ فَاجْعَلْہُ لِیْ وِقَایَۃً مِنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ۔

ترجمہ: اے اللہ یہ تیرے محبوب ﷺ کا حرم ہے بس آپ اسکو میرے لئے آگ سے بچاؤ، عذاب اور بُرے حساب سے امان بنا دیجئے۔ درود شریف خوب پڑھیں، قیام گاہ پر سامان رکھ کر غسل کریں یا وضو کریں، سفید لباس پہنیں، خوشبو لگائیں اور ادب و احترام سے درود شریف پڑھتے ہوئے مسجد نبوی ﷺ کی طرف چلیں۔

نظر آنے والا ہے اب سبز گنبد ❁ میں آج اپنے آقا ﷺ کے گھر جا رہا ہوں
کتابِ زیست میں اے زندگی انہیں رکھنا میں لاؤں روضہ اطہر سے جو اٹھا کے پھول

اب دل کا ارماں رہ نہ جائے

اب آپ مسجد نبوی میں داخل ہونے والے ہیں، اس لیئے کوئی دل کا ارماں رہ نہ جائے درود شریف پڑھنے کا اس سے بہتر زمانہ اور اس سے بہتر مقام اور کون سا ہو سکتا ہے اب بھی شہود اور حضور نہ ہو تو کب ہوگا۔ دن میں جتنی مرتبہ جی چاہے حاضری دیجئے اور سلام عرض کیجئے آپ کے نصیب کھل گئے اب کیوں کمی کیجئے مگر ہر بار عظمت و ادب اور اشتیاق و محبت کے ساتھ اس لئے کہ دل کی ایک حالت نہیں رہتی کیونکہ وہ بھی سوتا اور جاگتا ہے جاگے تو سمجھئے نصیب جاگے تو حاضری دیجئے۔ کبھی دل چاہے گا کہ ساتھیوں کے ساتھ حاضر ہوں عشاق کی آنکھوں سے جنہوں نے مہجوری کے دن کاٹے فراق کی راتیں بسر کیں۔ جب ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا مینہ برسے گا تو شاید کوئی قطرہ اس کو بھی تر کر جائے۔ رحمت کی ہوا جب چلے گی تو شاید کوئی جھونکا اس کو بھی لگ جائے کبھی دبے پاؤں لوگوں کی نظر بچا کر تنہائی میں حاضر ہونے کو جی چاہے گا اس بارے میں دل کی فرمائشیں سب پوری کر لیجئے کوئی حسرت باقی نہ رہے اور کبھی صرف آنسوؤں سے زبان کا کام لیجئے کبھی ذوق و شوق کی زبان میں عرض کیجئے:

ستاروں کو یہ حسرت ہے کہ ہوتے وہ میرے آنسو
تمنا کہکشاں کو ہے میری آستیں ہوتی

مسجد نبوی ﷺ

جب ابتداءً آپ ﷺ کا مدینہ منورہ میں قیام ہوا تو جہاں بھی موقع ملتا نمازوں کی ادائیگی کر لی جاتی تھی۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے قریب ہی خاندان بنونجّار کی زمین تھی جس پر کھجوروں کے درخت اور کچھ پرانی قبریں تھیں کھجور سکھانے کے متعدد چبوترے تھے اور انہی کے درمیان ایک نالہ بھی بہتا تھا اسی جگہ پر پہلے اونٹنی بیٹھی تھی جس سے اشارہ تھا کہ اسی جگہ مسجد بنائی جائے۔ یہ زمین دو یتیم بچوں (حضرت سہل اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہما) کی تھی جو حضرت اسعد بن زُرارہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے۔ انہوں نے بلا قیمت زمین دینا چاہی مگر آپ ﷺ نے فرمایا میں اسکی قیمت دوں گا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس زمین کی قیمت ادا کی گویا کہ آج رقم لگا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قیامت تک مسجد نبوی میں نماز پڑھنے والوں کا ثواب لے لیا۔ زمین ہموار کی گئی مسجد کی تعمیر شروع ہوئی نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم مزدور کے لباس میں تھے۔ مسجد نبوی حضور ﷺ نے عام لوگوں کی طرح بنائی۔ آپ ﷺ نے اس کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیا اور اس زمین پر کسی نبی کے ہاتھوں بننے والی یہ آخری مسجد ہے۔ مسجد کی تعمیر کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر اجازت ہو تو ہم کھجور کے لمبے تنے ڈھونڈ کر لائیں تا کہ مسجد کچھ اونچی ہو جائے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبریل امین کھڑے ہوئے ہیں اور وہ جتنی اونچی بتاتے ہیں اس کے مطابق بنوا رہا ہوں۔ مسجد حرام کے بعد سب سے بڑا رتبہ اس مسجد کا ہے۔ چنانچہ امام بیہقیؒ نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! میری مسجد میں ایک نماز پڑھنا دوسری مساجد میں پچاس ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔ اور میری مسجد میں ایک جمعہ دوسری مساجد میں ہزار جمعوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔ میری مسجد میں ایک رمضان کا مہینہ دوسری مساجد میں ہزار رمضان کے مہینوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔

بناء ڈالی اس کی شاہِ انبیآء نے ✤ لگے اس میں غلام ان کے اللہ اللہ
ہیں وابستہ مسجد سے کتنی ہی یادیں ✤ نہ ہو کیوں یہ خیرُ المقام اللہ اللہ
اترتی جہاں پر تھی وحی الٰہی ✤ وہ در ، وہ دریچہ، وہ بام اللہ اللہ

یہ پانی نہیں میرے محبوب کی نشانی ہے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ سے عشق تھا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو جمعہ کے دن منبر پر آئے، کھڑے ہوئے تو حیران ہو گئے۔ کافی دیر کھڑے رہے اور پھر اتنا کہا: سَمِعْتُ قَبْلَ اَیَّامٍ عَلٰی هٰذَا الْمِنْبَرِ یَخْطُبُ۔ اس پر میرے محبوب ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ اتنا کہا پھر منبر سے گر گئے۔ کہنے لگے کہ صدیق ہے اور محبوب نظر نہیں آ رہا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کھڑے ہیں ان کی چیخیں نکلیں، اور مسجد میں کہرام مچ گیا۔ فرمایا آج میں کیسے اس منبر پر کھڑا ہوں جس منبر پر میرا محبوب کھڑا ہوتا تھا۔

روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ بارش شروع ہوئی تو مسجد نبوی کی چھت ٹپکنے لگی، پانی اندر آ گیا، غالباً حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے، کہنے لگے: یا خلیفۃ رسول اللہ بدل ذا السقف ..... اے خلیفہ رسول! آپ اس چھت کو بدلیں، یہ چھت پرانی ہو چکی ہے، پانی بہہ رہا ہے، صدیق اکبر خطبہ چھوڑ کر چلے آئے، وہ کیچڑ اپنے منہ پر ملنے لگے، کپڑوں پر ملنے لگے، بار بار دیکھتے کہ یہ پانی وہاں سے آ رہا ہے جہاں میرے محبوب ﷺ کے ہاتھ لگے تھے۔ جہاں حضور ﷺ نے چھڑیاں رکھی تھیں اور فرماتے یہ پانی نہیں میرے محبوب ﷺ کی نشانی ہے۔

خطبات کی آوازیں فضاؤں میں

یہ مسجد صرف عبادت گاہ ہی نہیں تھی، دین اسلام کا اولین مدرسہ بھی تھا جہاں حضور انور ﷺ کے درس مبارک سے لاکھوں انسان فیض یاب ہوئے۔ جہاں حضور انور ﷺ کے مواعظِ حسنہ کی صدائیں گونجیں اور ان کے خطبات کی آوازیں فضاؤں میں خوشبوؤں کی طرح بس گئیں۔ آج بھی یہاں اس درس کا فیض عام ہے اور آج بھی عقیدت مندوں اور ایمان کی دولت سے مالا مال لوگوں کے کانوں میں صدائیں رس گھولتی ہیں۔ میری آنکھوں نے اس مسجد کو نورِ مجسم ہی دیکھا اور چند روز کے قیام میں، میں نے اس کے نور سے اپنے سینے کو بھر لیا اور اس نور نے میرے دل کی دنیا کو ایک ایسے اجالے سے آشنا کیا، جس کا تجربہ اس سے قبل مجھے کبھی نہیں ہوا تھا۔ تصورات کی دنیا میں میرے کانوں پہ یہ آواز بار بار دستک دیتی رہی کہ شرک نہ کرنا شرک نہ کرنا اسی لیئے اہل عرب شرک سے بچے ہوئے ہیں۔

مسجد نبوی رات کو بند کیوں ہوتی ہے؟

ایک بندے نے سوال کیا کہ مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کے گھر کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں دن ہو رات ہو، بادل ہوں یا برسات۔ دروازے کھلے ہوئے ہیں اللہ کے بندے آرہے ہیں جارہے ہیں اگر کسی کا دل رات کے ایک بجے آنے کو چاہے تو اس کے لیئے رب کے گھر کے دروازے کھلے ہوں گے۔ جبکہ مسجد نبوی رات کو عشاء کے بعد نمازیوں کے فارغ ہو جانے کے بعد بند کر دی جاتی ہے۔ (صرف باب السلام کی طرف سے کھلی رہتی ہے)۔ آخر یہ نظام مختلف کیوں ہے؟ تو اس پر ایک بزرگ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کھانے، پینے، تھکاوٹ، نیند، اونگھ اور سونے سے پاک ہیں اس لیے ہر وقت اپنے گھر کے دروازے کھلے رکھواتے ہیں کہ اگر کوئی دکھ کا مارا، حالات کی گردش سے ستایا ہوا، لوگوں کے دروازوں پہ چکر لگا کے آنے والا کہیں یہ دیکھ کر چلا نہ جائے کہ دروازے تو بند ہیں، میرا بندہ اگر اپنا دکھ مجھے سنانے کے لیئے، اپنے دل کے گناہوں والے زخم پہ مغفرت کی پٹی اور مرہم لگوانے کے لیئے آئے تو اسے میرے گھر کے دروازے کھلے ملیں۔ اور حضور ﷺ کے شہر مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کو رات کے وقت اس لیئے اللہ تعالیٰ بند کروا دیتا ہے کہ میں تو سونے سے پاک ہوں میرا محبوب تو سونے سے پاک نہیں ہے۔ اس لیئے میرے بندو تم نے سارا دن میرے محبوب کو سلام عقیدت پیش کیا، درودوں کا تحفہ پیش کیا اب میرے نبی کی راحت کا تقاضہ ہے کہ تم بھی جا کر آرام کرو۔ اس لیے مسجد کو بند کر دیا جاتا ہے۔

مدینے میں سونے کی قبر

سعودی فرمانروا شاہ فیصل (مرحوم) بھٹو صاحب کے دور میں جب پاکستان تشریف لائے تو بھٹو صاحب ان کو دربار پر لے جانے لگے تو شاہ فیصل نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ درباروں پر اگر سجدے جائز ہوتے تو ہمارے ہاں حضرت محمد ﷺ کی قبر مبارک موجود ہے۔ تو ہم مدینے میں سونے کی قبر بنا کر پوجتے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنا مال دیا ہے اگر جائز ہوتا تو ہم آپ ﷺ کی قبر مبارک کو سونے کا بنا دیتے۔

یاد رکھئے: اہل عرب شرک و بدعت سے بہت نفرت رکھتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اہل عرب میں اختلاف تو ڈال سکتا ہے لیکن شرک نہیں کروا سکتا تو میرے بھائیو ہمارے نبی کریم ﷺ آئے ہی شرک و کفر اور جہالت کو مٹانے کے لیئے ہیں کسی صاحب ذوق

نے اس کو یوں بیان کیا کہ

ہر طرف خوشبوئے توحید پھیلانے کے لیئے آپ آئے
شرک مٹا کر پرچم توحید لہرانے کے لیئے آپ آئے

حضرت ہالیجویؒ اور سینہ نبوی ﷺ

حضرت پیر طریقت سرتاج الاولیآء حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک مرتبہ مسجد نبوی ﷺ کے ایک کونے میں بیٹھ کر ذکر میں مشغول تھا اسی حالت میں اک کیفیت طاری ہوگئی تو دیکھا کہ سرکار دو عالم ﷺ تشریف لائے اور مجھ کو اپنے دونوں بازوں میں لے لیا (یعنی سینے سے لگا لیا) پھر مسجد سے باہر تشریف لے چلے میں بھی ساتھ ساتھ پیچھے تھا۔ جب دروازہ کے قریب پہنچے تو میں نے عرض کیا حضور والا! میں کچھ لاتا ہوں آپ تناول (کھالیں) فرما لیں۔ تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا مولوی صاحب مجھے کھانے کی حاجت نہیں ہے پھر مسجد سے باہر گلی میں جاتے وقت السلام علیکم فرماتے ہوئے نظروں سے غائب ہو گئے۔

ہر نماز کا لطف لاکھ نمازوں سے زیادہ

ہمیں مسجد نبوی ﷺ میں چار نمازیں پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں نہیں جانتا کہ مسجد نبوی ﷺ میں ہر نماز کا ثواب کتنا ہے۔ لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ ہر نماز کا لطف لاکھ نمازوں کے لطف سے زیادہ محسوس ہوا۔ میری شدید خواہش تھی کہ میں مدینے کی گلیوں میں برہنہ پاؤں پھروں اور اس دفعہ یہ خواہش بھی پوری ہوئی۔ میں نے ساتھی کو اپنے ساتھ لیا اور ہم پرانے مدینے کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی جب پاکستان ہاؤس سے تھوڑے سے فاصلے پر ہمیں اس کے آثار دکھائی دیے جدید عمارتوں کے عقب میں واقع ایک گلی میں داخل ہوئے تو یوں لگا جیسے ہم چودہ سو سال پیچھے چلے گئے ہیں پرانے مکانات اور کچی گلیاں اس چھوٹے سے علاقے کو باقی ساری فضا سے الگ کئے ہوئے تھے ہمیں اس امر میں کوئی شبہ نہ رہا کہ جہاں ہم کھڑے ہیں وہاں سے حضور ﷺ کا گزر ہوتا رہا ہے اور یہ سوچتے ہی پورے جسم پر ایک کپکپی سی طاری ہوگئی مسجد نبوی ﷺ میں ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد ہم واپس جدہ کی طرف روانہ ہو گئے یہ وصال کے بعد ہجر کے لمحے تھے لیکن کیا یہی خوش نصیبی کم ہے کہ ہمیں اس شہر کی دید سعید نصیب ہوئی تھی جس کا خواب ہم صدیوں سے دیکھتے چلے آرہے ہیں؟ یہ خواب ہمیشہ

سلامت رہیں گے اور ان کی تعبیر بھی کبھی مدہم نہیں ہوگی۔

جس جگہ سجدہ ریزی کی لذت ملی ❁ جس جگہ ہر قدم ان کی رحمت ملی
جس جگہ نور رہتا ہے شام و سحر ❁ وہ فلک رہ گیا وہ زمین رہ گئی

خدا کے لیے سر پر تو نہ رکھیے

مولانا محمد عبداللہ فاروقیؒ کا بیان ہے کہ میں جب مدینہ منورہ گیا تو مولانا حسین احمد مدنیؒ کے پاس قیام کیا، ایک روز جب مولانا کے ساتھ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لیئے گیا تو میں نے مولانا کا جوتا اٹھالیا، مولانا اس وقت تو خاموش رہے، دوسرے وقت جب ہم نماز پڑھنے کے لیئے گئے تو مولانا نے میرا جوتا اٹھا کر سر پر رکھ لیا، میں پیچھے بھاگا، مولانا نے تیز چلنا شروع کر دیا، میں نے کوشش کی کہ جوتا لے لوں لیکن نہیں لینے دیا میں نے کہا کہ،، خدا کے لیئے سر پر تو نہ رکھیئے،، فرمایا کہ ،،عہد کرو کہ آئندہ حسین احمد کا جوتا نہ اٹھاؤ گے،، میں نے عہد کر لیا، تب جوتا سر پر سے اتار کر نیچے رکھا۔

یہ سفید محل کس کا ہے؟

مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں چاروں طرف سفید سنگ مرمر لگا ہوا ہے اس میں کچھ حصہ ایسا ہے کہ خوبصورت بھی ہے اور دھوپ میں گرم بھی نہیں ہوتا۔ اس سفید سنگ مرمر کے حوالے سے حضور ﷺ کی ایک معجزانہ پیش گوئی ہے حدیث میں آتا ہے کہ دجال جب مدینہ کے قریب پہنچے گا تو اس وقت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اس سے پہلے سات دروازے نہیں تھے آج آپ کسی سٹلائٹ کے نقشے میں دیکھ سکتے ہیں مدینہ شہر کے گرد رنگ روڈ پر سات دروازے ہیں فرمایا ہر دروازے پر فرشتے کھڑے پہرہ دے رہے ہوں گے دجال کو اندر نہیں آنے دیں گے دجال ایک اونچی جگہ پر کھڑا ہو کر پوچھے گا کہ یہ سفید محل کس کا ہے؟ اسے بتایا جائے گا یہ محل نہیں یہ حضرت احمد ﷺ کی مسجد ہے۔

مسجد نبوی ﷺ کی سیٹلائیٹ سے لی گئی تصاویر میں آپ دیکھیں گے تو مسجد نبوی ﷺ سفید رنگ کے محل کی طرح چمکتی دمکتی نظر آئے گی۔

کھجور والا بابا

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے سامنے ایک بابا کھجوریں بیچنے کے لیے لایا کرتا تھا جو کہ

(کھجور والا بابا کے نام) سے مشہور تھا اس بابا کے آتے ہی کھجوروں کا ٹوکرا ہاتھوں ہاتھ خالی ہو جاتا تھا ایک عجمی آدمی کھجوریں خریدنے کے لیے آیا رمضان المبارک کا مہینہ تھا بابا شام کے وقت آیا وہ آدمی بابے سے بات کرنے لگا اور ایک کھجور چیک کرنے کے لیے اٹھالی اور کھانے لگا یہ دیکھتے ہی بابے کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور کہا جاؤ میں تمہیں کھجوریں نہیں دوں گا تمہیں رمضان کا بھی حیا نہیں آیا۔ اس نے بابے کی بڑی منتیں کیں اور کہا کہ ریٹ ڈبل لے لیں بابے نے ایک کھجور بھی نہ دی اور تھوڑی دیر میں ساری کھجوریں بیچ کر خالی ٹوکرا سر پر رکھے واپس چلا گیا۔ یہ انصار مدینہ کی اولاد میں سے تھا پھر کیوں نہ ہو ایسا ایمان انکا۔

مسجد نبوی سے نکلتے ہی فرمایا

حضرت مولانا غلام حبیبؒ اگر کسی سالک سے مسجد نبوی ﷺ میں کوئی غلطی سرزد ہوتے ہوئے دیکھتے تو وقتی طور پر خاموش رہتے، البتہ جب مسجد نبوی سے باہر نکلتے تو پھر خوب گوشمالی کرتے۔ ایک دفعہ نماز فجر کے بعد حرمِ نبوی ﷺ میں ایک امیر تاجر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پہلی ملاقات تھی۔ کہنے لگا: حضرت میں اتنے عرصے سے ہر سال حج پر آتا ہوں۔ در نبوی پر حاضری دیتا ہوں مگر مجھے آج تک نبی ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ آپ خاموشی سے اس کی گفتگو سنتے رہے اور اس کے انداز دیکھتے رہے۔ جب اشراق کے نوافل ادا کر کے مسجد سے باہر نکلے تو وہ امیر شخص بھی ہمراہ تھا۔ مسجد نبوی سے نکلتے ہی آپ اس پر برس پڑے فرمایا: آپ نے در نبی پر متکبرانہ لباس پہنا ہوا ہے۔ ٹخنے بھی ڈھکے ہوئے ہیں۔ مسجد سے باہر آتے وقت دایاں پاؤں پہلے باہر رکھا ہے۔ چہرے پر سنت کا نور نہیں (داڑھی) اپنے آپ کو بدلتے نہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی زیارت نہیں ہوتی۔ پھر فرمایا: مسجد نبوی کا ادب کرو اور نبی ﷺ کی ہر ادا پر مر مٹو۔ انشاء اللہ زیارت ہوگی۔ امیر شخص کھری کھری سن کر تو بہ تائب ہو گیا اور آئندہ سنت کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کیا۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے

مدینہ میں حج ہی حج

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص حج کے

لئے مکہ جائے پھر میرا ارادہ کر کے میری مسجد میں آئے اس کے لئے دو مقبول حج لکھے جاتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب جذب القلوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا مقصد اور آپ ﷺ کی مسجد شریف کی زیارت سے مشرف ہونا حجِ مقبول کے برابر ہے بلکہ جو حج ادا کر کے آیا ہے اس کی بھی قبولیت کا ذریعہ اور سبب ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص گھر سے پاک صاف ہو کر میری مسجد میں آ کر نماز ادا کرے تو اس کے نامہ اعمال میں حج کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ یہ مقام بھی قابل غور ہے کہ مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھنا کئی گنا زیادہ حج کے ثواب کا مستحق بنا دیتا ہے جبکہ بیت اللہ کا حج سال میں صرف ایک مرتبہ ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جھونپڑی

حضرت نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی ﷺ میں معتکف تھے کہ بارش ہوگئی یہاں تک کہ مسجد کی چھت ٹپک پڑی کیونکہ چھت کھجور کی ٹہنیوں کی تھی اس حال میں نماز قائم کی گئی راوی کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ سرورِ کائنات ﷺ پانی اور گارے میں سجدہ کر رہے ہیں یہاں تک کہ گارے کا اثر میں نے نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک پر دیکھا اور شمعِ رسالت ﷺ کے پروانے آفتابِ نبوت ﷺ کے دیوانے بھی اسی مٹی اور گارے میں ہی جبینِ نیاز خالقِ کائنات کے حضور رکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان حالات کے پیش نظر انصارِ مدینہ نے درہم اور دنانیر جمع کئے اور وہ شاہِ کونین ﷺ کی خدمت میں پیش کئے کہ ان سے مسجد کو مزین خوبصورت اور اونچا بنا دیں لیکن حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا! یہ چھت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جھونپڑی کی طرح ہوگی۔ میرے پاس جبریل امین یہ حکم خداوندی لیکر آئے ہیں کہ مسجد کی چھت موسیٰ کلیم اللہ کی چھت کے مطابق بنے وہ چھت اتنی اونچی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام جب کھڑے ہوتے تو سر چھت سے لگ جاتا تھا۔

چھڑیوں والی چھت وہ مسجدِ نبوی اور ٹپکتا پانی
سجدہ کناں وہ لوگ بھی پیارے، برسی جو برسات بھی پیاری

بینائی مل گئی

۶۰ سالہ فاطمہ جن کا تعلق سوڈان سے تھا اچانک دونوں آنکھوں کی بینائی سے محروم ہوگئی

تھیں آپریشن کے باوجود بینائی درست نہ ہوئی تاہم حج کے ایام سے ایک دن پہلے وہ مسجد نبوی ﷺ میں نماز ادا کر کے اس خیال میں گم تھیں کہ آقا ﷺ کی خدمت میں آ کر بھی روضہ مبارک کے دیدار سے محروم بیٹھی ہوں جبکہ یہ در تو محرومی والا نہیں اگر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے نظر دلوادیں تو کیا دیر ہے اچانک انہیں تیز روشنی محسوس ہوئی جسکے بعد انہیں مسجد نبوی ﷺ صاف نظر آنے لگی۔

کیونکر نہ ہو ناز مجھے سرکارِ دو عالم ﷺ پہ
اُنہی کی نگاہوں سے ملیں مُجھ کو نگاہیں

محبت کے پَروں سے روضہ مبارک پر حاضری

۲۰۰۷ء میں اللہ تعالیٰ نے فقیر کو ماں کے صدقے حرمین شریفین کی حاضری کے لئے قبول فرمایا۔ الحمدللہ بندہ اس سفر میں پورے ۳۱ دن جنت کے سائے تلے جیتا رہا۔ جلال کے نظاروں کے بعد جمال کی بہاروں کی طرف سفر شروع کیا اور مدینہ جا پہنچے۔ بے قرار دل کو زیارات کیلئے لے جا رہا تھا کہ میری جنت (ماں) کو پاؤں پر سخت چوٹ آئی اس کے باوجود کہنے لگی کہ میں زیارات پر ضرور جاؤں گی مجھے کچھ نہیں ہوا بس تھوڑی سی چوٹ آئی ہے۔ جب گاڑی اس مقام کی طرف رواں دواں ہوئی جہاں اللہ کے محبوب ﷺ زخمی ہوئے اور ۷۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خون میں تڑپے تھے میں انہی خیالوں میں گم صُم بیٹھا تھا اور غزوہ احد کا پورا نقشہ آنکھوں میں گھوم رہا تھا کہ یکا یک برقعے میں سے کراہنے کی آواز آئی تو میرا جسم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ ماں کو سخت تکلیف تھی پھر بھی ہر جگہ زیارت کے لئے گاڑی سے اتر پڑتی۔ اور میری حالت یہ تھی کہ پریشانی کی وجہ سے پورے جسم کا پسینہ اور آنکھوں سے ٹپکنے والے آنسو دل کی ترجمانی کرتے ہوئے زبانِ حال سے کہہ رہے تھے .....

یا رب میری ماں کو لازوال رکھنا
میں رہوں نہ رہوں میری ماں کا خیال رکھنا
میری خوشیاں بھی لے لو میری سانسیں بھی لے لو
مگر میری ماں کے گرد سدا خوشیوں کا جال رکھنا

واپسی پر گاڑی نے رہائش والی بلڈنگ سے دور اتارا تو بندہ نے ماں کو کندھے پر اٹھایا

اس وقت دو آنکھیں رو رہی تھیں ایک میری جو ماں کی خدمت کی خوشی میں، دوسری آنکھ میری ماں کی جو بیٹے کی پریشانی دیکھ کر رو رہی تھی۔ صبح کو ماں نے مجھے حضور ﷺ کے نام ایک پیغام دیکر بھیجا جب روضہ مبارک پر حاضر ہوا تو وہ پیغام دیا۔ پیغام یہ تھا۔ اے اللہ کے محبوب ﷺ میں آپ کی والدہ محترمہ کی ہم نام ہوں اور آپکی محبت میں دور سے آئی ہوں چوٹ لگنے کی وجہ سے حاضری سے محروم ہوں اپنے رب سے سفارش فرمایئے۔ بس پھر دوسرے دن ہی چلنے کے لئے ایسے بے تاب تھیں جیسے گھونسلے مین بیٹھا پرندے کا بچہ بار بار بے تابی سے اڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ ماشاء اللہ دوسرے دن زخمی پاؤں کو محبت کے پر لگ گئے تھے خود چل کر روضہ مبارک پر حاضری دی۔

میں درد کے تپتے ہوئے صحرا میں کھڑی ہوں
وہ ابرِ کرم ،روحِ جہاں، جانِ تمنا

مدینہ تو پوری دنیا میں ایک ہی ہے

اک خاص مہک آنے لگی موجِ ہوا میں ✽ آثار بتاتے ہیں مدینہ تو یہی ہے

.....یہ واقعہ سید ساجد میاں (سابق ناظم احمد پور لمہ) نے سنایا جو پیش خدمت ہے.....

۲۰۱۶ء کی بات ہے لاہور کے ایک آدمی کا بیان ہے کہ جب میں اپنی والدہ اور بیوی کے ساتھ عمرہ پر جانے کی تیاری کرنے لگا تو ہمارے ہمسائے نے کہا کہ میری بوڑھی ماں کو بھی ساتھ لیتے جاؤ وہ مدینہ کی محبت میں روتی رہتی ہے تو ہم نے اسے ساتھ لے جانے کی حامی بھر لی اور لاہور ائیر پورٹ سے جہاز میں سوار ہو گئے۔ جہاز میں بیٹھنے کے تھوڑی دیر بعد وہ پوچھنے لگی بیٹا !یہ مدینہ ہے؟ تو میں نے کہا اماں جی ابھی ہم لاہور میں ہیں پھر جہاز کراچی پہنچا تو پوچھا بیٹا! مدینہ آ گیا ہے؟ میں نے کہا کہ ابھی کراچی آیا ہے جب جدہ ائیر پورٹ پر اترے تو اماں جی نے پھر پوچھا بیٹا! مدینہ آ گیا ہے؟ میں نے کہا کہ ابھی مکہ آئے گا۔ جب ہم مکہ پہنچے تو اماں جی کا پھر وہی سوال، بیٹا مدینہ آ گیا؟ ہم نے کہا پہلے مکہ میں عمرہ کریں گے پھر تین دن بعد مدینہ جائیں گے۔ پھر میں نے کہا اماں کیا وجہ ہے بار بار آپ مدینہ مدینہ کہہ رہی ہو تو اماں نے کہا بیٹا اللہ کا گھر ہر جگہ ہے مگر مدینہ پوری دنیا میں ایک ہی ہے۔ اس لئے میں مدینہ کے لئے بے قرار ہوں۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو پھر وہی سوال کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے جواب سُن کر تھک گئی ہوں مدینہ کب آئے

گا؟ میں نے کہا اماں مدینہ آ گیا ہے سامان رکھ کر مسجد میں داخل ہوئے تو میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ نماز سے فارغ ہو کر گیٹ نمبر ۲۱ پر آ جانا۔ پھر اکٹھے رہائش گاہ پر چلیں گے نماز کے بعد اُس جگہ واپس آیا تو مجمع لگا ہوا تھا اور ڈاکٹر اماں جی کو چیک کر رہا تھا میں نے اس سے پوچھا تو اُس نے جواب دیا کہ اماں تو فوت ہو گئی ہیں۔ یہ سن کر بہت پریشان ہوا اور اس کے بیٹے کو لاہور فون کیا تو اس نے میرے بتانے سے پہلے فوراً پوچھا کہ کیا میری اماں فوت ہو گئی ہے؟ میں نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا تو اس نے کہا میری اماں ہر وقت مدینہ کی محبت میں تڑپتی رہتی تھی ایسی کڑھن تھی کہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ مدینہ جا کر اللہ کو پیاری ہو جائے گی۔ (واہ اماں تیری قسمت)

میرے شریکِ سفر تھکن کیا وہ سامنے شہرِ مصطفی ﷺ ہے
گلوں کی خوشبو کو اوڑھ لیجئے یہ مدینہ کا راستہ ہے

دیارِ محمد ﷺ میں نور محمد

رام (نور محمد) کو چاہے زمانہ چھوڑ دے، پروا نہیں
رام سے لیکن نہ چھوٹے گا نبی ﷺ! در آپ کا

ایک ہندو نوجوان جس نے حضرت محمد ﷺ کی سیرت کے بارے میں کتاب پڑھی متاثر ہو کر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ اللہ کی شان کہ اتنے میں ملک تقسیم ہو گیا اس نے پاکستان میں رہنے کا فیصلہ کیا۔ نوجوان نے اعلیٰ تعلیمی ڈگری لے رکھی تھی چنانچہ اسے وزارت مذہبی امور کی طرف سے نوکری مل گئی۔ اپنی تعلیمی قابلیت کی وجہ سے یہاں تک پہنچا کہ اسکو مدینہ منورہ میں پاکستان ہاؤس کا انچارج بنا دیا گیا اسکی تو قسمت ہی کھل گئی۔ ایک تو نبی ﷺ سے ایسی محبت اور پھر مدینہ منورہ میں ہی دفتر کا انچارج۔ دن بھر دفتر کے کاموں میں لگا رہتا اور بقیہ وقت مسجد نبوی ﷺ میں گزارتا۔ ایک مرتبہ اس کا بڑا آفیسر آیا تو اس کی سادگی اور داڑھی دیکھی تو اس نے جا کر اوپر شکایت کر دی کہ اس کو اتنا بھی سلیقہ نہیں کہ آنے والے آفیسر کا استقبال کیسے کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کا آڈر آ گیا کہ تم پاکستان واپس آ جاؤ۔ یہ بہت پریشان ہوا روضہ مبارک پر آ کر کہا آقا میرے گناہوں کی بخشش کی سفارش کریں اور اپنی شفقت والی کملی میں ساری زندگی چھپا لیں۔

کیا خبر کیا سزا مجھ کو ملتی ہے، میرے آقا نے عزت بچا دی
فردِ عصیاں میری مجھ سے لے کر، کالی کملی میں اپنی چھپا دی

واپس آیا اور ہر وقت اپنے آپ سے بیٹھے بیٹھے کہتا تھا ضرور ایک دن مدینہ جاؤں گا۔ دیوانگی سی کیفیت ہوتی تھی کہ بار بار یہی الفاظ دہرائے جاتا تھا۔

کھلے ہوئے ہیں چمن جا بجا مدینے میں
سماں بہار کا دیکھا مدینے میں
ہے میرے دردِ طلب کی دوا مدینے میں
بلائے گا پھر اک دن خدا مدینے میں

بالآخر ایک دن بھٹو صاحب کے نام ایک درخواست لکھی اور جا کر دفتر کے سامنے بیٹھ گیا۔ بھٹو صاحب کی ترتیب تھی کہ جس کو بھی جتنا بھی وقت دیتے تو اسکی پابندی کرتے تھے۔ اسی دن سردار عبدالقیوم نے بھی وقت لے رکھا تھا وہ جب آئے تو انہوں نے اس نوجوان نور محمد کو دیکھ کر پوچھا آپ یہاں کیسے؟ اس نے کہا کہ درخواست دینی ہے۔ پوچھا آپ نے ٹائم لیا؟ کہا نہیں تو انہیں بڑا رحم آیا جا کر بھٹو صاحب سے کہا میرا ٹائم اسکو دیدیں میں پھر کسی اور وقت ٹائم لیکر آجاؤں گا۔ چنانچہ اس نے ملاقات کے دوران سارا قصہ سنا دیا تو بھٹو صاحب نے اسکو دوبارہ مدینہ بھیج دیا۔ دوبارہ پھر کسی افسر نے شکایت کی تو نوکری ہی ختم کر دی گئی۔ نور محمد سارا دن پریشان رہا اور دعائیں کرتا رہا جب واپسی میں ایک دن رہ گیا تھا تو اس نے حضور ﷺ کے نام ایک خط لکھا کہ آقا! میں آپکی سیرت پر کتاب پڑھ کر مسلمان ہوا آپ ﷺ نے یہاں بلوایا اب مجھے یہاں سے واپس بلوایا جا رہا ہے میں جانا نہیں چاہتا میری فریاد آپ تک ہے کہ مہربانی فرمائیں مجھے یہیں اپنی گلی میں رکھ لیں اتنا لکھ کر خط جالی کے اندر ڈال دیا۔ روضہ مبارک کی صفائی کرنے والوں کو کوئی چیز ملتی تو وہ اپنے متعلقہ افسر کے پاس پیش کرتے۔ جب یہ خط افسر کے پاس پہنچا تو اس نے خط پڑھا اور جیب میں رکھ لیا۔ اسی دن اسکی شاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ سے میٹنگ تھی۔ جب اس نے روضہ مبارک کے بارے میں پوچھا تو اس نے خط دکھایا کہ لوگوں کا یہ حال ہے۔ جب شاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے خط پڑھا گیا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ جس کے دل میں حضور ﷺ کی اتنی محبت ہو تو اس کا حق بنتا ہے کہ وہ مدینہ میں ہی رہے۔ انہوں نے بھٹو صاحب کے نام خط لکھوایا کہ یہ بندہ آپ کے ملک میں ہے اس کو بیوی بچوں سمیت بھجوا دیں میں اس کو یہاں کی شہریت دینا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور ﷺ کی شفقت سے وہ وہاں چلا گیا۔ سارا دن مسجد میں عبادات میں لگا رہتا۔

جسے مصطفٰی کی گلی مل گئی ہے ✽ اسے دو جہاں کی خوشی مل گئی ہے
میرے عشق کا تو عقیدہ یہی ہے ✽ جسے بھی وہاں کی ملی حاضری ہے
اسے زندگی بھی نئی مل گئی ہے ✽ جسے مصطفٰی کی گلی مل گئی ہے
ملی ہے جسے لذتِ آشنائی ✽ انہیں آج بکنا بڑی ہے جدائی
جگہ یار کے پاس ہی مل گئی ہے ✽ جسے مصطفٰی کی گلی مل گئی ہے
اے خادم وہاں مجھ کو جانا ملے تو ✽ مدینے میں جھاڑو چلانا ملے تو
قسم سے بڑی نوکری مل گئی ہے ✽ جسے مصطفٰی کی گلی مل گئی ہے

پھر ایک وقت آیا کہ والدہ نے خط لکھا کہ بیٹا اتنی عیدیں گزر گئیں تم نے میرے پاس کوئی عید نہیں کی۔ رمضان کا مہینہ قریب ہے یہ عید میرے پاس کرو۔ چنانچہ نور محمد اماں کے پاس چلا آیا۔ ایک دن رمضان میں باقی تھا کہ مدینہ سے ایک دوست کا فون آیا کہ نور محمد تم پاکستان میں بیٹھے ہو مجھے اشارہ ہوا ہے تم جلدی واپس آؤ۔ نور محمد نے والدہ سے اجازت لی مگر واپسی کی ٹکٹ نہ ملی ائیر پورٹ کے ملازموں میں سے ایک نوجوان کو کہا کہ اگر ٹکٹ دلوادے گا تو میں روضہ مبارک پر جا کر تیرا نام لیکر سلام عرض کروں گا۔ چنانچہ اس نوجوان نے کوشش کی تو ٹکٹ مل گئی۔ نور محمد مدینہ منورہ پہنچ گیا روضہ مبارک پر حاضری دی اور تیسرے دن فوت ہو گئے۔ تو اس طرح اپنے محبوب ﷺ کی محبت کو ساتھ لیے جنت میں گھوم رہے ہیں۔ اس لئے جن کے دل میں عشق نبوی ﷺ ہوتا ہے مدینہ منورہ میں رہنے کی سعادت انکو نصیب ہوتی ہے۔

رحمت للعالمین کے حشر میں معنے کھلے ✽ خلق ساری شافع روزِ جزا ﷺ کے ساتھ ہے
لے کہ دلورام کو حضرت گئے جنت میں جب ✽ غل ہوا ہندو بھی (سابقہ) محبوب خدا کے ساتھ ہے

فضائے حرم مہک رہی ہے

بنالیا گھر بہاروں نے مدینے میں ✽ مہک رہی ہے فضائے حرم مدینے میں
حضور ﷺ! آپ کے قدموں پہ مٹنے والوں کا ✽ ہجوم رہتا ہے شام و سحر مدینے میں
میں کیوں نہ منزل عقبٰی کی جستجو کر لوں ✽ مجھے نصیب ہوا ہے سفر مدینے میں
یہ آرزو ہے میری اے حبیبِ ربِ جہاں ✽ کہ میں جہاں رہوں دل رہے مدینے میں

دس ہزار میں جنت

مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کے لیے جگہ کی ضرورت تھی مسجد سے متصل ایک انصاری صحابی کا گھر تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس مکان کو جنت کے محل کے بدلے بیچ سکتے ہو؟ تا کہ ہم اس مسجد کو وسیع کر دیں تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں غریب اور عیالدار ہوں میرے پاس اس کے سوا کوئی اور جائیداد نہیں ہے یہ سن کر آپ ﷺ نے انکو مجبور نہ کیا بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ جگہ دس ہزار درہم میں خریدی اور حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی اے اللہ کے حبیب ﷺ اس مکان کو جنت کے محل کے بدلے مجھ سے خرید لیجئے۔ آپ ﷺ نے جنت کے محل کے عوض قبول فرما کر مسجد میں داخل کر دیا۔

تعمیر میں عشقِ رسول ﷺ

نبی کریم ﷺ سے عشق و محبت بہت بڑی سعادت ہے اور پھر جس کو یہ دولت میسر ہو جائے تو اس کا کیا ہی کہنا۔ تُرکوں کی آپ ﷺ سے عشق و محبت کا اندازہ لگانا ہو تو آج بھی ترک بادشاہوں کی مسجد نبوی ﷺ میں تعمیرات سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جب مسجد نبوی ﷺ کی نئے سرے سے تعمیر کی ضرورت پیش آئی تو ترکی بادشاہ نے باہر ایک بستی تعمیر کروائی جس میں دنیا بھر سے ماہرین تعمیرات ماہرین فنون و نقوش کو اکٹھا کیا بادشاہ خود اس بستی میں آیا اور انکو بتایا کہ میرا ارادہ مسجد کی تعمیر کا ہے اس لئے ہر ہنر مند اپنے بچے کو اپنا پورا فن سکھائے اور ساتھ ساتھ قرآن مجید بھی حفظ کرائے۔ چنانچہ ایک طویل عرصہ کے بعد حفاظ کی ایک اعلیٰ جماعت اپنے علوم و فنون کے ساتھ تیار ہو گئی۔ پھر یہ حفاظ اور عاشقانِ رسول ﷺ کی جماعت تمام مطلوبہ ساز و سامان کے ساتھ مدینہ کو روانہ ہوئی اور مدینہ منورہ سے باہر ایک بستی میں قیام پذیر ہوئی۔ یہ سب کچھ ادب و تقدس کے پیش نظر کیا گیا کہ تعمیرات کا ذرا بھی شور مسجد میں نہ ہو۔ تعمیر کے دوران اگر کسی پتھر یا لکڑی کو درست کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اسی بستی میں لا کر ٹھیک کیا گیا۔ اور تمام ہنر مندوں اور کارکنوں کو یہ ہدایت دی گئی کہ وہ مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر میں باوضو رہیں اور کام کے دوران قرآن مجید کی تلاوت جاری رکھیں۔ روزانہ کام شروع کرنے سے پہلے ہر معمار غسل کرتا، نوافل ادا کرتا اور سرکار مدینہ ﷺ پر درود بھیجتا۔ یوں یہ عاشقان رسول ﷺ کی جماعت پورے خلوص

سے تقریباً ۱۵ سال مسجد کی تعمیر و توسیع میں مصروف رہی۔ یہ تعمیر آج بھی اہل ایمان کو ایسا سکون عطا کرتی ہے کہ جن کا الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

قبر کا چراغ

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے مسجد میں روشنی کا انتظام کیا جب فخرِ دو عالم ﷺ نے اس چراغ کی روشنی دیکھی تو خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کس کا کارنامہ ہے؟ بتایا کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ نے یہ سب انتظام کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمیم تم نے مسجد اسلام کو منور کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہاری دنیا و آخرت دونوں منور فرمائے۔ پھر فرمایا افسوس! اگر میری کوئی بیٹی باقی ہوتی تو میں اس خوشی میں تمہارے ساتھ نکاح کر دیتا۔ یہ سن کر حضرت نوفل بن الحارث رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میری بیٹی مغیر (ایک روایت میں بیٹی کا نام رقیہ ہے) کا نکاح تمیم داری رضی اللہ عنہ سے کر دیں تو آپ ﷺ نے ان کا نکاح کر دیا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمیم داری کو یہ سعادت حاصل ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے مسجد میں روشنی کا انتظام کیا تھا۔

نوٹ: یہ کام حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے کرایا تھا آپ ﷺ نے اس کا نام پوچھا تو بتایا کہ اسکا نام فتح ہے۔ تو فرمایا! نہیں، یہ سراج ہے یعنی چراغ جلانے والا۔

سید الابرار کی مسجد کے مینار پُر انوار

جب مسجد نبوی ﷺ کے مینار نظر آئے ✤ اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے ✤ جس وقت محمد ﷺ کا دربار نظر آئے

روشن میناروں کو دیکھتے ہی تاریکی چھٹ جاتی ہے۔ روشنی آنکھوں کے راستے دل میں اتر جاتی ہے۔ محسنِ انسانیت ﷺ کی مسجد کے میناروں کو دیکھ کر انسان کی حالت اُس پیاسے صحرا کی سی ہو جاتی ہے جو بادل کو دیکھ کر وفورِ جذبات سے مضطرب ہو جاتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اب باقی فاصلہ پل بھر میں طے ہو جائے یا انسان اڑ کر وہاں پہنچ جائے۔ یہ مختصر سا فاصلہ صدیوں کے سفر پر محیط ہو جاتا ہے۔ دور سے میناروں کے چاند نظر آتے ہی دل پکار اٹھتا ہے کہ منزلِ مراد آ گئی۔ اس جگہ اور روضۃ النبی ﷺ کے درمیان چند بلند و بالا عمارتیں حائل ہیں لیکن مسجد نبوی ﷺ اور پُرکشش میناروں کا نور ساری فضا پر غالب ہے۔

کیوں رخِ احساس پر یک دم پسینہ آ گیا ✤ قلبِ مضطر دیکھنا شاید مدینہ آ گیا

میں تو ناواقف تھا راہِ رسم و منزل سے مگر ✻ خود ان کی عنایت سے قرینہ آ گیا

لیکن دل میں جگہ ضرور ہو

اذان کا وقت ہوتے ہی لوگ فوراً اگلی صفوں میں بیٹھنا شروع کر دیتے ہیں۔ کوئی آ رہا ہے۔ کوئی چل رہا ہے۔ کوئی بیٹھا ہے۔ کوئی تلاوت کر رہا ہے بس آپ اپنی عبادت میں مگن رہیں اور حرمین میں دل کو حسد اور نفرت سے آلودہ ہونے سے حتی الوسع بچاؤ۔ مسجد میں جگہ ہو یا نہ ہو لیکن دل میں جگہ ضرور ہو۔ سجدہ کرنے میں کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو، نماز میں توجہ قائم رہے یا نہ رہے۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے دل میں غصہ پیدا نہ ہو۔ صفیں پھلانگ کر گزرنے والوں سے نفرت بھی نہ ہو چونکہ یہاں محبت بھرے انداز سے بڑھ کر کوئی اور انداز اچھا نہیں۔

تین دعاؤں والی مسجد

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک دن عالیہ (اونچائی) کی طرف سے تشریف لائے جب بنی معاویہ سے گزرے تو آپ نے وہاں دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ ہم نے بھی اقتداء کی۔ آپ ﷺ نے اپنے رب سے طویل دعاء کی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں نے اپنے رب کریم سے تین دعائیں مانگیں ہیں جن میں سے دو دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں اور ایک سے روک دیا۔

پہلی دعا: یا اللہ! میری امت عمومی قحط سالی کے سبب ہلاک نہ ہو۔

دوسری دعا: یا اللہ! میری امت یکسر غرق ہونے کے سبب ہلاک نہ ہو۔

تیسری دعا: یا اللہ! میری امت آپس میں نہ لڑے۔

ان میں سے پہلی اور دوسری دعاء قبول فرمائی اور تیسری دعاء سے روک دیا گیا۔ قبولیتِ دعاء کی بنا پر اس کا نام مسجدِ اجابہ ہے۔ یہ مسجد جنت البقیع سے شمال کی جانب واقع ہے۔

آج بھی وہی برکت

آج بھی اس نام کی برکت موجود ہے۔ چنانچہ ۲۵ مارچ ۲۰۱۴ء کو جب حرمین کی حاضری نصیب ہوئی تو مدینہ منورہ سے واپسی کے دن گاڑی والے کو فون کیا تو اس نے کہا کہ آج گاڑی میں جگہ نہیں ہے یہ سن کر ہم بہت پریشان ہوئے کہ کہیں ایسا نہ ہو مکہ مکرمہ میں بلڈنگ والے ہمارا

رہائشی پیکج ختم کردیں۔ میرے ساتھ میرے محترم بھائی راؤ عبدالہادی (احمد پور لمہ والے) اور میرے بھتیجے مولانا محمد ابراہیم صاحب بھی تھے۔ پھر ہم نے مسجد اجابہ میں جا کر دعاء کی یا اللہ خیر والا معاملہ فرما۔ نماز ظہر سے فارغ ہو کر جب ہم رہائش گاہ پر پہنچے تو گاڑی والے کا فون آ گیا جلدی آؤ گاڑی میں آپ کی جگہ بن گئی ہے۔ سبحان اللہ (۱۴۰۰) چودہ سو سال بعد آج بھی مسجد اجابہ کی برکت جاری ہے۔

مدنی سرکار کا دربار

دے نطق مجھے مدح سرائی کے لئے ✽ جانا ہے مدینے میں گدائی کے لئے
یا رب ہو عطا مجھ کو غلامی کی سند دربارِ رسالت میں رسائی کے لئے

مسجد نبوی ﷺ وہ عالی مرتبت دربار ہے جس کی خاکروبی کو اولیا و سلاطین بھی مایہ افتخار سمجھتے ہیں۔

چومتا نقشِ قدم انکے پھروں گا ہر سو ✽ کیسا پُر کیف یہ جینے کا قرینہ ہو گا

اس دربار کے گوشہ میں مقصود کائنات ﷺ آرام فرما ہیں۔ اس دربار ذی وقار میں نہایت ادب واحترام اور خشوع وخضوع کے ساتھ داخل ہونا چاہیے۔ بابِ جبریل، بابُ السلام یا پھر کسی بھی دروازے سے داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ صَحْبِہٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

ادب سے دایاں قدم اندر رکھیں اور نفلی اعتکاف کی نیت کر لیں اگر مکروہ وقت نہ ہو تو ریاض الجنۃ میں محراب النبی ﷺ کے پاس ورنہ کسی بھی جگہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جب مسجد میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لیں جواب دیا نہیں! تو آپ ﷺ نے فرمایا پہلے تحیۃ المسجد پڑھو پھر میرے پاس آنا۔

وہ نور کی نظریں ہوتی ہیں، گنبد سے جو ٹکرا جاتی ہیں
مل جاتا ہے چوکھٹ سے تری وہ نور کا سجدہ ہوتا ہے

جب روضہ مبارک نظر آئے تو یہ دعاء پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیَّ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِیْ فِیْ زِیَارَةِ قَبْرِ نَبِیِّكَ مَا رَزَقْتَه' اَوْلِیَآءَكَ وَ اَھْلَ طَاعَتِكَ وَاغْفِرْلِیْ وَ

اِرْحَمْنِیْ یَا خَیْرَ مَسْئُوْلٍ۔

ترجمہ: اے میرے پیارے اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور مجھے اپنے نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت نصیب فرما اور اس میں وہ انوار و برکات مجھے عطا فرما جو آج تک آپ نے اپنے دوستوں اور اہل اطاعت کو عطا فرمائے۔ میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اے بہترین سوال کئے جانے والے۔

حرم مدینہ منورہ میں یہ دعاء بھی کریں یا اللہ! اس حرم کی برکت سے مجھے حرام کاموں سے بچا اور اس طَیْبَہ کی برکت سے مجھے حیاتِ طَیِّبہ عطا فرما۔

مدینہ کے راہی ہمیں نہ بھلانا ❁ میرا نام لیکر سلام ان سے کہنا
ملے پوری بخشش دعائیں کرانا ❁ یہی خود ہر جا دعا کرتے رہنا

بَہارِ مدینہ

سراپا چمن ہے دیارِ مدینہ ❁ دوام آشنا ہے بہارِ مدینہ
مدینہ کے پھولوں کو کیا پوچھتے ہو ❁ رگِ گل ہے ہر نوک خارِ مدینہ

دِلوں پہ ہے جس کی حکومت کا سکّہ — زہے شوکت تاجدارِ مدینہ ﷺ
کسی چیز کی اُسکو حسرت نہیں — میسر ہو جسکو غبارِ مدینہ
یہ مسجد، یہ منبر، یہ روضہ، یہ گنبد — ہے فردوس ہر یادگارِ مدینہ
وہاں کی زمیں عرش سے بھی ہے اعلیٰ — جہاں دفن ہیں تاجدارِ مدینہ ﷺ
تمنا ہے عمرِ رواں اپنی گزرے — بہ ہمراہ لیل و نہارِ مدینہ
فریدیؔ چلو چل کے روضہ پہ کہنا — سلام آپ پر تاجدارِ مدینہ ﷺ

سلام لے لو

نبیِ اکرم ﷺ شفیعِ اعظم دُکھی دلوں کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو
شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے رُوپوش ہے کنارہ
نہیں کوئی نا خدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو

قدم قدم پہ ہے خوفِ رہزن زمین بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بد ظن تمہیں محبت سے کام لے لو
یہ کیسی منزل پہ آگئے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو
کبھی تقاضا وفا کا ہم سے کبھی مذاق جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے تمہیں محبت سے کام لے لو
یہ دل میں ارماں ہیں اپنے طیب مزار اقدس پہ جا کے اک دن
سناؤں ان کو میں حال دل کا کہوں میں ان سے سلام لے لو

حیات طیبہ ﷺ پر اجمالی نظر

ولادت باسعادت مشہور قول کے مطابق 12 ربیع الاوّل بروز پیر کے دن 22 اپریل 571ء صبح صادق کے وقت طلوع آفتاب سے پہلے تقریباً 4 بج کر 20 منٹ پر ہوئی..... تین چار دن آپ ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا پھر حضرت ثوبیہ نے دودھ پلایا اس کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ لے گئیں اور ہر چھ ماہ بعد ملوانے کے لئے لے آتی تھیں۔

یہ کام جب ہوئے تو عمر مبارک اتنی تھی

حضرت حلیمہؓ کے ہاں قیام اور واپسی	6 سال
مدینہ کا سفر اور والدہ کی وفات	6 سال
حضرت عبدالمطلب کی وفات	8 سال 2 ماہ 10 دن
شام کا پہلا تجارتی سفر	12 سال 2 ماہ
حرب فجار میں شرکت	15 سال 7 ماہ
حلف الفضول میں شرکت	15 سال 8 ماہ
شام کا دوسرا تجارتی سفر	25 سال
سیّدہ خدیجہؓ سے نکاح	25 سال 2 ماہ 10 دن
سیّدنا قاسمؓ بن سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی پیدائش	28 سال

سیّدنا زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ کی پیدائش	30 سال
سیّدنا رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کی پیدائش	33 سال
سیّدنا اُمّ کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ کی پیدائش	34 سال
سیّدنا فاطمۃؓ الزاہرا بنت رسول اللہ ﷺ کی پیدائش	35 سال
تعمیر کعبہ میں آپ کا فیصل ہونا	35 سال
غار حرا کے شب و روز	40 سال 1 ماہ
آغاز نزول قرآن کریم و بعث و نبوت	40 سال 6 ماہ 10 دن
آغاز دعوت و تبلیغ	43 سال 6 ماہ
شعب ابی طالب میں محصوری	46 سال
حضرت خدیجہؓ اور طالب کی وفات	49 سال
ام المومنین سیّدہ سودہؓ سے نکاح	49 سال
ام المومنین سیّدہ عائشہؓ بنتِ صدیق اکبرؓ سے نکاح	49 سال
سفر طائف تبلیغ کیلئے	49 سال
مدینہ میں اسلام کا آغاز	50 سال
سفر معراج	50 سال
فرضیت نماز کا مستقل حکم	50 سال 4 ماہ 19 دن
ہجرت مدینہ	52 سال 11 ماہ 19 دن
مسجد نبوی کی تاسیس اور ابتدائے اذان	53 سال 1 ماہ
روزوں کی فرضیت	54 سال 5 ماہ 22 دن
نکاح فاطمہؓ حضرت علیؓ سے	54 سال
ام المومنین حضرت حفصہؓ بنت فاروق اعظمؓ سے نکاح	55 سال 6 ماہ 28 دن
ام المومنین حضرت زینبؓ سے نکاح اور قنوت نازلہ	55 سال 7 ماہ 23 دن
حرمت شراب کا قطعی حکم	56 سال
نزول حجاب / لعان و ظہار / تمیم	57 سال 7 ماہ 23 دن
سلاطین کو دعوتِ اسلام	58 سال 8 ماہ

ام المومنین حضرت صفیہؓ سے نکاح	58 سال
سیدنا ابراہیمؓ بن رسول اللہ ﷺ کی پیدائش (ماریہ قبطیہ کے بطن سے)	61 سال
مسجد ضرار جو جلادی گئی	61 سال 6 ماہ
فرضیت حج	61 سال 9 ماہ
سُود کی حرمت، واقعہ ایلاء	60 سال
آغازِ مرض	62 سال 11 ماہ 21 دن
انتقال پُرملال	63 سال 4 دن

آفتابِ رسالت کے آخری لمحات قدم بقدم

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا میری امت پر تین صدمے سب سے بھاری آئیں گے۔ ان جیسا صدمہ نہ میری امت پہ آیا اور نہ ہی پہلی امتوں میں سے کسی امت پر آیا ہوگا۔

① سب سے پہلا صدمہ میرے ہی جدائی کا ہوگا۔ ② دوسرا صدمہ حضرت عثمان بن عفانؓ کی جدائی کا ہوگا۔ ③ تیسرا صدمہ میری امت پر دجال کا فتنہ ہوگا جو قربِ قیامت میں اٹھے گا۔ آفتابِ رسالت کی زندگی کا ایک ایک لمحہ امت کے لیئے مشعلِ راہ ہے ایسے ہی حضرت اماں آمنہؓ کے دُرِ یتیم کی وفات کے آخری لمحات بھی پوری امت کے لیئے مشعلِ راہ ہیں۔

عرفات کے میدان میں

جب حضور اقدس ﷺ اعلیٰ درجہ کے جاہ وجلال کے ساتھ حج کرنے تشریف لے گئے تو ایامِ حج میں حضور ﷺ اکثر یہ جملہ فرماتے کہ پوچھ لو مجھ سے جو مسئلہ پوچھنا ہے شاید اس سال کے بعد مجھے دنیا میں نہ پاؤ۔ حضور اکرم ﷺ کے فرمانے سے اس حج کا نام حجۃ الوداع یعنی حضور ﷺ کا آخری حج مشہور ہوا نویں تاریخ عرفات کے میدان میں یہ آیت نازل ہوئی: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا [سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳] آج میں نے کامل کر دیا تمھارے لیئے تمھارے دین کو اور پوری کر دی ہے میں نے تم پر اپنی

نعمت اور پسند کیا ہے میں نے تمھارے لیئے اسلام کو دین (کے طور پر)۔تشریح:۔اس آیت کا نازل ہونا مخفی اشارہ تھا حضور اکرم ﷺ کی وفات کا کیونکہ جس کام کے لیے حضور اقدس ﷺ دنیا میں تشریف لائے تھے جب وہ پورا ہو چکا تب اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ضروری ہوا جب حضور ﷺ حج سے فارغ ہوکر مدینہ واپس تشریف لائے تب سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہ نازل ہوئی۔ سورۃ اذا جاء نصر اللہ کے نازل ہونے کے بعد ایک دن حضور اقدس ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ اللہ نے اپنے ایک پیارے بندے کو اختیار دیا چاہے وہ دنیا میں رہے، چاہے اللہ کے پاس چلا جائے لوگو اس بندے نے اللہ کے پاس جانا پسند کرلیا ہے۔سینکڑوں آدمی اس خطبہ میں حاضر تھے کوئی نہ سمجھا مگر جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سن کر رونے لگے تو لوگوں نے کہا کہ دیکھو اور اس بوڑھے کی عقل پر افسوس کرو۔ کیونکہ حضور ﷺ نے تو ایک بندے کا حال بیان فرمایا کہ جب اسے اللہ نے اختیار دیا تب اس نے اللہ کے ہاں جانا پسند کیا، اس میں رونے کی کیا بات ہے لیکن چند روز کے بعد حضور ﷺ کی وفات ہوئی۔تب ان لوگوں پر وہ راز کھلا۔آج سب نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ تم سچے تھے تمہارا رونا ٹھیک تھا ہمیں خبر نہ تھی کہ وہ بندہ کوئی اور نہیں ہے بلکہ ہماری آنکھوں کا نور دل کا سرور خود حضور پرنور ﷺ ہیں پھر تو جو کچھ غم ہوتا تھا ہوا۔حضور ﷺ نے فرمایا: حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ مَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ مسلمانو! میرا زندہ رہنا بھی تمہارے لئے اچھا تھا اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔حضور ﷺ کا دنیا میں آنا دنیا کی اندھیری کو روشنی سے بدلنا، کافروں کو مسلمان کرنا سیاہ دلوں کو نور معرفت سے روشن کرنا، عاشقوں کے سینوں میں محبت کی حرارت بھرنا، بت پرستی مٹانا، خدا پرستی سکھانا، بے دینوں کو دیندار بنانا تھا اور اسی طرح حضور ﷺ کا وفات فرمانا بھی بہت سی حکمتوں پر مبنی ہے۔جیسے صحابہ کرام کی صلاحیتوں کا عملی میدان میں نکھرنا بہت سی پیشین گوئیوں کا ظہور آپ ﷺ کے بعد جوں کا توں اسلامی روایات کا قائم رہنا صحابہ کا مقام جانشینی پر متمکن ہونا آپ ﷺ کے فیض کا اجراء وغیرہ۔

اے بلال میرا عمامہ لاؤ

اس الوداعی مہینہ میں اہلِ یمن کی طرف سے درخواست آئی کہ حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس ایک امام اور قاضی بھیج دیں۔آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھ کر فرمایا کہ میں ایک شخص کو یمن بھیجنا چاہتا ہوں۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم حاضر ہیں مگر حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن

جبل رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم اس کام کے لیے مناسب ہو۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اسی دن جانے کے لیے تیار ہو کر خدمت مبارک میں آئے تو حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بلال میرا عمامہ لاؤ حضور ﷺ نے اپنا عمامہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سر پر اپنے ہاتھ سے باندھا سواری پر سوار کیا خود بنفس نفیس حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی سواری کے ساتھ پیدل چلے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آقا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ پیدل چلیں اور میں سواری پر سوار ہوں یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا میں یہ چند قدم اللہ کی مرضی کے لیے چلتا ہوں ہوں اللہ اکبر! کیا اخلاق تھا کہ باوجود بادشاہی مرتبہ کے ایک ادنیٰ خادم کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے معاذؓ! ہماری یہ آخری ملاقات ہے اب جب تم واپس آؤ گے تو میری مسجد میں قبر دیکھو گے مجھے نہ پاؤ گے یہ حسرتناک کلام سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس قدر روئے قریب تھا کہ سواری سے گر جاتے مگر حضور ﷺ نے صبر کی وصیت فرما کر انہیں رخصت کیا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی جدائی میں روتے ہوئے رخصت ہوئے یہ آخری دیدار تھا جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا اس کے بعد جب وہ واپس آئے۔ تو بجائے حضور ﷺ کی زیارت کے آپ ﷺ کے مزار کی زیارت ہوئی۔

وفات سے ایک دن پہلے جنت البقیع میں

حضور ﷺ مرض وفات سے ایک دن پہلے جنت البقیع والوں کے لیے دعا فرمانے تشریف لے گئے ساتھ والوں سے فرمایا کہ میرے لیئے اللہ نے دنیا کی سلطنتوں کے خزانے عام کئے مگر میں نے وہ سب خزانے اپنی امت کو دیئے اور خود اللہ کی ملاقات کو اختیار کیا اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔ دوسرے دن حضور ﷺ کے سر مبارک میں درد پیدا ہوا جس کی وجہ سے بخار کے آثار نمودار ہوئے۔ رفتہ رفتہ بخار اتنا شدید ہوا کہ جو شخص آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ رکھتا تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ آگ پر رکھا ہوا ہے۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو نہایت تیز بخار ہے فرمایا کہ ہاں جتنا بڑا مرتبہ ہوگا اتنی ہی آزمائش اور تکلیف بڑی ہوگی۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ کو دو آدمیوں کے برابر بخار ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ثواب بھی دوہرا ملے گا حضور ﷺ کو بخار کا مرض لاحق ہوا بخار اتنا شدید تھا کہ آپ ﷺ نے پیشانی مبارک پر پٹی باندھی ہوئی تھی۔ ربیع الاول کا پہلا پورا ہفتہ شدید بیماری کی حالت میں رہے۔ یہاں تک کے کبھی صحابہ کے

سہارے سے اور کبھی عصا مبارک کے سہارے سے مسجد تشریف لاتے تھے۔ پھر جمعرات کے دن مرض بڑھ گیا بار بار غشی طاری ہو جاتی تھی اور اس بخار کا اثر بہت جلد دماغ مبارک تک پہنچا۔

حضور ﷺ تین دن تک بے ہوش رہے

حضور ﷺ تین روز تک بے ہوش رہے ایک دن فرمایا کہ میرے سر پر ٹھنڈا پانی ڈالو شاید گرمی دماغ سے کم ہو جائے اور مجھے بے ہوشی سے افاقہ آ جائے۔ میں لوگوں کو وصیت کرنا چاہتا ہوں تو گھر والوں نے حضور ﷺ کو ایک بڑے برتن میں بٹھا کر سر مبارک پر ٹھنڈا پانی ڈالا۔ جس کی وجہ سے کچھ افاقہ ہوا تو حضور ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آج پانچ دن کے بعد حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ شوق دیدار میں اتنے بے خود ہوئے کہ دوڑ کر آپ ﷺ کو سلام کیا اور حضور ﷺ کے گرد کھڑے ہو گئے۔

لوگو! میں تمہارے ایمان کا گواہ ہوں

حضور ﷺ نے نماز پڑھائی پھر وصیت کے طور پر کچھ ارشادات فرماتے ہوئے فرمایا میرے صحابہ مجھے اللہ رب العزت کی طرف سے اختیار ملا ہے کہ چاہوں تو دنیا میں رہوں۔ چاہوں تو آخرت کو پسند کروں۔ مگر میں نے آخرت کو پسند کیا یعنی اللہ کی ملاقات و دیدار کو اختیار کیا۔ اس لیئے اب میں تم سے جدا ہونے والا ہوں، میں تمہارا میر سامان بن کر آگے جاتا ہوں، لوگو! میں تمہارے ایمان کا گواہ ہوں اب ہماری تمہاری ملاقات قیامت کے دن حوض کوثر پر ہو گی۔ لوگو! میری وفات کا وقت قریب ہے میں کسی کا حق اپنے ذمہ لے کر جانا نہیں چاہتا۔ اگر میں نے تم میں سے کسی کو مارا ہو تو میری کمر اس کے سامنے حاضر ہے وہ اس کے بدلے آج مجھے مار لے۔ لوگو! میں نے کوئی سخت کلمہ کہا ہو وہ آج مجھے کہہ لے اگر میں نے کسی کا کوئی درہم مال اسباب لیا ہو وہ مجھ سے اس کا بدلہ لے لے۔ آج اس وقت میرا بڑا دوست وہ شخص ہے جو اپنا حق مجھ سے مانگ لے کیونکہ میں دنیا سے گزر کر اللہ کے حضور میں جانے والا ہوں۔

وہ چھڑی لے آؤ

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا۔ یا رسول اللہ! آپ نے میرا بدلہ دینا ہے کہ آپ جنگ کے موقع پر صحابہ کی صفیں سیدھی کر رہے تھے..... تو آپ نے میری

کمر پر چھڑی ماری تھی..... میں اس کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے بڑے پیار سے فرمایا ..... میرے صحابہ..... عکاشہ کو میرے قریب آنے دو..... وہ صحابی قریب آیا..... تو صحابہ کی چیخیں نکل گئیں۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا عکاشہ! تم اپنا بدلہ لے لو۔۔ حضرت عکاشہ نے عرض کیا آقا ﷺ چھڑی بھی وہی لائی جائے جس سے آپ نے مجھے مارا تھا۔ اور وہ حضرت علی کے گھر میں موجود ہے۔ آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آواز دی۔۔ اے علی! وہ چھڑی میری بیٹی فاطمہ کے گھر ہے جلدی سے وہ چھڑی لے آؤ۔ حضرت علیؓ گھر پہنچے اور کہا فاطمہ! حضور ﷺ نے چھڑی منگائی ہے وہ دے دو۔۔ تو فاطمہ نے کہا اے ابوتُراب! میرے ابا تو بیمار ہیں چھڑی کیا کرنی ہے؟ کہا کہ ایک صحابی آپ کے ابا سے بدلہ لینا چاہتا ہے۔۔ اماں فاطمہ نے تڑپ کر کہا کیا وہ میرے ابا کو چھڑی سے ماریں گے۔ فرمایا ہاں فاطمہ۔ تو حضرت فاطمہؓ کی چیخیں نکل گئیں اور رو کر کہا میرے ان دو بیٹوں (حسن و حسین) کو لے جاؤ اور اس صحابی سے کہو کہ وہ ان کو مار لے..... اگر وہ راضی نہ ہو۔۔ تو اے حسنین کے ابا تُو اپنی جان بھی پیش کر دینا لیکن میرے ابا کو کچھ تکلیف نہ آئے۔ حضرت علیؓ چھڑی لے کر حاضر ہوئے..... آپ نے فرمایا لو عکاشہ پکڑو۔ اور اپنا بدلہ لے لو۔ حضرت عکاشہ نے کہا کہ جب آپ نے مجھے مارا تھا اس وقت میرے جسم پر کرتہ نہیں تھا اس لیئے آپ اپنا کرتہ اتاریں تا کہ میں بدلہ لے لوں..... آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا ابوبکر! میرا کرتہ اتار لو..... اس وقت صدیق اکبر کی چیخیں نکل گئیں اور کہا عکاشہ محبوب کے بدلے مجھے مار لو..... اور بھی سارے صحابہ رضی اللہ عنہم رو رہے تھے۔ مسجد میں باری باری صحابہ کی آوازیں آنے لگیں۔ کسی نے کہا کہ..... میری جان لے لے..... کسی نے کہا..... میری گردن کاٹ لو..... کسی نے کہا..... ہم اپنا سب کچھ لٹانے کو تیار ہیں۔ آپ بدلہ نہ لیں۔ صحابہ کہتے ہیں عکاشہ کسی بات پر راضی نہ ہوا اور بدلہ لینے کے لیئے آگے بڑھا تو ہم نے آنکھیں بند کر لیں کہ ہم سے یہ منظر برداشت نہ ہو سکے گا۔ لیکن وہ عجیب منظر تھا کہ آپ ﷺ کی کمر مبارک ننگی تھی۔۔ حضرت عکاشہ چھڑی پھینک کر قریب آئے اور روتے ہوئے آپ ﷺ کی کمر مبارک سے چمٹ گئے اور مہر نبوت کو بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری زندگی کی تمنا تھی کہ اللہ کوئی موقع بنائے اور میں آپ کی مہر نبوت کو بوسہ دوں اور آج میرے اللہ نے میری تمنا پوری کر دی۔

میری امت خدا تم کو سلامت رکھے

اس خطبہ کے بعد حضور ﷺ گھر میں تشریف لے گئے تو رات کو شدید بخار چڑھا اور بے ہوشی لاحق ہوئی اس بے ہوشی میں حکم تھا کہ بیویوں کی حق تلفی نہ ہو اس لیئے جس بیوی کی باری آئے میری چار پائی اٹھا کر اس بیوی کے حجرے میں پہنچائی جائے۔ کئی دن تک اسی طرح ہوا جب ازواج مطہرات نے یہ تکلیف دیکھی سب نے متفق ہو کر اپنا حق معاف کیا تب حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں پہنچ کر حکم دیا کہ انصار اور مہاجرین کو بلاؤ میں انہیں کچھ وصیت کروں صبر کی تلقین کروں۔ انصار اور مہاجرین مسجد نبوی میں جمع ہوئے حضور ﷺ نے بستر پر لیٹے لیٹے فرمایا حیاکم اللہ بعدی بالسلام اے میری امت خدا تم کو میرے بعد زندہ سلامت رکھے۔

اسے میری قبر دکھانا

اگر کوئی پردیسی میری محبت میں میرے بعد مجھے پوچھتا ہوا مدینہ آئے تم اسے میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ تیرے رسول اس جہاں سے چلے گئے جب وہ غریب مسافر بے چین ہو جائے بغیر میرے دیکھے زندگی مشکل ہو تب اسے میری قبر دکھانا۔ قبر دیکھ کر اسے صبر آ جائیگا یا جان دے کر مجھ سے آ ملے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ کلام سن کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ کی وفات کا وقت آ گیا؟ فرمایا: ''ہاں'' اب میں اللہ سے ملاقات کروں گا۔

امت کو کس کے حال پر چھوڑا

یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بے ساختہ روئے اور عرض کیا کہ اس بے کس امت کو کس کے حال پر چھوڑا فرمایا تم کو اللہ کے سپرد کیا۔ میرے بعد اللہ تمہارا نگہبان ہے پھر فرمایا مجھے نہایت حفاظت سے غسل دینا اگر کوئی مجھے برہنہ دیکھے گا تو فوراً اندھا ہو جائیگا تم مجھے غسل دینا ملائکہ تمہاری مدد کریں گے پھر مجھے تین سفید کپڑوں میں کفن دینا۔ کفن سے فارغ ہو کر تم سب میرے جنازہ کو تنہا چھوڑ کر چلے جانا۔ اس وقت میرا رب ہوگا اور میرا جنازہ۔ اور میرے حجرے کے چاروں طرف میری امت کھڑی روتی ہوگی اس تنہائی میں اپنے رب سے مجھے جو کچھ امت کے لیے کہنا ہوگا کہہ لوں گا۔

نماز جنازہ کے بارے میں وصیت

اس کے بعد جبریل ملائکہ کی جماعت کے ساتھ میری نماز پڑھیں گے جب ملائکہ میرے

جنازہ کی نماز سے فارغ ہوں تب میرے اہل بیت کے مرد میرے جنازے کی نماز پڑھیں ان کے بعد میرے صحابہ انصار و مہاجرین میری نماز پڑھیں۔ پھر مجھے میرے اہل بیت قبر میں اتاریں۔ حضور ﷺ نے ساری حالت وفات کی بطور وصیت خبر فرمادی مگر اکثر صحابہ رضی اللہ عنھم کو یہ یقین نہ ہوا کہ آپ ﷺ آخری وصیت کرتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنھم کا خیال تھا کہ ابھی آپ کی کس طرح وفات ہوگی جبکہ ابھی شاہ فارس کا ملک فتح نہیں ہوا۔ اور روم، شام کا ملک فتح نہیں ہوا۔ پہلے یہ سب کچھ فتح ہو جائے گا تب کہیں آپ ﷺ کی وفات ہوگی، بیچ میں کسی روز ہلکا بخار بھی ہوا مگر بالکل صحت نہیں ہوئی ذرا باتیں کرنے کے قابل، کبھی ہوش آیا کبھی پھر بے ہوش ہو گئے۔

صداقت کے ہونٹ نبوت کی پیشانی

اس کے بعد مرض میں افاقہ ہوا آپ نے وصیتیں کیں۔ انصار اور مہاجرین کی فضیلتیں بیان کیں اور پھر تمام صحابہ کرام کو واپس گھروں میں جانے کی اجازت دی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے محبوب اللہ تعالیٰ نے آپ کو افاقہ عطا فرمایا ہے اگر اجازت ہو تو میں دوسرے گھر کی طرف جاؤں (کیونکہ آپ کی دوسری اہلیہ مدینہ طیبہ سے ذرا دور رہتی تھیں) تو حضور ﷺ نے چلے جاؤ۔ ادھر آپ پر مرض کا حملہ ہوا اور دنیا سے رخصت ہو گئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی فوراً دوڑے ہوئے آئے سیدھے حجرہ اقدس میں گئے محبوب کے چہرہ اقدس سے چادر ہٹائی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور دو جملے کہے.... محبوب آپ کی زندگی بھی پاک ہے اور آپ کی دنیا سے رخصتی بھی دنیا سے پاک ہے۔

زندگی میں پیشانی مبارک کو چوما

حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بڑے چہیتے صحابی تھے اکثر دربار میں حاضر رہتے تھے ایک دن یہ دربار میں حاضر ہوئے تو عرض کی یا رسول اللہ! میں نے رات خواب میں دیکھا کہ میں آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کا بوسہ لے رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! یا ابو عمارہ! تم اپنے خواب کو پورا کرلو۔ چنانچہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے فوراً اٹھ کر آپ ﷺ کی پیشانی اطہر کو چوم لیا۔ وہ اس شرف پر ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے۔

تین چاند ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا ابا جان میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تین چاند میرے حجرے میں آ کر اترے ہیں اور غروب ہوتے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور سرد آہ بھر کر کہا خدا امت کا مددگار رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ امت کے مسافر چاند کے غروب ہونے کے بعد اندھیرے میں بھٹکتے پھریں

اس خواب کی ابتدا چالیس سال پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دیکھی تھی کہ ایک چاند میری گود میں آیا پھر اس نے چاروں طرف سے عالم کو روشن کیا اور اس کی انتہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھی کہ چاند میرے حجرے کی زمین میں اترے ہیں یحیٰ بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں دفن کیے گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو چاند تم نے خواب میں حجرہ کے اندر غروب ہوتے دیکھے تھے ان میں ایک چاند یہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں جو اس حجرہ کو بقعۂ انوار و برکات بنا رہے ہیں اور ملائکہ کا محلِ طواف اور زیارت گاہ اہلِ ایمان ہے۔

چاند کی طرح ان کو ہم کہیں تو مجرم ہیں
چونکہ ان کی چوکھٹ پر چاند بھی سوالی ہے
چھاؤں مہکی مہکی ہے دھوپ ٹھنڈی ٹھنڈی ہے
شہرِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری بات ہی نرالی ہے
وہ بلال حبشیؓ ہوں یا اویس قرنیؓ ہوں
ان پر مرنے والوں کی ہر ادا نرالی ہے

فائدہ: باقی دو چاند حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ دونوں چاند بھی اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آرام فرما ہیں۔ آج روضہ مبارک پر آنے والوں کے دل ان کی روحانی روشنی سے منور ہو کر ایمان کا جلتا چراغ لے کر آتے ہیں۔

فلک پر چاند سورج اور جتنے بھی ستارے ہیں
میرے پیارے نبی کے نام ہی کے استعارے ہیں

میں تجھ سے جدا ہو جاؤں گا

ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں زرہ پہنے ہوئے ہوں اچانک زرہ میرے جسم سے اتر گئی آنحضرت ﷺ نے سن کر فرمایا کہ اے علی! وہ تیری زرہ میں ہوں میری زندگی تیرے لیے امن کا باعث ہے۔ اب عنقریب میں تجھ سے جدا ہو جاؤں گا اے علی! تم بے زرہ رہ جاؤ گے۔ میرے بعد تم بہت سی تکلیفیں اٹھاؤ گے جب لوگ دنیا کو اختیار کریں تم دین کو اختیار کرنا عنقریب تم میرے پاس حوض کوثر پر آؤ گے۔

قرآن مجید کا سفید ورق

دوسرے دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور یہ عرض کیا ابا! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے ہاتھ میں قرآن مجید کا ایک سفید ورق ہے میں اس میں قرآن مجید پڑھتی ہوں پھر اس ورق کو ڈھونڈھتی ہوں مگر کہیں نہیں ملتا۔ فرمایا اے بیٹی فاطمہ! وہ ورق قرآن مجید کا میں ہوں اب عنقریب میں تمہارے سامنے سے غائب ہو جاؤں گا تم تلاش کرو گی مگر کہیں نہ پاؤ گی۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ

دوسرے دن حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنھم آئے عرض کیا۔ نانا ہم نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک تخت ہوا میں معلق اڑتا جا رہا ہے اور ہم دونوں اس تخت کے نیچے روتے جا رہے ہیں اس خواب کو سن کر آنحضرت ﷺ کے آنسو نکلے اور فرمایا اے نورعین وہ تخت جو ہوا میں معلق ہے وہ میرا جنازہ ہے تم جنازے کے ساتھ ساتھ روتے ہوئے جاتے ہو۔ اس خواب کی تعبیر سن کر گھر والے رونے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا صبر کرو تم سب کے سب عنقریب مجھ سے حوض کوثر پر ملو گے۔ اس عرصہ میں مرض میں زیادتی، بے ہوشی اور بخار کی تیزی نہایت درجہ بڑھ گئی۔ بے ہوشی کی حالت میں حضور ﷺ کی زبان مبارک سے یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ نکلتا تھا۔

قاری، حاجی، نمازی کے لیے کیا ہے؟

جس وقت ہمارے محسن و شافع ﷺ بیمار ہوئے ایام مرض میں ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام آئے حضور ﷺ نے فرمایا اے جبریل کوئی خوشخبری لائے ہو تو سنا دو حضرت جبریل

علیہ السلام نے کہا کہ دوزخ آپ کی روح کے استقبال کے لیے ٹھنڈی کی گئی ہے اور جنت کے آٹھوں دروازے کھولے گئے حورانِ جنت اور ملائکہ آپ کے استقبال کے لیے جنت کے دروازے پر کھڑے ہیں حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا مَالِیْ وَلِلنَّارِ وَمَالِیْ وَلِلْجَنَّۃِ اے جبریل نہ مجھ کو جہنم سے کچھ مطلب ہے نہ جنت سے کچھ تعلق ہے یہ بتاؤ کہ میری امت کے قاری قرآن کے لیے کیا رتبہ ہے؟ حاجی کے لیئے کیا رتبہ ہے؟ روزہ دار کے لیے کیا تیار کیا گیا ہے؟ نمازی کے واسطے کیا اجر ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام امتوں پر جنت حرام ہے جب تک آپ کی امت داخل نہ ہو جائے۔ حضور ﷺ یہ بات سن کر خاموش ہوئے۔

مجھے میری امت کے اندر رہنے دو

آنحضرت ﷺ سے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اگر آپ کی خوشی ہو تو آپ کی وفات کے بعد آپ کے جسم کو جنت میں پہنچاؤں فرمایا نہیں مجھے میری امت کے اندر رہنے دو یہیں مجھے دفن کرو میں اپنی قبر میں اپنی امت کے لیے استغفار کروں گا آپ ﷺ کی خدمت میں ہر پیر اور جمعرات کے دن امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اگر نیکیاں زیادہ ہوتی ہیں تو آپ ﷺ اللہ کا شکر کرتے ہیں اور اگر گناہ زیادہ ہوتے ہیں تو آپ ﷺ بارگاہِ الٰہی میں استغفار کر کے امت کے لیے بخشش کی دعائیں مانگتے ہیں۔

مجھے گناہ گار امت کا غم ہے

تین روز وفات سے پہلے جبریل علیہ السلام تشریف لائے فرمایا کہ اللہ پاک آپ کو سلام فرماتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ آپ کا مزاج کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے جبریل میں بہت غمگین ہوں۔ اول روز مزاج پوچھ کر چلے گئے پھر دوسرے روز آئے اسی طرح مزاج پرسی فرمائی پھر آپ نے وہی جواب دیا، تیسرے دن حکم ہوا کہ آپ کو کیا غم ہے؟ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے لیکن آپ اپنی زبان سے فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے گنہگار امت کا اس وقت بہت خیال ہے گنہگاروں کی مغفرت کس طرح ہوگی حضرت جبریل نے جا کر عرض کیا کہ الٰہی تیرے نبی کو امت کا غم ہے۔ حکم ہوا کہ کہہ دو آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ کی امت کا کوئی مسلمان گنہگار مرنے سے ایک سال پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرے گا ہم اس کی توبہ قبول فرما کر اسے بخش دینگے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ الٰہی ایک سال کی مدت بہت ہے الٰہی میری

امت کی مشکل آسان کر یہ سن کر حضرت جبریل علیہ السلام چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد پھر واپس آئے اور یہ کہا کہ رب العالمین فرماتا ہے کہ اگر آپ کی امت کا گنہگار مرنے سے ایک مہینہ پہلے توبہ کرے گا ہم اس کی توبہ قبول کریں گے عرض کیا یا الٰہی ایک مہینہ بہت ہے اے میرے اللہ امت کی مشکل آسان کر حضرت جبریل واپس گئے پھر آئے اور فرمایا کہ رب العالمین آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ ایک مہینہ کی مدت بہت ہے تو ایک ہفتہ تو بہت نہیں ہے جو گنہگار آپ کی امت کا ہفتہ بھر مرنے سے پہلے توبہ کرلے گا وہ بخشا جائے گا۔ عرض کیا الٰہی ایک ہفتہ بہت ہے الٰہی معاف کر میری امت کی خطاؤں سے درگزر فرما پھر حکم ہوا کہ جو شخص مرنے سے ایک دن پہلے توبہ کرے گا ہم اسے بخش دیں گے۔ حضور ﷺ نے عرض کیا کہ مولیٰ ایک دن بھی بہت ہے پھر حکم دیا کہ جو شخص مرنے سے ایک گھڑی پہلے توبہ کرے گا وہ اپنے گناہوں سے پاک ہوجائے گا۔ حضور ﷺ نے عرض کیا کہ میرے لیے ایک گھڑی بھی بہت زیادہ ہے یہ سن کر حضرت جبریل علیہ السلام آسمان پر گئے اور پھر واپس آئے اور فرمایا کہ رب العالمین نے آپ کو سلام فرمایا ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مرنے والے گنہگار شخص کی روح حلقوم میں پہنچ جائے اور زبان بند ہوجائے اگر اپنے دل میں اپنے گناہوں سے نادم ہوجائے گا تو میں اسے بخش دوں گا۔ اور کچھ بھی اس کے گناہوں کی پرواہ نہ کروں گا۔ یہ سن کر آپ ﷺ کا دل بہت خوش ہوا اور امت کا غم رفع ہوا سبحان اللہ کیا شانِ مہربانی ہے اپنی امت پر!

ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائے

مرض وفات سے اکثر آپ کو بے ہوشی ہوجاتی تھی اسی حال میں فرمایا لوگ کیا کرتے ہیں عرض کیا یارسول اللہ! وہ نماز کے لیے آپ کا انتظار کرتے ہیں فرمایا کہ اچھا سات مشکیں ٹھنڈے پانی کی میرے اوپر ڈال دو شاید بخار کی گرمی کم ہوجائے اور میں نماز کو جاؤں سات مشکیں ڈالی گئیں مگر آپ کو ہوش نہ آیا پھر سردار انبیاء بے ہوش ہوئے پھر ہوش آیا پھر بے ہوش ہوئے تین دفعہ ایسا ہی ہوا جب چوتھی دفعہ یہ کیفیت ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں سے کہو کہ نماز پڑھ لیں اب میرا انتظار نہ کریں میں اب نہ آسکوں گا۔ ابوبکر سے کہہ دو کہ وہ نماز پڑھائیں یہ فرما کر پھر بے ہوش ہوگئے۔

ہائے اب بلال کی کمر ٹوٹ گئی

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور اذان کے بعد حسب دستور دروازہ پر حضور ﷺ کے

پاس حاضر ہوئے اور چوکھٹ پر کھڑے ہو کر عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ یہ بلال حاضر ہے اَلصَّلٰوۃ ،اَلصَّلٰوۃ یَا رسول اللہ! نماز کو تشریف لائیں لوگ آپ کے منتظر ہیں جب کچھ جواب نہ آیا تب بلال نے تھوڑی دیر کے بعد عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! اَلصَّلٰوۃ اَلصَّلٰوۃ پھر جواب نہ آیا کیونکہ حضور ﷺ بے ہوش تھے اور حضور ﷺ کو غشی لاحق تھی تیسری دفعہ بلال رضی اللہ عنہ کی آواز حضور ﷺ کے کان میں آئی آہستہ آواز سے فرمایا اے بلال! تم ابوبکر سے نماز پڑھواؤ۔ میں اب باہر نہیں آسکتا مجھ میں اتنی طاقت نہیں رہی۔ بلال رضی اللہ عنہ نے جب یہ کلمہ سنا کہ میں اب نہیں آسکتا تم ابوبکر رضی اللہ سے نماز پڑھواؤ تو چیخ مار کر بے ساختہ روئے اور کہا ہائے فریاد! اب تو امید ٹوٹ گئی اب کس طرح میرے نبی ﷺ اچھے ہونگے ہائے اب بلال کی کمر ٹوٹ گئی۔ یَا نَبِیَّ لَمْ تَلِدْنِیْ اُمِّیْ کاش اے نبی میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا تو یہ دن میں نہ دیکھتا۔ بازار میں روتے جاتے اور ایک ایک سے یہ سوال کرتے جاتے کیوں جی کیا اب رسول اللہ ﷺ اچھے نہ ہوں گے کیا اب آپ ﷺ کی جگہ دوسرا نماز پڑھائے گا کیا آپ ﷺ اب گھر سے باہر نہ آئیں گے پھر روتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے لائے۔ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت محمد ﷺ یوں فرماتے ہیں کہ میں اب نہ آؤں گا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں بڑی مشکل سے ابوبکر رضی اللہ عنہ مصلے کے پاس گئے بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر پڑھی جس وقت بلال رضی اللہ عنہ نے اشہد ان محمد ارسول اللہ کہا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور تمام صحابہ نے مصلے پر محبوب کو نہ دیکھ کر چیخ مار کر رونے لگے جب ان کے رونے کی آواز مسجد میں بلند ہوئی تو اس شور سے آپ ﷺ کو ہوش آیا۔

اے فاطمہ! یہ کیسا رونا ہے

حضور ﷺ کی اس کیفیت کو دیکھ کر حضرت فاطمہ رونے لگیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ یہ کیسا رونا ہے اور کون کون روتا ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آپ کے صحابہ انصار و مہاجرین روتے ہیں فرمایا کیوں روتے ہیں؟ عرض کیا کہ آپ ﷺ جو نماز کو تشریف نہیں لے گئے مصلے خالی دیکھ کر ان کے ہوش و حواس جاتے رہے آپ ﷺ کے فراق میں گھر چھوڑ دیئے رات دن مسجد کے اور آپ کے حجرے شریف کے اردگرد دیوانہ وار قربان ہوتے پھرتے ہیں کہ شاید کہیں سے آپ کی آواز سن لیں تو جی جائیں یا رسول اللہ! اگر آج صحابہ آپ کو نہ دیکھیں گے تو مرجائیں گے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ بلاؤ علی کو بلاؤ عباس کو یہ دونوں حضرات

حاضر ہوئے آپ بڑی مشکل سے ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر پیر زمین پر گھسیٹتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے منبر پر نہ چڑھ سکے نیچے کی سیڑھی پر بیٹھ گئے۔

میرے صحابہ! تم کیوں روتے ہو

آپ ﷺ نے مسجد میں صحابہ کرام کو روتے دیکھا تو فرمایا اے میرے صحابہ! تم کیوں روتے ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کئی دنوں سے آپ کی آواز نہ سنی تھی جمال مبارک نہ دیکھا تھا اس لیئے آپ ﷺ کی خدمت میں بلال کو بھیجا تو بلال نے یہ کہا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے پاس جاتا ہوں اب میں نہیں آسکتا۔ یارسول اللہ! ﷺ ادھر آپ کا مصلے خالی دیکھ کر ہمارے کلیجے پھٹ گئے ہم سے صبر نہ ہوسکا۔ فرمایا تمہارا رونا مجھ سے نہ سنا گیا بے قرار ہو کر آ گیا ہوں مگر اب قریب ہے کہ تم مجھے نہ پاؤ گئے اے میری امت اب میں اللہ کی بارگاہ میں جاتا ہوں اور میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ ایک عاشق بولے یارسول اللہ! ﷺ پھر اب ملاقات کب نصیب ہوگی فرمایا کہ اب ملاقات حوض کوثر پر ہوگی۔

معاذ میرے فراق میں روتا ہوا آئے گا

اے میرے صحابہ! اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں اگر کوئی میرے بارے میں پوچھتا ہوا آئے اسے میرا اسلام کہنا۔ میرے بعد معاذ یمن سے میرے فراق میں روتا ہوا آئے گا اسے میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ تیرے نبی فرما گئے ہیں کہ اے معاذ! تو قیامت کے دن علماء کا سردار اٹھایا جائے گا۔

پھر کبھی وہ آفتابِ نبوت نظر نہ آیا

حضور ﷺ یہ آخری باتیں فرما کر حجرہ مبارکہ میں تشریف لے گئے وہ دن اور آج کا دن پھر کبھی وہ آفتاب نبوت ﷺ نظر نہ آیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے علی! حضور ﷺ کا مزاج کیسا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارًّا آج تو کچھ مزاج اچھا ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی! دو دن کے بعد اگر تو چراغ لے کر بھی آپ کو ڈھونڈے گا کہیں نہ پائے گا۔ آپ ﷺ دو دن کے بعد وفات پا جائیں گے کیونکہ میں عبدالمطلب کی اولاد کی موت کی نشانی خوب پہچانتا ہوں آپ کے چہرہ سے موت کی علامات ظاہر

ہو چکی ہیں اب آپ کو اس مرض سے شفا نہ ہوگی اب آپ ﷺ تندرست نہ ہوں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس رات آپ ﷺ نے وفات فرمائی اسی رات آپ ﷺ بے ہوش تھے۔ ذرا جو آپ کو ہوش آیا تو فرمایا عائشہ سات اشرفیاں زکوٰۃ کے مال کی میرے پاس امانت رکھی ہیں وہ اشرفیاں جلدی خیرات کر دیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ اشرفیاں خیرات کر دیں۔

یہ کون کھڑا اجازت مانگ رہا ہے

پھر جب آپ کو بے ہوشی ہوئی تو دروازہ پر ایک شخص نے آکر پکارا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ ھَلْ اَدْخُلُ (تم پر سلام ہو اے نبوت کے گھر والو کیا میں داخل ہو سکتا ہوں) کسی نے اس کی آواز سن کر یہ جواب دیا کہ اس وقت حضور ﷺ کو بے ہوشی ہے اس وقت تمہیں آنے کی اجازت نہیں ہو سکتی اس شخص نے پھر پکار کر کہا،، السلام علیکم اہل البیت ھل ادخل،، اس عرصہ میں ان کی آواز حضور ﷺ کے کان میں گئی فرمایا اے فاطمہ کون ہے عرض کیا کہ ایک شخص گھر میں آنے کی اجازت مانگتا ہے اور آپ بے ہوش تھے ہم نے اسے اجازت نہیں دی۔ فرمایا اے فاطمہ! تمہیں کچھ خبر بھی ہے کہ یہ کون کھڑا اجازت مانگ رہا ہے؟ سن یہ گھروں کو ویران کرنے والا، قبروں کو آباد کرنے والا، بچوں کو یتیم کرنے والا، عورتوں کو بیوہ بنانے والا، دوست کو دوست سے جدا کرنے والا ملک الموت ہے جلدی آنے کی اجازت دیدو جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سنا کہ ملک الموت آتے ہیں بے ساختہ روئیں وَااَبَتَاہ خَرِبَتِ الْمَدِیْنَہ ہائے آج مدینہ ویران ہو جائے گا۔ یا اللہ تیرے رسول تو آج مدینہ سے جانے والے ہیں یہ ملک الموت ان کو لینے آئے ہیں۔ ادھر ملک الموت مکان میں آئے ادھر حضور ﷺ بے ہوش ہوئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یَا اَبَتَاہ، یَا اَبَتَاہ آج آپ کو کیا ہوا جب بہت روئیں تب آپ کو ہوش آیا فرمایا اے فاطمہ! اتنا نہ رو کیونکہ تیرے رونے کے ساتھ آسمان کے فرشتے بھی رو رہے ہیں۔

اپنے ہاتھ سے فاطمہ کے آنسو پونچھے

حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنسو پونچھے اور فرمایا اے فاطمہ عنقریب سب سے پہلے تو مجھ سے آملے گی۔ پھر ملک الموت سے فرمایا اے ملک الموت اس وقت جبریل کہاں ہیں؟ عرض کیا یا سیدی اس وقت ساتویں آسمان پر ہیں آسمان کے فرشتے

جبریل سے تعزیت کررہے ہیں کہ اے جبریل آج سے تمہارا نبی کے پاس آنا جانا ختم ہوجائے گا، آج تمہارا قرآن پہنچانا بھی تمام ہوا۔ اگر محمد رسول اللہ ﷺ وفات پاگئے تو اے جبریل تیرا پیغام لے آنے کا سلسلہ بھی ختم۔ اتنے میں جبریل علیہ السلام آئے اور کہا اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور آپ کا مزاج پوچھا ہے فرمایا کہ اے جبریل آسمان پر میرے لیے کیا تیار کیا گیا ہے عرض کیا دوزخ ٹھنڈی ہوئی، جنت آراستہ کی گئی، حور وملک آسمان پر آپ ﷺ کے منتظر ہیں رضوان جنت کا دروازہ کھولے آپ کا انتظار کرتا ہے۔ فرمایا اے جبریل! یہ بتاؤ میری امت کے لیے کیا حکم ہے فرمایا کہ جس کے ہونٹوں پر جان پہنچ جائے گی وہ بھی اگر دل میں توبہ کر لے یا توبہ کے لیے ہونٹ ہلائے گا تو بھی ہزار برس کے گناہ معاف ہوجائیں گے اور جس نے توبہ نہ کی اس کو آپ اپنی شفاعت سے بخشوائیں گے آپ جس کی شفاعت فرمائیں گے وہ بخشا جائے گا آپ غم نہ کھائیں۔

یہ آپ کے جمال کا عاشق ہوا

اتنے میں ایک اور فرشتہ نے حاضر خدمت ہونے کے لیے اجازت طلب کی حضور ﷺ نے فرمایا جبریل! یہ کون ہے؟ عرض کیا یہ اسماعیل نامی فرشتہ ہے آسمان سے دنیا کا داروغہ ہے جب سے اس نے معراج والی رات آپ کو دیکھا ہے تو آپ کے جمال کا عاشق ہوگیا ہے آج اسے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ دنیا سے وفات پانے والے ہیں تو اس نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ یاالٰہی مجھے ایک دفعہ پھر اپنے نبی کی زیارت ان کی زندگی میں نصیب کردے۔ یہ فرشتہ اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر آپ کی زیارت کرنے حاضر ہوا ہے پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ ملک الموت حاضر ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اے ملک الموت تم میری زیارت کرنے آئے ہو یا میری جان قبض کرنے؟۔ ملک الموت نے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جس طرح میرے نبی کی مرضی ہو۔ اگر آپ کی مرضی پاؤں گا تو روح قبض کروں گا ورنہ زیارت کر کے چلا جاؤں گا۔ اس وقت آنحضرت ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلایا ہے اور اب اللہ تعالیٰ آپ کا دنیا میں رہنا پسند نہیں کرتا۔ یاسیدی! حور وغلمان آپ کی زیارت کے مشتاق اور ملائکہ آپ ﷺ کے منتظر ہیں۔

اب وہ وقت قریب آ گیا ہے

جب حضور ﷺ کو معلوم ہوا کہ اب اللہ کو یہی منظور ہے کہ دار فنا کو چھوڑوں اور دار بقا کو اختیار کروں تو فرمایا میری ازواج کو سامنے بلاؤ سب بیویاں حاضر ہوئیں فرمایا کہ دیکھو تم صبر کرنا اور تقویٰ اختیار کرنا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ کا کیا حال ہے فرمایا اب وہ وقت قریب آ گیا ہے کہ تم میری آواز نہ سنو گی اور نہ مجھ کو دیکھو گی پھر فرمایا اے بیٹی فاطمہ میرے پیارے حسن و حسین کو بلانے کے لیے آدمی بھیجو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آدمی بھیجا اور یہ کہا کہ جلدی حسن و حسین کو بلا لاؤ۔ وہ شخص حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بلانے گیا اور یہ کہا کہ جلدی چلو تمہیں حضور ﷺ نے بلایا ہے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اتنی جلدی کیوں ہے؟ کیا ہمارے نانا جان کا آخری وقت ہے؟ یہ کہہ کر گھبرائے ہوئے حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کو اپنے پاس بٹھا کر ان کے سروں پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ میری امت کے ظالم تم پر ظلم کریں گے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اگر ان پر ظلم ہو گا تو یہ آپ کے بعد کس سے کہیں گے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کافی ہے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آپ کی وفات کی باتیں سن کر روئے۔ ان کی رونے کی آواز سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا جو مجمع حجرہ شریف کے چاروں طرف جمع تھا وہ بھی رونے لگا۔ اور روتے ہوئے کہنے لگے اے جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے بعد آپ کی امت کا کون نگہبان ہو گا یہ سن کر حضور ﷺ بھی رونے لگے۔

اپنی امت کی جدائی میں روتا ہوں

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضور ﷺ تو اچھی جگہ تشریف لے جا رہے ہیں تو آپ کیوں روتے ہیں؟۔ فرمایا،، الفراق امتی،، میں اپنی امت کی جدائی کے صدمہ میں روتا ہوں۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں تب فرمایا اے علی! میرے حجرہ کا پردہ اٹھاؤ میں ایک آخری نظر اپنے صحابہ کو دیکھ لوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پردہ اٹھایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ جب صحابہ دیوانوں کی طرح رونے لگے تب آپ نے فرمایا کہ اے میرے غم زدہ صحابہ! صبر کرو میں جاتا ہوں تمہارے لیے حوض کوثر اور جنت آراستہ کراتا ہوں تم سب سے پہلے جنت میں جاؤ گے تم سے پہلے کوئی امت نہ جائے گی۔ اے میری امت تم دین اسلام پر قائم رہنا اور قرآن کو اپنا امام بنانا۔ اے اللہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔ یہ فرماتے فرماتے حضور ﷺ کی آنکھیں بند

ہوئیں اور ماتھے پر پسینہ آیا بے ہوشی طاری ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اشارہ سے باہر جانے کا کہا تو صحابہ رضی اللہ عنہم حجرے سے باہر چلے گئے۔

اب آپ کو کہاں تلاش کروں

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حشر کے دن میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا،، لواء الحمد،، جھنڈے کے نیچے۔ عرض کیا اگر وہاں آپ سے ملاقات نہ ہوئی۔ فرمایا پھر حوض کوثر پر، اگر وہاں بھی نہ ہوئی تو میزانِ عدل کے پاس جہاں امت کے اعمال تولے جائیں گے، اگر وہاں بھی نہ ملوں تو پل صراط پر جہاں سے میری امت گزرتی ہوگی میں وہاں پل صراط کے کنارے کھڑا امت کے سلامت گزر جانے کی دعا کرتا ہوں گا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے ملک الموت! مجھے اپنے رب کی ملاقات کا شوق ہے اب تم جس کام کے لیے آئے ہو وہ کام کرو ملک الموت نے عرض کیا کہ مجھے حکم ہے کہ اگر میرے نبی کی مرضی ہو تب روح قبض کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روح قبض کرنے کی اجازت فرمائی۔

حضرت جبریل بھی رو پڑے

ملک الموت نے روح مبارک قبض کرنا شروع کی تو موت کی تکلیف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر پسینہ آیا سکرات کی تکلیف شروع ہوئی فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْمَوْتَ سَکَرَات اے اللہ موت کی بڑی سخت تکلیف ہے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ فِیْ سَکَرَاتِ الْمَوْت (الٰہی تو ہی موت کی تکلیف آسان کرے گا) پھر مٹی کے پیالے میں پانی بھروا کر رکھوایا موت کی تکلیف میں وقفے وقفے سے پانی میں ہاتھ ڈالتے پھر وہ ہاتھ منہ پر پھیرتے اور اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی فرماتے اے اللہ مجھے اپنے پاس بلا لے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا وَاہُ کَرْبَ اَبِیْ ہائے میرے ابا آپ کو آج بہت تکلیف ہے فرمایا: لَا کَرْبَ عَلٰی اَبِیْکَ بَعْدَ الْیَوْمِ اے فاطمہ آج کے بعد پھر کبھی تیرے ابا کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ اے فاطمہ جب میرا انتقال ہو جائے تو تم انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا۔ اے ملک الموت اپنا کام پورا کر۔ پھر آپ کو نزع کی تکلیف زیادہ ہوئی حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل! کیا اس وقت میرا منہ تمہیں اچھا معلوم نہیں ہوتا جو تم نے پھر لیا تو حضرت جبریل علیہ السلام

روئے اور عرض کیا یا سیدی! کس دل سے آپ کی نزع کی حالت دیکھ سکتا ہوں پھر حضور ﷺ نے فرمایا: اَلصَّلٰوۃ..... اَلصَّلٰوۃ..... اے لوگو دیکھو نماز کی حفاظت کرنا یہ فرما کر پھر یَارَبِّ اُمَّتِیْ یَارَبِّ اُمَّتِیْ کہتے کہتے جان سینہ مبارک تک سمٹ آئی تھی نیچے کے جسم کی جان نکل چکی تھی مگر گناہگار امت کے لیے..... یارب امتی..... کا کلمہ منہ پر جاری تھا۔

اب میرا دل ٹھنڈا ہوا

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ رب العالمین فرماتا ہے کہ امت کی اس قدر محبت آپ ﷺ کے دل میں کس نے ڈالی فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ تو جبریل نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم آپ کی امت پر ایک ہزار بار جہاں آپ سے زیادہ مہربان ہیں اے نبی آپ اپنی امت کو میرے سپرد کر کے موت کی تکلیف کو آسان کیجئے۔ یہ سن کر فرمایا کہ اب میرا دل ٹھنڈا ہوا۔

ذوقِ نبوت اور تربیتِ امت

جب نزع کی حالت شروع ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی اپنے اوپر ٹیک لگوادی۔ ان کا بیان ہے کہ اللہ کی ایک نعمت مجھ پر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں میری باری کے دن میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے وفات پائی اور آپ ﷺ کی موت کے وقت اللہ نے میرا لعاب اور آپ ﷺ کا لعاب اکٹھا کر دیا۔ ہوا یہ کہ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس تشریف لائے۔ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور رسول اللہ ﷺ مجھ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ آپ مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک چاہتے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کے لیئے لے لوں؟ آپ نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں۔ میں نے مسواک لے کر آپ کو دی تو آپ کو کڑی محسوس ہوئی۔ میں نے کہا اسے آپ کے لیئے نرم کر دوں؟ آپ نے سر کے اشارے سے کہا، ہاں۔ میں نے مسواک نرم کر دی اور آپ نے نہایت اچھی طرح سے مسواک کی۔ آپ کے سامنے کٹورے میں پانی تھا۔ آپ پانی میں دونوں ہاتھ ڈال کر چہرہ پونچھتے تھے۔ اور فرماتے جاتے تھے .. لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ .. اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ موت کے لیئے سختیاں ہیں۔ مسواک سے فارغ ہوتے ہی آپ نے ہاتھ یا انگلی اٹھائی، نگاہ چھت کی طرف بلند کی اور دونوں ہونٹوں پر کچھ حرکت ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کان لگایا تو آپ فرما رہے تھے، ان انبیآء، صدیقین، شہدآء اور صالحین کے ہمراہ جنہیں تو نے

انعام سے نوازا۔ اے اللہ۔ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیق اعلیٰ میں پہنچا دے۔ اے اللہ، رفیق اعلیٰ، آخری فقرہ تین بار دہرایا، اور اسی وقت ہاتھ جھک گیا۔

چراغ میں تھوڑا سا تیل ڈال دو

پھر اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی (اے اللہ اب مجھے بلا لے) کہتے ہوئے بے ہوشی طاری ہوئی اور ماتھے مبارک پر مشک کی خوشبو کا پسینہ جاری ہوا یہ رات کا وقت ہے سید الکونین ﷺ نزع کی حالت میں ہیں اور حجرہ مبارک میں فقر کی وجہ سے چراغ میں تیل بھی نہیں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اٹھ کر ہمسایہ کی عورت کے پاس چراغ بھیج کر کہا ہمارے چراغ میں تھوڑا سا تیل ڈال دو کہ رسولِ خدا ﷺ اندھیرے میں وفات فرما رہے ہیں ہائے نبی کے گھر میں اندھیرا ہو۔ اور سید المرسلین ﷺ نزع کی حالت میں ہوں۔ واہ رے دنیا! انبیآ کے ساتھ تجھے کیسی عداوت ہے۔ آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک آسمان کی طرف تھا اور اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی کا کلمہ زبان پر تھا اچانک گردن مبارک کا مہرہ ایک طرف کو مائل ہوا تو روح مبارک آسمان کی طرف پرواز کر گئی اور ساتھ ہی ایک خوشبو حجرہ میں پھیل گئی۔ یہ واقعہ بارہ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو چاشت کی شدت کے وقت پیش آیا اس وقت نبی ﷺ کی عمر ۶۳ سال چار دن ہو چکی تھی۔

ملک الموت وامحمداہ کہتے گئے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ملک الموت کی آواز سنی کہ روح مبارک قبض کر کے لے چلے تھے روتے جاتے تھے اور وامحمداہ وامحمداہ کہتے جاتے تھے۔ آج صرف ملک الموت ہی نہیں بلکہ فرشتے، انسان، آسمان، زمین، حجر، شجر، چرند، پرند، حشرات الارض، مدینے کے درودیوار سب رو رہے ہیں۔

جبریل تم اب کسے تلاش کرتے ہو

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا کہ روح مبارک پرواز کر گئی تو آپ ﷺ کے پاس آ کر کپڑا ہٹا کر چہرہ مبارک کھولا۔ کیا دیکھتی ہیں کہ گویا آپ آرام فرماتے ہیں ماتھے مبارک پر پسینہ ہے۔ بے ساختہ پکارا یَا اَبَتَاہ، اَجَابَ رَبًّاہ اے بابا رب کا بلاوا منظور کر لیا۔ اے بابا ہم کو چھوڑ کر اپنے رب کے پاس چلے گئے۔ اے بابا اب اگر جبریل علیہ السلام آپ کو تلاش کرتے

ہوئے آئیں گے تو ہم کہیں گے کہ تم کسے تلاس کرتے ہو۔ جنہیں تم تلاش کرتے ہو وہ اس جہاں سے تشریف لے گئے۔ اب میرے بابا نے جنت الفردوس میں ٹھکانا کر لیا۔ جب گھر میں سے رونے کی آواز باہر آئی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے سنی تو گھبرائے ہوئے بیتاب ہو کر دہلیز مبارک پر سر رکھ کے رونے لگے حضور ﷺ کی وفات کی خبر سن کر صحابہ رضی اللہ عنہ کے ہوش اڑ گئے۔ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ صدمہ سے انتقال کر گئے۔

ایک نظر مجھے حضور سے ملوا دو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیوانوں کی طرح حجرہ مبارک پر آئے اور عرض کیا مجھے ایک نظر حضور ﷺ سے ملوا دو اہل بیت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حجرہ میں بلایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آپ لیٹے ہوئے ہیں آپ کے چہرہ انور سے چادر سرکا کر کہا: وَاغَشِیَاہ ہائے آج ایسی غشی اور بے ہوشی۔ آنکھ سے بھی دیکھ لیا مگر دل کو یقین نہ ہوا کہ آپ وفات پا گئے ہیں۔ جب حجرہ سے باہر آئے تو تلوار لے کر بیٹھ گئے اور یہ کہا کہ لوگو! میرے محبوب ﷺ نے وفات نہیں فرمائی بلکہ آپ اللہ کے پاس قرآن لینے گئے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام توراۃ لینے تشریف لے گئے تھے۔

ہم حضور کے بدلے مر جاتے

جب حضور ﷺ کی وفات کی خبر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو حجرہ مبارک کے پاس حاضر ہوئے حجرہ میں داخل ہوتے ہوئے آپ کا یہ حال تھا کہ آنکھیں پانی بن کر بہی جاتی تھیں اور ہچکی بندھی ہوئی تھی سانس رک، رک کر آ رہا تھا آنحضرت ﷺ حجرہ مبارکہ میں وفات فرما کر زمین پر آرام فرما تھے۔ اس وقت کرتہ بدن پر تھا اور پرانی یمنی چادر آپ کے اوپر تھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چہرہ انور کھولا صورت دیکھتے ہی ایک چیخ نکلی وَانَبِیَّاہ ہائے نبی کہاں گئے وَاصَفِیَّاہ اے بزرگ آپ کو کیا ہو گیا پھر ایک چیخ نکلی وَاخَلِیْلَاہ اے میرے دوست آپ رخصت ہوئے اور ہمیں چھوڑ گئے۔ آج آپ کے جانے کے بعد وحی بند ہوئی جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے جانے سے بند نہ ہوئی تھی۔ ہزاروں پیغمبر یہی خوش خبری سناتے آئے کہ ہمارے بعد وہ آخری نبی ﷺ آئیں گے۔ یا سیدی! اگر ہمارے بس میں ہوتا تو ہم آپ کے بدلے مر جاتے۔ اپنی جانیں حضور پر نثار کرتے۔ یا سیدی! اگر سارا جہاں بھی مل کر آپ کے لیے روئے گا تو بھی وفات کا جو غم ہماری جانوں پر ہوا ہے وہ کم نہ ہوگا۔ ہمارے محبوب ہمیں رب العالمین کے

سامنے اس طرح نہ چھوڑ دینا جس طرح یہاں چھوڑ دیا جب ابوبکر رضی اللہ عنہ حجرہ سے باہر آئے تو صحابہ کرام نیم بسمل کی طرح تڑپ رہے تھے اور ابھی تک ان کے دل میں یہی امید تھی کہ آپ سوئے ہوئے ہیں شاید آپ بیماری کے سبب تھکے ہوئے ہیں مگر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ حجرہ سے باہر آئے سب کے سب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گھیر کر کھڑے ہوئے اور کہا کہ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہ اَقُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہ؟ اے رسول کے ساتھی۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو چکی ہے؟ حضور ﷺ ہمیں کس کے حال پر چھوڑ گئے۔ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہ! یُغْسَلُ رَسُوْلَ اللّٰہ اے محبوب کے ساتھی کیا آپ کو غسل دیا جائے گا؟ اے رسول اللہ کے ساتھی کیا آپ کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟ آپ سب کے امام تھے اب آپ کا امام کون بنے گا؟ اے حضور کے ساتھی کیا آپ کو زمین میں دفن کیا جائے گا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ نے فرمایا: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ۝ [سورۃ الرحمان: آیت نمبر: ۲۶،۲۷] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک حضور ﷺ وفات پا گئے مگر حضور ﷺ کا رب زندہ موجود ہے۔ تم صبر کرو اور یاد الٰہی میں عمر بسر کرو۔

آ کر اپنی امت کو چپ کرائیں

جب حضور ﷺ کو غسل دینے لگے تو سوائے گھر کے افراد کے سب حجرہ شریف سے باہر تشریف لے گئے۔ آپ کی وصیت کے موافق اہل بیت نے غسل دیا۔ صحابہ نے حجرہ کے باہر روتے ہوئے کہا۔ اے اہل بیت کیا ابھی سے اس چاند کو ہم سے چھین لیا۔ ایک آخری نظر ہم کو بھی دکھا دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ میں سوائے مشک کی خوشبو کے اور کچھ نہ تھا۔ غسل کے وقت اہل بیت میں اختلاف ہوا کہ حضور ﷺ کا لباس اتار کر غسل دیا جائے یا لباس کے ساتھ غسل دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو لباس ہی میں غسل دیا گیا۔ حضور ﷺ کے غسل سے فارغ ہو کر آپ کو کفن دیا اور جنازہ کو حجرہ سے باہر متصل مسجد نبوی میں لا کر رکھا کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے عمر! آپ ﷺ اپنے حجرہ سے نماز کے لیے باہر آئے ہیں تم بھی نماز پڑھ لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سمجھتے ہوئے کہ حضور ﷺ لوگوں کو نماز پڑھانے مسجد میں آئے ہیں یہ خیال کر کے جب حضور ﷺ کے قریب آئے اور جنازہ مبارک پر نظر پڑی تو بے ساختہ روئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی آپ منبر تیار ہونے سے پہلے ایک کھجور کی لکڑی سے کمر لگا کر خطبہ پڑھا

کرتے تھے جب منبر بن کر آیا تو آپ نے اس لکڑی کو چھوڑا اور لکڑی آپ کے فراق میں تڑپ رہی تھی تو آپ نے اسے چپ کرایا آج بھی آپ تشریف لا کر اپنی امت کو چپ کرائیں انہیں بھی کچھ تسلی دے جائیں۔

مزار اقدس کہاں ہونا چاہیے

حضور ﷺ کا وصال ہوا تو قبر انور کی جگہ متعین کرنے میں اختلاف ہوا بعض نے کہا جنت البقیع میں دفن کریں کیونکہ آپ ﷺ اہلِ بقیع کے لیے بہت استغفار فرماتے تھے (اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْن) فرماتے تھے۔ بعض نے کہا منبر شریف کے پاس..... بعض نے مصلی کی جگہ دفن کرنے کا مشورہ دیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوئی فیصلہ نہ کر پائے کہ محبوب ﷺ کا مزار اقدس کہاں ہونا چاہیے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔۔ میں نے رسول اکرم ﷺ سے اس بارے میں جو کچھ سنا تھا وہ میرے دل کی تختی پر آج بھی اسی طرح نقش ہے جس طرح سننے کے وقت تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی روح وہیں قبض فرماتا ہے جہاں ان کا مدفون ہونا اسے پسند ہوتا ہے لہٰذا آپ ﷺ کو اپنے مسندِ ناز والی جگہ پر دفن کرو۔

لحد والی قبر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے

حضرات اہلِ بیت سرکار دو عالم ﷺ کے غسل کے لیے جمع ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو بلا کر فرمایا کہ تم میں سے ایک حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ (امینِ امت) کے پاس جائے وہ اہلِ مکہ کے لیے شق (سیدھی قبر) کھودا کرتے تھے اور دوسرا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس جائے وہ اہلِ مدینہ کے لیے لحد (بغلی قبر) کھودا کرتے تھے جب ان دونوں کو روانہ کر چکے تو دعاء کی اے اللہ اپنے نبی کے لیے شق اور لحد میں سے ایک کو پسند فرما اور جو پسندیدہ و مختار ہو اس کے کھودنے والا پہلے پہنچ جائے چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ پہلے پہنچ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد کھودی گئی جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا وقت وصال آیا تو انہوں نے فرمایا میرے لیے لحد کھودنا اور اس کا منہ کچی اینٹوں سے بند کرنا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد کھودی گئی اور کچی اینٹوں سے اس کو بند کیا گیا۔

تدفین مبارک کا وقت

حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حبیب کریم ﷺ کا وصال سوموار کو ہوا اور بدھ کی رات آپ ﷺ کو دفن کیا۔ سوموار کا بقیہ حصہ اور منگل کا دن اور رات آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ (درود شریف کی صورت میں) ادا کرتے ہوئے گزرے۔

نماز جنازہ ملائکہ سے صحابہؓ تک

حضور ﷺ اپنی زندگی ہی میں فرما گئے تھے کہ میرے جنازے کو الگ رکھ کر ہٹ جانا اول میرے جنازہ کی نماز حضرت جبریل علیہ السلام، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام پھر عزرائیل علیہ السلام فرشتوں کو ساتھ لے کر پڑھیں گے پھر میرے اہل بیت کے مرد پھر عورتیں پھر مہاجرین و انصار۔ جب آپ کے جنازہ کی نماز (درود شریف کی صورت میں) اہل بیت پڑھ چکے۔ جب انصار و مہاجرین تشریف لائے تو حیران ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا اے علی! ہم نہیں جانتے کہ آپ ﷺ کے جنازے کی نماز کیسے پڑھیں تم اللہ کے واسطے ہمیں بتلاؤ کہ ہم کیا پڑھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کہو یا اللہ اپنی ساری رحمتیں اپنے نبی پر نازل کر دے، یا اللہ تیرے نبی نے تیرے سب احکام پہنچا دیئے، الٰہی تیرے نبی نے سب طرح ہماری دینی خدمت کی ہم سے نبی کی کچھ خدمت نہ ہوئی انصار نے اس طرح درود، دعا پڑھ کر نماز کو ختم کیا۔ جب انصار نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت علی اور حضرت فضل رضی اللہ عنہما اور حضور ﷺ کے غلام حضرت شقران رضی اللہ عنہ حضور کو قبر میں اتارنے کے لیے قبر میں اترے تو انصار نے رو کر عرض کیا۔ اے اہل بیت کیا اس آخری خدمت میں ہمارا حصہ نہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت اوس انصاری رضی اللہ عنہ کو بھی قبر میں اتار لیا ہاتھوں ہاتھ حضور ﷺ کو قبر میں اتارا سات کچی اینٹوں سے قبر مبارک کی لحد کو بند کیا۔

قبر مبارک میں اترنے والے سعادت مند

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی قبرِ اقدس میں تدفین کے لیے حضرت علی، حضرت عباس، حضرت عقیل، حضرت فضل بن عباس، و خادمِ درگاہ رضی اللہ عنہم اترے۔ حضرت ابو عسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نماز جنازہ کے وقت حاضر تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

جماعت ایک دروازے سے داخل ہوتی اور درود وسلام پڑھ کر دوسرے دروازے سے نکل جاتی۔ جب آپ ﷺ کو لحد مبارک میں اتارا گیا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کی جانب لحد شریف پوری طرح درست نہیں کی گئی چنانچہ وہ داخل ہوئے اور اپنا ہاتھ لحد مبارک میں داخل کر کے قدم مبارک سے مس کیے پھر فرمایا اب مٹی ڈالو اس لیے یہ صحابی فرمایا کرتے تھے میں تمہاری بنسبت رسول اللہ ﷺ کی تازہ زیارت حاصل کرنے والا ہوں اور آپ ﷺ کے جسدِ اطہر کو بھی ہاتھ لگانے کی تازہ سعادت حاصل کرنے والا ہوں۔

زبان پر یارب امتی جاری تھا

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کے چہرہ انور سے قبر میں کفن ہٹا کر جب آخری دیدار کیا تو حضور ﷺ کے ہونٹوں میں حرکت پائی کان لگا کر سنا تو یارب امتی امتی جاری تھا سبحان اللہ امت سے کیا کمال کی شفقت تھی کہ قبر میں تشریف لے جانے کے بعد بھی امت کے لیئے دعاء جاری ہے۔

ہاتھوں سے مشک کی خوشبو

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وفات کے وقت میں نے آپ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا تو میرے ہاتھوں سے مشک کی خوشبو آتی رہی۔ اسی طرح آپ ﷺ کی طرف منسوب مختلف اشیاء سے خوشبو کا نمودار ہونا منقول ہے اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

اب آپ سے بہتر کون آئے گا؟

جو چادر آپ زندگی میں اوڑھا کرتے تھے وہی وفات کے بعد دفن سے پہلے اوڑھے ہوئے تھے حضرت شقران نے وہ چادر قبر میں آپ ﷺ کو اوڑھا کر یہ کہا کہ اب آپ سے بہتر کون آئیگا جو آپ کے کپڑے اپنے استعمال میں لائے۔ پھر اپنے ہاتھ سے قبر پہ مٹی ڈالی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پانی کی مشک (چمڑے کی پانی والی تھیلی) لئے کھڑے تھے اور اس سے حضور ﷺ کی قبر مبارک پر پانی چھڑکتے تھے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی نلکی جاری تھی آنسو اور پانی دونوں مل کر قبر پر گرتے تھے۔ جب لوگ حضور ﷺ کو دفن کر کے چلے۔ سامنے سے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے دفن میں شریک ہونے والوں سے پوچھا کیا سید ؐ دلین

الاخرین ﷺ کو دفن کر آئے ؟ کس کلیجہ سے تم نے رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈالی؟ تم کس طرح حضور ﷺ کو چھوڑ کر چلے آئے یہ کلمہ سن کر لوگوں کی حالت بہت غیر ہوئی پھر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی قبر پر آئیں اور رو کر کہا: یَا اَبَتَاہ اِلیٰ جِبْرِیْل نَنْعَاہ اے میرے ابا اب اگر جبریل علیہ السلام آئیں تو ہم ان سے کہیں گے اے جبریل تم کسے تلاش کرتے ہو۔ جبریل علیہ السلام تم کس کے پاس آئے ہو تم جس کے پاس آئے ہو وہ وفات فرما گئے۔ وہ یہاں سے تشریف لے گئے۔

قبر مبارک کی مٹی اٹھا کر سونگھی

پھر قبر کی مٹی اٹھا کر سونگھی اور فرمایا جس نے یہ مٹی سونگھ لی اسے مشک و عنبر کے سونگھنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا میرے اوپر وہ غم کا پہاڑ گرا ہے کہ اگر یہ غم روشنی پر گر جائے تو مارے غم کے دن رات ہو جائے یا اللہ میری روح کو حضور ﷺ کی روح سے ملا دے کل چھ مہینے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے بعد زندہ رہیں مگر اس عرصہ میں کبھی آپ کے چہرے پر ہنسی نہ آئی حضور ﷺ کی وفات کا غم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جگر کے پار ہوا تھا کچھ مہینے زندہ رہ کر آپ کی وفات ہوئی حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس تشریف لے گئے۔

امت کے غم میں ساری رات نہ سوئے

حجرہ سے رونے کہ آواز آئی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا روتی ہیں اور کہتی ہیں ہائے وہ شخصیت جس نے ساری عمر کبھی جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر نہ کھایا۔ ہائے سوائے بوریئے کے کبھی چارپائی میسر نہ ہوئی۔ ہائے امت کے غم میں کبھی ساری رات نہ سوئے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کی پھوپھی روتی اور یہ کہتی تھیں کہ اب فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تو سارے مدینہ میں نبی کی قبر کی جگہ آباد معلوم ہو گی ہائے نبی گئے وحی گئی رب العالمین سے ہمکلامی گئی کیا کچھ نہ گیا سب کچھ جاتا رہا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں افسوس ہے تجھ پر اے ابوبکر تو زندہ رہا اور تیرا محبوب رخصت ہوا کاش! ان سے پہلے تو قبر میں جاتا جس دن سے اے اللہ کے نبی آپ نے ہمیں الوداع کیا۔ وحی نے بھی الوداع کیا اللہ کے کلام نے بھی الوداع کیا۔

مدینہ میں رونے کی آوازیں

ابی ذویب صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ سے آٹھ سات میل کے فاصلہ پر تھا حضور ﷺ کی بیماری کی خبریں ہمیں پہنچتی تھیں ایک رات میں سوتا تھا ہاتف غیبی نے پڑھا قُبِضَ النَّبِیُّ مُحَمَّد فَعُیُوْنُنَا تَذْرِی الدُّمُوعُ عَلَیْہِ بِالسَّجَامِ آپ ﷺ کی وفات ہوچکی ہے جس سے ہماری آنکھوں میں آنسو نالی کے پانی کی طرح بہہ رہے ہیں۔ یہ وحشت ناک خبر سن کر گھبرا کر اٹھا اور رات ہی کو سیدھا مدینہ پہنچا اس وقت مدینہ میں رونے کی آوازیں اس طرح بلند تھیں جیسے مکہ میں لبیک اللھم لبیک کی آوازیں بلند ہوتی ہیں۔

شریعت اور یتیم صحابہ کس کے حوالے

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں یمن پہنچا تو تھوڑے دنوں کے بعد رات کو سویا تھا کہ آواز آئی اے معاذ رضی اللہ عنہ تو نرم بستر پر سوتا ہے اور تیرے نبی نزع کی حالت میں ہیں۔ معاذ رضی اللہ عنہ گھبرا کر اٹھے مگر کوئی پکارنے والا نظر نہ آیا ایک رات پھر آواز سنی کہ تو آرام سے نرم بچھونے پر سوئے اور خاتم النبین قبر کے اندر مٹی پر آرام فرمائیں اور یہ آواز سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ وَا مُحَمَّدَاہ وَا مُحَمَّدَاہ کہہ کر زور سے رونے لگے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی آواز سے محلہ کے لوگوں نے گھروں سے نکل کر معاذ رضی اللہ عنہ سے سبب دریافت کیا مگر معاذ رضی اللہ عنہ غم کے سبب بولنے کی طاقت نہ رکھتے تھے رات ہی کو سوار ہو کر مدینہ کی جانب منزل بمنزل چل کر مدینہ کے قریب پہنچے جب مدینہ تین میل رہ گیا آدھی رات کے بعد جنگل سے آواز آئی وَا مُحَمَّدَاہ قَدْ فَارَقَ الدُّنْیَا اے محمد تم نے دنیا کو چھوڑا معاذ رضی اللہ عنہ نے پکارا اے اندھیری رات میں شور مچانے والے تو کون ہے؟ کہا میں عمار بن یاسر صحابی ہوں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہاں جاتے ہو؟ عمار رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ حضور ﷺ کی وفات کی خبر لے کر معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس یمن جاتا ہوں جب حضرت معاذ نے حضور ﷺ کی وفات کی خبر سنی روئے اور یہ کہا کہ اے عمار رضی اللہ عنہ اگر آپ ﷺ چلے گئے تو یہ بتاؤ بیوہ شریعت اور یتیم صحابہ رضی اللہ عنہ کو کس حال پر چھوڑ گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا آپ کے بعد کیا حال ہے عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایسی حالت ہے کہ جیسے اجنبی جنگل میں بکریوں کو چھوڑ کر چلا جائے اور بکریاں حیراں پھریں اس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم پھرتے ہیں جب معاذ رضی اللہ عنہ مدینہ میں داخل ہوئے صبح کی اذان ہوئی جب اذان میں اشھد ان محمدا رسول اللہ موذن نے کہا جماعت کی

جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی اور معاذ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گرے جب ہوش آیا تو صحابہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے معاذ! رسول اللہ ﷺ تجھے سلام فرما گئے ہیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا سلام سن کر فداک روحی وعلیک السلام کہتے ہوئے بے ہوش ہوئے قریب تھا کہ معاذ رضی اللہ عنہ کی جان نکل جائے بہت دیر کے بعد جب ہوش آیا تب معاذ رضی اللہ عنہ اٹھ کر حضور ﷺ کے قبرِ انور پر گئے۔ روتے روتے قبر مبارک کو آنسوؤں سے تر کر دیا۔

محبوب کو دیکھا ہو تو مجھے بھی دکھا دو

حضرت بلال رضی اللہ عنہ مؤذن کی یہ حالت تھی کہ مدینہ کی گلیوں میں یہ کہتے پھرتے تھے کہ لوگو! تم نے کہیں رسول اللہ کو دیکھا ہے تو مجھے بھی دکھا دو یا مجھے آپ کا پتہ بتا دو مدینہ میں اندھیرا ہوا بلال رضی اللہ عنہ مدینہ چھوڑ کر ملک شام کے شہر حلب میں چلے گئے ایک سال بعد خواب دیکھا کہ رسالت مآب ﷺ فرماتے ہیں کہ اے بلال! تو نے ہم سے ملنا کیوں چھوڑا کیا تیرا دل ہم سے ملنے کو نہیں چاہتا خواب سے لبیک سیدی آقا غلام حاضر ہے کہتے ہوئے اٹھے اور اسی وقت رات ہی کو اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ روانہ ہوئے رات دن برابر چل کر مدینہ میں داخل ہوئے خواب میں حضور ﷺ کا بلال رضی اللہ عنہ کو بلانا بلال کا یہ سمجھنا کہ حضور ﷺ پھر زندہ ہوئے بلال رضی اللہ عنہ اسی تصور میں حضور ﷺ سے ملنے آئے تھے پہلے جناب کو مسجد نبوی میں دیکھا جب وہاں نہ ملے تب حجروں میں ڈھونڈا جب وہاں بھی نظر نہ آئے تب قبر مبارک پر چلے۔

بلال آپ کو تلاش کرتا پھرتا ہے

رو کر عرض کیا یا رسول اللہ حلب سے غلام کو یہ کہہ کر بلایا ہم سے مل جاؤ اور جب بلال زیارت کے لئے حاضر ہوا تب حضور ﷺ پردہ میں چھپ گئے جگہ جگہ بلال آپ ﷺ کو تلاش کرتا ڈھونڈھتا پھرتا ہے مگر کہیں حضور ﷺ کو نہیں پاتا یہ کہہ کر بے ہوش ہو کر قبر مبارک کے پاس گر پڑے جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا لوگ قبر مبارک کے پاس سے اٹھا کر باہر لائے اس عرصہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے آنے کا سارے مدینہ میں شور ہوا کہ آج بلال رسول اللہ ﷺ کے موذن آئے ہیں۔ سب نے مل کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ اللہ کے لیے ایک دفعہ اذان سنا دو جو رسول اللہ ﷺ کو سناتے تھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ یہ بات میری طاقت سے باہر ہے کیونکہ جب میں حضور ﷺ کی حیات میں اذان کہا کرتا تھا تو جس وقت اشہد

ان محمد ارسول اللہ کہتا تھا تو رسول اللہ ﷺ کو آنکھوں کے سامنے دیکھ لیتا تھا اب بتاؤ کہ کے دیکھوں گا؟ مجھے اس خدمت سے معاف رکھو ہر چند لوگوں نے اصرار کیا مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ بعض صحابہ کرام یہ رائے ہوئی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کسی کا کہنا نہ مانیں گے تم کسی کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج کر انہیں بلالو اگر وہ آ کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اذان کی فرمائش کریں گے تو ضرور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہیں گے کیونکہ حضور ﷺ کے اہل بیت سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو عشق ہے ان کا کہنا ہرگز رد نہ کریں گے یہ سن کر ایک شخص حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر لایا ان سے اذان کہلوانے کی فرمائش کی۔

بلال! ہمیں نانا کے زمانے والی اذان سناؤ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ آج ہمیں نانا کے زمانے والی اذان سناؤ۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا کر کہا کہ تم میرے نبی کے کلیجے کے ٹکڑے ہو نبی ﷺ کے باغ کے پھول ہو جو تم کہو گے میں منظور کروں گا تمہارے دل کو رنجیدہ نہ کروں گا تمہیں رنج دینا حضور ﷺ کو مزار میں رنج پہنچانا ہے عرض کیا کہ اے حسین رضی اللہ عنہ مجھے لے چلو جہاں تم کہو گے وہاں میں اذان کہہ دوں گا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر مسجد کی چھت پر کھڑا کیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان شروع کی اللہ اکبر مدینہ میں یہ وقت عجیب غم اور صدمہ کا تھا حضور ﷺ کو وفات فرمائے قریب زمانہ ہوا ادھر بلال مؤذن آپ کو خواب میں زندہ دیکھ کر ملنے کے لیے مدینہ منورہ آئے جب آپ کو نہ پایا تو روتے روتے جان دینے کے لیے تیار ہوئے آج مہینوں کے بعد اذان شروع کی حضور ﷺ کی حیات مبارکہ کا سماں بندھا بلال رضی اللہ کی آواز سن کر مدینہ کے بازار گلی کوچوں سے لوگ مسجد میں جمع ہوئے ہر شخص گھر سے نکل آیا جس وقت بلال رضی اللہ عنہ نے اشہد ان محمد ارسول اللہ منہ سے نکالا ہزار ہا چیخیں یکدم نکلیں اس وقت رونے کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا عورتیں اور بچے روتے رہے صحابہ کرامؓ دورِ نبوت والی اذان سن کر تڑپ اٹھے اور یادِ رسولؐ میں زار و قطار رونا شروع کر دیا۔

حضور مدینہ میں کب آئیں گے

ننھے ننھے بچے اپنی ماؤں سے پوچھتے ہیں کہ تم ہمیں یہ بتاؤ کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مؤذن رسول اللہ ﷺ آ گئے مگر اب جناب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں کب آئیں گے حضرت بلال رضی اللہ عنہ

نے جب اشہدان محمدا رسول اللہ کہا اور جناب رسول اللہ ﷺ کو آنکھوں سے نہ دیکھا حضور ﷺ کے فراق میں بے ہوش ہو کر گر پڑے بہت دیر کے بعد ہوش آیا تو اٹھ کر روتے ہوئے ملک شام واپس چلے گئے۔

اذان تو اب بھی ہوتی ہے، مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے، وہ ضرب لگانا بھول گئے

پلکوں سے پانی کا قطرہ زبان سے اٹھایا

حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حافظہ میں بہت اضافہ ہو گیا تھا تو کسی نے پوچھا کہ اس اضافے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا حضور ﷺ کو غسل دینے کے بعد آپ ﷺ کی پلکوں میں ایک قطرہ پانی مبارک کا رہ گیا تھا وہ قطرہ میں نے اپنی زبان سے اٹھا کر پی لیا اس دن سے اللہ تعالیٰ نے میرے حافظہ میں اضافہ فرما دیا۔

وہ جنت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

جہاں روضۂ پاک خیر الورا ﷺ ہے ✠ وہ جنت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
کہاں میں کہاں یہ مدینے کی گلیاں ✠ یہ قسمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
محمد ﷺ کی عظمت کو کیا پوچھتے ہو ✠ کہ وہ صاحبِ قاب قوسین ٹھہرے
بشر کی سرِ عرش مہماں نوازی یہ عظمت نہیں ہے ✠ تو پھر اور کیا ہے
جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپا لے ✠ جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ ✠ وہ رحمت نہیں ہے تو پھر کیا ہے
شفاعت قیامت کی تابع نہیں ہے ✠ یہ چشمہ تو روزِ ازل سے ہے جاری
خطاکار بندوں پہ لطفِ مسلسل شفاعت نہیں ہے ✠ تو پھر اور کیا ہے
قیامت کا اِک دن ہے معیّن ✠ لیکن ہمارے لیے ہر نفس ہے قیامت
مدینے سے ہم جاں نثاروں کی دُوری ✠ قیامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
تم اقبالؔ یہ نعت کہہ تو رہے ہو ✠ مگر یہ بھی سوچا کہ کیا کر رہے ہو
کہاں تم کہاں مدح ممدوحِ یزداں ✠ یہ جرأت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

آنکھوں کی ٹھنڈک (روضۂ مبارک)

نگاہ میں جب ہو سبز گنبد ✽ لبوں پہ صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٌ ﷺ
جو سامنے ہو حرم کے حاضر ✽ ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا

اب گنبد خضراء نگاہوں کے سامنے ہے یوں محسوس ہو رہا ہے گویا کہ محبت والفت کا سبز گلدستہ پوری فضا میں مہک رہا ہے۔ گنبد خضراء سے نگاہیں ہم آغوش ہو گئیں تو جسم میں جھرجھری محسوس ہوئی قدم خود بخود رُک گئے میں اپنی جگہ بے حس وحرکت گنبد خضراء کو ٹکٹکی باندھے دیکھنے لگا میرے اور گنبد کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ تھا۔ نگاہیں نور بار گنبد خضراء کے بوسے لینے لگیں دل نے سلام شوق پیش کیا۔

میں گنبد خضراء کی طرف دیکھ رہا ہوں ✽ کوثر میرے نزدیک یہ معراج نظر ہے

ذرا سامنے تو دیکھو

میں دل کی نگاہوں سے حرم دیکھ رہا ہوں ✽ ہر جلوہ یہاں رشک ارم دیکھ رہا ہوں
سر کیسے جھکاؤں کہ ترا حکم ہے مانع ✽ ہاں دل کو در پہ تو خم دیکھ رہا ہوں
آ کر ترے قدموں میں یہ رفعت ملی مجھ کو ✽ میں آج فلک زیر قدم دیکھ رہا ہوں
اک کیف حضوری ہے یہاں سب کو میسر ✽ نم دیدہ ہوں ہر آنکھ میں نم دیکھ رہا ہوں
سو سو تھے غم وخوف یہاں آنے سے پہلے ✽ اب دل میں کوئی خوف نہ غم دیکھ رہا ہوں
اللہ کا جس کے لئے مؤمن سے ہے وعدہ ✽ جنت وہی اللہ کی قسم دیکھ رہا ہوں
اُٹھا تھا خمیر ان کا اسی خاک سے گویا ✽ صدیقؓ وعمرؓ کو بھی بہم دیکھ رہا ہوں
اللہ نے یہاں عیب چھپائے ہیں تو سلمانؔ ✽ محشر میں بھی رکھ لیگا بھرم دیکھ رہا ہوں

یہی وہ گنبد مبارک ہے جو انوار وتجلیات کا مرکز ہے۔ یہی وہ قبہ انور ہے جہاں صبح شام (۷۰) ستر ہزار ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ یہی وہ گنبد خضراء ہے جسکی یاد دلوں کے آبگینوں میں آنسو بن کر چھلکتی ہے اسی سے آنکھوں کی پیاس بجھتی ہے۔ یہی وہ زیارت گاہ ہے جس کے شوق میں مومن ساری زندگی آہ وفغاں میں گزار دیتا ہے۔ یہی وہ مقدس حصہ ہے جس کے نام سے دل کی مرجھائی ہوئی کلیاں کھل جاتی ہیں۔ اسی روضہ کے طفیل ہی سارا شہر مدینہ منورہ کہلایا۔

اسی کے صدقے ہی اس کی غبار خاکِ شفاء بن گئی۔ اسی مقدس حصہ کو حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہی وہ مقدس جگہ ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ۔ یہ گنبد مبارک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ پر ہے۔ یہی وہ روضہ اقدس کا سبز گنبد ہے جس پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ، اور بے شمار ذی روح دن رات درود و سلام کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔ بادِ صبا کے جھونکے دنیا کے گوشے گوشے سے آنسوؤں کی شبنم میں بھیگے ہوئے خلوص و محبت کے سلام نثار کرتے رہتے ہیں۔ جس پر نظر پڑتے ہی جنت کی معطر ہوائیں جسم و روح میں رس گھولتی ہیں۔ اور آنکھیں پلکوں سے روضہ مبارک کو چومتی ہیں اور بہتے آنسوؤں سے گنبد کو دھوتی ہیں۔

کچھ دید کی حسرت پہلے تھی کچھ اور بڑھا دی لوگوں نے
پھر بڑھ کر گنبد خضریٰ کی تصویر دکھا دی لوگوں نے

گنبد خضریٰ ہر وقت نظر کے سامنے

جناب افضال احمد صاحب سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں مولانا غلام حبیبؒ ہوٹل کی اوپر والی منزل پر رہائش پذیر تھے۔ جناب قاری محمد رمضان صاحب بھی حاضر خدمت تھے۔ آپ نے فرمایا کھڑکی کھول دو۔ باہر دیکھا تو سامنے گنبد خضریٰ پر نظر پڑی۔ آپ پر محبت نبوی ﷺ کی عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت مدینہ طیبہ میں رہائش کی جگہ منتخب کرتے وقت یہ پہلو بھی سامنے رکھتے تھے کہ جس کمرے میں رہنا ہو وہاں سے گنبد خضریٰ سامنے نظر آئے۔ گویا آپ زبان حال سے یہ کہتے ہوں:

اک نظر دیکھ لے پھر گنبد خضریٰ کو اے حبیب
منظر خاص یہ پھر پیش نظر ہو کہ نہ ہو

گنبدِ خضراء صاف اور مکمل

حضرت شیخ الحدیث مولانا موسیٰ خان روحانی بازیؒ کی مدینہ طیبہ میں حاضری کے وقت جو کیفیت ہوتی تھی اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ عصر کے بعد چھتریوں والے پہلے حصہ کے شمال مغرب کونہ میں عشاء تک تشریف رکھتے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے رحمتِ عالم کا گنبدِ خضراء صاف صاف اور مکمل نظر آتا ہے۔ آپ اکثر مراقبہ میں گردن جھکا کر قبلہ رخ بیٹھ جاتے۔ کبھی سر اٹھاتے تو نظریں گنبد خضریٰ پر جما دیتے۔ پھر مراقبہ میں چلے جاتے۔ آپ کے چہرے پر کبھی

عاجزی چھلکتی ، کبھی انتہائی محبت اورادب ۔غرضیکہ اس وقت آپ کے چہرہ انور کی جو کیفیات ہوتیں وہ میرے بیان سے باہر ہیں۔ میرے مسلمان بھائیو! دیکھا ان بزرگوں کو روضہ رسول سے کتنی محبت اور انتہا درجے کا ادب تھا۔ مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم یہاں تو روضہ رسول کا بڑا تذکرہ کرتے ہیں عشق ومحبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب ہم روضہ رسول پر حاضری کے لئے جاتے ہیں تو ادب کا خیال نہیں کرتے .....کوئی ماڈرن لوگ تو پینٹ ، پتلون پہن کے حاضری کے لئے جاتے ہیں ، کوئی فیشن پرست حضرات ننگے سر چلے جاتے ہیں اور بہادر بن کر حاضری دیتے ہیں۔ جو لوگ اپنے وطن میں بڑے باادب ہوتے ہیں نجانے وہ یہاں آکر اتنے بے ادب کیوں بن جاتے ہیں ، ہم نے اپنے وطن میں داڑھی کٹا کر، سنتِ رسول کے جنازے نکال کر، لباس غیروں کا پہن کر، حضور ﷺ کے ہر حکم کی خلاف ورزی کر کے اپنے محبوب کا دل تو دُکھایا ہی دُکھایا تھا.....ہائے افسوس .....صد افسوس، ان کے روضہ مبارک کی دہلیز پر بھی آکر ان کا دل دُکھایا.....ارے بھائیو! جو نبی ہمارے لئے ساری ساری رات روتے رہے، جو دنیا سے جاتے وقت بھی اپنی امت کو اپنے رب کے سپرد کرتے ہوئے بار بار کہا اے اللہ! میری امت کی مغفرت فرما.....ذرا سینے میں اپنے سوئے ہوئے ضمیر کے دروازے پر دستک دیں اس کو جگائیں کہ کیا ہم اتنا زیادہ پیار کرنے والے نبی کی دعاؤں ، محبتوں کا بدلہ دُکھوں سے دے رہے ہیں؟ .....نہ میرے بھائیو! آپ سے ایسا بھول کی وجہ سے ہوا ہے کیونکہ ایک مسلمان جتنا بھی گیا گزرا ہو وہ جان بوجھ کر کبھی بھی اپنے نبی کو تکلیف ہرگز نہیں دے سکتا.....تو آیئے ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے اس کی چوکھٹ پر توبہ (استغفار) کے لئے دامن پھیلا کر معافی کی بھیک کے لئے دل کا کشکول لرزتے ہاتھوں میں تھام کر اس کو محبت ، خوف کے ملے جلے آنسوؤں سے اتنا بھر دیں کہ اس سے دکھی صدائیں اتنیں بلند ہونے لگیں کہ ضمیر جاگ اٹھے اور بے ساختہ پکارے.....

توبہ.....توبہ.....توبہ.....

کُھلا ہے سبھی کے لیے بابِ رحمت

کُھلا ہے سبھی کے لیے بابِ رحمت ✽ وہاں کوئی رُتبے میں ادنیٰ نہ عالی
مرادوں سے دامن نہیں ہے کوئی خالی ✽ قطاریں لگائے کھڑے ہیں سوالی
میں پہلے پہل جب مدینے گیا تھا ✽ تو تھی دل کی حالت تڑپ جانے والی

وہ دربار سچ مچ مرے سامنے تھا ✤ ابھی تک تصور تھا جس کا خیالی
جو اِک ہاتھ سے دل سنبھالے ہوئے تھا ✤ تو تھی دوسرے ہاتھ میں اُن کی جالی
دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھتے تو کیسے ✤ نہ یہ ہاتھ خالی نہ وہ ہاتھ خالی
جو پوچھا ہے تم نے کہ میں نذر کرنے کو ✤ کیا لے گیا تھا تو تفصیل سن لو
تھا نعتوں کا اِک ہار، اشکوں کے موتی ✤ درودوں کا گجرا، سلاموں کی ڈالی
دھنی اپنی قسمت کا ہے تو وہی ہے ✤ دیارِ نبی ﷺ جس نے آنکھوں سے دیکھا
مقدر ہے سچا مقدر اسی کا ، ✤ نگاہِ کرم جس پہ آقا ﷺ نے ڈالی
میں اُس آستانِ حرم کا گدا ہوں ✤ جہاں سر جھکاتے ہیں شاہانِ عالم
مجھے تاجداروں سے کم مت سمجھنا ✤ مرا سر ہے شایانِ تاجِ بلالی
میں توصیفِ سرکار کر تو رہا ہوں ✤ مگر اپنی اوقات سے باخبر ہوں
میں صرف ایک ادنیٰ ثناخواں ہوں ✤ اُن کا کہاں میں کہاں نعت اقبال و حالی

مزار اقدس سے آواز آئی

حضور ﷺ کے وصال کے بعد ایک دن سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور اس قدر روئے کہ بے حال ہو گئے ..... اسی حالت میں نیند آ گئی ۔۔۔ جب سو گئے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سمجھے کہ شاید بحالت خواب آپ کچھ بول رہے ہیں ..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جگا دیا ..... آپ نے بیدار ہو کر فرمایا کہ میں اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرش کے نیچے تھا اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی سے عرض کر رہے تھے کہ میری امت کو بخش دے ..... میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس قدر پریشان نہ ہوں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی مراد کو پورا کرے گا ..... یکا یک آواز آئی ہم نے بخشا ..... ہم نے بخشا ..... اتنے میں آپ نے مجھے جگا دیا ..... اب یہ نہیں معلوم کہ کس قدر امت بخشی گئی ..... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ابھی یہ بات ختم نہ کی تھی کہ روضہ اقدس سے آواز آئی سب بخش دیے گئے مراد یہ ہے کہ جو طریقہ نبویہ ﷺ پر چلے گا بخشا جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے

حضرت مثنیٰ بن سعید ذراع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں ہر رات اپنے حبیب ﷺ کو خواب میں دیکھتا ہوں اور یہ فرما کر رونے لگ گئے۔

دل وجگر کا سلام پہنچے

ہمارا اسلام پہنچے..... آمنہ کے اس لال کو جس نے ہمیں اپنی رحمۃ للعالمینی کے دامن میں پناہ دی۔ ہمارے بازوؤں کو کشور کشائی کی طاقت بخشی۔ ہمارے دلوں کو اپنی خندہ پیشانی سے آفتاب ومہتاب کی طرح جگمگایا۔ ہمیں ایمان کی لافانی دولت سے مالا مال کیا۔ جس پر قرآن حکیم ایسی لازوال کتاب نازل ہوئی۔ جو مسکرایا تو چمنستانِ کونین کے پھولوں نے ہنسنا سیکھا۔ جو اُٹھا تو پہاڑوں نے سربلندی پائی۔ جس کے خرامِ ناز سے صبا نے ٹہلنا سیکھا۔ جس نے کائنات کو نورانی کیا۔ جو نور میں سب سے پہلے..... اور..... ظہور میں سب سے آخر تھا..... جس کی توانائیوں نے ہمیں کائنات کی تسخیر پر قادر کیا۔ جس نے عرب کے بدوؤں اور حجاز کے ساربانوں کو شہنشاہوں کے گریبانوں سے کھیلنا سکھایا۔ جس نے عرب وعجم کی تمیز مٹا ڈالی۔ جس نے انسانوں پر انسانوں کی فوقیت کو ختم کیا اور تقویٰ، دیانت، فراست کو انسانی شرف ومجد کی دلیل ٹھہرایا.....!

ملی انسانیت انساں کو آقا آپ کے صدقے
محبت بھی، مروت بھی، اخوت آپ کے صدقے
ترا عکسِ کرم آقا کہ جینے کا یقیں آیا

ہمارا اسلام پہنچے..... اس محسنِ کائنات ﷺ کو جس کی امت کہلانے کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق ارزانی کی۔ جس نے ہمیں سکھایا کہ عبادت کے لائق ایک رب ہی کی ذات ہے جس کی بدولت ہماری تمام عبادتیں، تمام سجدے اور تمام طاعتیں اللہ کے لیے ہیں..... جو ہمیں سیدھی راہ دکھاتا اور اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے..... وہ نعمتیں جو ہمارے چاروں طرف بکھری پڑی ہیں ..... اور ہمارا اسلام پہنچے..... اللہ کے اس جلیل القدر پیغمبر ﷺ کو..... جو کائنات کی تخلیق کا باعث ہے جس کا عشق ہمارا قبلہء مراد، اور کعبہء ذوق ہے۔ جو تمام نبیوں میں آخری نبی ہے..... جس کی ختم المرسلینی پر چودہ سو اڑتیس برس میں کئی رہزنوں نے دست درازی کرنا چاہی لیکن وقت کی غیرت نے انہیں نقشِ آب کی طرح محو کر دیا۔ جن کی قبروں کے نشان فطرت کی دستبرد سے غبارِ معصیت ہو کر اُڑ گئے۔ ہمارا اسلام پہنچے..... اس تاجدارِ انسانیت کبریٰ ﷺ کو، جو ہم سب کا ملجاو

مادی ہے جس پر ہم اپنے ماں باپ قربان کرتے اور مال و اولاد نچھاور کرتے ہیں۔ ہم حقیروں میں اتنی ہمت کہاں کہ حضور ﷺ کی ثناء کر سکیں۔ یہاں قلم عاجز اور زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔

بہ قول سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا اَجْمَلَكَ مَا اَحْسَنَكَ مَا اَكْمَلَكَ

کتھے مہر علی، کتھے تیری ثنا

گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

ترجمہ: سبحان اللہ! آپ ﷺ کتنے جمیل۔ کتنے کامل اور کتنے احسن ہیں۔ کہاں مہر علی، کہاں آپ ﷺ کی ثناء (اللہ اللہ) گستاخ آنکھیں کہاں جا اڑی ہیں۔

فقیر کے دادا پیر حضرت سید شیخ علاؤالدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس شعر کو یوں پڑھا کرتے تھے:

کتھے مہر علی، کتھے تیری ثنا، ✽ مشتاق اکھیاں کتھے جا لڑیاں

گنبد خضراء میں سوراخ

جس نے نہ کیا گنبد خضراء کا نظارہ ✽ وہ آنکھ حقیقت میں کوئی آنکھ نہیں

سبز گنبد کے نظاروں کی زیارت کے لئے پھر ہے بے تاب نظر سوئے مدینہ

مدینہ منورہ میں ایک سال سخت قحط پڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی اماں نے فرمایا حضور ﷺ کی قبر اطہر پر موجود چھت میں سوراخ کرو کہ آسمان اور قبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو آسمان کو حیا آئے گی وہ برس پڑے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا خوب بارشیں ہوئیں۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں بارشیں بند نہ ہوتی تھیں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ بارش کی کثرت کا سبب نبی کے مدفن میں سوراخ کا ہونا ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ سوراخ تو ہم نے پہلے کیا تھا۔ چنانچہ جب اس کو بند کیا گیا تو بارشیں رک گئیں۔

میں بھی آنکھوں سے کبھی گنبد خضراء دیکھوں

آرزو ہے شہ بطحا ﷺ کا میں روضہ دیکھوں

مجھ پر بھی شہِ عالم ﷺ کی نظر ہو جائے

اوج پر اپنے مقدر کا ستارہ دیکھوں

خوشبوئے روضہ مبارک

مضمون نگار صحافی عمر المفواجی لکھتے ہیں میں شیخ احمد ساحرتی سے ملا جو فن نقش ونگار کے ماہر تھے اور اس وقت ان کا بڑھاپا اور نظر کی کمزوری واضح تھی میں نے ان سے حجرہ نبویہ ﷺ کے غلاف کے بارے میں کچھ پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ حجرہ نبویہ ﷺ میں داخل ہوتے وقت میرے جو احساسات تھے وہ میں کیسے بیان کروں۔ آپ مجھے اس میں معذور سمجھیئے یہ قدرتِ بیان سے اوپر کی چیز ہے آپ یقین کیجئے کہ حجرہ نبویہ ﷺ میں دوبارہ داخل ہونے کی مجھ میں ہمت نہیں اس طویل عمر میں میرا شوق خوشبوؤں اور عطر کے سوا کچھ نہیں رہا میں نے اپنی عمر کا کافی حصہ اس شوق کو پورا کرنے میں گزارا ہے یہ شوق اس بڑھاپے میں بھی ختم نہ ہوا میں نے بہت سفر کئے اور بہت خوشبوؤں کو جانا پرکھا اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میرے پاس کچھ ایسی عطری مرکبات ہیں جو کسی اور کے پاس ملنا ممکن نہیں اور نہ کوئی ان کے حصول پر قادر ہے یہ سب باتیں میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس رات مجھے اپنی بے بسی اور انجانے پن کا علم ہوا جب حجرہ نبویہ ﷺ کا دروازہ کھلا اور ہم حجرہ شریفہ میں داخل ہوئے تو میں نے ایسی خوشبو سونگھی جو میں نے پہلے کبھی نہیں سونگھی۔ حجرہ سے آنے والی خوشبو ہر عطر سے بالا اور ہر مُشک سے نرالی مشک تھی۔ وہ کوئی بالکل الگ چیز تھی۔

غلافِ بیتِ رسول اللہ ﷺ

صحافی کہتے ہیں کہ جب میں نے حجرہ نبویہ ﷺ کے کچھ اوصاف بیان کرنے کو کہا تو ان کے جسم میں ہلکی سی لرزش ہوئی اور وہ دھیمی آواز میں بولے کہ میرا خیال ہے کہ حجرہ شریفہ کی اونچائی ۱۱ میٹر ہے سبز گنبد کے نیچے ایک اور گنبد ہے خوف کی وجہ سے ہمیں سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ہم قبہ شریفہ کے پردے اور ڈوریاں کیسے اٹھائیں ہماری انگلیاں کانپ رہی تھیں اور سانسیں پھول رہی تھیں ہم پوری چودہ راتیں عشاء کے بعد سے اذانِ فجر تک کام کرتے رہے ہم پردے اٹھاتے رہے اور پرانے پردوں کے بندھن کھولتے رہے اور اس مقدس مقام پر جو غبار ہوتا تھا اسے جھاڑتے پونچھتے اور صاف کرتے رہے کام کے دوران بات کرنے کی ضرورت ہوتی تو ہم سرگوشی میں باتیں کرتے وہ بھی اس وقت جب اشاروں سے کام نہ چلتا مجھے نگاہ کی کمزوری کا مسئلہ تھا لیکن حجرہ مبارکہ میں عجیب صورت حال تھی۔ اللہ کی قسم! حجرہ مبارکہ میں کام کے دوران پردے جوڑنے کے لئے سوئی کے ناکہ میں دھاگہ بغیر چشمہ کے ڈال لیتا تھا حالانکہ ہم کمزور روشنی میں کام کر رہے تھے مجھے الرجی اور کھانسی

کا مسئلہ تھا لیکن اس دن مجھے حجرہ مبارکہ کے غبار سے کچھ بھی نہ ہوا گویا یہ مٹی مٹی نہ رہی اور یہی غبار میری بیماری کے لئے شفاء بن گیا اس دن ایک اور عجیب بات مجھے پیش آئی جس کا راز میں نہیں سمجھ سکا غلاف تبدیل کرنے کے بعد ہمارا کام پرانے پردے باہر لے جانا تھا پردہ تو کوئی اور لے گیا۔ لیکن اس کے اوپر کا جھالر جو ۳۶ میٹر طویل تھا وہ رہ گیا میں نے ساتھیوں سے کہا اسے لپیٹ کر رکھ دو۔ پھر میں آگے بڑھا اور اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھا کر حجرہ سے باہر لے آیا اسکا مجھے کوئی بوجھ محسوس نہیں ہوا لیکن اس کے بعد پھر پانچ آدمی اسے اٹھانے کے لئے آئے مگر وہ اسے نہ اٹھا سکے۔ (شیخ خاموشی سے رونے لگے آہوں اور سسکیوں میں اپنی بات مکمل کی) وہ لوگ مجھ سے پوچھنے لگے اسے باہر کون لایا ہے؟ میں نے کہا کہ میں اٹھا کر لایا ہوں انہیں یقین ہی نہیں آرہا تھا میں نے کہا اس بارے میں عبدالکریم بخاری سے پوچھو جو غلاف کا مشہور خطاط ہے وہ میرا گواہ ہے (سبحان اللہ)

گنبد کی کھڑکی

مدینہ منورہ کے گورنر نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ ان سے فرما رہے تھے میں بدبو محسوس کر رہا ہوں آنکھ کھلی بہت پریشان تھے۔ علماء بھی سوچ میں پڑ گئے آخر ایک عالم نے مشورہ دیا کہ گنبد خضراء کی تلاشی لی جائے جائزہ لیا تو ایک کبوتر مرا پڑا تھا جو گنبد کے سوراخ سے اندر گرا تھا کبوتر کو نکالا اور پرندوں کے جانے کے تمام راستے بند کر دیے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ فرماتے ہیں کبوتر نکالنے کے لئے ایک سمجھدار بچے کو رسی کے ذریعے اسی سوراخ سے ادباً الٹا نیچے روضہ مبارک میں اتارا اس لئے کہ پاؤں کا رخ قبر مبارک کی طرف نہ ہو اس واقعے کے بعد عین سوراخ کی جگہ گنبد میں ایک کھڑکی لگا کر سوراخ بند کر دیا ہے۔ سنا ہے کہ آج بھی اگر ان کو کوئی مشکل پیش آتی ہے تو اس کھڑکی کو کھولتے ہیں۔

عالمِ شوق میں رقصاں میرا پَر پَر ہوتا
کاش میں گنبدِ خضراء کا کبوتر ہوتا

گنبد خضراء کیسے بچا

ایک وقت ایسا بھی آیا ہے حکومت نے جنت البقیع میں جتنی قبروں پر عمارتیں یا گنبد تھے سب گرا دیئے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک پر بھی تو گنبد بنا ہوا

ہے جہاں پہلے قبروں سے گنبد ہٹائے ہیں اس کو بھی ہٹانا چاہیے۔ کیونکہ بخاری شریف کی حدیث ہے حضور ﷺ نے گنبد یا عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے اور ڈھانے کا حکم دیا ہے لیکن حکومت نے کہا اس کے لئے ہندوستان کے علماء سے فتویٰ لو پھر یہ قدم اٹھانا کیونکہ یہ تو بہت بڑا اور نازک مسئلہ ہے یہ حضرت سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا دور تھا حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث تھے تو ان کے پاس سعودی علماء کا وفد آیا انہوں نے آکر کہا کہ گنبد کے گرانے کا فتویٰ دو کیونکہ حدیث مبارک میں حضور ﷺ نے قبر پر عمارت بنانے کی اجازت نہیں دی اس لئے یا فتویٰ دو یا پھر کہو حدیث صحیح نہیں ہے تو علماء نے فرمایا حدیث صحیح ہے اور گنبد خضراء بھی صحیح ہے انہوں نے کہا کہ دونوں میں ایک صحیح ہوگا تو علماء نے کہا کہ ہمیں تین دن کی اجازت دیں ہم دوسرے علماء کو بھی بلا لیں تو دارالعلوم میں پانچ سو علماء رات کو جمع ہوئے وہ فرماتے ہیں وہ رات بھی عجیب تھی کوئی دعائیں مانگ رہے تھے کوئی کتابیں دیکھ رہے تھے کوئی رو رہے تھے عجیب سماں تھا ہر ایک درد بھرے انداز سے کہتا اگر گنبد خضراء گرا دیا گیا تو پھر اس کائنات میں تو کچھ بھی نہ رہا یہ مجلس غم وفکر دکھ آہوں سسکیوں پر مشتمل تھی وفد نے آج پھر فتویٰ مانگا تو اس وقت لوگوں کی چیخوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں سب علماء رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ ایسی بات ذہن میں ڈال جس سے ہم ان کو قائل کر لیں جس سے وہ روضہ مبارک کو نہ گرائیں۔ بڑا عجیب نازک مسئلہ تھا تھوڑی دیر کے بعد حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے خطبہ دیا اور فرمایا الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس حدیث کے بارے میں شرح صدر عطا فرمایا ہے وفد کے علماء نے پوچھا شرح صدر کیا ہے؟ فرمایا حدیث کی سند اعلیٰ اور صحیح ہے اور روضہ مبارک بھی صحیح ہے انہوں نے کہا دونوں کیسے صحیح ہو سکتے ہیں تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم نے حدیث کو سمجھا نہیں حدیث مبارک میں ہے قبر پر عمارت ہو تو گرا دو یہ بات صحیح ہے لیکن حضور ﷺ کے گنبد کا معاملہ الگ ہے یہاں حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مبارک پہلے سے تھا اور قبر مبارک اس حجرہ کی عمارت میں بعد میں بنائی گئی لہٰذا یہ گنبد قبر پر بنایا ہی نہیں گیا قبر تو حجرہ کے اندر بنائی ہے آپ گنبد خضراء کو ہرگز نہیں ہٹا سکتے۔ یہ علمائے دیوبند کی محنتیں اور انکی برکتیں ہیں۔ انکی فراست علم کو سلام ہے اور علماء دیوبند کا پوری امت پر احسان ہے کہ ان کے صدقے آج ہمیں وہی گنبد خضراء دیکھنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے ورنہ ان آنکھوں کو کہاں تسکین حاصل ہوتی۔

بادشاہ اگر میرا سر بھی کاٹ لے

جب مصر کے عبیدی خاندان کے بادشاہ کا حجاز پر تسلط ہو گیا تو بعض لوگوں نے بادشاہ کو یہ ناپاک مشورہ دیا کہ اگر قبر مبارک کو کھود کر حضور ﷺ کے جسم انور اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مبارک جسموں کو مدینہ منورہ سے منتقل کر کے مصر میں دفن کر دیا جائے تو مصر کی عزت و عظمت میں چار چاند لگ جائیں گے کہ تمام دنیائے اسلام کے زائرین بجائے مدینہ منورہ کے مصر آنے لگیں گے۔ بادشاہ مصر کو یہ مشورہ پسند آ گیا اس نے اپنے ایک بہت ہی معتمد درباری کو اس مہم کے لئے مدینہ بھیج دیا جس کا نام ابوالفتوح تھا اہل مدینہ کو اس ناپاک منصوبہ کی خبر ہو گئی تھی جیسے ہی ابوالفتوح کا قافلہ اس منحوس عزم کے ساتھ مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو مدینہ کے ایک قاری صاحب نے مجمع عام میں اس آیت کی تلاوت کر دی۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

ترجمہ: کیا تم لوگ اس قوم سے جنگ نہ کرو گے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسول کو نکالنے کا عزم کر لیا حالانکہ انہیں کی طرف سے پہل ہوئی ہے کیا ان سے ڈرتے ہو؟

اللہ اِس کا زیادہ مستحق ہے کہ اُس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔ قاری صاحب نے ایسے پُردرد لہجے میں آیت کو پڑھا کہ اہل مدینہ کے قلوب میں محبت رسول ﷺ کے جوش و خروش کا ایک آتش فشاں پھٹ پڑا اور لوگ غیظ و غضب میں بھر کر اتنے جوش اور طیش میں آ گئے کہ ابوالفتوح اور اس کے ساتھیوں کی بوٹی بوٹی کاٹ ڈالنے کا عزم بالجزم کر لیا اور اس رات میں اچانک ایسی خوفناک آندھی آئی کہ اونٹ مع پالان کے اور گھوڑے مع زین اور سوار گیند کی طرح زمین پر لڑھکتے ہوئے نظر آنے لگے۔ یہ قدرتی منظر دیکھ کر ابوالفتوح کے دل میں ایسا خوف و ہراس طاری ہوا کہ وہ لرزنے اور کانپنے لگا اور قسم کھا کر یہ اعلان کرنے لگا کہ بادشاہ اگر میرا سر بھی کاٹ لے پھر بھی اس ملعون منصوبہ پر ہرگز ہرگز کبھی عمل نہیں کروں گا یہ سن کر اہل مدینہ کا جوش ٹھنڈا ہوا۔

جسم مبارک چرانے کی سازش

مسجد نبوی ﷺ کی جدید توسیع کی حالیہ کھدائی میں سرنگ برآمد ہوئی جس کے ذریعہ دو

یہودیوں نے حضور ﷺ کے جسم مبارک کو چرانے کی سازش کی تھی پھر سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شام کے بادشاہ تھے ۱۱۱۸ء میں انکو ۳ مرتبہ حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا سلطان مجھے دو راہبوں سے بچاؤ یہ حکم ملتے ہی سلطان ۲۰ سپاہیوں کے ساتھ ۱۶ دن میں مدینہ منورہ پہنچے وہاں تحقیق کے بعد ۲ راہبوں کا پتہ چلا کہ یہ لوگ مدینہ میں نئے ہیں اور مشکوک معلوم ہوتے ہیں چنانچہ سلطان جب انکے خیمے تک گئے تو دیکھا کہ خیمہ کے بیچ میں چٹائی کے نیچے سرنگ بنی ہوئی تھی جو آپ ﷺ کی قبر مبارک تک پہنچ گئی تھی۔ چنانچہ سلطان نے ان دونوں کو قتل کیا اور حضور ﷺ کے روضہ مبارک کے چاروں طرف کئی فٹ لمبی خندق کھود کر اسمیں سیسہ بھر دیا تا کہ آئندہ کوئی ایسی سازش نہ کر سکے۔

سب زندہ در گور ہو گئے

طبری نے اپنی کتاب الریاض النضرۃ میں تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ حلب کے کچھ سازشیوں نے لاکھوں اشرفیوں کی رقم اور تحائف امیر مدینہ کی خدمت میں رشوت کے طور پر اس مقصد کے لئے پیش کئے کہ وہ انہیں مسجد نبوی ﷺ میں رات بھر رہنے اور روضہ مبارک میں نقب لگا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مبارک جسموں کو قبر انور سے نکال کر لے جانے کی اجازت دے۔ امیر لالچ کا شکار ہو گیا اور ان خونخوار درندوں کو مسجد نبوی ﷺ میں رات بھر رہنے اور اپنا منصوبہ پورا کرنے کی اجازت دیدی اور مسجد نبوی کے شیخ الخدام شمس الدین صواب کو حکم دے دیا کہ جس وقت رات میں ان لوگوں کا گروہ مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہونا چاہے تو ان کے لئے دروازے کھول دینا۔ شمس الدین صواب کا بیان ہے کہ آدھی رات کو چالیس آدمیوں کا گروہ کدال پھاوڑے اور دوسرے کھدائی کے آلات وسامان سے مسلح ہو کر مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوئے اور میں مسجد کے دروازے پر بیٹھ کر رونے لگا مگر اپنے مولیٰ کی شان پر قربان کہ جیسے ہی یہ مردود لوگ منبر شریف کے قریب پہنچے تو ایک دم سب کے سب زمین میں دھنسنے لگے یہاں تک کہ سب زندہ در گور ہو گئے دو تہائی رات گزرنے کے بعد امیر نے مجھے طلب کر کے ان کا حال پوچھا تو میں نے آنکھوں دیکھا حال عرض کر دیا کہ وہ سب لوگ زمین میں دھنس گئے۔ امیر نے مجھے ڈانٹ کر کہا کہ تم بالکل پاگل ہو بھلا یہ کیوں کر ممکن ہے کہ پتھر کے فرش میں چالیس آدمی زمین کے اندر دھنس جائیں؟ میں نے عرض کیا کہ امیر خود چل کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ابھی تک ان

لوگوں کے زمین میں دھنس جانے کا نشان باقی ہے اور ابھی تک ان کے کچھ لباس وغیرہ زمین میں دھنستے ہوئے نظر آرہے ہیں یہ سن کر وہ سناٹے میں آگیا اور کہنے لگا کہ خبردار ہرگز تم اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرنا ورنہ میں تلوار سے تمہارا سر اڑادوں گا۔

تبصرہ: برادرانِ ملت مذکورہ بالا واقعہ پڑھ کر اندازہ لگایئے کہ زمانہ ماضی میں دشمنان اسلام نے حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین اور ایذا رسانی کے لئے کیسی کیسی خوفناک سازشیں اور کیسے گندے اور گھناؤنے منصوبے بنائے مگر اللہ تعالیٰ کا وعدہ کتنا حق اور سچا ہے کہ

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ [سورۃ المائدۃ: آیت نمبر ۶۷]

ترجمہ: اللہ ہی آپ کو لوگوں سے بچائے گا (یعنی محفوظ رکھے گا)۔

جب بھی کفار نے چراغِ نبوت ﷺ بجھانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی نصرت وحفاظت کا سامان ہوگیا کہ کفار کا منصوبہ ناکام ہوگیا اور قدرت پکار اٹھی۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن ❁ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

بلالی رنگت والے

مدینہ منورہ میں صدیوں سے بلالی خاندان والے روضہ مبارک اور قبر مبارک کے اندر کی صفائی پر مامور ہیں۔ حضرت مفتی ولی حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک آدمی سے ملا جو ساٹھ سال سے اس خدمت پر مقرر تھا تو مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی کہ میرے ہاتھوں نے اُن کے مبارک ہاتھوں کو گندا کردیا۔ اللہ اکبر

تم آئے نہیں بلائے گئے ہو

ایک دکھی دل آدمی نے ہمت کر کے قدم بڑھانا چاہا تو خیال نے کہا کہ گنہگار سیاہ کار اور بد اعمال انسان کس دیدہ دلیری سے آگے بڑھے جاتے ہو، کس بل بوتے پر جسارت کرتے ہو تمہارے پاس کیا ہے (دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ) دامن تو تھا لیکن خالی، قبا تو تھی لیکن چاک، اپنی بے سروسامانی و تہی دامنی پر رونا آیا اشک ندامت بہہ نکلے اب آگے جانے کی ہمت جواب دے گئی چلنے کا یارا، نہ تھا۔ نہ جانے کتنی دیر اسی خیال میں گم صُم کھڑا رہا اچانک ایک بزرگ نے پیچھے سے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا! گھبراؤ نہیں تم آئے نہیں بلائے گئے ہو۔ بلا منظوری کوئی نہیں آتا۔ خیال نے کروٹ بدلی اور کہا ہاں گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

قبر کے اندھیرے کا کیا غم ✤ شمعِ مصطفائی سے میں نے لو لگائی ہے

یہاں مُرادوں کے پھول کھلتے ہیں اور دعاؤں کو کرم کا دامن ملتا ہے۔ اس آستانہ جمال سے کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹا۔ جس آقا و مولیٰ ﷺ نے اپنے دشمنوں کو سینے سے لگایا وہ اپنے غلاموں اور گنہگار امتیوں کو بھی دامنِ رحمت میں ضرور جگہ عطا فرمائیں گے۔

احساسِ ندامت کی بڑی قدر ہے ان کو ✤ عاصی پہ وہ کرتے ہیں کرم اور زیادہ

رضوان تجھے جو ناز ہے جنت پہ اس قدر کیا چیز ہے وہ روضہ اطہر کے سامنے

پہلی بار گندم کی کٹائی

روضہ مبارک پر حاضری دینے کے لئے میرے ساتھ ساتھ ایک پاکستان سے آیا ہوا بوڑھا شخص ہولے ہولے چل رہا تھا اور بولے جا رہا تھا پہلے تو میں سمجھا کہ فون پر کسی سے باتیں کر رہا ہے قریب ہوا تو اس کے جملے جو میرے کانوں میں پڑے وہ یہ کہہ رہا تھا..... اب بلایا ہے تو بھول نہ جانا..... پھر بھی بلاتے رہنا..... ساری عمر حاضری کے لئے جتن کرتا رہا ہوں..... پہلی بار گندم کی کٹائی کے دنوں میں گھر سے نکل آیا ہوں..... صرف سرکار ﷺ کی خاطر..... اب میری لاج رکھنا..... میرے بیٹے بڑے نکمے ہیں..... (اب وہ گندم کی کٹائی کے معاملے میں سستی کریں گے) ان پر کوئی نظر کرم دیں سرکار! یہ بوڑھا سرکار مدینہ ﷺ سے باتیں کر رہا تھا۔ بس وہ اپنی دُھن میں مگن دھیمے، میٹھے اور پُریقین لہجے میں بولے جا رہا تھا یہی اس کی دعائیں تھیں۔ یہی مناجات، یہی ہدیہ درود و سلام، اس کا طرزِ کلام ایسا تھا جیسے وہ حضور ﷺ کے دربار اقدس میں سر جھکائے دو زانوں بیٹھا ہو اور حضور ﷺ کے ہونٹوں پہ ہلکا تبسم ہو۔ وہ باتیں سن رہے ہوں اور اپنے عظیم رفقاء صدیقؓ و عمرؓ کی طرف دیکھ کر تبسم فرما رہے ہوں اور فرما رہے ہوں دیکھو کیسا دیوانہ ہے۔

یہ سماں ہے صبح طیبہ کا سماں، آہستہ بول
اے وفورِ عشق، اے جذبِ رواں! آہستہ بول
ان کے ، میرے درمیاں، حرفِ سخن کچھ اور ہے
اے زمانے! میرے ان کے درمیاں آہستہ بول

تیرے مبارک گھر کی دہلیز پر

یارسول اللہ! ﷺ میرے دل سے ایک تمنا ابھر رہی تھی جسے دبانے کی شدید کوشش ناکام

ہوئی جارہی تھی۔ یارسول اللہ ﷺ یہاں میں ستر ہزار نمازیں اپنے نام کرانے کے لئے حاضر نہیں ہوا۔ بہشت میں اپنی جگہ محفوظ کرانے کے لئے یہاں نماز پڑھنے کا متمنی نہیں ہوں۔ میں تو صرف اس لیے یہاں نماز پڑھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے گھر کی دہلیز پر کھڑا ہو کر آپ کو سلام کروں۔ وہ سلام نہیں جو دوسرے پر سلامتی بھیجتا ہے۔ وہ سلام نہیں جو کتابوں میں لکھا ہوتا ہے۔ بلکہ وہ سلام جو ایک ادنیٰ عاجز مسکین شخص ایک اعلیٰ اور ارفع ہستی کو جھک کر ماتھے پر ہاتھ رکھ کر کرتا ہے۔ میری آرزو ہے۔ اپنی عقیدت کا اظہار کروں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں آپ کے قدموں میں کھڑا ہو کر نعرہ لگاؤں کہ اے عظیم ترین انسان! میں تو ننگِ انسانیت ہوں! میں آپ کو سلام کرتا ہوں آپ میرا سلام قبول کرلیں تو میری خوشیوں کا کوئی ٹھکانا نہ رہے اور آپ سے کوئی پوچھنے والا نہیں کہ ایسے شخص کا سلام کیوں قبول کیا؟ جو انسانیت کے نام پر دھبہ ہے۔ دفعتاً ،، میری نگاہ قدرت پر جا پڑی۔ جو سلام پھیر چکے تھے اور میری طرف بڑی شفقت سے دیکھ رہے تھے۔ مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے ان کی مسکراہٹ میں حضور ﷺ کا پیغام جھلک رہا ہو کہ ،، اے ممتاز! ہم نے تیرا اسلام قبول کیا۔

ان پر اربوں درود کھربوں سلام

یہ راہِ حق ہے سنبھل کے چلنا یہاں ہے منزل قدم قدم پہ
پہنچنا در پر تو کہنا آقا ﷺ! سلام لیجئے غلام آیا

صاحب الجود والکرم ﷺ کا روضہ اقدس جو دھڑکتے دلوں اور اشکبار آنکھوں کے لئے راحت اور فردوسِ نظر ہے۔ اس گنبد پر اللہ تعالیٰ کی بے حد وحساب رحمتیں ہوں اور اس کے مکینوں پر سدا برکتوں کی بارش ہوتی رہے۔ ان پر اربوں درود کھربوں سلام ہوں اور عاجز کی یہ فریاد شرفِ قبولیت حاصل کرے۔

جن کے روضے پہ اتریں فرشتے مدام ✤ ان پہ اربوں درود ان پہ کھربوں سلام
صبح ستر ہزار اور اتنے ہی شام ✤ ان پہ اربوں درود ان پہ کھربوں سلام
جن کا محمود ﷺ، احمد ﷺ، محمد ﷺ ہے نام ✤ ان پہ اربوں درود ان پہ کھربوں سلام
جو ہے خیر البشر جو ہے خیر الانام ✤ ان پہ اربوں درود ان پہ کھربوں سلام
جن کا اللہ سکھائے ہمیں احترام ✤ ان پہ اربوں درود ان پہ کھربوں سلام
جن کی صوت پہ صوت مطلق حرام ✤ ان پہ اربوں درود ان پہ کھربوں سلام

ذرا ذوقِ محبت کو راہنما بنا کر امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر اور محبوبِ دو عالم ﷺ کے در اقدس کی طرف قدم بڑھایئے۔ اس مقام پر دھڑکتے ہوئے دل، لرزتے ہوئے ہونٹ، کپکپاتی ہوئی زبان، بھرّائی ہوئی آواز اور روتی ہوئی آنکھوں سے بہتے ہوئے شوق کے آنسوؤں نے زبانِ حال سے کہا۔

حضور سرورِ عالم ﷺ غلام حاضر ہے ✽ جو بھیجتا تھا درود و سلام حاضر ہے
ہزاروں عیب لئے یہ خطاؤں کا پیکر ✽ پیش سید خیر الانام ﷺ حاضر ہے

آنسو چھلک پڑے تو میری لاج رہ گئی
اظہارِ غم کا ورنہ سلیقہ نہ تھا مجھے

یہ وہ مقام ہے جہاں فرشتوں کے سردار بھی عاجزی اور ادب سے حاضر ہوتے ہیں۔ یہ دھرتی ساری کائنات سے افضل و مبارک ہے اور آپ ﷺ کی قبر اطہر کو دن رات (۷۰) ہزار فرشتے گھیرے رہتے ہیں۔ یہاں شہرِ مدینہ میں سب سے افضل اور عظیم سعادت محبوبِ کُل ﷺ (فداہ ابی وامی وروحی) کے روضہ مبارک کی زیارت ہے اور یہ وہ سعادت ہے جس پر دنیا جہاں کی ساری سلطنتیں اور نعمتیں قربان ہیں۔

اعزاز یہ حاصل ہے تو حاصل ہے زمین کو ✽ افلاک پر تو گنبدِ خضریٰ نہیں کوئی

○○○

وہ شمعِ حرم جس سے چراغاں ہے مدینہ ✽ کعبہ کی قسم رونقِ کعبہ بھی وہی ہے
نظروں کو جھکاتے ہوئے خاموش گزر جاؤ ✽ بے تاب نگاہی بھی یہاں بے ادبی ہے

اس رحیم و کریم آقا ﷺ کی صفت بندہ نوازی پر قربان جاؤں کس دل آویزادا سے زائرین کی جھولیوں کو بھر رہے ہیں اور کس مشفقانہ انداز سے اپنی شفاعت کی نویدِ جان فزا سنا رہے ہیں۔ اب قیامت تک عُشّاق پروانہ وار آپ ﷺ کے در پر حاضری کی سعادت سے مالا مال ہوتے رہیں گے۔

زندگی میں حضور ﷺ کی زیارت

ڈھونڈتی تھی گنبدِ خضریٰ کو تو ✽ دیکھ وہ ہے اے نگاہِ بے قرار
ہو شیار اے جانِ مضطر ہوشیار ✽ آ گیا شاہِ مدینہ کا دیار

آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت وفضیلت وعظمت اور اہمیت سے متعلق محسنِ کائنات ﷺ کا فرمان سنیے۔ حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا! جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو وہ ان لوگوں کی طرح سعادت حاصل کرنے والا ہے جنہوں نے زندگی میں میری زیارت کی۔

چومی ہیں اپنی آنکھیں رکھ رکھ کے آئینہ
جب بھی ہوئی ہے مجھ کو زیارت حضور ﷺ کی

اس لئے نہایت ذوق وشوق اور عاجزی کے ساتھ چپ چاپ والہانہ نظریں جمائے یقین کی آنکھ سے دیکھیں اور عشق کے کانوں سے سنیں کہ آپکی طرف آنحضرت ﷺ کس طرح شفقتوں بھری ادا سے متوجہ ہیں اور آپ کی روح کو کیا کیا نصیحتیں فرما رہے ہیں۔

سکوتِ عشق کو ترجیح ہے اظہارِ محبت پر
میری آہیں رسا نکلیں یہ نالے بے اثر نکلے

لہٰذا مواجہہ شریف کے سامنے نظریں جھکائے اندر کے منظر کو محفل رسول اللہ ﷺ یقین کر کے درمیانی آواز سے خدمت اقدس میں یوں صلوٰۃ وسلام عرض کریں: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه، جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا مَا اَنْتَ اَهْلُه پھر تھوڑا سا آگے بڑھ کر خلیفہ اول یارِ غار ومزار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کریں: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَوَّلَ الْخُلَفَاء سَیِّدِنَا اَبَا بَكْرِنِ الصِّدِّیْق رضی اللہ عنہ اس کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یوں سلام عرض کریں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ثَانِیَ الْخُلَفَاء سَیِّدِنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب رضی اللہ عنہ اس کے بعد کچھ فاصلے پر ایک طرف بیٹھ کر ذوق وشوق کے ساتھ درود شریف پڑھیں خصوصاً یہ درود شریف پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰی قَلْبِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُلُوْبِ وَ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ وَ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ وَ صَلِّ عَلٰی بَلَدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْبِلَادِ وَ صَلِّ عَلٰی اِسْمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَسْمَاءِ

ہر ایک سانس پر جواُن کو دیکھنے کا شوق ہو
تو آنکھ بَن کر اُن کے در کی جالیوں پر بیٹھ جا

مراقبہ صلوٰۃ وسلام

ایک مومن کی سب سے بڑی خوش نصیبی رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہے آپ ﷺ کے وصال کے بعد اس نعمت کے حصول کا دروازہ بند ہو گیا ہے اب راستہ یہ ہے کہ روضہ رسول ﷺ پر حاضری دی جائے جو قسمت سے حاصل ہوتی ہے اور محدود وقت کے لیئے اور طویل وقفوں کے بعد اس کمی کو پورا کرنے کے لیئے ایک طریقہ یہ ہے کہ روزانہ۔ یا۔ حسب توفیق مراقبہ کیا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ باوُضو ہو کر قبلہ رو بیٹھ جائیں اور یہ تصور کریں کہ روضہ اطہر پر آقا علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہوں..... اور..... اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ، بار بار ہلکی آواز سے یا دل ہی دل میں پڑھیں پھر یہ آیت پڑھیں: وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ [سورۃ نساء:آیت نمبر ۶۴] (بمع ترجمہ) پھر آقا ﷺ کے حضور عرض کریں کہ میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور آپ کو اس پر گواہ کر کے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اللہ تعالیٰ سے معافی لے دیں۔

بیڑا محمد والا لیندا جے تاریاں
جس نے ہے جنت جانڑاں کر لو تیاریاں
سب درود تے سب سلاماں دا لائق شاہ مدینہ
جس دے ناں نوں پڑھدیاں سنڑدیاں ٹھردا اے جگر تے سینہ

پیارا بلال قدمین سے اٹھے گا

مولانا طارق جمیل صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ملک شام میں مدفون ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ کی غلامی نے ان کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا حالانکہ حبشہ کے یہ باشندے جنہیں کوئی گلے لگانے کے لیے تیار نہ تھا سرکار دو عالم ﷺ کے قدموں میں پہنچ کر غلام سے امام بن گئے آج شام میں آرام فرما ہیں مگر قیامت کے دن محبوب ﷺ کے قدموں سے اٹھیں گے اور سرخ اونٹنی کی مہار پکڑے اپنے محبوب ﷺ کو لیے اذان دیتے ہوئے آگے آگے چل رہے ہوں

ﷺ تو غلامی ءرسول نے انہیں عظیم بنا دیا ہے۔

چمک اٹھا جو ستارہ ترے مقدر کا ✤ حبش سے تجھ کو اٹھا کر حجاز میں لایا
ہوا سی سے ترے غم کدے کی آبادی ✤ تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی

قدمین مبارکین پر ہاتھ

اگر نہ رحمت عالم ﷺ کے قدموں میں جگہ ملتی
تو پھر ہم اپنے دل کے داغ دکھلانے کہاں جاتے

اب قدمین مبارکین کی طرف تسلی سے بیٹھ جائیں اور یوں تصور کریں کہ قدمین مبارکین پر ہاتھ رکھ کر منا رہا ہوں۔ آپ ﷺ خوش ہو رہے ہیں اسی حالت میں اپنے آقا ﷺ سے خوب راز و نیاز سے ہمکلام ہوں۔ کیونکہ محبت کی خاموش گفتگو محبوب ﷺ سنتے ہیں کیونکہ مقام عشق میں فاصلے اور رکاوٹیں نہیں ہیں۔

ذکرِ مصطفی ﷺ میں مجھے کھو یا رہنے دو ✤ یہ زمانہ ہے خفا تو خفا رہنے دو
گل عرشیوں نے جو قدموں سے اٹھانا چاہا ✤ مسکرا کر آقا ﷺ نے کہا رہنے دو

حاضری کے وقت نظر کو نیچا رکھو

حضرت اقدس پیر جی مولانا ادریس انصاری رحمۃ اللہ علیہ (صادق آباد والے) کو حضور ﷺ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے بے انتہاء محبت تھی کہ اگر کوئی شخص حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مدینہ منورہ کا ذکر کرتا تو آپ پر ایک عجیب و غریب کیفیت طاری ہو جاتی۔ محبت کی وجہ سے آنکھوں میں سے آنسو بارش کی طرح برسنے لگتے اور آپ بار بار آہوں، سسکیوں میں یہ شعر پڑھتے۔

کیئے جا کیئے جا مدینے کی باتیں ✤ بس یہی ہیں میرے جینے کی باتیں

اسی طرح جب آپ حج کے موقع پر حج سے فارغ ہو کر مدینہ کی طرف جاتے تو حضور ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لیئے جاتے ہوئے ریاض الجنۃ سے ہی اپنی نظروں کو جھکا دیتے۔ پھر روضہ انور پر پہنچ کے سلام عرض کرتے اور جب تک روضہ مبارک پر حاضر رہتے اپنی نظروں کو اوپر نہ اٹھاتے۔ اور اسی طرح لوگوں کو بھی فرماتے کہ بھائی! ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ روضہ اقدس میں حیات ہیں اگر روضہ اقدس پر درود پڑھا جائے تو حضور ﷺ خود سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں اس لیئے جالیوں سے اندر جھانکنے کی بجائے

اپنی نظروں کو نیچے رکھا کرو۔ پھر اپنے گناہوں کو یاد کرتے ہوئے حاضری دو اور انتہائی عاجزی سے سلام عرض کرو۔ اسی طرح جب حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی بندہ ملنے آتا اور عرض کرتا حضرت میں مدینہ جا رہا ہوں۔ تو جن حضرات کی داڑھی نہ ہوتی ان کو حضرت پیر جی بڑی محبت و شفقت سے سمجھاتے کہ بھائی! ہمارے اس عمل سے حضور ﷺ کا دل دکھے گا اس لیئے جانے سے پہلے اپنی شکل و صورت کو اپنے محبوب ﷺ کی پسندیدہ شکل بنا کر جائیں۔

ادب۔۔ادب۔۔ماں کا گھر ہے

جالی کی طرف آنکھ نہیں اٹھتی ادب سے
آنکھوں میں ہے اب گنبد خضریٰ کی تجلی

○○○

دیکھا نہیں جاتا مگر دیکھ رہا ہوں
بے نور اب شمس و قمر دیکھ رہا ہوں

حجرہ شریف کے اندر ہرگز نہ جھانکیں کیونکہ یہ اپنی امی جان کا گھر ہے۔ عام طور پر کسی کے بھی گھر میں جھانکنا خلاف ادب ہے جب کہ یہاں تو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ لہٰذا یہاں ادب کے ساتھ نظریں جھکا کر چلیں اور یقین رکھیں کہ حاضری قبول ہے کیونکہ یہاں کوئی بھی آتا ہے نوازا جاتا ہے اس لئے کہ سخی در پر بلا کر محروم نہیں فرماتے آپ ﷺ تو سخیوں کے سردار ہیں۔

وہ سبز گنبد پہ شبنم کے قطرے ✠ مقدر سے با چشمِ تر دیکھ آئے
وہ پُرنور روضہ، مکیں جس کے سرور ﷺ ✠ نظر تو نہیں اٹھی مگر دیکھ آئے

دوسروں کا سلام

اگر کسی دوست یا رشتہ دار کا سلام پیش کرنا ہو تو یوں کہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ مُحَمَّدٍ اَوَّلِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَبِيْبِ اللّٰهِ يَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ یا اپنی زبان میں مثلاً اس طرح یَا رَسُوْلَ اللہ ﷺ محمد اول بن محمد حبیب اللہ نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے آپ ان کا سلام قبول فرمائیں اور وہ آپ سے شفاعت کے امیدوار ہیں اگر نام یاد نہ ہو تو اس طرح کہیں یَا رَسُوْلَ اللہ ﷺ آپ کے بہت سارے امتیوں نے آپ ﷺ کی

خدمت اقدس میں سلام عرض کیا ہے آپ ان سب کا سلام قبول فرمائیں۔

جانے والے لوگ ہم سے کہہ گئے
ہم تیرا کہہ دیں گے آقا ﷺ سے سلام
اس طرف بھی نظرِ شفقت اے حضور ﷺ
آپ کے قدموں میں آنے سے! حیا رہ گئے

آقا ﷺ کا دل نہ دُکھائیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ محبوب ﷺ اپنا موئے مبارک (بال شریف) ہاتھ میں لئے فرما رہے ہیں کہ جس نے میرے ایک بال کو بھی ایذاء (تکلیف) دی تو اس پر جنت حرام ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جس نے میرے بال کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔ اسی لیے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو شخص حضور اکرم ﷺ کے ایک بال کی بھی توہین کرے گا میں اسکو کافر کہوں گا۔ محبوبِ دو عالم ﷺ کی عزت وتوقیر ہی ایمان ہے۔ محبوب ﷺ کی معمولی بے ادبی بھی کفر ہے یعنی ہر وہ چیز جسکی تھوڑی سی نسبت بھی حضور اکرم ﷺ کی طرف ہے اس کے بارے میں ہلکے الفاظ استعمال کرنا یا اسکا تذکرہ بے وقعت انداز میں کرنا یا ناگوار لہجہ میں اسکو بیان کرنا یہ تمام باتیں گستاخی کی ہیں اور یہ تمام اعمال کے ضائع ہونے اور ایمان کے چھن جانے کا سبب ہیں۔ (نعوذ باللہ)

یاد رہے: اگر مذکورہ باتیں کسی مسلمان سے بے خبری میں صادر ہو جائیں تو فوراً توبہ کرے اور ضرورت ہے کہ اس نازک مسئلہ کا ہر گھر میں تذکرہ کیا جائے تا کہ ہماری آنے والی نسل عقائد کے فتنوں سے محفوظ رہ سکے۔ آمین

کیسا دُکھی انسان وہاں سویا ہوا ہے

کیسا عظمتوں، محبتوں، رحمتوں والا دکھی انسان وہاں سویا ہوا ہے وہاں ..... جہاں میں پاؤں گھسیٹتا بھاری قدموں سے آنسوؤں کی بارش۔ سسکیوں کی گرج میں ڈرتا ڈرتا جاتا ہوں اس کے دکھ کا اندازہ کسی نے کیوں نہیں کیا؟ جب کے انہوں نے ہمارے دکھ ہمارے لئے سہے۔ بلکہ ان سے کہیں بڑھ کر..... میں نے اپنے نبی ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کیا تو مجھے وہاں دکھ ہی دکھ نظر

آئے میرے نبی ﷺ نے ہر طرح کے دکھ برداشت کئے مگر امت کے غم کا دکھ عجیب دیکھا کہ راتوں کو امت کے لئے لمبی لمبی دعاء کرتے اور تڑپتے تھے..... روتے ہوؤں کو حوصلہ دیا مگر خود ان کے لئے روتے رہے۔

تبرکات سے برکات

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے تبرکات و آثار کے عاشق، سنتوں کے متبع، آپ ﷺ کے اشاروں منشا اور مزاج پہ فدار ہتے تھے آپ ﷺ کی طرف منسوب چیزوں سے تبرک حاصل کرتے۔ اس مٹی، اس پانی، اس برتن، اس کپڑے، اس بستر، اس پیالے، اس موئے مبارک، اس ناخن مبارک، اس نعلین مبارک کی قیمت ان کے ہاں دولتِ کونین سے زیادہ ہوتی تھی بلکہ ان کی قیمت کا بدل کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔ جس سے آپ ﷺ کا جسم مبارک مس ہوا۔ لعاب مبارک، وضو کا پانی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمین پر بھی نہ گرنے دیتے۔ اپنے جسم پر اسے ملنا دین و دنیا کی سعادت سمجھتے تھے۔ تبرکات نبوی ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کیسا عشق تھا اسکی تھوڑی سی جھلک پڑھیں:

اگر کوئی شمس و قمر اپنے دامن میں چھپالے ✤ اور کوئی تاروں کو اشاروں سے بلا لے
پھر کوئی پوچھے کہ تجھے کیا لے ✤ تو "کالکا" نعلین نبی آنکھوں سے لگالے

۱ نعلین مبارک

جلیل القدر صحابی سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق نعلین مبارک تبرکاً قبر میں اُن کے سینہ پر رکھ کر دفن کیا گیا۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
پھر کہیں گے کہ ہاں! تاجدار ہم بھی ہیں

۵ موئے مبارک

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن میں رحمت عالم ﷺ کے بال مبارک رکھ دیئے جائیں۔

سایہ موئے مبارک میں جو مستور ہوں ✤ کون جانے قبر میں اب کتنا مسرور ہوں

۵ناخن مبارک

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ دفن کرتے وقت ناخن مبارک جو میرے پاس ڈبی میں محفوظ ہیں میری آنکھوں پر رکھ دینا اللہ تعالیٰ نے اگر پوچھا کیا کر کے آئے ہو تو جواب دوں گا آپکے محبوب ﷺ کے ناخن مبارک آنکھوں پر رکھ کر لایا ہوں۔ اسی طرح حضرت عُمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضور پُرنور ﷺ کے بال مبارک اور ناخن مبارک کے متعلق وصیت فرمائی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

کاٹ دے سر کوئی میرا یہ گوارہ ہے مجھے
اُن کے ناخن پہ خراش آئے یہ منظور نہیں

○○○

آقا دے نل ویکھو صحابہؓ دا تُسی پیار محبت
موت تُوں پہلے اپنی حیاتی وچ کردے پئے نیں وصیت
ناخن آقا دے ہتھاں دے، رکھنا میریاں اکھاں تے
معاویہؓ دے پیار دا کمال اینوں کیندے نے

۵جُبہ مبارک

جلال آباد (ہندوستان) میں ایک جبہ مبارک جو رسول اللہ ﷺ سے منسوب تھا۔ جبہ کے متولیان کبھی کبھی اسے لیکر تھانہ بھون (ہندوستان کے قصبہ کا نام ہے) جاتے تو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ رات بھر جبہ مبارک سینہ سے لگائے رکھتے اور فرماتے تھے کہ جس حجرہ میں جبہ مبارک رکھا ہوا ہے اس حجرہ کی طرف پاؤں پھیلانا بھی دل کو گراں محسوس ہوتا ہے۔

نبوت کی گود

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ میں بیمار ہوا تو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ ﷺ میرے سرہانے کی طرف تشریف فرما ہوئے میرے سر کو اپنی گود میں رکھا اور فرمایا میرے بیٹے کی طبیعت کیسی ہے اسی دوران مجھے خیال آیا کہ آج موئے مبارک کی حسرت پوری کر لوں میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ آپ نے داڑھی مبارک میں ہاتھ پھیر کر دو بال مبارک میرے

ہاتھ میں دے دیئے پھر میری آنکھ کھُل گئی میں نے ہاتھ کی طرف دیکھا تو وہ خالی تھا پھر نیند آ گئی اور آپ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی میں نے عرض کیا آقا ہاتھ خالی تھا فرمایا آپکے ہاتھ بیماری کی وجہ سے کمزور تھے اس لئے میں نے تکیے کے نیچے رکھ دیئے تھے جب آنکھ کھلی تو واقعی تکیے کے نیچے رکھے ہوئے تھے۔ یہ ساری شفقتیں درود شریف کی کثرت کی برکت سے حاصل ہوئیں۔ اِن دو بالوں کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دونوں بال ایک دوسرے سے باہم جڑے رہتے تھے مگر جب درود شریف پڑھا جاتا تو یہ الگ ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ تاثیرِ برکات کے منکروں میں سے تین آدمیوں نے امتحان لینا چاہا تو میں اس بے ادبی پر راضی نہ ہوا مگر جب بحث و مباحثہ طویل ہو گیا تو میرے رشتہ دار اُن مقدس بالوں کو سورج کے سامنے لے گئے حالانکہ سورج میں بہت تیزی تھی بادلوں کا موسم بھی نہ تھا۔ اسی وقت ایک بادل کا ٹکڑا سورج اور مقدس بالوں کے درمیان سایہ فگن ہو گیا۔ منکروں میں سے ایک نے توبہ کر لی دوسرے نے کہا کہ یہ اتفاقی امر ہے پھر دوسری مرتبہ بال مبارک دھوپ کی طرف کئے دوبارہ بادل کا ایک ٹکڑا دھوپ اور بال مبارک کے درمیان حائل ہو گیا۔ دوسرے منکر نے بھی توبہ کی مگر تیسرے نے کہا کہ یہ اتفاقی امر ہے۔ چنانچہ تیسری مرتبہ پھر دھوپ میں لائے گئے پھر تیسرے منکر نے بھی توبہ کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک مرتبہ میں موئے مبارک زیارت کے لیے باہر لے آیا اور صندوقِ برکات کا تالا کھولنے کی کوشش کی مگر تالا نہ کھلا۔ میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ ایک آدمی ناپاک ہے جس کی ناپاکی کی شامت سے یہ نعمت میسر نہیں آ رہی۔ عیب پوشی کرتے ہوئے میں نے ان سب کو تجدید طہارت کے لئے حکم دے دیا تو وہ ناپاک آدمی بھی چلا گیا اسی وقت بڑی آسانی سے تالا کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔

اس در پہ یہ انجام ہوا حسنِ طلب کا
جھولی مری بھر بھر کے کہا ،اور بھی کچھ مانگ

قبر میں کھڑکی

جو شخص نماز فجر اور مغرب کے بعد ۳۳، ۳۳ بار یہ درود شریف پڑھے گا تو اس شخص کی قبر اور روضہ مبارک کے درمیان ایک کھڑکی کھول دی جائے گی اور اُسکو روضہ رسول ﷺ کی طرف سے راحت نصیب ہو گی۔ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَاۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضاً وَلِحَقِّہٖ اَدَاءً (بحوالہ ذریعۃ الوصول)

لحد میری میں خوشبو آرہی ہے اب مدینے سے
صلہ مجھ کو درودوں کا ملا ہے کیا مدینے سے

اہلِ بیتؓ کا شکوہ

ہوں میرے ماں باپ قربان اس مقدس نام پر
عائشہؓ کے سینکڑوں احسان ہیں اسلام پر
جنکو بخشا تھا پیغمبر ﷺ نے حُمیرا کا لقب
مہر و مہ کی رونقیں قربان اس کے نام پر

حضرت مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ایک نیک آدمی نے خواب دیکھا کہ میں مدینہ منورہ میں ہوں اور جنت البقیع کی طرف جارہا ہوں۔ جیسے ہی جنت البقیع میں داخل ہوا تو سامنے ہی اہل بیت واز واج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مزار ہیں۔ جہاں حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آرام فرما ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں دروازے سے داخل ہوا تو سامنے دیکھا ایک میز رکھی ہے اور اس پر ایک ٹیلی فون رکھا ہے جس کی گھنٹی بج رہی ہے۔ میں آگے بڑھتا ہوں اور ٹیلی فون اٹھا کر کان سے لگاتا ہوں تو دوسری جانب سے آواز آتی ہے میں تمہاری ماں عائشہ بول رہی ہوں تم حضور نبی کریم ﷺ پر تو بہت زیادہ درود بھیجتے ہو مگر ہمیں درود کی برکات سے محروم کیوں رکھا ہوا ہے۔ تم صَلَّ اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کیوں پڑھتے ہو اس میں وآلہٖ بھی شامل کرو تا کہ ہم بھی نبی کریم ﷺ کے تابع ہو کر درود وسلام کی برکت سے مالا مال ہو سکیں اور ہم پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت و سلامتی نازل ہو۔ اِسکے بعد وہ کہتے ہیں میں نے پورا درود شریف پڑھنے کا معمول بنالیا پھر ایک عرصہ تک اسی طرح درود شریف پڑھتا رہا۔ ایک بار پھر خواب میں دیکھا کہ میں مدینہ منورہ میں ہوں اور جنت البقیع کی طرف جارہا ہوں اور درمیان میں ایک میز رکھی ہے۔ اس پر ٹیلی فون رکھا ہے اس کی گھنٹی بج رہی ہے میں نے آگے بڑھ کر فون سنا تو اُسی طرح اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی آواز سنائی دی تو میں نے کہا اب تو میں درود مکمل پڑھتا ہوں تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ فون شکوے کا نہیں شکریے کا ہے کہ تم نے ہمیں بھی حضور ﷺ کیساتھ درود شریف میں شامل کرلیا۔ پھر اس طرح درود شریف پڑھنے کا معمول بنالیا تھا۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمْ

بھیج دی رب نے جنت اسی حجرے میں

میری نسبت مدینے سے یونہی نہیں ✽ میرے آقا کا روضہ مدینے میں ہے
میں مدینے کی جانب نہ کیسے کھچوں ✽ میرا دین اور دنیا مدینے میں ہے
میں یہاں ہو میرا دل مدینے میں ہے ✽ پھول کھلتے ہیں پڑھ پڑھ کے صل علیٰ
چوم کر کہہ رہی ہے یہ بادِ صبا ✽ ایسی خوشبو چمن کے گلوں میں کہاں
جیسی خوشبو نبی کے پسینے میں ہے ✽ اک ہے جنت تری، اک ہے حجرہ ترا
میرے مولیٰ بتا! اب میں جاؤں کہاں ✽ بھیج دی رب نے جنت اسی حجرے میں
امی عائشہ کا حجرہ مدینے میں ہے ✽ اک ہے چاند عرش کا اک ہے چاند فرش کا
فرش کے چاند کا جلوہ دیکھو ذرا ✽ اک اشارے سے ٹکڑے ہوا وہ قمر
اس قمر کا قمر بھی مدینے میں ہے ✽ میرے آقا کا روضہ مدینے میں ہے

میں عائشہ کے گھر کھانا کھاتا ہوں

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ چند سال پہلے فقیر کا طریقہ یہ تھا کہ اگر رسالت مآب ﷺ کے ایصال ثواب کے لئے کھانا پکاتا تو حضور ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھی شامل کیا کرتا تھا ایک رات خواب میں دیکھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہیں۔ میں سلام عرض کرتا ہوں اور آپ ﷺ فقیر کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور چہرہ انور دوسری طرف کئے ہوئے ہیں تو فقیر نے عرض کیا میں بچپن سے آپ کی خدمت میں ایصالِ ثواب کرتا ہوں آپ قبول فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں وہ تحفہ قبول کرتا ہوں جو عائشہ کے گھر سے ہو کر آتا ہے پھر اس دوران فقیر سے فرمایا کہ میں عائشہ کے گھر کھانا کھاتا ہوں جو مجھے کھانا کھلانا چاہے وہ عائشہ کے گھر بھیجے اس وقت فقیر کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت رسول کریم ﷺ کی عدم توجہی کا باعث یہ ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایصال ثواب میں شریک نہیں کرتا تھا اس کے بعد میں نہ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بلکہ تمام ازواجِ مطہرات کو بھی شامل کرنے لگا۔

ہم عائشہ کے گھر میں رہتے ہیں

ایک آدمی کی عشقِ رسول ﷺ میں دیوانگی کی سی کیفیت تھی ہر سال جہاں وہ اپنی طرف سے قربانی کرتا تھا اسی طرح ہمیشہ حضور ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کرتا تھا ایک مرتبہ آپ ﷺ خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا ہم عائشہ کے گھر میں رہتے ہیں اس کے بعد وہ صاحب ہمیشہ آپ ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے قربانی کرتے تھے۔

آج بھی ہیں میرے آقا ✽ میری ماں عائشہؓ کے گھر
خوش تھے میرے آقا ✽ میری ماں عائشہؓ کے گھر
ابوبکرؓ عمرؓ بھی ہیں ✽ میری ماں عائشہؓ کے گھر
حضور ﷺ کے وزیر ہیں ✽ میری ماں عائشہؓ کے گھر
نازل ہوا قرآن بھی ✽ میری ماں عائشہؓ کے گھر
طٰہٰ یٰسین بھی ہیں ✽ میری ماں عائشہؓ کے گھر
آتے تھے جبریلؑ بھی ✽ میری ماں عائشہؓ کے گھر
لاتے تھے وحی بھی ✽ میری ماں عائشہؓ کے گھر
مسکن احمد بھی ہے ✽ میری ماں عائشہؓ کے گھر
جنت کا سردار ہے ✽ میری ماں عائشہؓ کے گھر
آ رہی ہے ساری دنیا ✽ میری ماں عائشہؓ کے گھر
درود پڑھتے ہیں فرشتے ✽ میری ماں عائشہؓ کے گھر
ابوبکرؓ و عمرؓ کا ہے ✽ روضہ اقدس میں قیام
جنت کے ہیں دونوں پھول ✽ میری ماں عائشہؓ کے گھر
دیکھنی ہے جس نے جنت ✽ روضہ اقدس دیکھ لے
بس بوئے جنت دیکھ لو ✽ میری ماں عائشہؓ کے گھر
جائے گا شہبازؔ ایک دن ✽ مدینۃ الرسول ﷺ میں
راحت مل جائے گی مجھ کو ✽ اپنی ماں عائشہؓ کے گھر

حضرت ملا علی قاریؒ کی قربانی

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے ایک کبش (مینڈھا) ذبح کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ آپ ﷺ نے امت کی طرف سے بھی قربانی کی ہے تو مروت کا تقاضا ہے کہ ہم بھی اس احسان کے بدلے میں آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کرتے رہیں۔

سلام پہنچانا واجب ہے

اپنے اکابر واسلاف کا یہی معمول رہا ہے کہ دوسروں کے واسطے سے روضہ اقدس پر سلام بھیجا کرتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور اسی طرح اولیآء وسلاطین مستقل قاصد بھیجا کرتے تھے۔ جو اُن کی طرف سے دربار میں آکر سلام پیش کرتے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ کسی نے سلام پہنچانے کی درخواست کی اور زیارت کے لئے آنے والے نے قبول کر لی یعنی وعدہ کرلیا کہ میں سلام پہنچاؤں گا تو اس پر سلام پہنچانا واجب ہو گیا۔

دعائے وسیلہ

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک نابینا آدمی حضور ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اس نے عرض کی کہ آپ ﷺ دعاء فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے صحت سے نوازیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں دعاء کر دیتا ہوں اگر اس پر صبر کرے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے اس نے عرض کیا کہ دعاء فرمائیں۔ حضور ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کر کے اس طرح دعا کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیِ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْهُ (صَحَّحَه الْبَیْهَقِی وَزَادَ فَقَامَ وَاَبْصَرَ)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوں تیرے نبی کریم ﷺ کے واسطے سے جو نبی رحمت ہیں۔ اے محمد ﷺ آپ کے ذریعے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنی حاجت روائی کے لئے۔ اے اللہ میری درخواست قبول فرما۔ بیہقی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور یہ اضافہ کیا کہ وہ آدمی کھڑا ہوا تو اس کی بینائی ٹھیک تھی۔

نبی رحمت ﷺ کا وسیلہ

اے محبوب دو عالم ! ﷺ اے سرورِ کائنات ! ﷺ یا شفیع المذنبین ! ﷺ یا رحمۃ للعالمین ﷺ! کفار بھی، اگر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو محروم واپس نہیں لوٹے، قاتل بھی حریم نبوت میں داخل ہوئے تو غلام بن گئے۔ دشمن، سازشیں لے کر آئے تو اطاعت گذار بن گئے، جان لینے آنے والے دل دے بیٹھے اور وفادار بن گئے۔ یا سیدی! ہم گناہ گار اپنے اعمال کے لحاظ سے سیاہ کار ہیں، مگر آپ کا دامن پکڑے ہوئے، آپ کا وسیلہ اپنائے ہوئے، آپ کے بے نام، بے کام اُمتی ہیں، آپ سے غلامی کی نسبت ہے۔ اے محبوب دو عالم! ایسا نہ ہو کہ یہاں سے ہم ناکام، اور محروم واپس لوٹیں.....

ہائے! یہ شبِ وصل نہ کل ہو گی میسر ✽ جو کچھ اُڑانے ہیں مزے آج اُڑا لے

وَعَلَیْکُمُ السَّلَام کی آواز

حضرت ابراہیم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دربار پُرانوار پر حاضری دی جب قبرِ انور پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو میں نے اپنے سلام کے جواب میں قبرِ انور سے وعلیکم السلام کی آواز سُنی۔

میں جواب دیتا ہوں

حضرت سلیمان بن سحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے ادباً سوال کیا کہ آقا ﷺ جو لوگ آپ کے ہاں حاضری دیتے ہیں اور آپ ﷺ پر سلام پیش کرتے ہیں آپ انکے سلام کو سنتے ہیں؟ فرمایا ہاں میں جواب بھی دیتا ہوں۔

واپس چل کر سلام کرو

مولانا راشد مدنی صاحب (رحیم یار خان والے) فرماتے ہیں کہ میرے کراچی کے ایک ساتھی حرمین کے سفر پر ساتھ تھے مدینہ منورہ میں رہائش کے دنوں ایک رات ۳ بجے فون کیا میں پریشان ہو گیا اس نے کہا جلدی میرے پاس آؤ جب میں آیا تو فرمایا میں مسلسل خواب دیکھ رہا ہوں کہ سلام پیش کر کے باب فہد سے نکل رہا تھا تو ایک آدمی نے آ کر کہا کہ آپ نے سلام کا جواب سنا تھا میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا واپس چل کر سلام کرو تمہیں جواب ملے گا۔ جا کر سلام

پیش کیا تو مجھے جواب ملا۔ وہ ایسی پیاری آواز تھی کہ کروڑوں انسانوں کی آوازوں میں سے اس آواز کو پہچان لوں گا پھر میں کھڑا رہا کہ دیکھوں کہ کس کس کو جواب ملتا ہے تو دیکھا کہ دڑاھی منڈے سلام کرتے تو آپ ﷺ چہرہ انور پھیر لیتے اور جواب بھی نہ دیتے۔

ان پڑھ بڑھیا کا انوکھا سلام

چند سال قبل ایک پچاسی سالہ بڑھیا حج پر آئی تھی مدینہ منورہ میں سنہری جالیوں کے روبرو صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے لیئے حاضر ہوئی اور اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنا شروع کیا تو اچانک اس کی نظر ایک خاتون پر پڑی جو ایک کتاب میں سے دیکھ دیکھ کر عرض کر رہی تھی۔ بے چاری ان پڑھ بڑھیا کا دل ڈوبنے لگا اس نے روتے اور بلکتے ہوئے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میں تو پڑھی لکھی نہیں اس لیئے آپ کے شایان شان سلام عرض کرنا نہیں آتا آپ کی عظمت وشان واقعی بلند وبالا ہے۔ آپ تو ان کا سلام قبول کرتے ہوں گے جو اچھے اور بہترین انداز میں سلام پیش کرتے ہوں مگر مجھے تو کچھ کہنے کا انداز ہی نہیں آتا۔ جب وہ بڑھیا رات کو سوئی تو اس کی قسمت جاگ اٹھی یوں کہ لیں کہ بڑھیا تو سو چکی تھی مگر اس کی قسمت جاگ کر اس کے دکھے دل کے لیئے خوشخبری ڈھونڈنے میں مصروف تھی۔ تو خواب میں وہ بڑھیا کیا دیکھتی ہے کہ اس کے سرہانے امت کے والی سرکار مدینہ تشریف لائے ہیں اور آپ ﷺ کے لب مبارک کو حرکت ہوئی، پھول جھڑنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم مایوس کیوں ہوتی ہو ہم نے سب سے پہلے تمھارا سلام قبول فرمایا ہے۔

تم اس کے مددگار ہو تم اس کے طرف دار ❋ جو تم کو نکمے سے نکما نظر آئے
لگاتے ہیں اس کو بھی سینے سے آقا جو ہوتا نہیں منہ لگانے کے قابل

بارش کی خوشخبری

حضرت ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط پڑ گیا لوگ پریشان ہوئے کہ بارش نہیں ہوئی تو ایک آدمی حضور ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اُمت پریشان ہے دعاء فرمائیں کہ رحمت کی بارش ہو۔ اُسے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ عمر کو میرا سلام کہہ دو اور بارش کی اطلاع بھی دے دو۔ وہ آدمی خلیفہ

المسلمین کے پاس خوشی خوشی پہنچا اور سارے واقعہ کی خبر دی تو حضرت عمرؓ محبوب کی طرف سے سلام ملنے پر یادِ حبیب ﷺ میں جی بھر کر روئے۔

میری ڈیوٹی لگائی ہے

حضرت امام ابوبکر مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ خود، طبرانی اور ابوالشیخ حرمِ نبوی میں حاضر تھے۔ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں شدت کی بھوک محسوس ہوئی اور اسطرح سارا دن گزر گیا۔ جب عشاء کا وقت ہوا تو میں حضور ﷺ کی قبرِ انور پر حاضر ہو گیا اور اپنی بھوک پیاس کی شدت کا ذکر کیا اپنی ساری کہانی سنا کر واپس آیا تھوڑی دیر بعد ایک علوی نوجوان پہنچا جس کے ساتھ دو غلام تھے اور ان کے پاس کھانے پینے کا وافر سامان تھا۔ ہم سب نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد فارغ ہونے پر علوی جوان نے کہا کہ تم نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں کھانے کا شکوہ کیا تھا لہٰذا حضور ﷺ نے میری ڈیوٹی لگائی ہے کہ یہ سامان میں آپ تک پہنچاؤں۔

جب بھی بھوک لگے

حضرت ابن نفیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تین دن بھوکا رہا بالآخر حضور ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہوا اور بھوک کی شکایت عرض کی واپس آ کر بھوک سے نڈھال ہو کر لیٹ گیا تھوڑی دیر بعد ایک بچی نے مجھے اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے جگایا اور اپنے ساتھ چلنے کو کہا میں ساتھ ہو لیا اس نے جا کر مجھے گندم کی روٹی دی گھی اور کھجوریں پیش کیں اور پھر بتایا کہ خواب میں مجھے میرے نانا حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں کھانا کھلایا جائے۔ جب بھی تمہیں بھوک محسوس ہوا کرے تو آ جایا کرو۔ (وہ بچی خاندانِ سادات میں سے تھی)

آدھی روٹی

حضرت ابوالخیر تنباتی رحمۃ اللہ علیہ مشاہیر اولیاء کرام میں سے تھے فرماتے ہیں کہ ایک بار میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو میں فاقہ سے تھا۔ پانچ دن تک کوئی چیز چکھنے کو بھی نہ ملی۔ چھٹے دن قبر شریف پر حاضری دی اور رحمت کائنات ﷺ و حضرات شیخین رضی اللہ عنہم پر سلام عرض کیا اور کہا یا رسول اللہ! آج میں حضور ﷺ کا مہمان ہوں یہ کہہ کر میں وہاں سے ہٹا اور منبر شریف کے پیچھے آ کر سو گیا تھوڑی دیر میں کیا دیکھتا ہوں حضور ﷺ تشریف فرما ہیں دائیں جانب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بائیں جانب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور سامنے حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے مجھے بلایا اور

کہا اٹھ جاؤ حضور ﷺ تشریف لائے ہیں۔ میں اٹھا اور اٹھ کر حضور ﷺ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا پھر آپ ﷺ نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی۔ اس میں سے آدھی روٹی کھانے کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلنے پر واقعی آدھی روٹی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔

ہر طرف مدینے میں بھیڑ ہے فقیروں کی ایک دینے والا ہے کُل جہاں سوالی ہے

لاعلاج مریض ٹھیک

حضرت ابو محمد الاشبیلی رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ غرناطہ میں ایک ایسے بیمار کے پاس میں ٹھہرا جو لاعلاج کیا جا چکا تھا۔ معالج اور بیمار دونوں مایوس ہو چکے تھے تو اس بیمار کے خادم نے حضور ﷺ کے دربار گوہر بار میں عریضہ لکھا جس میں اپنے سردار کی بیماری کا ذکر کیا اور درخواست کی کہ اس کو شفاء نصیب ہو۔ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جونہی یہ قاصد غرناطہ سے مدینہ منورہ پہنچا اور یہ خط دربارِ رسالت میں پڑھا تو بیمار کو غرناطہ میں شفاء مل گئی۔

جسد اطہر کی خصوصیات

میری داستانِ حیات میں تیرے نام ہی کی بہار ہے
تیری صبح ہی کے گلاب سے تیری شام ہی کی بہار ہے

حدیث مبارک میں آتا ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ کو جنت کی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کے بدن مبارک میں جنت والی خصوصیات ہیں:

۱:۔ جنت پاکیزہ ہے تو آپ ﷺ بھی پاکیزہ ہیں۔

۲:۔ جنت کا گارا مُشک کا ہے۔ حضور ﷺ کے بدن مبارک کے پسینہ مبارک سے مشک سے بھی بڑھ کر خوشبو آتی ہے۔

۳:۔ آپ ﷺ کا جسم مبارک جنت کی مٹی سے ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کا روضہ مبارک بھی جنت کا ٹکڑا ہے یعنی جنت والے بدن مبارک کو جنت میں رکھا گیا ہے۔

۴:۔ جنتی جنت میں زندہ ہوں گے اس لئے آپ ﷺ اپنے روضہ مبارک میں زندہ ہیں۔

۵:۔ جنت کی چیز پر فنا نہیں ہے بقاء ہے اس لئے حضور ﷺ کا جسم مبارک اپنے روضہ اقدس میں باقی ہے اسکو زمین نہیں کھا سکتی۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں ابو بکر، عمر ایک ہی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور اُسی

مٹی میں ہم دفن ہونگے۔ چنانچہ آنے والے حالات نے رسول اللہ ﷺ کی اس مبارک پیشین گوئی پر حرف بہ حرف مُہرِ تصدیق ثبت کر دی اور ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہم کو اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے پہلو میں مدفن نصیب ہوا۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ [سورہ طہ ۵۵] اس آیت کی تفسیر میں علماء کرام نے لکھا ہے کہ پیدائش سے قبل انسان کا خمیر جس مٹی سے اٹھایا جاتا ہے انتقال کے بعد وہی مٹی اس کا مدفن بنتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قدرت نے جس جگہ سے حضور ﷺ کا خمیر اٹھایا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خمیر بھی اسی جگہ سے لیا تھا۔ چنانچہ بعد از وفات تینوں مقدس اجسام اسی جگہ دفن کر دیئے گئے۔

دروازہ خود بخود کھل گیا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے ابا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت اختلاف ہو گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو کہاں دفن کیا جائے۔ بعض نے کہا جنت البقیع میں قبر بنائی جائے اور بعض صحابہ کرامؓ نے کہا کہ شہداء کے قبرستان میں بنائی جائے۔ لیکن میری خواہش تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کو اسی حجرہ میں دفن کیا جائے جس جگہ نبی رحمت ﷺ کی قبر مبارک ہے۔ یہ گفتگو ابھی جاری تھی کہ اچانک مجھ پر اونگھ طاری ہو گئی اور میں نے یہ آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا۔ وَاصِلُو الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ یعنی دوست کو دوست سے ملا دو۔ یہاں تک کہ مسجد نبوی ﷺ کے اندر بیٹھے ہوئے لوگوں نے بھی یہ آواز سُنی تو اس کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی قبر روضہ اطہر کے اندر بنائی جائے۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کے پہلوئے اقدس میں دفن کیا گیا۔ جب امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقدس جنازہ لے کر لوگ روضہ مبارک کے پاس پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. هٰذَا اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! یہ آپ ﷺ کے یارِ غار ابو بکر رضی اللہ عنہ دروازہ پر حاضر ہیں ان کی تمنا آپکے حجرہ میں دفن ہونے کی ہے یہ عرض کرتے ہی حضور انور ﷺ کے روضہ مُبارک کا دروازہ جو پہلے بند تھا خود بخود کھل گیا اور قبر مبارک سے ایک آواز آئی جسکو تمام حاضرین نے سنا۔ "اُدْخُلُوْا الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ" یعنی دوست کو دوست کے دربار میں داخل کر دو۔

اپنا معیار زمانے سے جدا رکھتے ہیں ✽ ہم تو محبوب بھی محبوب خدا رکھتے ہیں

جنت کی تمنا کیوں

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت کی تمنا اور آرزو اس لئے زیادہ ہے کہ وہاں جنت میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوگی۔

خواہش پری کی نہ تمنا ہے حور کی
آنکھوں کے آگے رہے صورت حضور ﷺ کی

حسنین رضی اللہ عنہم کے ابا کیوں رو رہے ہیں؟

اکثر و بیشتر حضور ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر معاملہ میں ایک ساتھ ہوتے تھے۔ یہ تینوں حضرات کس قدر ایک ساتھ ہوتے تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب مجوسی ابولؤلؤ فیروز کا خنجر لگا اور آپ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کندھے پر سر رکھ کر رو رہے تھے۔ بہت بڑا مجمع ہے کون کس کے ساتھ کھڑا ہے ایسے موقع پر کون سوچتا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ اندازہ ہے کہ اس مجمع میں میرے پیچھے کوئی صاحب کھڑے ہوئے ہیں اور میرے کندھے پر سر رکھ کر روتے ہوئے یہ کلمات کہہ رہے ہیں کہ قَامَ رَسُوْلُ اللہ ﷺ وابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما..... ذَھَبَ رَسُوْلُ اللہ ﷺ وابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جَاءَ رَسُوْلُ اللہ ﷺ وابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوتے تو سوال ہوتا کون کون کھڑے ہوئے ہیں؟ تو جواب آتا کہ رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ۔ اگر گئے ہیں تو سوال ہوتا کون کون گئے ہیں؟ تو جواب آتا کہ رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ۔ اگر آئے ہیں تو سوال ہوتا کون کون آئے ہیں؟ تو جواب آتا کہ رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ۔ تو ساری زندگی میں یہ دیکھتا اور سنتا رہا۔ ان تمام حالات و واقعات سے مجھے اُس وقت سے یقین تھا کہ حضور ﷺ کے حجرہ شریف میں جن کو دفن ہونا اور قبر میں ساتھ ہونا نصیب ہوگا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضور ﷺ کے پہلو میں آپکی قبر مبارک بنی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک بھی حضور ﷺ کے حجرہ شریف میں بنی۔ دنیا کی زندگی کے ہر معاملہ میں یہ تینوں حضرات ایک ساتھ رہتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبریں بھی ایک ساتھ بنادیں۔

حضور ﷺ کے ہاتھوں میں ہاتھ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے حضرت ابوبکر آپ کا دایاں ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور حضرت عمر بایاں ہاتھ۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم قیامت میں بھی اسی طرح اٹھائے جائیں گے دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب پہلے میری قبر شق ہوگی پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ کی۔ (ترمذی)

تیرا روضہ امیں خاص ہے ذات رسالت کا ❁ بساط ارض پر ٹکڑا یہی ہے باغ جنت کا
اسی میں رحمۃ للعالمین رہتے تھے رہتے ہیں ❁ یہی حجرہ ہے جسے گنبد خضراء بھی کہتے ہیں
اسی سے حشر کے دن سرور کونین اٹھیں گے ❁ مگر تنہا نہیں مع شیخین اٹھیں گے

حضور ﷺ تک شور نہ پہنچے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب کہیں قریب میں کیل یا میخ وغیرہ کے ٹھونکنے کی آواز سُنتیں تو آدمی بھیج کر اُن کو روک دیتیں کہ زور سے کیل نہ ٹھوکیں حضور ﷺ کا لحاظ رکھیں۔ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو اپنے مکان کے کواڑ بنوانے کی ضرورت پیش آئی تو بنانے والوں کو فرمایا کہ مسجد کے باہر جا کے بنا کر لائیں تا کہ انکے بنانے کا شور حضور ﷺ تک نہ پہنچے۔

آپ کا دربار ہے اونچا نہ بول ❁ یہ بڑی سرکار ہے اونچا نہ بول
عشق کی دنیا میں اہلِ عشق کا ❁ ہاں یہی معیار ہے اونچا نہ بول
آپ ہیں آرام فرما اس جگہ ❁ آپ سے گر پیار ہے اونچا نہ بول
چیخنا اور وہ بھی بزمِ یار میں ❁ یہ کہاں کا پیار ہے اونچا نہ بول
سانس بھی آہستہ لے اس شہر میں ❁ عشق کی تکرار ہے اونچا نہ بول

روتے روتے انتقال

ایک عورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور درخواست کی کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرا دیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ شریف کے اُس حصہ کا پردہ جس میں قبر شریف تھی ہٹا دیا۔ وہ عورت قبر شریف کی زیارت کر کے روتی رہی اور روتے روتے وہیں انتقال کر گئی۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

روضہ اقدس پر میرا انتقال ہو گیا

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ سے رخصت ہونے لگا تو شیخ سے ملاقات کی تو حضرت شیخ الحدیث نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں الوداعی سلام کے لیے روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور میرا انتقال ہو گیا۔ میں نے اپنے دوستوں اور گھر کے افراد کو یہ خواب نہیں بتایا کہ وہ ابھی سے رونا شروع کر دیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ وہ انتقال تھوڑا ہے یہ تو آفتاب نبوت کے سامنے چراغ کا اضمحلال ہے بس حضرت شیخ الحدیث تشریف لے گئے لندن، لندن واپسی پر فرمانے لگے مجھ سے۔ مفتی جی! کیا فائدہ وہاں جانے کا تم بتاؤ۔ میں نے کہا بتاؤں، میں نے ذرا قوت سے کہا بجائے ادب کے دوبارہ میں نے کہا کہ بتاؤں، کہا کہ ہاں پوچھ تو رہا ہوں۔ میں نے کہا مجھ سے کیوں پوچھتے ہو۔ پوچھئے ان سے جنہوں نے آپ کو بھیجا ہے کیا فائدہ ہوا۔ بس حضرت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا بھئی بات تو یہی ہے کئی مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ بھی فرمایا کہ جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ خیر پھر شیخ نے یہ کہا کہ بھائی کلکتہ والے بہت عرصے سے بلا رہے ہیں میں اپنی بیماری اور کمزوری کا عذر کر دیتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ مدینہ بھی تو جاتے ہیں۔ میں نے کہا بھی ہے کہ تم مکہ مدینہ پر کیا قیاس کرتے ہو اپنے کلکتہ کو؟ لیکن اب تو لندن بھی ہو آئے اب کیا جواب دوں گا پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں نہ کبھی بغیر اجازت آیا اور نہ بغیر اجازت کے گیا۔ مدینہ طیبہ پہنچا تو اجازت سے وہاں سے آیا تو اجازت سے۔

روضہ رسول ﷺ پر قبول اسلام

چل گیا اسمِ محمد ﷺ کا وہ جادو دل میں ✤ پالیا جس نے ہر اک جذبے پہ قابو دل میں
نامِ احمد ﷺ کا جو چرچا ہوا ہر سُو دل میں ✤ دردِ دل بیٹھ گیا اٹھ کے دو زانوں دل میں

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک یہودی تورات پڑھ رہا تھا اس نے چار مقامات پر اسم محمد ﷺ لکھا دیکھا تو اسے چھیل ڈالا۔ دوسرے روز جب دیکھا تو یہ اسم مبارک آٹھ مقامات پر لکھا ہوا تھا پھر چھیل ڈالا تیسرے دن بارہ مقامات پر اسمِ محمد ﷺ لکھا ہوا تھا تو وہ

یہودی شام سے مدینہ روانہ ہوا جب مدینہ پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو چکا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ مجھے حضور ﷺ کا لباس دکھائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے رسول اللہ ﷺ کا لباس مبارک دکھایا۔ اس نے سونگھا پھر روضہ رسول ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر ایمان لایا اور کہنے لگا اے اللہ! اگر تو نے میرا اسلام قبول کر لیا ہے تو جلدی سے میری روح روضہ مبارک پر ہی قبض کر لے چنانچہ وہ اُسی وقت گر پڑا اور اسکی روح پرواز کر گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے غسل اور کفن دے کر جنت البقیع میں دفن کر دیا۔

حضور کے در پہ جان دے دوں یہی میری آرزو ہے اعظم
جو بوجھ سر پر ہے زندگی کا وہ بوجھ سر سے اتار دوں

پانی کا ڈول لٹکایا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دشمنوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو محصور کر رکھا تھا تو میں ان کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوا تو فرمانے لگے بھائی بہت اچھا کیا کہ تم آئے کچھ دیر پہلے ہی میں نے اس کھڑکی میں سے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا عثمان تمہیں لوگوں نے محصور کر رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہیں پیاسا رکھا ہے؟ (باغی لوگوں نے پانی اندر لے جانا بند کر دیا تھا) میں نے عرض کیا جی ہاں! اس پر حضور ﷺ نے ایک پانی کا ڈول لٹکایا جس سے میں نے پانی پیا اس پانی کی ٹھنڈک اب تک میرے دونوں کندھوں اور دونوں چھاتیوں کے درمیان محسوس ہو رہی ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم چاہو تو ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کی جائے اور تمہارا دل چاہے تو یہاں ہمارے پاس آ جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ حضور (ﷺ) کی خدمت میں حاضری ہی چاہتا ہوں چنانچہ اسی دن شہید کر دیے گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ

حبیب وہ ہمیں کاش مدینے میں ہی رکھ لیں
مہمان بڑے کب ہیں، ضیافت ہی بڑی ہے

اے مسلمانوں کے اِمام

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ جب امام صاحب آپ ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے تو یوں کہتے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْاَنْبِيَآءِ (اے نبیوں

کے امام آپ پر سلام ہو) تو جواب آتا وَ عَلَیْكَ السَّلَام یَا اِمَامَ الْمُسْلِمِیْن (اے مسلمانوں کے امام تجھ پر بھی سلام ہو)

قبر مبارک سے اذان

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب واقعہ حرّہ پیش آیا اور خاص مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ میں مسلمانوں کی لاشیں تڑپائی گئیں تو میں (بہ خیال فدا کاری) حضور ﷺ کے روضہ مبارک کے اندر داخل ہو گیا۔ اس لڑائی کا سلسلہ تین دن اتنا شدید رہا کہ مسجد نبوی ﷺ میں اذان اور نماز تک کوئی نہیں پڑھ سکا اور راوی کہتے ہیں کہ میں تو روضہ مبارک کے اندر ہی بیٹھا ہوا تھا جہاں وقت کا صحیح پتہ نہ چلتا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ پھر آپ نماز کس طرح پڑھتے تھے؟ تو وہ کہنے لگے کہ حضور ﷺ کی قبر شریف سے اذان اور اقامت کی آواز سنائی دیا کرتی تھی جس سے مجھے نماز کے وقت کا علم ہو جاتا اور میں نماز پڑھ لیتا تھا۔

ایمان ہے مرا کہ وہ زندہ ہیں حرم میں
زندہ کا جو مسکن ہو وہ مرقد نہیں ہوتا

رزق کی فراوانی

حضرت سعید ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ روضہ مبارک کے قریب بیٹھ کر رزق کی فراوانی کے لئے یہ دعا پڑھتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عَمَلاً بَارًّا وَرِزْقًا دَارًّا وَعَیْشًا قَارًّا۔ اے میرے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں نیک عمل وسیع رزق اور پر سکون زندگی کا۔

سب کی مغفرت کر دی

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حاتم اصم بلخی رحمۃ اللہ علیہ جو مشہور صوفیاء میں سے ہیں کہتے ہیں کہ تین برس تک ایک قُبّہ میں انہوں نے چلہ کیا تھا کہ بے ضرورت کسی سے بات نہیں کی۔ جب حضور ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہوئے تو اتنا ہی عرض کیا اے اللہ! ہم لوگ تیرے نبی ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کو حاضر ہوئے ہیں تو ہمیں نامراد واپس نہ فرما۔ غیب سے ایک آواز آئی کہ ہم نے تمہیں اپنے محبوب ﷺ کی قبر کی زیارت نصیب ہی اس لئے کی کہ تمہاری حاضری کو قبول کریں۔ جاؤ ہم نے تمہاری اور تمہارے ساتھ جتنے بھی حاضرین ہیں سب کی مغفرت کر دی۔

ڈرتا ہوں عمر بھر کے گناہوں کو دیکھ کر
پھر سوچتا ہوں شافع محشر حضور ﷺ ہیں

تمہارا رُقعہ پہنچ گیا ہے

حضرت محمد بن یعلی کنانی رحمۃ اللہ علیہ کثرت سے رحمتِ دوعالم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے تھے۔ ایک دن دِیارِ حبیب کی حاضری کے ارادے سے نکلے لیکن پاؤں میں چوٹ لگنے کے سبب سفر مدینہ جاری نہ رکھ سکے اور ایک رقعہ لکھ کر کسی حاجی کو دیا کہ روضہ مبارک کے قریب میرا یہ رقعہ رکھ دینا اس کے بعد رات کو خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا رقعہ پہنچ گیا اور ہم نے تمہارا عذر بھی قبول کرلیا ہے۔

غلامانِ رسول کا قابلِ دید منظر

روضہ مبارک کی طرف نظریں اُٹھیں تو غلاموں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر، عربی بھی تھے عجمی بھی، افریقی بھی تھے اور امریکی بھی، کالے بھی تھے اور گورے بھی۔ ہندی بھی تھے اور چینی بھی، شامی بھی تھے اور مصری بھی، مغربی بھی تھے اور ایشیائی بھی، ہر ملک کے ہر رنگ، ہر نسل، ہر قدو قامت کے انسان آنسو نثار کر رہے تھے اس منظر کو دیکھ کر بے اختیار کیفی مرحوم کے اشعار زبان پر جاری ہوگے.....

بھری ہیں ہر گدا نے سعادت سے جھولیاں ✤ نگری رہے ہمیشہ سلامت حضور (ﷺ) کی
رب کریم شانِ کریمی کا واسطہ ✤ جنت میں ہو نصیب رفاقت حضور (ﷺ) کی
ہر دور میں جدید تقاضوں کے ساتھ ساتھ ✤ ہوتی ہے آشکار صداقت حضور (ﷺ) کی
کیفی خدا نصیب کرے اپنے فضل سے ✤ اُلفت کے ساتھ ساتھ اطاعت حضور (ﷺ) کی

محبوب کے دروازے پر دھکے

شیخ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفر حرمین شریفین ۱۴۳۵ھ کے دوران فجر کی نماز کے بعد روضہ ءِ اقدس پر حاضر ہونے کے لئے گئے تو بہت زیادہ بھیڑ تھی، کسی نے کہا کہ ابھی دھکم پیل ہے انتظار کرلیا جائے تو حضرت والا نے رو کر فرمایا کہ جب عاشق محبوب کے دروازے پر دھکے کھاتا ہے تو محبوب کو اس پر رحم اور پیار آجاتا ہے چنانچہ اسی طرح حاضری

دی اور عین مواجہہ شریف کے سامنے پہنچے تو شرطے (سپاہی) نے از خود جگہ بنادی اور جب تک آپ نے اطمینان سے صلوٰۃ وسلام پیش نہ کر دیا اس وقت تک نہ ہٹایا۔

حضور ﷺ ہم سے بہت زیادہ خوش ہیں

صوبہ سندھ کے بھائی حافظ محمد نواز کھوسہ صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ایک سال مدینہ منورہ مسجد نبوی میں میری ملاقات سرتاج الاولیاء حضرت سائیں عبدالصمد ہالیجوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے ہوئی۔ حضرت کے ساتھ اور بھی چند ساتھی تھے نمازِ عشاء کے بعد اکثر لوگ روضہ مبارک پر صلوٰۃ والسلام عرض کرنے کے لیے جا رہے تھے۔ تو ہم بھی جانے کے لیے اُٹھے تو حضرت نے فرمایا: تم ابھی تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ جب مواجہہ شریف پر لوگوں کا رش کچھ کم ہوگا تو پھر چلیں گے۔ آدھے گھنٹے کے بعد حضرت نے فرمایا آؤ چلیں تم میں سے کچھ میرے آگے اور کچھ میرے پیچھے چلیں۔ جب ہم مواجہہ شریف کے قریب پہنچے تو میں نے آگے والے ساتھیوں سے کہا کہ روضہ مبارک پر کھڑے پہرے داروں سے کہو کہ هذا شیخ باکستان تو پہرے داروں نے جگہ بنادی اور کہا کہ آپ تسلی سے سلام عرض کریں۔ ہم سلام عرض کر کے جب واپس آئے تو حضرت نے فرمایا میں آج بہت خوش ہوں ہم نے پوچھا کس بات پر؟ فرمایا: حضور ﷺ نے ہمارے سلام کا جواب بخود نفس نفیس دیا اور حضور ﷺ ہم سے بہت زیادہ خوش ہیں۔ ہم نے پوچھا اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے ساتھ جتنے ساتھی تھے وہ سب داڑھی والے تھے اور داڑھی والوں کے سلام کا جواب حضور ﷺ خود دیتے ہیں اور خوش بھی ہوتے ہیں۔ (تلخیصاً)

خبردار: جن لوگوں نے بغیر داڑھی کے حج وعمرے کیے ہیں وہ اپنے حج اور عمرے کی خیر منائیں اور پھر ہمیشہ کے لیے داڑھی کٹوانے والے گناہ سے توبہ کریں۔

درحضور پر پلکوں سے دستک

مواجہہ شریف میں حاضری کے وقت میری آنکھوں کے سامنے امام مالکؒ گھوم رہے تھے جنہوں نے بیس برس روضہ اقدس کی چھاؤں میں بیٹھ کر درس حدیث دیا مگر کتاب کا ورق اس آہستگی سے پلٹتے تھے کہ آواز نہ آتی مبادا کہ حضور ﷺ کے آرام میں خلل آجائے، شیخ العرب والعجم مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ یاد آئے جو ڈیڑھ عشرہ سے زیادہ روضہ رسول میں جھاڑو دیا کرتے

تھے۔ میں جتنی بار مواجہہ شریف میں حاضر ہوا، اس وقت بھی اور آج تک یہی احساس ہے کہ ایک سہانا خواب تھا جو میں نے دیکھا، مجھے اپنے آپ پر، اپنے وجود پر، اپنی حاضری پر اعتبار نہیں آ رہا تھا کہ فی الواقع میں اس وقت وہاں حاضر ہوں جہاں مجھ جیسا روسیاہ حاضری کی آرزو تو کر سکتا ہے لیکن وہاں کی موجودگی پر یقین نہیں کر سکتا، کہاں میں اور کہاں درِ نبوت ﷺ؟ یہی تو وہ جگہ ہے جو عرش سے نازک تر ہے، میں جتنی دیر وہاں رہا گم رہا نہ اپنی خبر نہ گرد و پیش کی خبر، ایک سکتے کا عالم تھا جو طاری رہا، رویا اس لئے نہیں کہ مبادا سسکی نکل جائے اور آواز اُٹھ جائے اور کیا دھرا سب اکارت چلا جائے، جھولی بھی نہیں پھیلائی کہ یہاں بن مانگے سب کچھ مل جاتا ہے، صدا بھی نہیں لگائی اس لئے کہ درِ حضور ﷺ پر پلکوں سے دستک دے رہا تھا، یہ کیفیت کتنی دیر رہی؟ لمحوں کا حساب تو نہیں رکھا البتہ اسے زندگانی کا حاصل ضرور سمجھا ہے۔

پاس والے یہ راز کیا جانیں ❁ دور سے بھی سلام ہوتا ہے

اشرفیوں کی تھیلی

حضرت محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے میرے والد کے پاس ۸۰ اشرفیاں امانت رکھیں اور یہ کہہ کر جہاد میں چلا گیا کہ اگر ضرورت پڑے تو خرچ کر لینا میں واپس آ کر لے لوں گا۔ اس کے جانے کے بعد مدینہ طیبہ میں تنگی زیادہ پیش آئی تو میرے والد نے وہ اشرفیاں خرچ کر ڈالیں۔ جب وہ صاحب واپس آئے تو انہوں نے اپنی رقم طلب کی والد صاحب نے کل کا وعدہ کر لیا اور رات کو قبر اطہر پر حاضر ہو کر سلام پیش کیا پھر کبھی قبر شریف کے قریب دعاء کرتے اور کبھی منبر شریف کے قریب دعاء کرتے، تمام رات یونہی گزر گئی۔ صبح کے قریب حضور ﷺ کی قبر اطہر کے قریب دعاء کر رہے تھے کہ اندھیرے میں ایک شخص کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا ابو محمد یہ لو۔ میرے والد نے ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے ایک تھیلی دی جس میں ۸۰ اشرفیاں تھیں۔

آپ ﷺ کے دربار میں کاسۂ لیا ❁ مدعا جو دل میں تھا پا لیا

میں آج آپ کا مہمان ہوں

صوفی ابو عبداللہ محمد بن ذرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ مکہ مکرمہ میں حاضر ہوا۔ بڑی سخت تنگی تھی۔ فاقہ بہت سخت ہو گیا تھا۔ اس حالت میں ہم مدینہ منورہ حاضر

ہوئے اور خالی پیٹ ہی رات گزاری میں اس وقت بچہ تھا بار بار والد کے پاس جاتا اور جا کر بھوک کی شکایت کرتا میرے والد اٹھ کر قبر شریف کے قریب حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آج آپ کا مہمان ہوں یہ عرض کر کے وہیں مراقبہ میں بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد مراقبہ سے سر اٹھایا اور سر اٹھانے کے بعد کبھی رونے لگتے اور کبھی ہنسنے لگتے۔ کسی نے سبب پوچھا تو کہنے لگے کہ میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی ہے۔ آپ ﷺ نے میرے ہاتھ میں چند درہم رکھ دیے ہاتھ کھولا تو اس میں درہم رکھے ہوئے تھے۔ صوفی جی کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے اتنی برکت فرمائی کہ ہم نے اپنے شہر شیراز لوٹنے تک اسی میں سے خرچ کیا۔

جو چاہو وہی شوق سے پاؤ لوگو ✽ سرکار ﷺ کے قدموں میں تو آؤ لوگو

مؤذن رو رہا ہے

حضرت ثابت بن احمد ابو القاسم بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک مؤذن کو دیکھا کہ وہ مسجد نبوی ﷺ میں صبح کی اذان دے رہے تھے۔ اذان میں مؤذن نے کہا (اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْم) تو ایک آدمی نے آ کر ان کو تھپڑ مار دیا لوگوں نے دیکھا مؤذن رو رہا ہے اور ساتھ ہی عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! آپ کی موجودگی میں میرے ساتھ یہ ہو رہا ہے اس کے بعد اس آدمی پر فالج گر گیا۔ لوگ اٹھا کر اس کو گھر لے گئے ۳ دن کے بعد وہ مر گیا۔

میں پتھر کے پاس نہیں آیا

حضرت سیدنا داؤد بن ابی صالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مروان روضہ مبارک پر حاضر ہوا وہاں اس نے ایک صاحب کو قبر انور پر منہ رکھے ہوئے دیکھا تو اسکی گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا جانتے ہو کیا کر رہے ہو؟ فرمایا ہاں جانتا ہوں۔ یہ کہہ کر مروان کی طرف متوجہ ہوئے تو مروان نے دیکھا کہ وہ میزبان رسول (ﷺ) حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے (جس کا نام حضرت خالد بن زید رضی اللہ عنہ ہے)۔ مروان سے کہا میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں۔ تو مروان خاموش ہو کر چلا گیا۔

عاجزانہ سلام، زبان دل سے کلام

ایک جماعت کو میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے انہوں نے تحیۃ المسجد کا دوگانہ بہت خشوع وخضوع اور حضوریٔ قلب کے ساتھ ادا کیا پھر بہت ادب اور تواضع کے ساتھ مرقد مبارک کی طرف

بڑھے اور بہت جچے تلے، مختصر، معانی سے لبریز، گہرے اور پُرمغز کلمات کے ساتھ سلام پیش کیا مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کی آواز اس وقت بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور آواز میں رقت، گویا وہ کہہ رہے تھے۔

گنبد خضریٰ کے نظاروں میں ہم ✠ کچھ نہ پوچھو کس قدر سرشار ہیں
ذرے ذرے سے نمایاں دوستو! صاحب انوار کے انوار ہیں

پروانہ نبوت کی موت

حضرت مولانا ارشد مدنی صاحب اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ آج میرے ساتھ عجیب واقعہ ہوا کہ عصر کی نماز کے بعد افطاری سے پہلے صلوٰۃ وسلام کے لئے حاضر ہوا اور مواجہہ شریف پر سلام پڑھا۔ سلام سے فارغ ہو کر ذرا پیچھے کی طرف دیوار کے ساتھ جہاں قرآن شریف پڑھتے ہیں میں بھی وہاں بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنے لگا۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ میں وہاں پر قرآن شریف پڑھنے میں مصروف تھا میری دائیں جانب ایک سفید ریش سوڈانی بزرگ بیٹھے تھے اچانک میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنا سر میری گود میں رکھ دیا میں سمجھا کہ شاید اُن کو نیند آرہی ہے میں نے ان کو بٹھانے کی کوشش کی پھر ذرا ہلا کر اٹھانا چاہا تو وہ اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ انہوں نے حق تعالیٰ شانہ سے یہ موت کس تڑپ سے مانگی ہوگی؟ بالکل مواجہہ شریف کے سامنے اور موت کے وقت آخری نگاہ آپ ﷺ کے روضہ مبارک کی جالی پر ہے اور صلوٰۃ وسلام پڑھ رہے ہیں۔

مجھ کو بلوا کر درِ پُر نور پر ✠ میری بخشش کا بھی ساماں کر دیا
ایک جانِ ناتواں تھی واردی ✠ ایک دل تھا نذرِ جاناں کر دیا

بے پرواہ دیوانہ

۱۹۷۲ء کا واقعہ ہے ایک عاشقِ رسول مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آیا اور آتے ہی سامان سے بے پرواہ ہو کر روضہ اقدس پر حاضر ہوا سلام عرض کرنے کے بعد باہر نکلا اور پلٹ کر گنبد خضراء پر نظر ڈالی نظروں میں جدائی وفراق کے آنسو تھے اتنے میں غش کھا کر گرا اور اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔

کوئی دیکھے تو ذرا ان کے غلاموں کا نصیب ✠ ان کی چاہتوں میں مرے انکی محبت میں جیے

قبر مبارک بول اٹھی

علامہ بحر العلوم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ نقل فرمایا ہے ایک بدو کافر ایک دن سید دوعالم ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہوا اور آتے ہی فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور ساتھ ہی قسم کھا کر یہ کہا کہ میں نے آج سے پہلے نہ اس مقدس اور بابرکت قبر کو دیکھا ہے اور نہ اس کی عظمت سنی ہے لیکن اس قبر عالی وقار کی عظمت اور محبت میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے ڈال دی ہے پھر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

مَرَرْتُ عَلَى الْقَبْرِ الشَّرِيْفِ مُحَمَّدٍ ❊ فَكَلَّمَنِيْ وَالْقَبْرُ غَيْرُ مُتَكَلِّمِ
وَ بِالْقَبْرِ آثَارُ النُّبُوَّةِ قَائِمٌ ❊ تَصَدَّعَ فِيْهِ قَلْبُ كُلِّ مُسْلِمِ
وَاِنْ اَنَا لَمْ اَعْهَدْكَ يَا سَيِّدَ الْوَرٰى ❊ فَقَبْرُكَ يُنْبِيئُ اَنَّ فِيْهِ مَكَرَّمِ

۱۔ میرا گزر محمد ﷺ کی قبر مبارک پر ہوا تو قبر مبارک نے میرے ساتھ کلام کیا حالانکہ (عام طور پر) قبر بولا نہیں کرتی۔

۲۔ آپ کے مزار سے نبوت کے آثار ایسے قائم ہیں جو ہر مسلمان کے دل میں اثر انداز ہوتے ہیں۔

۳۔ اس سے پہلے اگرچہ میں آپ ﷺ سے ناواقف تھا مگر آپ ﷺ کی قبر نے مجھے اطلاع دی کہ میرا محبوب اس میں آرام فرما ہے۔

آقا ﷺ کے نام خط

ایک شخص حج پر جانے لگا تو حضرت حکیم محمد حسن صاحب نے اسے ایک خط دیا کہ اسکو روضہ مبارک کی جالی سے اندر ڈال دینا وہ شخص حج کے بعد مدینہ منورہ آیا روضہ مبارک پر حاضر ہوا اور خط روضہ مبارک کے اندر ڈال دیا۔ جب وہ شخص حج سے واپس آ گیا تو کچھ عرصہ کے بعد حکیم صاحب سے ملاقات ہوئی تو بتایا کہ آپ کا خط روضہ مبارک پر پیش کر دیا تھا یہ سن کر حکیم صاحب نے فرمایا کہ تم نے میرا خط فلاں ماہ کی فلاں تاریخ کو پیش کیا تھا کیونکہ مجھے اسکا جواب اسی رات مل گیا تھا خواب میں زیارت و ملاقات کا شرف حاصل ہو گیا تھا۔ صلوعلیہ وآلہ

نشہ رنگ لایا پلانے سے پہلے

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مواجہہ شریف پر سلام کے لیے حاضر ہوتے تو نہایت ادب کے ساتھ اور یکسوئی کیساتھ سلام پڑھتے ایک مرتبہ جب سلام پیش کر کے واپس لوٹے تو چہرے پر انوارات کی بارش ہو رہی تھی کسی نے پوچھا کہ حضرت آج تو خاص کیفیت ہے تو آپ نے اشعار میں جواب دیا۔

میرے آقا کا مجھ پر اتنا کرم ہے　　بھر دیا میرا دامن پھیلانے سے پہلے
یہ اتنے کرم کا عجب سلسلہ ہے　　نشہ رنگ لایا پلانے سے پہلے

بے قراری سے دیدار تک

ایک دن حضرت سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اردو اشعار کی کتاب میں یہ مصرعہ دیکھا (ہاں اے حبیب رُخ سے ہٹا دو نقاب کو) آپ کو یہ مصرعہ بہت پسند آیا روضہ اطہر کے قریب جا کر صلوۃ وسلام کے بعد نہایت بے قراری میں یہ مصرعہ پڑھا اور شوقِ دیدار میں رونا شروع کیا کچھ دیر بعد آپ کو بیداری کی حالت میں اسی جگہ نظر آیا کہ حضور ﷺ سامنے کرسی پر جلوہ افروز ہیں اور آپ کا چہرہ مبارک خوب چمک رہا ہے۔

جنگل کے پتے کھا کر گزارہ کریں گے

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم (حضرت سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ میں ایک چھوٹا سا مکان تعمیر کر رہے تھے تو مکان کی تعمیر میں اثاثہ ختم ہونے لگا اور فاقہ کے آثار قریب آنے لگے تو اپنے تمام صاحبزادوں کو بٹھا کر فرمایا کہ میں تو ہجرت کی نیت سے آیا ہوں اور تم زیارت حرمین کی غرض سے آئے ہو، بحمد اللہ تمہاری مرادیں پوری ہو گئیں۔ تم لوگ زیارت حرمین سے فارغ ہو گئے ہو اب یہاں رہ کر مصیبت اٹھانے سے کیا فائدہ؟ میرے پاس ابھی اتنے پیسے ہیں کہ تم لوگ وطن واپس پہنچ سکتے ہو۔ اس لیے میری رائے یہ ہے کہ تم لوگ وطن واپس ہو جاؤ۔ حضرت مدنی قدس سرہ نے نہایت ادب کے ساتھ والد صاحب کو جواب دیا کہ ہم لوگ حرم محترم سے کسی طرح جدا ہونے کو تیار نہیں ہیں ہم فاقہ کریں گے، جنگل کے پتے کھا کر گزارہ کریں گے۔ پروردگار نے ہماری قسمت میں جو کچھ لکھا ہے ہم اس پر راضی ہیں خدا ہمارا رازق ہے چلو اس طرح حضور ﷺ کی سنت پر عمل ہو جائے گا کہ شعب ابی طالب میں پتے

چباتے تھے۔ والد بزرگوار اپنے نیک اور سعادت مند فرزندوں کا جواب سن کر بہت خوش ہوئے اور پھر سب نے اپنا وطن مدینہ منورہ کو بنالیا۔

وعلیکم السلام یا وَلَدِیْ

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے روضہ مبارک پر یوں سلام عرض کیا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا جَدِّی آپ پر درود و سلام ہو (اے میرے نانا) تو جواب میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وعلیکم السلام یا وَلدی تم پر سلام ہو (اے میرے بیٹے) کیونکہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سید خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اسی طرح پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ندائے حرم رسالہ نکالتے تھے۔ ۱۹۴۸ء کے کسی شمارے میں پیر جماعت علی شاہؒ لکھتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں روضہ اقدس کے سامنے بیٹھا تھا کہ میرے ساتھ پانچ چھے ساتھی بھی بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آیا جس نے چہرے پر کپڑا ڈالا ہوا تھا اس نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا تو روضہ مبارک کے اندر سے وعلیکم السلام کا جواب آیا۔ میں بہت حیران ہوا کہ یہ شخص کون ہے؟ میرے پاؤں میں زخم تھا اس لئے میں نے اپنے ایک ساتھی کو اس شخص کے پیچھے بھیجا کہ دیکھو وہ کون شخص ہے۔ وہ شخص جنت البقیع میں داخل ہوا اور بیٹھ کر ذکر کرنے لگا تو اسکا روشن چہرہ دور سے دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ سید حسین احمد ہیں۔ واپس آکر اس نے سب کچھ بتادیا پھر حضرت جماعت علی شاہ نے توبہ کی کیونکہ وہ حضرت مدنی کو اس سے پہلے اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

شاہ جی کے نام شاہ دو عالم ﷺ کا پیغام

حافظ الحدیث والقرآن ولی کامل حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ پاکستان جا کر میرے بیٹے عطاء اللہ شاہ کو سلام کہنا اور انہیں کہنا کہ ختم نبوت کے مسئلہ پر خوب کام کریں اور میں تمہارے اس کام سے بہت خوش ہوں۔ حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ نے آکر شاہ جی کو سلام اور پیغام دیا۔ باوجود اس کے کہ شاہ جی بیمار تھے جھٹکا دے کر اٹھ بیٹھے۔ وجد و سرور میں آکر بار بار پوچھتے کہ مولانا! نانا جی نے میرا نام بھی لیا تھا۔ حضرت درخواستی جواب دیتے جی ہاں۔ تو شاہ صاحب خوش ہو جاتے اور خوشی میں آنسو بہنا شروع ہو جاتے۔

محمد عربی ﷺ کا سلام

حضرت مولانا قاری سعید الرحمن صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مفتی محمود صاحبؒ نے اپنی زندگی میں مجھے یہ بات بیان کرنے سے منع فرمادیا تھا، لیکن اب اس کے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں،، مدینہ منورہ میں ایک صاحبِ نسبت بزرگ نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی اور حضور اقدس ﷺ کی طرف سے حضرت مفتی صاحبؒ کو ان الفاظ میں پیغام بشارت دیا گیا:

قُلْ لَه منی السلام یتقوی باللّٰه ولایقول الاالحق وللّٰه یقول الحق وهو یهدی السبیل (میری طرف سے آپ کو سلام کہیں، ہر معاملہ میں اللہ سے قوت وطاقت کے طلبگار رہوں، ہمیشہ حق بات کہیں، اللہ تعالیٰ حق اور سچ کہتا ہے، اور وہی صحیح راستہ کی رہنمائی کرتا ہے) میں نے جب عرض کیا کہ حضرت! سفرنامے میں اس کو شائع کیا جائے۔ پہلے تو کچھ نہ کہا۔ جب ریاض جانے کے لیئے مدینہ منورہ ایئرپورٹ کی طرف جارہے تھے تو ازخود فرمایا کہ اس خواب کو مت لکھو، اس سے خودستائی کا پہلو نکل آئے گا۔

حالت بیداری میں دیدار

مسجد نبوی ﷺ میں باب الرحمۃ کے متصل دالان میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ درس دے رہے تھے گنبد خضراء کی جالیاں سامنے تھیں۔ شاگردوں میں سے ایک صاحب کو حیات النبی ﷺ کے متعلق کافی شکوک تھے دوران درس ایک بار انہوں نے جو نگاہیں اٹھائیں تو سامنے نہ گنبد خضراء تھا نہ جالیاں بلکہ حضور ﷺ خود تشریف فرما تھے۔ اس نے کچھ کہنا چاہا (شاید دوسرے طلبہ کو متوجہ کرنا چاہتا ہو) تو حضرت نے اشارہ سے منع فرمایا اس کے بعد جو دیکھا تو سب چیزیں اپنی سابقہ حالت پر تھیں۔

خاموش ملاقات

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا حال ایک دیکھنے والے نے بیان کیا ہے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہوتے تھے تو گردن جھکی ہوئی بالکل خاموش ادب کی وجہ سے آواز نہیں نکالتے تھے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے تھے۔ ایک ڈیڑھ گھنٹہ بالکل اسی طرح کھڑے ہوتے تھے اور صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہتے تھے کیا یہ سب کچھ بغیر عشق کے ہوتا تھا؟ اصل عشق ومحبت تو اتباعِ سنت ہے صرف نام اہلسنت رکھنے سے اتباع سنت نہیں ہوتا۔

لذتِ پرواز میں اگر کہیں کھو جاؤں میں
جس سے محبت ہے مجھے اسکی گلی میں دیکھنا

سیّد کی داڑھی اور روضہ مبارک کی جالی

حضرت سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ درسِ حدیث سے فارغ ہونے کے بعد روضہ مبارک پر آتے اس منظر کو اکثر لوگوں نے دیکھا کہ رات کو عشاء کے بعد یا تہجد سے پہلے اپنی داڑھی مبارک سے حضور ﷺ کے روضہ اقدس کے قریب کی جگہ اور مبارک جالیوں کو صاف کر رہے ہوتے تھے۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسا عشق وادب نصیب فرمادے۔

کٹی ہوئی زبان جُڑ گئی

حضرت یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ واقعہ مجھے صحیح سند کے ساتھ پہنچا ہے کہ عارف باللہ شیخ ابن الرغب یمنی رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ ہمیشہ اپنے وطن سے سفر کر کے اول حج ادا کرتے اور پھر زیارت روضہ اقدس کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ حاضری کے وقت والہانہ اشعارِ قصیدہ حضور ﷺ اور آپکے صاحبین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں لکھ کر روضہ مبارک کے سامنے پڑھا کرتے تھے ایک مرتبہ حسب عادت قصیدہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک شخص آیا اس نے کہا کہ آج میری دعوت قبول فرمالیجئے۔ حضرت نے از روئے تواضع اور اتباع سنت دعوت قبول فرمالی۔ آپ کو اس کا علم نہ تھا کہ یہ شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدح سے ناراض ہوا ہے۔ آپ حسب وعدہ ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ مکان میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنے دو حبشی غلاموں کو اشارہ کیا جن کو پہلے سے سمجھا رکھا تھا دونوں شیخ کو لپٹ گئے اور آپکی زبان کاٹ ڈالی اس کے بعد اس بدبخت نے کہا کہ جاؤ یہ زبان ابوبکر اور عمر کے پاس لے جاؤ جن کی تم تعریف کیا کرتے ہو ان سے کہو کہ جوڑ دیں۔ شیخ کٹی ہوئی زبان لئے روضہ انور پر حاضر ہوئے آنسوؤں کے ذریعے داستانِ غم کہہ سنائی۔ اِسی عالَم میں آنکھ لگ گئی اور آقا ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی دیکھا محبوب دوعالم ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس واقعہ کی وجہ سے غمگین تھے۔ حضور ﷺ نے شیخ کے ہاتھ سے کٹی ہوئی زبان اپنے دست مبارک میں لی اور شیخ کو قریب کر کے زبان ان کے منہ میں اسکی جگہ رکھ دی۔ شیخ جب بیدار ہوئے تو زبان صحیح سالم اپنی جگہ لگی ہوئی تھی۔ دربارِ نبوت کا یہ کھلا معجزہ دیکھ کر اپنے وطن واپس چلے گئے

دوسرے سال پھر حج کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور حسبِ عادت روضہ مبارک کے سامنے قصیدہ پڑھا۔ قصیدہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک شخص نے دعوت کی درخواست کی۔ شیخ نے پھر توکلاً علی اللہ قبول فرمالی اور اس کے ساتھ یہ سوچ کر تشریف لے گئے کہ اگر وہی معاملہ ہوا تو جس نے پچھلے سال زبان لگا دی تھی وہ اس سال بھی لگا دے گا۔ جب شیخ مکان میں داخل ہوئے تو وہی پہلے والا مکان معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے داخل ہو گئے۔ اس شخص نے نہایت عزت و اکرام کے ساتھ بٹھایا اور پُرتکلف کھانے کھلائے۔ کھانے کے بعد یہ شخص شیخ کو ایک کوٹھڑی میں لے گیا وہاں دیکھا کہ ایک بندر بیٹھا ہے اس شخص نے کہا کہ آپ جانتے ہیں یہ بندر کون ہے فرمایا نہیں۔ تو اس نے عرض کیا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے پچھلے سال آپکی زبان کٹوائی تھی اللہ تعالیٰ نے اسے بندر بنا دیا ہے۔ یہ میرا والد ہے۔ استغفر اللہ

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا کشف

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا جو لوگ حدیث مبارکہ کا علم سیکھتے اور سکھاتے ہیں وہ جب مواجہہ شریف پر حاضر ہوتے ہیں تو نبی ﷺ کے سینہء انور سے سورج کی کرنوں کے مانند نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہوتی ہیں اور ان حدیث سیکھنے سکھانے والے لوگوں کے دلوں پر وہ نور کی شعاعیں پڑ رہی ہوتی ہیں۔

قبر مبارک سے نور کی لہریں

حضرت حافظ پیر شوکت صاحب معارف ادریس میں لکھتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ رہائشی ہوٹل میں تھا تو حضرت پیر جی مولانا ادریس انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو فرمایا کہ حافظ جی حضور ﷺ کی طرف سے حکم ہے کہ میرے مزار شریف پر اکیلے آؤ۔ آپ بھی میرے ساتھ رہنا (حکمت اللہ ہی جانتا ہے) ایک دن فرمایا کہ حافظ جی ساتھیوں میں سے آج کوئی نہیں ہے۔ جلدی چلو روضہ مبارک پر صلوٰۃ وسلام عرض کر آئیں۔ جلدی جلدی غسل کیا کپڑے تبدیل فرمائے خوشبو لگائی اور چل دیے روضہ مبارک پر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے کافی دیر ہو گئی حالانکہ زیادہ دیر شُرطے وہاں کھڑا نہیں ہونے دیتے لیکن حضرت پیر جی کو شُرطے نے (یعنی روضہ مبارک کے پہرے دار) کندھوں سے پکڑ کر ستون کے ساتھ کھڑا کر دیا تاکہ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو اور جتنی دیر چاہیں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھیں راقم الحروف بھی الحمدللہ بائیں طرف کھڑا ہو گیا حضرت پیر جیؒ

بڑے انہماک سے صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہے۔ اچانک راقم نے دیکھا کہ روضہ مبارک سے نور کی لہریں اٹھی ہیں اور حضرت پیر جی پر آرہی ہیں۔

قدم بوسی کی دولت مل گئی تھی چند ذروں کو
ابھی تک وہ چمکتے ہیں ستاروں کی جبیں ہو کر

چشمہ بھی اتر گیا

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو روضہ مبارک کے خادم نے قبر شریف کے تعویز پر آویزاں غلاف خاص کی جھاڑی ہوئی خاک پاک کا ہدیہ دیا آپ نے جوشِ عقیدت میں اسے سرمہ میں شامل کرلیا۔ نوعمری میں فالج کا حملہ ہوا تھا علاج سے چھٹکارا تو مل گیا تھا لیکن دور اور نزدیک کی بینائی متاثر ہوئی اور مستقل چشمہ استعمال کرنا پڑا مگر اس خاک والے سرمہ سے بینائی ٹھیک ہوگئی اور چشمہ بھی اتر گیا۔

خاک پائے نبی ﷺ ڈال کر آنکھ میں ✽ راز قدرت کے سب بر ملا دیکھتے

محبوب ﷺ کے ہم وطن

حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی شخص سواری والے سے کرایہ پر یا دیر کرنے پر الجھتا تو حضرت فرماتے بھائی یہ لوگ محبوب ﷺ کے ہم وطن ہیں یہ ہمیں محبوب ﷺ کے دربار تک پہنچاتے ہیں یہ کہہ کر پھر یوں اشعار پڑھتے:

اس راہ میں درکار ہے اخلاص وعقیدت ✽ گلشن نظر آیا ہمیں صحرائے مدینہ
پایا لقب اے دل فقط حُبِّ نبی ﷺ میں ✽ کہتے ہیں فرشتے مجھے شیدائے مدینہ

حضور ﷺ خود سنتے ہیں

حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی آستانہ محمد ﷺ پر عجیب کیفیت ہوتی تھی آواز نکالنا تو کیا مواجہہ شریف کے قریب یا مقابل بھی آپ کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ خوفزدہ مؤدبانہ دبے پاؤں آتے اور سلام عرض کر کے چلے آتے تھے۔ زائرین جو بے باکانہ اونچی آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھتے اس سے آپکو بہت تکلیف ہوتی اور فرمایا کرتے کہ آنحضرت ﷺ حیات ہیں اور ایسی آواز سے سلام عرض کرنا بے ادبی ہے اور آپ کی ایذاء کا سبب ہے۔ لہٰذا پست آواز

سے سلام عرض کرنا چاہیے اور یہ بھی فرمایا کہ مسجد نبوی ﷺ کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اسکو حضور ﷺ خود سنتے ہیں۔

حرمین پر محبت کا دم

حضرت مولانا عبدالحیٔ عارفی رحمۃ اللہ علیہ کا رات کو سونے سے پہلے ایک خاص عمل یہ رہا کہ ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھ کر شہادت والی انگلی سے خانہ کعبہ اور روضہ انور کا حصار فرماتے پھر سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝ [سورۃ یٰس: آیت نمبر ۵۸]، فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۣ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ [سورۃ یوسف: آیت نمبر ۶۴] پڑھ کر اس طرح دعاء فرماتے یا اللہ! حرمِ کعبہ اور حرم رسول یہ دونوں حرم آپکے اور آپکے نبی ﷺ کے مقدس مقامات ہیں انہیں زمین و آسمان کی آفات سے محفوظ رکھیے۔ ان دونوں مقامات پر آپ کی تجلیات کا نزول اور آپکی نعمتوں کی بارش ہو رہی ہے۔ یہاں کے رہنے والوں کو ہمیشہ حیات طیبہ نصیب فرمایئے اور آنے والے زائرین کی دعاؤں کو قبول فرمالیجئے۔

روضہ مبارک کا غبار اور کعبہ کی لکڑی

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو رسولِ مقبول ﷺ کی ذات سے والہانہ عشق تھا۔ آپ اکثر حضور ﷺ کے ایصال ثواب کے لئے نفلی عبادات و خیرات کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح ہر سال قربانی اور بے شمار عمرے محبوب ﷺ کے حق میں ادا کئے۔ مولانا نے زندگی میں یہ وصیت تحریر کی تھی کہ روضہ مبارک کا غبار میری آنکھوں میں لگا دینا اور روضہ اقدس کے چراغ کا تیل میری داڑھی پر چھڑکنا اور روضہ مبارک کے غلاف کا ٹکڑا میرے کفن میں سینے والی جگہ پر سی دینا اور ۳۰۰ سال پرانی خانہ کعبہ کی چھت کی لکڑی قبر میں رکھنے کا کہا تھا۔ یہ سب چیزیں آپ نے ایک ڈبے میں محفوظ رکھی ہوئی تھیں جو آپکی وصیت کے مطابق کام میں لائی گئیں۔ یہ حُبِّ رسول ﷺ کی معراج تھی۔

براہِ راست ہوا آ رہی ہے جنت سے ❁ بتاؤ قدسیو! میری لحد کہاں تک ہے

اگر روضہ مبارک آسمان پر ہوتا

حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ (چکوال والے) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مواجہہ

شریف پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی حضور ﷺ کی قبر مبارک کی طرف بار بار اشارہ کر کے کوئی بات کہہ رہا تھا جب قریب ہو کر سنا تو وہ یہ کہہ رہا تھا۔ تیڈا روضہ! تیڈا روضہ زمین تے ہووے میں نہ آواں تیڈا روضہ آسمان تے ہووے میں اتھاں وی جاواں یعنی اے محبوب ﷺ آپ کا روضہ مبارک زمین پر ہو میں نہ آؤں یہ کیسے ہو سکتا ہے بلکہ آپ ﷺ کا روضہ اقدس اگر آسمان پر ہوتا تو میں وہاں بھی آجاتا۔

دیکھیں گے مرے سر کی طرف لوگ حشر میں ❁ چمکے گی تاج بن کر غلامی رسول کی

قربِ نبوی ﷺ کا راز

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب روضہ اقدس پر حاضر ہوتے تو کبھی روضہ اقدس کی جالی تک پہنچ ہی نہ پاتے تھے بلکہ ہمیشہ یہ دیکھا کہ جالی کے سامنے ایک ستون ہے اس ستون سے لگ کر کھڑے ہو جاتے اور جالی کا بالکل سامنا نہیں کرتے تھے بلکہ وہاں اگر کوئی آدمی کھڑا ہوتا تو اس کے پیچھے جا کر کھڑے ہو جاتے اور ایک دن خود ہی فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید تو بڑا شقی القلب آدمی ہے۔ یہ اللہ کے نیک بندے ہیں اور قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور سرکار دو عالم ﷺ کا جتنا بھی قرب حاصل ہو جائے وہ نعمت ہی نعمت ہے لیکن میں کیا کروں کہ میرا قدم آگے بڑھتا ہی نہیں شاید کچھ شقاوتِ قلب ہے۔ فرماتے ہیں کہ وہاں کھڑے کھڑے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا مگر اس کے بعد فوراً یہ محسوس ہوا جیسا کہ روضہ اقدس سے یہ آواز آرہی ہے کہ جو شخص ہماری سنتوں پر عمل کرتا ہے وہ ہم سے قریب ہے خواہ ہزاروں میل دور ہو اور جو شخص ہماری سنتوں پر عمل نہیں کرتا وہ ہم سے دور ہے چاہے وہ ہماری جالیوں سے چمٹا ہوا ہو۔

نبی کی سنتوں پر جو کوئی عامل نہیں ہوتا
وہ کچھ بھی کر رہا ہو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا

محبتِ رسول ﷺ کا انوکھا واقعہ

جامعہ مخزن العلوم (خانپور) میں حافظ الحدیث ولی کامل حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مصروفیات کی وجہ سے ایک اور شیخ الحدیث رکھنے کے لیئے اپنے مدرسہ کے تمام اساتذہ کرام کو بلوایا اور ان سے مشورہ لیا تو تمام اساتذہ کرام نے ایک عالم کے بارے میں

رائے دی کہ وہ رکھ لیجئے چونکہ زیادہ تر رائے ان کے بارے میں تھی تو حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ چپ ہو گئے اور فرمایا کہ کوئی ساتھی جائے اور ان سے بات کرے پھر جب وہاں جا کر اُن سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ میں ایک نکاح خواں ہوں اس کام کے لیئے بھی چھٹی کروں گا اور مجھے فلاں فلاں کام بھی ہوتے ہیں اور وظیفہ بھی اتنالوں گا۔ ساتھی نے واپس آ کر حضرت کو بتایا تو حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب تم مولانا حبیب اللہ گمانویؒ (طاہر والی) کے پاس جاؤ اور ان سے بات کر کے دیکھو تو جب ان سے جا کر بات کی تو وہ فوراً چلے آئے اور کوئی مطالبہ بھی نہ کیا پھر پورا سال پڑھاتے رہے جب سال کے آخر میں ان کو وظیفہ دیا جانے لگا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ تو جواب ملا کہ یہ آپ کے پورے سال کا وظیفہ ہے تو مولانا صاحب نے حضور انور ﷺ سے والہانہ محبت کا اظہار اپنی سرائیکی زبان میں اس پیارے جملے سے کیا کہ (پڑھانواں سونہڑیں دیاں حدیثاں تے گھِناں پیسے) یعنی پڑھاؤں اپنے پیارے محبوب ﷺ کی حدیثیں اور لوں پیسے یہ نہیں ہوسکتا۔ یہ کہہ کر رقم واپس کر دی تو حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام اساتذہ کرام سے فرمایا کہ فرق دیکھو اِن میں اور اُن میں اس لیئے میں نے اُن کے بارے میں رائے نہیں دی تھی۔ اس پر کسی نے کیا ہی خوب کہا کہ۔

قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

روضہ اقدس کے سامنے استخارہ

حضرت مولانا عطاء المحسن بخاری نے فرمایا کہ حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ سے میری پہلی ملاقات ۱۹۵۴ء میں مدرسہ خیر المدارس میں ایک طالب علم کی حیثیت سے ہوئی تھی جو رفتہ رفتہ قربت میں ڈھل گئی۔ ۱۹۷۳ء انہوں نے ایک محفل میں نصیحتیں کرتے ہوئے فرمایا کہ.....

ذکر اللہ کی طرف توجہ دو، نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو
بروں کی صحبت سے بچو، اور اللہ کا خوف دل میں پیدا کرو

پھر فرمانے لگے میں نے حضور اکرم ﷺ کے روضہ اقدس کے سامنے بیٹھ کر استخارہ کیا۔ جس میں حضور اکرم ﷺ نے تین باتوں کے بارے میں تنبیہ فرمائی ہے اور مسلمانوں کو ان کے مقابلے کے لیئے تیار کرنے کا اشارہ فرمایا ہے۔

ان میں تین باتوں کا ذکر فرمایا گیا ہے اور آنے والے دور میں گمراہ قسم کے لوگوں کا دور دورہ ہوگا، غنڈہ ازم کی ترویج ہوگی، جعلی پیروں کا تسلط ہوگا البتہ اس زمانہ میں نوجوان نسل

دین کے لیئے کام کرے گی اور ختمِ نبوت کے لیئے جانوں کی قربانی دیں گے۔ مولانا عطاء المحسن فرماتے ہیں کہ حضرت درخواستیؒ ختمِ نبوت کی تحریک کے سلسلے میں ہمیشہ سرگرم رہے۔ ایک دفعہ حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ ہجرت کا ارادہ فرما کر پاکستان سے چلے گئے، مدینہ منورہ میں قیام فرمایا، حضور ﷺ کے مواجہہ شریف پر حاضری دیتے، درود وسلام کا تحفہ پیش کرتے، کئی دنوں کے بعد حضرت درخواستیؒ کو خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا:،،عبداللہ تم یہاں آ گئے ہو؟ پاکستان میں میری ختمِ نبوت کی چادر پر دشمنوں نے ڈاکہ ڈالا ہوا ہے۔ تم جاؤ اور میرے بیٹے عطاء اللہ شاہ بخاری کے ساتھ ان دشمنوں کا مقابلہ کرو اور تحریک ختمِ نبوت کے لیئے ساتھ مل کر کام کرو۔

یہ باتیں کتابی نہیں وجدانی ہیں

ایک دفعہ مسجد نبوی ﷺ میں حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب کسی آیت میں کوئی اشکال پیدا ہوتا ہے اُسی آیت کو پڑھتا رہتا ہوں اور خانہ کعبہ کے سراپا جلال و جمال کو دیکھتا رہتا ہوں تو اشکال ختم ہو جاتا ہے اور جب کبھی حدیث میں اشکال سامنے آیا تو گنبد خضراء پر نگاہ ڈالتا اور حدیث مبارک پڑھتا رہتا۔ اشکال دور ہو جاتا پھر فرمایا کہ یہ باتیں کتابی نہیں وجدانی ہیں۔ (حضرت درخواستیؒ کی وفات 28 اگست 1994 بروز اتوار)

حضرت درخواستیؒ کی روضہ مبارک پر حاضری

حضرت درخواستی نے ۱۳۶۲ ہجری میں روضہ مبارک پر حاضر ہو کر یہ اشعار کہے تھے:

هُوَ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهٖ كَحَيَاةِ الْاَنْبِيَآءِ ❁ وَحُرِّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ
حَيَاتُهُمْ اَعْلٰى وَ اَكْمَلُ مِنَ الشُّهَدَآءِ وَشَانُهُمْ اَرْفَعُ فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ

ترجمہ: آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ دیگر انبیآء علیہم السلام زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ انبیآء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ انبیآء کی حیات شہداء کی حیات سے اعلیٰ اور اکمل ہے اور انبیآء کی شان زمین اور آسمان میں بہت اونچی ہے۔

حضور ہمارے سامنے ہیں

حضرت نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رش اور بھیڑ کے وقت روضہ اقدس پر سلام

عرض کرنے کے لئے مسجد نبوی ﷺ کے اندر مواجہہ شریف کے سامنے کھڑے ہونے کی بجائے روضہ مبارک کی سمت میں مسجد سے باہر کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے۔ ساتھی نے حضرت سے عرض کیا کہ اس طرح تو روضہ اقدس اور ہمارے درمیان دیوار حائل ہو جاتی ہے۔ یہ سن کر حضرت نے جواب دیا قاری صاحب ہمارے اور حضور ﷺ کے درمیان کوئی دیوار آڑ نہیں بن سکتی۔ حضور ﷺ وہاں بھی ہمارے سامنے ہیں اور یہاں بھی ہمارے سامنے ہیں۔

بغیر سلام روضہ انور کے سامنے سے نہ گزریں

روضہ انور کے سامنے سے بغیر سلام عرض کیے ہرگز نہ گزریں سکون و وقار ادب و احترام کے ساتھ اول بارگاہِ رسالت میں سلام عرض کریں پھر آگے بڑھیں حتیٰ کہ اگر مسجد کے باہر بھی روضہ اطہر کے سامنے سے گزر ہو تب بھی کھڑے ہو کر سلام عرض کریں پھر آگے بڑھیں۔ حضرت ابو حازم فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا ابو حازم سے کہہ دینا تم میرے پاس سے (روضہ کے قریب سے) اعراض کرتے ہوئے گزر جاتے ہو کھڑے ہو کر سلام بھی نہیں کرتے۔..... اس کے بعد سے حضرت ابو حازم کبھی بھی بغیر سلام کیے آگے نہ گزرتے تھے۔

کس منہ سے سلام عرض کروں

حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ رحمۃ اللہ علیہ) حج کے موقع پر جب روضہ انور پر حاضری دیتے تو سلام عرض کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی فرماتے میں کس منہ سے سلام عرض کروں۔ بالآخر اپنے نواسے کو آگے کر کے اس کی معصومیت کے وسیلہ سے سلام عرض کرتے اور ہمیشہ یہی طریقہ رہا کہ معصوم بچے کو آگے کر کے صلوٰۃ و سلام عرض کرتے تھے۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کیساتھ وفات کے بعد بھی وہی معاملہ ہونا چاہئے جو زندگی میں تھا اس لئے کہ حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔

مواجہہ شریف پر انوکھی حاضری

حضرت مولانا غلام حبیبؒ جب بھی اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ مدینہ طیبہ حاضر ہوتے تو از خود مواجہہ شریف پر حاضری کی جرائت نہ کرتے تھے۔ آپ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ

عبدالمالک صدیقی رحمت اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کرتے کہ آپ مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش فرمائیں۔ چنانچہ حضرت صدیقیؒ آپ کو ساتھ لے جاتے اور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش فرماتے۔ جب حضرت صدیقیؒ کا انتقال ہوگیا اور آپ اگلی دفعہ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائے تو آپ پر عجیب گریہ طاری تھا۔ آپ سوچتے تھے کہ پہلے میرے سر پر سایہ تھا اب وہ سائبان نہ رہا۔ چنانچہ مواجہہ شریف کے سامنے حاضری کے وقت آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی گرتے رہے۔ راقم الحروف (حضرت پیر ذوالفقار صاحب) کو جب آپ کے ہمراہ پہلی دفعہ حج کی سعادت نصیب ہوئی تو عرض کیا کہ حضرت! آپ مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش فرمائیں تو آپ کمالِ شفقت وعنایت کے ساتھ مواجہہ شریف پر اپنے ہمراہ لے گئے اور نبی ﷺ کی خدمت میں پیش فرمایا۔ راقم نے زبانِ حال سے یہ کہا:۔

مزے لوٹیں فقیر اب بن پڑی ہے　　بڑی اونچی جگہ قسمت لڑی ہے

حضور ﷺ کا ادب اور ایک ہرنی

نزہتہ المجالسین میں ہے کہ ایک دن مسجد نبوی ﷺ میں ہرنی آگئی۔ قبر مبارک کے سامنے ہوکر اس نے سر جھکایا گویا کہ حضور ﷺ کو سلام عرض کررہی تھی سلام کے بعد الٹے پاؤں مسجد سے باہر نکل گئی اور اپنی پیٹھ قبر انور کی طرف نہ ہونے دی۔ بزرگ فرماتے ہیں یہ ہرنی تقریباً اس ہرنی کی اولاد میں سے ہوگی جسکو حضور ﷺ نے آزاد کردیا تھا۔ میرے بھائیو! یہ تو ایک جانور ہے اور ادب اتنا ہے کہ قبر مبارک کی طرف پیٹھ نہ ہونے دی مگر ہمارا کیا حال ہے خود اپنے گریبان میں جھانک لیں۔ (یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب شہر مدینہ میں اتنی زیادہ آبادی نہ تھی اور مسجد میں لوگ زیادہ نہ ہوتے تھے)

نوٹ: خواتین کے لئے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے عمرے کے دنوں میں فجر، ظہر اور عشاء کے بعد حاضری کا وقت ہوتا ہے اور اکثر خواتین حاضری کے لئے تیزی سے دوڑ پڑتی ہیں اور شور بھی بہت کرتی ہیں یہ سخت بے ادبی ہے لہٰذا ان بے ادبیوں سے بچیں۔

یا رب ہمیں بھی ایسی عطا کر محبت اپنے نبی کی
رہے باقی نہ دل میں پھر الفت کسی کی

میرے مواجہ پر عورت نہ آئے

روضہ مبارک پر مواجہہ شریف کی جانب سے عورتوں کا جانا منع ہے جبکہ پہلے کوئی رکاوٹ نہ

تھی ایک حاجی صاحب نے واقعہ بتایا کہ ہوا یوں کہ ایک مرتبہ ایک بد بخت عورت روضہ مبارک پر مواجہہ شریف کی طرف آئی اور اس نے اپنے برقعہ میں ایک شاپر گند کا بھرا ہوا چھپا رکھا تھا۔ جیسے ہی مواجہہ شریف کے سامنے آئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک والے سوراخ سے اندر پھینکا تو اُسی رات مسجد نبوی ﷺ کے امام کو حضور ﷺ نے خواب میں حکم فرمایا کہ آج کے بعد عورت میرے چہرے کی جانب سے ہرگز نہ آئے اس دن سے عورتوں کا داخلہ سامنے کی جانب سے ممنوع ہے۔ یہ بھی محبوب ﷺ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ صرف سامنے آنے سے روکا ہے اگر یوں فرماتے کہ عورت میرے مدینے میں ہی نہ آئے تو پھر سب عورتوں کے لئے کتنی بڑی محرومی تھی۔ اس لئے روضہ مبارک کے جتنے حصہ کی زیارت عورتوں کو نصیب ہوتی ہے اس پر شکر ادا کریں۔ (جب یہ واقعہ ہوا تو اس وقت لوگوں کا اتنا ہجوم نہیں ہوتا تھا)

گیلانی صاحب رحمہ کا معمول

حضرت سید مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ مدینہ منورہ جاتے ہوئے آخری منزل پر لوگوں سے یہ کہہ دیتے کہ جہاں سے روضہ انور نظر آئے مجھے بتا دینا (کیونکہ خود اوپر نظر نہ فرماتے تھے۔) وہاں سے آگے پیدل چلتے تھے۔ رفقاء کو تاکید ہوتی کہ درود شریف پڑھتے ہوئے ادب سے حاضری دیں۔

رُوح دُھل جاتی ہے روتا ہوں جو یادِ شہِ عالم ﷺ میں
اشک جو آنکھ سے گرتا ہے وہ کام آتا ہے
دلِ بیتاب ٹھہر، اے دلِ بیتاب ٹھہر
با ادب باش کہ طیبہ کا مقام آتا ہے

حضرت گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو عشق نبوی ﷺ کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھی والہانہ عقیدت تھی۔ اپنی مجلسوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اکثر تذکرہ فرماتے تھے۔ اور اکثر شاعر اسلام خان محمد مکتر رحمۃ اللہ علیہ کی نظم کا یہ مصرعہ بار بار پڑھتے تھے۔

او دیوانے محمد ﷺ دے میں دیوانہ صحابہؓ دا
او پروانے محمد ﷺ دے میں پروانہ صحابہؓ دا

یہ عاشق مرجائے گا

آنکھوں میں ہے حضور کے جلووں کا سلسلہ ❁ جنت کو جھانکتا نہیں خادم حضور کا
حسرت ہے یہ حضور کے قدموں میں جان دوں ❁ ارماں ہے کہ دیکھ لوں جلوہ حضور کا

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (انڈیا والے) نے لکھا ہے کہ ایک صاحب دل بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ اپنے جمال کی پوری تابشوں کے ساتھ رونق افروز ہیں۔ مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ قدموں میں تڑپ رہے ہیں لیکن اُن سے نظر بچائی جا رہی ہے صاحب واقعہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے عرض کیا (جو وہیں موجود تھے) کہ اس بیچارے کو ایک نظر دیکھ کیوں نہیں لیا جاتا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اسکو دیکھ لیا تو یہ عاشق مرجائے گا۔

ہاتھ مبارک قبر سے باہر

مشہور بزرگ حضرت سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ جب ۵۵۵ھ میں حج سے فارغ ہوکر زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو مواجہہ شریف کے سامنے کھڑے ہوکر دو شعر پڑھے:

فِیْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُهَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَهِیَ نَائِبَتِیْ
وَهٰذِهٖ نَوْبَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ یَمِیْنَكَ کَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتَیْ

1. میں دُوری کی حالت میں اپنی روح کو خدمت اقدس میں بھیجتا تھا جو میری نیابت میں آستانہ مبارک کو چومتی تھی۔
2. اب جسم کی حاضری کی باری ہے بس اپنا دست مبارک بڑھایئے تاکہ میرے ہونٹ اسکو بوسہ دیں۔ اس وقت حضور ﷺ کا دست مبارک ظاہر ہوا اور حضرت رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو بوسہ دیا اور اس نظارہ کو بے شمار لوگوں نے دیکھا۔

دو جہاں کی نعمتیں مانگوں تو رکھوں گا کہاں ❁ آپ اپنا ہاتھ رکھ دیں میرے خالی ہاتھ پر

مقتلِ عثمانؓ

بابُ البقیع سے شمال کی سمت میں باب جبریل ہے۔باب جبریل سے باہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکان تھا جہاں پر آپ کی شہادت ہوئی تھی اور میزبانِ رسول ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان مسجد سے جنوب مشرقی کونے پر تھا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان سے کچھ آگے۔ان مکانوں کی جگہ شام کے وقت گنبد خضراء کا میٹھا اور پیارا سایہ نور و رحمت برسا رہا ہوتا ہے اس مبارک سائے میں کچھ دیر بیٹھ کر پیار بھری میٹھی لوریاں دل کے کانوں سے سنیں۔

کچھ دیر روضہ کے سائے میں ٹھہر جاؤں ❁ بس اتنی مجھے مہلت عمرِ رواں دے

سفارش لے کر حاضر ہوا ہوں

شہدائے احد کے مقبرہ پر جا کر سلام پیش کریں خصوصاً آپ ﷺ کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو سلام کریں پھر واپس آ کر روضہ مبارک پر حاضری دیں اور یوں عرض کریں اے اللہ کے محبوب ﷺ میں آپ کے چچا کی سفارش لیکر حاضر ہوا ہوں آپ مجھ سے راضی ہو جائیں اور رب سے میرے لیے معافی کی سفارش کریں کیونکہ حضور ﷺ جب کسی صحابی سے ناراض ہوتے تو وہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے اور انکو ساتھ لیکر حاضر ہوتے۔آپ ﷺ اپنے چچا کو دیکھتے ہی مسکرا کر فرماتے جاؤ معاف کر دیا اور تم سے راضی ہو گیا۔میرے بھائی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ محبوب ﷺ کو راضی کرنے کا کیسا گُر مل گیا۔فائدہ:۔مقبرہ میں تین قبروں کے نشان ہیں جو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ، کے نام سے منسوب ہیں۔

ہم فقیروں سے دوستی کر لو ❁ گُر سکھا دیں گے بادشاہی کے

اپنے ایمان کے گواہ بناؤ

جب در اقدس پر حاضری دیں تو سلام پیش کرنے کے بعد آہستہ آواز میں کلمہ طیبہ پڑھ کر یوں عرض کریں میرے محبوب ﷺ آج میں آپ کے سامنے کلمہ پڑھ کر آپکو اپنے ایمان کا گواہ بنا رہا ہوں۔اس طرح عرض کرنے سے قیامت کے دن جب آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی گواہی دیں گے تو آپ کے ایمان کی بھی گواہی دیں گے۔

مُراد پوری ہوگئی

سنہ ۱۹۶۰ء میں فیصل آباد کے ایک نیک آدمی اپنی زندگی کا سارا اثاثہ برتن، کپڑے اور گھر وغیرہ بیچ کر مکہ مکرمہ پہنچے حج سے فارغ ہوئے تو انہیں روضہ مبارک کی جالی چومنے کی تمنا دھڑکتے دل کے ساتھ مدینہ منورہ لے آئی۔ دیار حبیب ﷺ میں پہنچے اور بالآخر یہاں اپنی نگاہوں کی جنت میں پہنچ گئے۔ وہ بے قرار دل کے ساتھ جالی مبارک کے سامنے کھڑے رہے آنکھوں سے آنسو بہتے رہے اور ہونٹوں پر الفاظ کا یارانہ رہا۔ وہ روضے مبارک کی جالی سے چمٹ جانا چاہتے تھے۔ لیکن شُرطے (پہریدار) کسی کو جالی کی طرف بڑھنے نہیں دیتے تھے۔ وہ ہزاروں میل کا سفر کر کے اور زندگی بھر کی جمع پونجی داؤ پر لگا کر یہاں پہنچے تھے وہ بس جالی کو چومنے کی تمنا کی تکمیل ہی چاہتے تھے چنانچہ بے تاب دل کے ساتھ انتظار کرتے رہے جیسے ہی موقع ملا تو انہوں نے جلدی سے آگے بڑھ کر دوزانوں ہو کر سر جالی کے ساتھ رکھ دیا قبولیت کا لمحہ تھا انہیں منزلِ مراد مل گئی تھی شُرطے نے لپک کر کہا یا الحاج یعنی اے حاجی کیا کر رہے ہو مگر وہاں کون تھا جو جواب دیتا گویا اب تو جالی کے ساتھ صرف جسم رہ گیا تھا۔ روح نے جا کر کہیں اور بسیرا کیا تھا۔

میں ان کے در پہ جاؤں وہ دن خدا دکھائے
دل کی مراد پاؤں وہ دن خدا دکھائے

جالیوں پر روح پرواز

مسجد نبوی ﷺ کے حاضرین کے ہجوم میں سے ایک لڑکی سرپٹ دوڑی انتظامیہ والے حیران ہوئے اور پھر اسے پکڑنے کے لئے دوڑے لیکن لڑکی سب سے تیز بھاگ کر روضہ اقدس کی جالیوں سے چمٹ گئی جونہی اس کے ہاتھ جالیوں پر پڑے بس وہیں روح پرواز کر گئی۔ ایسے گری جیسے بچھڑا ہوا بچہ ماں کی گود میں آ کر آرام کرتا ہے۔

میری عمرِ رواں بس ٹھہر جا، اب سفر کی فرصت نہیں ہے
ان کے قدموں میں تیری جبیں ہے اور ہاتھوں میں روضے کی جالی

شہنشاہی میں فقیری

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کے بعد آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے حجرے تعمیر کروائے۔ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ

کا مکان مسجد کے پڑوس میں تھا ضرورت کے وقت پیش کر دیتے اسی طرح سارا مکان پیش کر دیا بعد میں ضرورت کے وقت اور حجرے تعمیر ہوتے رہے۔ سرورِ کونین ﷺ اگر چاہتے تو دنیاوی حکمرانوں اور بادشاہوں کی طرح عالی شان محلات تعمیر کروا سکتے تھے مگر قربان جایئے اس قدسی صفات ذات پر جس نے شاہی شان و شوکت اور حاکمانہ دبدبے کے بجائے فقیری مسکنت کی زندگی کو ترجیح دی اور ہمیشہ رب کائنات سے یہی مانگتے رہے۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْن۔ اے اللہ مجھے مسکینی والی زندگی عطا کر اور مسکینی کی حالت میں مجھے موت دے اور مسکینوں کے ساتھ ہی مجھے اٹھا۔ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات کے لئے جو مکانات تیار کروائے وہ کیا تھے؟ تواضع اور مسکنت کی بولتی تصویر، نہ کہیں پختہ اینٹ استعمال کی نہ کہیں پتھر جبکہ پورا علاقہ پتھروں سے بھرا ہوا تھا۔ سارا مکان کھجور کی ٹہنیوں، گارے اور زیادہ سے زیادہ کچی اینٹوں پر مشتمل تھا۔ دروازے شیشم اور ساگوان کے نہیں لگائے گئے تھے بلکہ موٹے ٹاٹ جو اونٹوں کے بالوں سے بنے ہوئے تھے ان سے دروازے پر پردہ کا کام لیا جاتا تھا۔

وہ شہ دنیا و دیں کون و مکاں کا تاجدار
پھر بھی اکثر فقر و فاقہ میں کٹیں لیل و نہار
جھونپڑی پر اس کی قربان تختِ شاہی کا وقار
انکی پیوند قبا پر سطوتِ شاہی نثار

محبوب ﷺ کو رنج ہوگا

حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دیہاتی عربی مواجہہ شریف کے سامنے آکر کھڑا ہوا اور عرض کیا یا اللہ یہ آپ کے محبوب ہیں میں آپ کا غلام ہوں اور شیطان آپ کا دشمن ہے اگر آپ میری مغفرت کر دیں گے تو آپ کے محبوب ﷺ کا دل خوش ہوگا اور آپ کا غلام کامیاب ہو جائے گا اور آپ کا دشمن ذلیل و خوار ہو جائے گا لیکن اگر آپ مغفرت نہ فرمائیں گے تو آپ کے محبوب ﷺ کو رنج ہوگا اور آپ کا غلام ہلاک ہو جائے گا اور آپ کا دشمن خوش ہوگا۔ الٰہی عرب کے سخی لوگوں کا دستور ہے کہ جب ان میں سے کوئی بڑا سردار مر جاتا ہے تو اس کی قبر پر غلام آزاد کیا کرتے ہیں یہ مقدس ہستی جو تمام جہانوں کی سردار ہے آپ مجھے اس کی مقدس قبر پر آگ سے

آزادی عطا فرمائیے۔ امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر اس سے کہا اللہ تعالیٰ تیرے اس حسنِ سوال اور طرزِ دعاء پر ضرور تجھے معاف کر دے گا۔

گر محمد ﷺ کے غلاموں میں مرا نام آئے
حشر کے روز یہ اعزاز میرے کام آئے

آج بھی سلامِ نبوت

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ،، اپنی کتاب،، دربارِ نبوت کی حاضری ،، میں رقمطراز ہیں کہ: وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ [سورۃ نساء: آیت نمبر ۶۴] مغفرت طلب کریں اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کی مغفرت کے طلب گار ہوں گے تو پائیں گے وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان۔ کی قرآنی آیات کی تلاوت اس وقت لوگ کر دیتے ہیں جب مدینہ منورہ کی حاضری کا مسئلہ چھیڑا جاتا ہے خدا ہی جانتا ہے کہ مدینہ منورہ کی حاضری کے مسئلہ استنباط اس قرآنی نص سے سب سے پہلے کس نے کیا لیکن اس استنباط کو غیر معمولی حسن قبول حاصل ہوا گویا اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ جَاءُوْكَ (آئیں تمہارے پاس) کا یہ مطلب کہ اس کا تعلق صرف اسی زمانہ کے ساتھ محدود نہیں ہے جب روضہ اطہر سے باہر مدینہ منورہ میں آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے سرورِ کائنات ﷺ جلوہ فرما تھے بلکہ روضہ طیبہ میں عزلت گزیں ہو جانے کے بعد بھی خدمت مبارک میں جو حاضر ہوگا وہ استغفار کے اس قرآنی دستاویز سے مستفید ہو سکتا ہے تو اس مطلب کی حیثیت ایک اجتماعی مسئلہ کی ہے، فقہ و حدیث اور مناسک کی ہر وہ کتاب جس میں کسی نہ کسی حیثیت سے مدینہ منورہ کی حاضری کا تذکرہ کیا گیا اس میں اس اجتماعی تفسیر کے ساتھ اس قرآنی نص کے درج کرنے کا عام رواج ہے۔ اسی اجتماری تفسیر نے شاید اسی زمانہ میں جب سفرِ حجاز کی نیت کر چکا تھا قرآن ہی کی دوسری آیت یعنی: وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ [سورۃ الانعام: آیت نمبر 54] سے یہ احساسات دل میں پیدا ہوئے کہ اس نص قطعی کی رو سے یہ یقینی ہے کہ پیغمبر ﷺ کی طرف سے السلام علیکم کی دعا ہر اس شخص کو میسر آتی ہے جو ایمان کے ساتھ آستانہ نبوت پر حاضری کی سعادت حاصل کرتا ہے اور یہ خبر بھی براہِ راست اللہ کے آخری رسول رحمۃ للعالمین ﷺ کے توسط سے اس کو پہنچائی جاتی ہے کہ توبہ و اصلاح کے بعد اپنے مالک کو وہ غفور (بہت بخشنے والا) رحیم پائے گا۔ سورۃ النساء کی پہلی

آیت ہی کے مضمون کا اعادہ الانعام کی اس آیت میں اس اضافے کے ساتھ کیا گیا کہ پیغمبر ﷺ کی طرف سے سلامتی کی دعا بھی قطعی طور پر ہر وہ مومن حاصل کرتا ہے جو بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوتا ہے۔ امتی سلام عرض کرتا ہے تو اس سلام کا جواب بھی دیا جاتا ہے۔ اب تک تو حدیثوں ہی سے اس کا ظنی علم پیدا ہوتا تھا مگر سورۃ الانعام کی اس آیت نے اس ظنی علم کو قطعی اور یقینی بنا دیا۔

تیری مغفرت ہوگئی

حضرت محمد بن عبیداللہ عمرو العتبی کہتے ہیں کہ میں مدینہ گیا اور مواجہہ شریف کے سامنے پہنچا وہاں بیٹھا تھا کہ ایک دیہاتی آیا اور عرض کیا یا خیر الرسل ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا اور اس میں فرمایا کہ اگر یہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کرلیا تھا۔ آپ کے پاس آجاتے اور آکر معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا پاتے یہ کہہ کر بولا اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور اسمیں آپ ﷺ کی سفارش کا طالب ہوں اسکے بعد وہ رونے لگا اور یہ شعر پڑھے:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظَمُ

ترجمہ: اے بہترین ان سب سے جن کے اجساد شریفہ خاک میں مدفون ہوئے۔

فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

ترجمہ: اور ان کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک گئے ہیں۔

نَفْسِيْ الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ

ترجمہ: میری جان اس پاک قبر پر فدا جس میں آپ ﷺ آرام فرما ہیں۔

فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

ترجمہ: اس قبر شریف میں پرہیز گاری ہے اور اسی میں جود و کرم ہے۔

اس کے بعد اس نے دعاء کی اور چلا گیا۔ عتبی کہتے ہیں کہ میری آنکھ لگ گئی خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اس بدو سے کہہ دو کہ میری سفارش سے تیری مغفرت ہوگئی ہے۔ یہ اشعار آقا ﷺ کے مواجہہ شریف کے سامنے دائیں بائیں

ستونوں پر خوبصورت نقش کیساتھ لکھے ہوئے ہیں۔ دربار اقدس میں صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے لئے جو زائر بھی مواجہہ شریف کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو اس کی نظر اس دیہاتی عاشق رسول ﷺ کے ان اشعار پر بھی ضرور پڑتی ہے۔

اے زائر درگاہِ نبی ﷺ جائے ادب ہے
آئے نہ تیرے دل کے دھڑکنے کی صدا بھی

مدینہ کا رزق کارڈ لیجئے

شہیدانِ محبت کے لئے یہ رزق کافی ہے
درودوں کا سلاموں کا زباں پر ذائقہ رکھنا

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ روضہ مبارک پر جو پہرے دار کھڑے ہیں وہ ایک خاص درود شریف کثرت سے پڑھتے ہیں۔ اس درود شریف کو جو بھی پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا رزق مدینہ میں لکھ دیتے ہیں۔ درود شریف یہ ہے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

موسم تو بدلتے رہتے ہیں ارماں مچلتے رہتے ہیں
دیکھیں کس وقت مدینہ میں جانے کی صورت ہوتی ہے
خوش بخت مسافرِ طیبہ کے ہو سامنے جب دربارِ نبی ﷺ
یوں دیکھو گنبد کو جیسے قرآن کی تلاوت ہوتی ہے

حضرت علامہ جامیؒ کی ہمکلامی

رہ رہ کے مچلتی ہے آقا ﷺ مدت سے یہی حسرت دل میں
ہر صبح میری جب آنکھ کھلے تو روضے (مبارک) کا نظارہ ہو جائے
کیا غم ہے مجھے طوفانوں سے میں کھیلتا ہوں طوفانوں سے
میں جب بھی پکاروں صَلِّ علیٰ ، ہر موج کنارہ ہوجائے

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ تصوف اور عشق رسول ﷺ میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں ان کی شاعری میں ان کا یہ عشق رسول ﷺ صاف دکھائی دیتا ہے۔

نَسِیْمَا جَانِبِ بَطْحَا گُزَرْ کُنْ ✽ زِاَ حْوَالَمْ مُحَمَّدْ رَاخَبَرْ کُنْ

اے نسیمِ بہار تیرا جب بطحا کی جانب گزر ہو تو میرے محبوب ﷺ کو میرے احوال سے آگاہ کر دینا یعنی کیسے تڑپتا ہے اور بے قرار رہتا ہے۔ کسی صاحبِ دل نے اسی پیغام کا مفہوم اس انداز میں پیش کیا ہے۔

وِیندی تاں اُنویں پئیں بادِصبا مدِینے ✽ دُکھیاں دا حال چائی وَنج، ڈیویں سنڑا مدینے
بھانویں لکھ پڑھوں نمازاں پَر اُوسُرُور کینئیں. ✽ کئی ہِک تاں تھی وَنجے ہا سجدہ ادا مدینے

۸۶۷ھ میں انکو خیال پیدا ہوا کہ جامی تم نے پچاس سال کی زندگی محبوب ﷺ کے کوچہ سے دور رہ کر گزار دی۔ اس خیال کا آنا تھا کہ عشق رسول ﷺ کا غلبہ تیز ہو گیا سب کچھ چھوڑ کر دیارِ محبوب ﷺ کی طرف روانہ ہو گئے۔ دو مہینے کی دشوار گزار مسافت طے کر کے یہ اس مقام پر پہنچ گئے جس کے نظارے کے لئے آنکھیں منتظر اور دل بیتاب تھا۔ یہ سچا عاشق رسول جب مدینہ کی گلیوں میں چلتا ہے تو چپہ چپہ پر جمالِ رسول ﷺ کا نظارہ کرتا ہے۔ مدینہ کا ایک ایک پتھر اسکو لعل و جواہر سے زیادہ قیمتی لگتا ہے۔ یہاں کے در و دیوار کو چومتا ہے گلی کوچوں کی خاک آنکھوں میں لگاتا پھرتا ہے۔ حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۰ حج پیدل کئے۔ ہمیشہ مدینہ منورہ حاضر ہوتے اور روضہ مبارک پر یوں عرض کرتے:

سَیِّدِیْ وَ سَنَدِیْ وَمَوْلَائِی ✽ بَسَفَرِیْ رَوَمْ چہ فَرْمَائِی

کہ اے میرے مولیٰ اور سردار! اب میں اپنے وطن سفر کر رہا ہوں میرے متعلق آپ کا کیا حکم ہے۔ آپ ﷺ کی طرف سے ہر سال جواب میں دو مصرعے آتے آپ ﷺ جواب میں ارشاد فرماتے۔

بَسَفَر رَفْتَنْ مُبَارَكْ بَادْ ✽ بَسَلَامَتْ رَوِیْ وَ بَازْآئی

کہ تمہارا جانا مبارک سلامتی کے ساتھ جاؤ اور سلامتی کے ساتھ واپس آؤ۔ مگر چالیسویں حج کے بعد جب وہ روضہ مبارک پر پہنچے اور انہوں نے یہ شعر پڑھا تو آپ ﷺ کی طرف سے ایک ہی مصرعہ جواب میں آیا۔

بَسَفَر رَفْتَنْ مُبَارَكْ بَاد

کہ تمہارا وطن جانا مبارک ہو چنانچہ اُسی سال انتقال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو سرکار دو عالم ﷺ کی کامل محبت و کامل اتباع نصیب فرمائے۔ آمین

ہوا ؤ شہرِ نبی ﷺ سے ہو جتنی بار گزر ✽ ہر ایک ذرہ پہ میرا سلام لکھ دینا
نہ کرنا فردِ عمل پر بھی میرا نام رقم ✽ فرشتو صرف نبی ﷺ کا غلام لکھ دینا

سفید دانوں والی تسبیح

محترم تارڑ صاحب نے اپنے سفر نامے میں لکھا ہے کہ روضہ مبارک کے سامنے ایک پاکستانی نوجوان مجھے پہچان کر میرے قریب آ بیٹھا اور کہا..... تارڑ صاحب میں آپکی خدمت میں یہاں کیا پیش کروں۔۔ میں نے جتنا عرصہ روضہ مبارک کی دیوار کے قریب بسر کیا ہے..... اس تسبیح پر حضور ﷺ کی ثنا (درود) کرتا رہا ہوں..... میری تسبیح قبول کر لیجئے۔ تو یہ سفید دانوں والی تسبیح کیا بے بدل اور شاندار انعام تھا۔

تو نے تو مجھے مروا دیا

بابا عبدالحمید لاہوری جو کہ ۳۵ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں مسجد نبوی ﷺ میں روضہ مبارک کے ساتھ والی اندر کی چھتریوں والی جگہ پر بیٹھے رہتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ میرے کفیل نے مجھے کہا کہ اب میں تیرا اقامہ نہیں بنواؤں گا۔ اُدھر اقامہ کی مدت بھی ختم ہو رہی تھی تو میں روضہ مبارک پر آیا عرض کی آقا اتنے عرصے سے اپنی غلامی میں رکھا اب بھی کرم فرمایئے اپنے رب سے سفارش کیجئے۔ فرماتے ہیں صبح کو میرا کفیل مجھے تلاش کرتے کرتے جب آیا تو بہت پریشان تھا اور دیکھتے ہی کہنے لگا کہ تو نے تو مجھے مروا دیا۔ رات آپ ﷺ خواب میں تشریف لائے اور بہت ناراض تھے معافی مانگنے پر فرمایا جاؤ عبدالحمید کا اقامہ بنواؤ۔ پھر مجھے ساتھ لے گیا اور ایک سال کی بجائے دو سال کا اقامہ بنوا دیا جبکہ قانوناً ایک سال کا ہوتا ہے اور ہر سال دوبارہ بنوانا پڑتا ہے۔

بابا کیسے لاہوری بنا؟

بابا عبدالحمید صاحب۔ لاہوری بابا کے نام سے مشہور ہیں۔ پوچھنے پر بتایا کہ میرا ہمیشہ معمول آنے والے مسافروں کو زیارات کرانے کا تھا ۲۵ سال کے بعد پھر میں نے بس روضہ مبارک کے سامنے بیٹھ کر درود پڑھنے کا معمول بنا لیا۔ ایک رات خواب میں محبوب ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو فرمایا لاہوری میرے ان مہمانوں کو زیارات کرائیں۔ بس اس دن سے اپنے نام کے ساتھ لاہوری لگا لیا۔

آقا ﷺ! یہ یتیم بچہ ہے

لاہوری بابا نے ایک واقعہ سنایا کہ میرے پاس ایک یتیم و معصوم لڑکا آ کر رونے لگا کہ میں نے اپنی بہنوں کی شادی کرنی ہے اس کے لیے رقم کی ضرورت ہے اس کو لے کر میں روضہ مبارک پر آیا درخواست کی کہ آقا یہ یتیم بچہ ہے پریشان ہے اپنے رب سے سفارش کیجئے اتنی درخواست کے بعد اٹھ کر باہر آیا بچے کو ایک جگہ ٹھہرایا میں وضو خانے کی طرف گیا۔ جب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا جب پوچھا تو بچے نے بتایا کہ کوئی آدمی آیا اور دے کر چلا گیا۔ جب کھول کر دیکھا تو وہ رقم اس رقم سے زیادہ تھی جو روضہ مبارک پر مانگی تھی۔

رحمت دو عالم ﷺ کا خط گورنر کے نام

ضلع دیر صوبہ سرحد کا ایک آدمی ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلا گیا وہیں جا کے وہیں کا ہو کر رہ گیا اور وہاں صفائی کی خدمت پر مامور تھا۔ حالات بدلتے گئے جب حکومت نے لوگوں کے کارڈ چیک کرنے شروع کیئے تو ان کے پاس شہریت کا کارڈ نہیں تھا چونکہ انہوں نے بغیر کارڈ کے تیس چالیس سال کا عرصہ گزارا تھا اب بڑا مسئلہ تھا پریشانی لاحق ہوئی ۔وہ روضہ مبارک پر جا کر رویا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! اتنا عرصہ مجھے اپنے شہر کے اندر اپنی غلامی میں رکھا، اب مجھے نکالا جا رہا ہے۔ مہربانی فرما کہ مجھے ہمیشہ ہمیشہ اپنی غلامی میں رکھ لیں۔ وہ بیچارہ حضور ﷺ کو یہ دکھ بھرا حال سنا کر واپس آیا۔ رات کو وہ اسی پریشانی میں روتے روتے سو گیا۔ جب صبح اٹھا تو اس کے تکیے کے نیچے ایک کاغذ رکھا ہوا تھا اس نے وہ کاغذ کسی کو دکھایا تو اس نے کہا یہ حضور ﷺ کا خط ہے مدینہ کے گورنر کے نام چنانچہ وہ گورنر کے پاس گیا اور وہ خط پیش کیا۔ گورنر نے خط پڑھا تو اس کی بے ساختہ چیخیں نکل گئیں پھر خط کو چوما اور آنکھوں پر رکھ کر روتا رہا پھر آہستہ آہستہ سسکیاں بلند ہوتی گئیں پھر تھوڑی دیر بعد سسکیاں لیتے ہوئے اتنا کہہ سکا کہ آقا ﷺ نے کہہ دیا ہے تو اب تجھے کوئی نہیں نکال سکتا۔ پھر اس نے ہمیشہ کے لیئے مدینہ کی شہریت دے دی۔ اس طرح وہ ابھی تک مدینہ منورہ میں مقیم ہے اور حکومت کی طرف سے ان کو مستقل ایک بڑا مکان ملا ہوا ہے۔ اب وہ خود فوت ہو گیا ہے اس کی اولاد مقیم ہے۔

بایزید! اٹھو جا کر اپنی ماں کی خدمت کرو

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ خراسان سے دیارِ رسولِ عربی ﷺ کے لیے سفر کر کے روضہ اقدس پر حاضری دی تو آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں تھیں۔ زبان پر درود و سلام کے ترانے تھے کافی دیر تک روتے رہے اور سلام پڑھتے رہے اسی دوران کچھ دیر کے بعد اونگھ سی آگئی تو سامنے ہی محبوب ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور فرما رہے تھے بایزید! اٹھو جا کر اپنی ماں کی خدمت کرو۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کو روضہ سے بلاوا

سلطان الاولیاء حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ رحمۃ اللہ علیہ عشق رسول ﷺ میں ہر وقت سرشار رہتے تھے۔ آپ کے عشق رسول اللہ ﷺ کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے محبوب ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں نظام ہمیں تمہارا بڑا اشتیاق ہے بیدار ہوئے تو محبت میں استغراق کی کیفیت طاری ہوگئی۔ چالیس دن تک اسی حال میں رہے۔ کھانا پینا چھوڑ دیا۔ آپ کا سینہ تجلیات و انوار کا مرکز نظر آتا تھا بس نماز پڑھنے کے علاوہ کسی چیز کا ہوش نہیں تھا۔ چالیسویں دن ارشاد ہوا خانقاہ میں موجود تمام غلہ اور سامان ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ گودام میں کوئی چیز باقی نہ رہے۔ ایک خادم نے عرض کیا آپ نے اتنے دنوں سے کچھ نہیں کھایا ہے کمزوری بڑھ رہی ہی آپ کچھ کھا لیتی آپ نے فرمایا جسے اس حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ملاقات کا اشتیاق ہو اس سے دنیا میں کھانا کب کھایا جا سکتا ہے غرض اسی عالم میں ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ھ کو اپنے محبوب ﷺ کے پاس جا پہنچے۔

سعدی لکھتے کیوں نہیں؟ صَلُّو اعلیہ وآلہ

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار بہت خوبصورت نعتیہ رباعی لکھی اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت نے رُباعی سن کر فرمایا خسرو رُباعی خوب ہے لیکن سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی جو رُباعی ہے اس کا جواب نہیں۔ اگلے دن حضرت امیر خسرو نے پہلے سے زیادہ محنت سے مزید اچھی رباعی لکھی اور مرشد کو پیش کی۔ تو انہوں نے سن کر پھر فرمایا خسرو رباعی خوب ہے لیکن سعدی کی رباعی کا جواب نہیں۔ حضرت امیر خسرو نے کئی بار محنت کی لیکن پیر و مرشد ہر بار یہی فرماتے کہ رباعی خوب ہے لیکن سعدی کی رباعی کا جواب

نہیں۔ آخر ایک دن امیر خسرو نے عرض کی سیّدی! سعدی نے بھی نعتیہ رباعی لکھی میں بھی کئی دن سے لکھ کر پیش کر رہا ہوں لیکن آپ ہر بار یہی فرماتے ہیں کہ سعدی کی رباعی کا جواب نہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ پیرومرشد نے فرمایا اچھا! جاننا چاہتے ہو تو آج آدھی رات کے وقت آجانا چنانچہ امیر خسرو آدھی رات کے وقت حاضرِ خدمت ہوئے تو مرشد کو وظائف میں مشغول پایا تھوڑی دیر بعد دیکھتے ہوئے فرمایا خسرو ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو اور دیکھو! بس مرشد کی توجہ ہوئی تو حضرت امیر خسرو نے دیکھا کہ سامنے دربار رسالت آراستہ ہے صحابہ کرام اور ہزاروں اولیاءِ کرام موجود ہیں شیخ سعدی دربار میں موجود ہیں اور پڑھ رہیں ہیں: بَلَغَ العُلیٰ بِکمَالِہ، کَشَفَ الدُجیٰ بِجمَالِہ، حَسُنَت جَمِیعُ خِصالِہ، صَلُّوا علیہ وآلہ اور نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں سعدی پھر پڑھو سعدی۔ کہتے ہیں لبیک یاسیّدی اور پھر رباعی پڑھنے لگتے ہیں رباعی ختم ہوتی ہے اور نبی اکرم ﷺ فرماتے سعدی پھر پڑھو۔ یہ دیکھ کر امیر خسرو نے عرض کیا پیرومرشد لکھتا تو میں بھی خوب ہوں لیکن واقعی سعدی کی رباعی کا جواب نہیں۔ اسی رباعی کے بارے میں بزرگ کہتے ہیں کہ جب حضرت سعدی نے یہ رباعی لکھی تو تین مصرعے لکھے تھے لیکن چوتھا مصرعہ موزوں نہیں ہو رہا تھا اسی پریشانی میں سو گئے تو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی اور دیکھا کہ سرکار ﷺ فرماتے ہیں سعدی لکھتے کیوں نہیں؟ صلوا علیہ وآلہ۔ تب سے یہ رباعی ہر زبان پر ہے اور آج تک اسکی قبولیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

خواجہ غلام فریدؒ کی روضہ پر حاضری قابل دید

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو عشق و مستی کی کیفیت سے بے خود ہو گئے اور جب روضہ انور پر نظر پڑی تو روضہ مبارک کے بوسہ کے لیے جھکے مگر پھر سر اٹھالیا آپ کی اس حالت کو دیکھ کر خادم نے کہا حضرت جلد ہی آستانہ کو بوسہ دے لیں ہجوم بڑھتا جا رہا ہے۔ آپ نے چشمِ پرنم کے ساتھ فرمایا کہ جب بوسہ کے لیے جھکتا ہوں تو دل سے آواز آتی ہے اے فرید! حیا کر تیری زبان اور ہونٹ پلید ہیں اور محبوب ﷺ کا روضہ مبارک طیب اور پاک ہے اس لیے بوسے کے ارادے کی تکمیل میں محرومی نصیب ہے۔

میڈی جند میڈی جان ✽ ساوے روضے تے قربان

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جالیاں پکڑ کر رونے لگے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ دربارِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ پھر جیسے ہی سرورِ کونین ﷺ کی قربت حاصل ہوئی تو عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا۔ معین الدین! آقائے کائنات کے حضور سلام پیش کرو۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے گداز قلب کے ساتھ لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ السلام علیکم یا سید المرسلین ﷺ وہاں موجود تمام لوگوں نے سنا۔ روضہ مبارک سے جواب آیا وعلیکم السلام یا سلطان الہند اس کے بعد شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا۔ معین الدین! تم خوش نصیب ہو کہ تمہیں دونوں مقامات پر قبولیت کی سند عطا ہوئی۔ آئندہ بت خانہ ہند تمہاری سرگرمیوں کا مرکز ہوگا۔ اگرچہ وہاں کفر کی گہری تاریکی پھیلی ہوئی ہے لیکن بالآخر تم وہاں اسلام کی شمع روشن کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے اور اس طویل و عریض ملک میں تم ہی سلطان کہلاؤ گے جسے دربارِ رسول ﷺ سے تاجِ سلطانی بخشا گیا ہو وہ ہند کے تمام بادشاہوں پر غالب آکر رہے گا۔ فرمان مبارک سن کر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے خاکِ مدینہ کو بوسہ دیا اور روضہ رسول ﷺ کی جالیاں پکڑ کر رونے لگے۔ جوشِ گریہ اس حد تک بڑھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہچکیاں بندھ گئیں اور اسی آہ وزاری کے درمیان حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا غلام توام ازیں سبب تاجدارم (آقا تیرا غلام ہوں اسی لیے بادشاہ کہلاتا ہوں)

تیرے در پہ آؤں میں بن کے سوالی
رہے سامنے سبز گنبد کی جالی
غریبوں کے آقا یتیموں کے والی

حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے بہتے آنسو

حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی اپنے مجاہدات و ریاضت کے بارے میں فرماتے ہیں یہ سب کچھ رَبِّ کعبہ کی رضا جوئی کے لیے ہیں۔ یہاں تک کہ ارضِ مقدس میں جا پہنچا حج کیا عرفات میں جبل رحمت پر حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا اس کے بعد سرورِ کونین ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوا پانچ سال مدینہ منورہ میں رہ کر رسالتِ پناہ کے قدموں کی خاکِ پاک کے صدقے میں نے انوار الٰہی کا ظاہری اور باطنی مشاہدہ کیا۔ ایک

صاحب کا بیان ہے کہ جیسے نام میں لفظ بہاؤ ہے ایسے ہی روضہ مبارک پر آنسو بہتے ہوئے داڑھی سے ٹپکتے تھے مسلسل محبت و عشق میں رو رو کر آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں اس طرح روتے تھے جیسے کوئی بچھڑا ہوا بچہ ماں کے سینے پر سر رکھ کر روتا ہے بس روتے بلکتے روضہ مبارک سے اُلٹے قدموں واپس تشریف لے جاتے تھے۔

لال شہباز قلندرؒ کا دل گنبد خضراء پر

حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کرنے کے بعد حضرت سید عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ المعروف لال شہباز قلندر مکہ مکرمہ چلے گئے۔ (لال یعنی سرخ آپ چونکہ سرخ لباس پہنتے تھے شہباز اس لیے کہ آپ کی آنکھیں شہباز پرندے کی طرح چمکتی تھیں۔ قلندر کے نام سے ایک بزرگ نے آپکو آواز دی تھی تینوں کو ملا کر لال شہباز قلندر بنا۔ جب حرمین کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے کئی سال تک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں مقیم رہے دونوں مقامات پر عاجزانہ حالت سے رہے۔ بیت اللہ کے سامنے آتے ہوئے خوف کی ایسی حالت طاری ہوتی گویا کہ سامنے بیت اللہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو دیکھ کر ڈر رہے ہیں۔ اور جب روضہ مبارک پر حاضری کے لیے آتے تو کیفیت ایسی ہوتی تھی کہ جیسے بچہ چھپ چھپ کر دیکھتا ہے ایسے ہی چھپ چھپ کر روضہ مبارک پر نظر ڈالتے اور آہیں نکل جاتیں۔ کافی دیر تک آنسو کی لڑیاں ہوتیں آہیں اور سسکیاں لیتے لیتے نڈھال ہو جاتے۔ ایسے لگتا کہ آپکا دل روحانی پرواز کر کے گنبد خضراء پر جا بیٹھا ہے اور زمین پر بے جان جسم پڑا ہوا ہے۔ ہاں! اہل دل کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔

قدم قدم پر درود شریف

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ باہر جا رہا تھا میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ قدم اٹھاتا ہے یا رکھتا ہے تو درود شریف پڑھتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ اس طریقہ کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا میری ماں وہیں مر گئی اس کا منہ کالا ہو گیا اور اسکا پیٹ پھول گیا جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے میں نے دعاء کے لئے ہاتھ اٹھائے تو ایک آدمی بادل سے ظاہر ہوا اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہو گیا اور ورم جاتا رہا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت کیجئے تو

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اٹھایا کرے تو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ پڑھا کر۔

میرے اوپر بھی مبارک قدم لگا ہے

حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم (لاہور والے) فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب واقعہ حضرت کے بیٹے نے مجھے سنایا۔ فرمانے لگے کہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ میدان بدر میں حاضر ہوئے تو وہاں اللہ تعالیٰ کی ذات عالی سے دعاء کی کہ یا باری تعالیٰ میں ایک عرصے سے حدیث شریف کی خدمت کر رہا ہوں اگر یہ خدمت آپ کی بارگاہ میں قبول ہے تو مجھے بتلا دیا جائے کہ حضور ﷺ کے قدم مبارک کہاں کہاں لگے ہیں؟ تا کہ میں بے ادبی سے بچ سکوں۔ تو کہتے ہیں کہ حضرت یہ دعاء کر کے فارغ ہوئے تو وہاں مختلف پتھروں سے آواز آنی شروع ہوگئی کہ

اَنَا مَوْضِعُ قَدَمِ رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ
اَنَا مَوْضِعُ قَدَمِ رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ

میرے اوپر بھی حضور ﷺ کا مبارک قدم لگا ہے میرے اوپر بھی حضور ﷺ کا مبارک قدم لگا ہے چودہ سو سال گزر گئے وہ پتھر حضور ﷺ کے مبارک قدموں کو ابھی تک نہیں بھولے تو اسی سے اندازہ لگائیں کہ جہاں حضور ﷺ کا وجود مسعود ہے اس مقام کی شان کا کیا عالم ہوگا؟ اسکی شان سوچ سے بالا ہے۔

محبوب ﷺ کے قدموں میں

گر گر کے قدم پر قدم پاک کو چوما ✠ کیا کام نکالا ہے مری بے باکی نے

حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ آنحضرت ﷺ ایک راستے پر چل رہے ہیں اور میں بھی پیچھے پیچھے چل رہا ہوں اس انداز سے کہ نشانِ قدم پر قدم رکھ کر اتنے میں آنحضرت ﷺ نے چلنے میں جلدی فرمائی اور پردے میں تشریف لے گئے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو قسم دی کہ یا رسول اللہ ﷺ توقف فرما کر (ٹھہر کر) میری آرزو کو پورا کیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے اندر طلب فرمایا میں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری آرزو ہے کہ قدم مبارک کو بوسہ دوں مہربانی فرما کر قدم مبارک دراز فرمایئے اور میں نے کفِ پا کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے ملا۔

کچھ نہیں مانگتا دنیا سے یہ شیدا ترا ✽ اس کو بس چاہیے نقش کفِ پا ترا

اس کے بعد جو عنایات فرمائیں احقر اپنے آپ کو ان عنایات کے لائق نہیں سمجھتا اور ان عنایات کا اظہار بھی مصلحتِ وقت نہیں۔

شَاہاں چہ عَجَبْ گَرْ بَنَوَازَنْد گَدَارَا

ترجمہ: بادشاہوں کے لئے کیا مشکل ہے اگر گدا کو نوازیں۔

نقش نعلین مبارک

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹھنے والی جگہ کے اوپر ۶ فٹ کی اونچائی پر سرکار دو عالم ﷺ کے نعلین مبارک کا نقش مبارک بڑے سائز میں شیشے کے فریم میں بند کرا کے لگا رکھا تھا سبحان اللہ کیا ادب ہے اور کیا ہی محبت ہے۔ یہی حال مدینہ عالیہ (زَادَھَا اللہ شَرَفاً وَتَعْظِیْمًا) میں قیام کے وقت تھا جہاں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھتے تھے وہ جگہ حضور ﷺ کے قدمین مبارکین کی جانب تھی جہاں عام طور پر فقراء بیٹھا کرتے تھے۔ بیٹھنے کی حالت ایسی ہوتی کہ سرکار دو عالم ﷺ کے مبارک قدموں میں سر رکھے ہوئے ہیں۔ آپ بہت سارا وقت قدموں میں سر جھکائے بیٹھے رہتے تھے۔ کسی نے خیال کیا شاید حضرت ہجوم کی وجہ سے مواجہہ شریف پر نہیں جاتے ایک مرتبہ عرض کیا گیا اب وہاں ہجوم نہیں حاضری دے لیں فرمایا کل حاضری دی تھی دوسرے دن جب پھر کہا گیا تو حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا بھائی سامنے جانے کی مجھ میں ہمت نہیں کس منہ سے جاؤں۔ پہلی دفعہ تو مولوی سید اسعد صاحب کے ساتھ حاضر ہو گیا تھا۔

ہم اس کا نقشِ پا بھولے ہوئے ہیں! ✽ خداوندا یہ کیا بھولے ہوئے ہیں
چلو پھر لوٹ جائیں اُدھر کو جدھر کا راستہ بھولے ہوئے ہیں

بیعت کی میں نے سید الکونین ﷺ سے

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا ہمیشہ یہ معمول رہا کہ بیعت ان الفاظ سے فرماتے تھے کہ بیعت کی میں نے مولانا خلیل احمد سہارنپوری سے زکریا کے ہاتھ پر لیکن مولانا امجد اللہ صاحب جو حضرت مولانا شاہ وصی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھے اور شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت شیخ سے تعلق قائم کر لیا تھا۔ جب حضرت شیخ روضہ شریف پر

قدمین شریفین کی طرف بیٹھے تھے تو مولانا کو طلب فرمایا اور وہیں اقدام عالیہ میں بیعت فرمایا لیکن ہمیشہ کے معمول کے بجائے یہ کہلوایا کہ بیعت کی میں نے سید الکونین ﷺ سے زکریا کے ہاتھ پر۔

فائدہ: یہ سادات کے خاندان کے ادب کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ شاہ صاحب کے مریدین میں سے تھے۔

سادات کی عظمت

ایک مرتبہ عین افطاری کے وقت ایک سید صاحب کے گھر کا بچہ افطاری لینے کے لئے دیر سے پہنچا (کیونکہ حضرت شیخ الحدیثؒ حرم میں افطاری کرواتے تھے) سامان تقسیم ہو چکا تھا۔ تقسیم کرنے والے نے تھوڑی افطاری انکو دیدی مگر ساتھ ہی بچہ کو ڈانٹا کہ آئندہ اگر دیر کردی تو افطاری نہیں ملے گی حضرت نے یہ آواز سن لی منتظم کو بلا کر بہت ڈانٹا کہ یہ سید ہیں اس کی نسبت کا بھی لحاظ نہ کیا اس نے معافی چاہی مگر حضرت نہ مانے آخر کار اس سید بچے کے والد نے اس منتظم کی سفارش کی تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے اس سے کوئی دشمنی نہیں ہے مقصد تھا اس کے دل میں سادات کی عظمت پیدا ہو جائے۔ اس وجہ سے میں نے ایسا کیا ورنہ قصور تو افطاری دیر سے لینے کے لیے آنے والے کا تھا۔

قیامت میں گرم ہو جب آفتابِ روزِ محشر ✽ مرے سر پر الٰہی سایہ آلِ پیغمبر ﷺ ہو

ہماری دعاء بھی اوپر چڑھ جائے

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ مسجد نبوی ﷺ میں معتکف تھے اور قریب ہی مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اسعد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی معتکف تھے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف ختم کرائی تو مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ کیا ہم کو بھی اجازت ہے کہ دعاء میں شریک ہو جائیں۔ اس پر شیخ نے فرمایا ہم تو خدا سے چاہتے ہیں کہ دعاء میں کوئی اللہ کا ایسا بندہ آجائے جسکی دعا کے ساتھ ہماری دعاء بھی اوپر چڑھ جائے۔

گنبد خضراء کے سامنے تجدیدِ بیعت

ایک مرتبہ حضرت مولانا غلام حبیبؒ حضرت خواجہ عبد المالک صدیقیؒ کے ہمراہ مسجد نبوی میں حاضر تھے۔ اور گنبد خضراء سامنے تھا حضرت صدیقیؒ پر عجیب کیفیت طاری تھی۔ حضرت مولانا

غلام حبیب صاحب نے اپنی خداداد فراست سے وقت کی اہمیت و نزاکت کو بھانپ لیا اور تجدید بیعت کے لیئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ تو حضرت صدیقیؒ نے اس حالت میں بیعت فرمایا کہ جب آپ کی نظریں گنبد خضریٰ پر لگی ہوئی تھیں۔

روضہ مبارک پر فرشتے کی عجیب سماعت

حضرت مفتی عبدالروٴف سکھروی مدظلہ اپنے بیان میں فرماتے ہیں.....ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں تین چیزیں ایسی پیدا فرمائی ہیں جن کو سننے کی عجیب وغریب صلاحیت اور طاقت عطا فرمائی ہے..... ایک جنت ..... اور ایک جہنم .....اور ایک وہ فرشتہ جو حضور ﷺ کے روضہ مبارک پر مقرر ہے..... جنت کو اللہ پاک نے یہ صلاحیت دی ہے کہ دنیا کے کسی بھی کونے میں زمین یا آسمان پر یا زمین کی تہہ میں یا سمندر کے نیچے یا ہوا اور فضا میں کہیں بھی کوئی اللہ کا بندہ اگر اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء کرے کہ یا اللہ! مجھے جنت عطا فرما.....میں جنت کے لائق نہیں ہوں مگر اپنی رحمت سے مجھے جنت عطا فرما تو جس وقت اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلیں گے یا وہ دل میں یہ دعاء کرے گا اس کی دعا جنت فوراً سن لے گی حالانکہ جنت ساتویں آسمان کے اوپر عرش الٰہی کے نیچے ہے..... یہاں سے لیکر آسمان تک پانچ سو سال کی مسافت ہے پھر پہلے آسمان سے دوسرے آسمان تک بھی اتنا ہی فاصلہ ہے اسی طرح ہر دو آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے اور یہ اربوں کھربوں میل کا فاصلہ ہے اور درمیان میں کوئی تار اور ٹیلیفون یا موبائل کا رابطہ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ جہاں کہیں کوئی یہ دعاء کرے گا کہ یا اللہ! مجھے جنت عطا فرما دیجئے.....تو جنت اس کی یہ آواز سنتے ہی اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے گی کہ یا اللہ! یہ جنت مانگ رہا ہے.....آپ نے مجھے دینے ہی کے لیے بنایا ہے.....لہٰذا اس مانگنے والے کو جنت عطا فرما دیجئے تو ہماری درخواست قبول ہو یا نہ ہو لیکن جنت کی درخواست قبول ہو جائے گی.....ایسے ہی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دوزخ سے پناہ مانگتا ہے تو چاہے زبان سے پناہ مانگے یا دل میں آہستہ آہستہ پناہ مانگے تو اس کا پناہ مانگنا جہنم فوراً سن لے گی حالانکہ جہنم ساتوں زمینوں کے نیچے ہے اور اس سے ہمارا فاصلہ بھی بہت لمبا ہے لیکن جہنم فوراً اس کی پکار سنے گی اور اللہ پاک سے کہے گی کہ یا اللہ! آپ اس کو دوزخ سے بچا لیجئے..... یا اللہ! مجھ سے اس کو بچا لیجئے.....تو جہنم سے پناہ آپ یہاں مانگ رہے ہیں اور ادھر دوزخ اللہ تعالیٰ سے

سفارش کر رہی ہے کہ یا اللہ! اس پناہ مانگنے والے کی دعاء قبول فرما لیجیے۔ اور تیسرا وہ فرشتہ ہے جو حضور ﷺ کے روضہ مبارک پر مقرر ہے اور اس فرشتہ میں اللہ پاک نے یہ صلاحیت رکھی ہے کہ دنیا کے کسی کونے میں کہیں بھی کوئی آدمی درود شریف زور سے پڑھے یا آہستہ پڑھے..... دل میں پڑھے یا زبان سے پڑھے بس وہ فرشتہ اس کی آواز سن لے گا اور فوراً ہی وہ درود شریف پڑھنے والے کا نام لے کر مزار اقدس کے اندر سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دے گا۔

جب حاضری حضوری میں بدل گئی

ایک بزرگ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مجازِ بیعت ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں جب عمرہ پر گیا تو عمرہ سے فارغ ہو کر دل میں مدینہ منورہ پہنچنے کی تڑپ لحہ بہ لحہ بڑھتی جا رہی تھی دل چاہ رہا تھا اُڑ کر مسجد نبوی ﷺ پہنچ کر سلام محبت پیش کروں تو روح کو سکون آئے۔ بتاتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں دس دن کا قیام تھا اس حساب سے میں نے روزانہ دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کا معمول بنا لیا آخری دن ایک لاکھ درود مکمل ہو گیا تو میں مواجہہ شریف کے سامنے پہنچا اور سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں انتہائی عاجزانہ درخواست پیش کی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اپنے ادنیٰ امتی کی طرف سے درود شریف کا ہدیہ قبول فرمائیں اور یا رسول اللہ ﷺ آپ دنیا میں ساری انسانیت کو کلمہ پڑھانے کے لیے تشریف لائے آپ کے اس گنہگار امتی کی درخواست ہے کہ میرے خواب میں تشریف لا کر کلمہ پڑھا دیجئے۔ بار بار یہی درخواست پیش کرتا رہا اور روتا رہا کافی دیر کے بعد نماز پڑھ کر ہوٹل میں جا کر سو گیا جیسے ہی میری آنکھ لگی سرکار دو عالم ﷺ خواب میں تشریف لائے اور آتے ہی مسکرا کر فرمایا آپ کا ہدیہ (درود) ہم تک پہنچ گیا پڑھیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ مکمل کلمہ پڑھا اس کے بعد فوراً میری آنکھ کھل گئی میں خوشی اور مسرت کے جذبات کے ساتھ لبریز تھا اور بے ساختہ زبان سے نکل رہا تھا ﷺ۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ نے کون سا درود پڑھا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

اپنے آقا ﷺ کو میں نذر کیا دوں

میں تو خود ان کے در کا گدا ہوں ✽ اپنے آقا ﷺ کو میں نذر کیا دوں
اب تو آنکھوں میں بھی کچھ نہیں ہے ✽ ورنہ قدموں میں آنکھیں بچھا دوں

آنے والی ہے اُن کی سواری ✻ پھول نعتوں کے گھر گھر سجا دوں
میرے گھر میں اندھیرا بہت ہے ✻ اپنی پلکوں پہ شمعیں جلا دوں
میری جھولی میں کچھ بھی نہیں ہے ✻ میرا سرمایہ ہے تو یہی ہے
اپنی آنکھوں کی چاندی بہا دوں ✻ اپنے ماتھے کا سونا لٹا دوں
بے نگاہی پہ میری نہ جائیں ✻ دیدہ ور میرے نزدیک آئیں
میں یہیں سے مدینہ دِکھا دوں ✻ دیکھنے کا سلیقہ سکھا دوں
روضہ پاک پیشِ نظر ہے ✻ سامنے میرے آقا ﷺ کا در
ہے مجھ کو کیا کچھ نظر آرہا ہے ✻ تم کو لفظوں میں کیسے بتا دوں
میرے آنسو بہت قیمتی ہیں ✻ ان سے وابستہ ہیں ان کی یادیں
اُن کی منزل ہے خاکِ مدینہ ✻ یہ گہر یونہی کیسے لٹا دوں
میں فقط آپ ﷺ کو جانتا ہوں ✻ اور اسی در کو پہچانتا ہوں
اس اندھیرے میں کس کو پکاروں ✻ آپ ﷺ فرمائیں کس کو صدا دوں
مجھ کو اقبالؔ نسبت ہے ان ﷺ سے ✻ جن کا ہر لفظ جانِ سخن ہے
میں جہاں نعت اپنی سنا دوں ✻ ساری محفل کی محفل جگا دوں

بارگاہ رسالت میں دل ونگاہ کی گدائی

یہ ان لوگوں کی محبت، عقیدت، عاجزی اور سپردگی کے تحریری گلدستے ہیں جن خوش نصیبوں نے روضہ رسول ﷺ پر حاضری کے وقت انہیں تارِ گریہ میں پرو کر اپنی حب وقربت کے طور پر پیش کیا ہے۔ ہر مسلمان کے لیے اس سے بڑے نصیب کی اور کوئی بات نہیں کہ اسے مواجہہ شریف کے سامنے حاضری کی سعادت نصیب ہو اور وہ اپنی آنکھوں سے اس ارفع مقام کو دیکھ کر اسے صحنِ دل میں اتار لے۔ ایک لمحہ کے لیے ان لاکھوں کروڑوں اربوں کھربوں لوگوں کی خوش گامی اور خوش قدمی کا اندازہ لگائیے جنہوں نے دورِ ماضی سے لے کر اب تک روضہ اطہر پر حاضری دی ان میں سے چند عشاق کے حال دل کو پڑھیے۔

اہ روضے والے! یہاں صفا مروہ نہیں

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک سادہ مسلمان ائی ملے اور کہنے لگے کہ وہ صفا مروہ کدھر ہے؟ اس کو بتایا کہ یہاں صفا اور مروہ نہیں ہوتا۔ تو وہ کہنے لگا: واہ روضے والے تیرے ہاں کتنا اچھا ہے کہ یہاں صفا بھی نہیں مروہ بھی نہیں۔

ہاں آسمان سر جھکاتے ہیں

یہ ایسی بارگاہ ہے..... جہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے صبح و شام نازل ہو کر درود شریف پڑھتے ں..... جہاں ایک رکعت پچاس ہزار رکعت کا ثواب رکھتی ہے..... ایک نیکی پچاس ہزار نیکی کے برہے..... جہاں سو میں سے نوے رحمتیں نازل ہوتی ہیں..... (باقی دس ساری دنیا میں) جہاں ضر ہونے سے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں... جہاں کا دربار فیض بار ہے..... جہاں شفاعت جب ہو جاتی ہے..... جہاں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے.... جہاں سلام کرنے سے حضور ﷺ بذات خود جواب دیتے ہیں..... جہاں کا روضہ مبارک عرشِ اعلیٰ سے بھی افضل ہے..... جہاں حضور ﷺ کے رفقاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آرام فرما رہے ں..... جہاں دل کا گلستاں کھل اٹھتا ہے..... ہر مردہ چہرے کو رونق اور قلب و جان کو تسکین ملتی ہے..... جہاں آنسو محبت و احترام کے انداز سے تیز ہو جاتے ہیں..... قدم رک جاتے ہیں..... سر ک جاتے ہیں..... تاریک دل روشن ہو جاتے ہیں..... زبانیں ندامتِ گناہ اور احساس خطا سے نگ ہو جاتی ہیں..... زندگی پشیماں ہو جاتی ہے..... اعمال نادم اور خطائیں شرمندہ ہو جاتی ں..... روح کی آلائشیں ختم ہو جاتی ہیں..... تقدید پر بدل جاتی ہے مقدر جاگ جاتے ں..... التجائیں آنسو کا روپ دھار لیتی ہیں..... یہ تقدس پاکیزگی، امن، سلامتی، اطمینان اور محبت ترام کی جگہ ہے..... یہاں مہر و وفا پانی بھرتے ہیں..... آسمان سر جھکاتے ہیں..... یہاں انوار و یات کی بارش ہوتی ہے..... یہاں انعامات تقسیم ہوتے ہیں..... بارانِ کرم برستا ہے..... سعادتوں اور برکتوں سے جھولیاں بھری جاتی ہیں..... یہاں کے ذرے بھی ماہ پارے نظر تے ہیں..... ہر سمت ورفعنا لک ذکرک کی تاثیر و تصویر نظر آتی ہے۔ ہر طرف باادب باملاحظہ ہشیار اور اے رہرواں شوق یہاں سر کے بل چلو کی منادی ہوتی ہے..... یہاں زمانے کے تاجور، ں تخت و تاج اور وقت کے فاتح سر بہ خم نظر آتے ہیں..... ارباب خرد سرگشتہ و حیراں ہوتے

ہیں.....شوق محبت آتشیں ہو جاتا ہے.....بصارت بصیرت ہو جاتی ہے.....رخ قبلہ کی جانب دل سوئے محمد ﷺ ہو جاتا ہے.....جذب نثار، جسم سراپا نیاز، اور دھڑکنیں بے اختیار ہو جاتی ہیں.....درود و سلام سے معمور فضا میں دعائیں قبول ہوتی نظر آتی ہیں.....نگاہیں گنبد خضرا کی طرف جاتی ہیں تو واپس نہیں آتیں، وہیں قربان ہو جاتی ہیں یہاں ایک لمحہ صدیوں کی عبادت پر بھاری ہے.....ایمان نور سے منور ہو جاتا ہے جو ہر شخص کے چہرے پر رقص کرتا دکھائی دیتا ہے.....دل انوار کی کثرت دیکھ کر حیرت کی تصویر بن جاتا ہے.....جو اشک بھی آنکھ سے بہتا ہے، وہ محروم تاثیر نہیں ہوتا.... یہاں ذرے ذرے میں ایک خزینہ موجود ہے.....فرش سے عرش تک نور کا ایک نہ ٹوٹنے والا سلسلہ ہے.....یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جنت زمین پر اتر آئی ہے ایسے عالم میں بڑے خوش نصیب اور بامراد ہیں وہ لوگ جنہیں یہاں حاضری کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

چلو چلو مرنے چلیں

مجھے اپنے دامن کے خالی ہونے کا احساس پہلی دفعہ بڑی شدت کے ساتھ ۱۹۸۷ میں ہوا تھا۔ جب میں عمرہ کی ادائیگی کے بعد روضہ رسول ﷺ پر حاضری دینے گیا تھا۔ مسجد نبوی ﷺ میں باب النساء سے داخل ہوا تو دلِ شوق اور آرزو شرمندگی سے کانپ رہی تھیں۔ تب یہ احساس شدت سے ہوا کہ یہ دامن سیرت اور سنت نبوی ﷺ کے ان پھولوں سے خالی ہے، جو خراج عقیدت کے لیے آج پیش کیے جاتے۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور پیشانی عرق آلود تھی۔ لرزتی ٹانگوں اور ڈگمگاتے پیروں کے ساتھ جب میں چمکتی ہوئی جالی کے درمیان والے گول سوراخ کے سامنے آیا تو میری گردن شرم سے جھک گئی اور میرے قدم زمین پر گڑ گئے۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ آپ ﷺ جالی کے پیچھے پردہ کیے بنفس نفیس تشریف فرما ہیں اور میں اپنی زخم خوردہ روح اور آلودہ جسم کے ساتھ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوں۔ مجھے خاص طور پر اس حاضری کے لیے پاکستان سے طلب کیا گیا ہے اور میرا دامن خالی ہے۔ میری آنکھوں سے ایک طوفان سا بہہ رہا تھا اور میرے منہ سے یہ الفاظ نکل رہے تھے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا یہ غلام آپ کا امتی ہونے کا دعویدار، اللہ کا یہ حقیر بندہ حاضر ہے۔ اس کا سلام قبول کیجئے۔ میرا دامن اپنی کوتاہیوں سے، گناہوں سے اور تقصیروں سے تار تار ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت کو نہ پڑھ سکا، نہ اس پر عمل کر سکا۔ آپ ﷺ کی سنت کو قائم نہ رکھ سکا۔ آپ ﷺ اپنے گنہگار امتی کو اپنی رحمت

سے محروم نہ فرمایئے۔ میں نے ساری زندگی اپنی ذات پر ظلم کیے اور دنیا کے علم کی گتھیوں میں الجھا رہا۔ میں ہمیشہ اپنے نفس کا بندہ رہا لیکن آج آپ ﷺ کے روضہ پر اس امید پر آیا ہوں کہ میری معافی ہو جائے۔ میں آپ ﷺ کی بخشش کی سفارش سے محروم نہ ہو جاؤں۔ میری بساط اور میری اوقات بہت کم ہے لیکن میری امید اور توقع بہت زیادہ ہے اور آپ ﷺ کی شفقت اور رحمت کا تو حد و حساب ہی نہیں ہے کہ یہ تو عالمین پر محیط ہے۔ میں جب درود و سلام کے بعد باب جبریل سے باہر آیا تو مجھے محسوس ہوا کہ میں ایک کڑے امتحان سے گزر کر آیا ہوں۔ مجھے محسوس ہوا کہ میری روح ہلکی سی ہو گئی ہے۔ میرا دل انجانی مسرتوں سے لبریز ہے اور دماغ ان لمحات کی یاد سے منور ہے جو میں نے روضہ رسول ﷺ میں گزارے تھے۔

قافلے دل کے چل پڑے

مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوتے ہی قلب و نگاہ کی حالت بدل گئی۔ روضہ اطہر پر نظر پڑی تو مدتوں کی مشتاق آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب اُمنڈ آیا۔ دل پر ہیبت طاری ہو گئی۔ درود و سلام پڑھتے ہم مسجد کے اندر داخل ہوئے تو حُسنِ اتفاق سے مجھے ریاض الجنۃ کے ایک گوشے میں جگہ مل گئی۔ نماز پڑھی اور روضہ اطہر کے سامنے حاضر ہو گئے۔ میرا دل جلالتِ نبوت کی تاب نہ لا سکا۔ قلب و جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ روح الحاح و زاری اور دل آہ و فغاں کرنے لگا۔ سلام پڑھتے ہوئے میں بے ساختہ اونچی آواز میں رونے لگا۔ وہاں قریب قریب سب حاضرین ہی آہ و زاری کر رہے تھے کسی کو کسی کا دھیان نہ تھا۔ جذب و مستی کی ایک کیفیت تھی۔ جو قریب قریب سب اہل جذب و شوق پر طاری تھی۔ میری ہچکی بندھ چکی تھی اور میں زور زور سے رو رہا تھا۔ سلام پڑھنے کے بعد میں نے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے حاضری دی اور سلام پڑھا۔ میں روضہ مبارک کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ ہیبت و جلال رسالت ﷺ سے کپکپی طاری ہو گئی۔ ٹانگیں لرزنے لگیں اور دل جلالتِ پیغمبری ﷺ کی تاب نہ لا سکا۔ روح قفس عنصری سے پرواز کرنے کے لیے پَر تولنے لگی۔ دَرِ جاناں کے سامنے جان دینا کتنی بڑی خوش قسمتی ہے۔ جان دینے کو دل تو چاہتا تھا لیکن وہاں کھڑا رہنے کی تاب نہ تھی۔ مجھے مجبوراً اور بادلِ نخواستہ وہاں سے لوٹ کر ریاض الجنۃ میں آنا پڑا۔ مغرب کی نماز تک وہیں بیٹھا درود شریف پڑھتا اور روضہ اطہر کو دیکھتا رہا۔

انگوٹھی میں محبت کے سچے نگینے

نماز فجر کے بعد مدینہ منورہ کے لیے روانگی ہوئی میری زبان درود وسلام سے تر تھی۔ چہرے پر خوشی مسکرا رہی تھی جیسے جیسے مدینہ شہر کے قریب آتا گیا۔ دل کی حرارت بڑھتی گئی۔ اور آنکھیں برسنا شروع ہوگئیں۔ یوں لگتا تھا کہ دل اچھل کر باہر آجائے گا اور اڑ کر روضہ مبارک پر جا پہنچے گا۔ اس کیفیت سے سفر کرتا رہا کہ اتنے میں مدینہ منورہ کے حجر و شجر، در و دیوار، اور مبارک آثار نظر آنے لگے تو آنکھوں نے شرم وحیا سے پلکیں جھکالیں۔ محبت بھرے آنسو ٹپکنے لگے دل آواز دینے لگا وہ سامنے دیکھیں مسجد نبوی آگئی اور گنبد خضراء دعوتِ نظارہ دے رہا ہے۔ دور سے ہی آنکھیں گنبد خضراء کو پلکوں سے چومنے لگیں۔ ادب اور عظمت کی وجہ سے میری ہمت دم توڑ رہی تھی کہ پہلو میں تڑپتے دھڑکتے دل کی صدا سنائی دی یہ صدا بار بار حوصلہ دے رہی تھی کہ رکنا مت اگر رکو گے تو کبھی بھی منزل نہ پاسکو گے۔ ان لمحون کے جھومر کو اپنے نصیبوں کے ماتھے پر ہمیشہ کے لیے سجالو۔ مجھے حوصلہ ملا تو اس در کی گدائی کے لیے کشکول کو سنبھالا اور آگے بڑھ کر درود وسلام کا ہدیہ پیش کیا اس دوران عشق ومحبت کی وجد آفریں کیفیت طاری ہوگئی اور کافی دیر تک بھکاری دل کا کشکول جھکائے خیرات لیتے کھڑا رہا۔ جب حالت عام دستور پر آئی تو پُرنم آنکھیں اور مشتاق نظر لیے باب فہد کی طرف اس جگہ آیا جہاں جوتا رکھا تھا۔ مگر جوتا غائب تھا پریشانی کی وجہ سے یہ خیال بار بار آرہا تھا کہ کہیں جوتی چور یہاں تو نہیں آگئے۔ لائبریری عثمانؓ کے قریب دیکھا تو جوتا وہاں رکھا ہوا تھا تو میں نے جوتے سے کہا آج تو خوشی سے تو بھی ایک جگہ نہیں ٹکتا اور پوری مسجد میں گھوم رہا ہے جب گم شدہ جوتا ملا تو میرے جسم کے انگ انگ سے آواز آئی جس دربار میں جوتا گم نہیں ہوتا۔ اے حبیب اگر تو اپنے آپ کو اس کے حوالے کردے گا اور عقیدت والی انگوٹھی میں محبت کے سچے نگینے جوڑے رکھے گا۔ تو،،۔ تُو کیسے گمراہ ہوسکتا ہے؟

آنکھوں کی آرزو سے آنسوؤں تک

دنیا بھر کے عشاق، کشاں کشاں سوئے روضہ اطہر چلے آتے ہیں چہرے پھولوں کی طرح کھلے ہوتے ہیں، لبوں پر درود وسلام کا ورد ہوتا ہے اور نگاہیں روضہ مبارک کی طرف لگی ہوتی ہیں۔ یہ ہجوم، ہجوم عاشقاں ہوتا ہے، کسی کو کسی سے شکایت نہیں ہوتی۔ مقامات مقدسہ کی زیارت سب کا نصب العین ہوتا ہے، منبر رسول ﷺ، ریاض الجنۃ، قدمین شریفین، باب جبریل علیہ السلام، غرض

ہر مقام پر عاشقانِ رسول ﷺ نفلوں میں منہمک ہوتے ہیں اور جونہی روضہ رسول ﷺ پر حاضری دیتے ہیں، درود وسلام پڑھتے ہیں اور روضہ مبارک پر نظریں جماتے ہیں تو ہر فرد کی گویا دنیا ہی بدل جاتی ہے۔ کبھی کبھی تو احساس ہوتا ہے کہ حضور ﷺ سامنے اپنے حجرہ میں تشریف فرما ہیں اور ان کے تمام ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قطار اندر قطار حضور ﷺ کے دربار میں حاضر ہیں اور وہاں سے دائمی بہار کے پھولوں کی خوشبوؤں کی لپٹیں آ رہی ہیں۔ کبھی لگتا ہے جبریل علیہ السلام حضور ﷺ سے ملاقات کر کے ابھی ابھی اس جھروکے سے آسمانوں کی طرف گئے ہیں، کبھی احساس ہوتا گویا صفہ مبارکہ صحابیوں سے پُر ہے اور تمام صحابی حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت کے موتی چن رہے ہیں۔ اکثر عشاق تو بس مجسم آنکھ بنے روضہ اطہر ﷺ کی زیارت میں گم ہیں، ہونٹ کپکپا رہے ہیں، درود وسلام کا ورد جاری ہے سانس اَٹک اَٹک کر گزر رہے ہیں، آنکھیں ٹپ ٹپ آنسو بہا رہی ہیں، آنسوؤں کی آبشاروں میں سے حضور ﷺ کے روضے کی دید ہو رہی ہے۔ دل جیسے سہم گئے ہیں۔ بدن لرز رہا ہے، دماغ اور ہوش و حواس گم ہیں زائرین کی ساری زندگی کی خواہش، حضور ﷺ کے حضور کھڑے ہونے کی تمنا پوری ہو رہی ہے، حضور ﷺ کی حدیث گرامی زائرین کے قلب و ذہن میں گونج رہی ہے کہ جو میری زیارت کے لیے میری قبر پر حاضر ہوا، مجھ پر اس کی شفاعت لازم ہو گئی زائر جس قدر اطمینان کے ساتھ یہاں سے لوٹتا ہے، کم ہی لوٹتا ہو گا کہیں اور سے۔ کیونکہ دریائے رحمت و شفقت سے ایک قطرہ بھی میسر آ جائے تو کافی ہے۔

سر جھکائے دلوں کے زخم دکھا رہے تھے

جب ہم روضہ اقدس کی جالیوں کے قریب گئے تو عجب سماں تھا۔ ہزاروں لوگ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ گردنیں جھکائے دربار رسالت ﷺ میں کھڑے تھے اور اپنے دلوں کے زخم دکھا رہے تھے۔ ہر آنکھ پُرنم تھی اور ہونٹوں پر خاموش فریادیں تھیں۔ میں اور میری بیوی بھی آگے بڑھ کر اس ہجوم میں شامل ہو گئے۔ جو دربار نبوت ﷺ میں حاضری دے رہا تھا۔ جونہی جالیوں پر نظر پڑی، فرطِ عقیدت سے جذبات کا طوفان آنسو بن کر امنڈ آیا۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔ ہمارے لبوں پر درود وسلام کے الفاظ تھے مگر دل اپنے زخموں کو بالترتیب چشم نبوت کے سامنے پیش کر رہا تھا۔ دل کی بے اختیاری کا یہ عالم تھا کہ بار بار جالیوں کے چومنے کو جی چاہتا تھا لیکن محافظوں کی موجودگی ہمارے اور جالیوں کے درمیان ایک دیوار کی طرح حائل کھڑی تھی مگر لوگ پھر بھی دھکے وغیرہ کھا کر جالیوں سے ہونٹ مس کر آتے تھے۔ ہمیں اگرچہ

اس قانون شکنی کی ہمت نہیں تھی پھر بھی ہم آنسو بھری آنکھوں سے ہی درگاہ عالی کو چوم رہے تھے اور ہر سانس کے ساتھ دلی عقیدتوں کا نذرانہ پیش کر رہے تھے۔

گنبد خضراء سبز دستار اوڑھے ہوئے

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا سفر یوں تو تقریباً چار سو پچاس کلومیٹر ہے لیکن میرے لیے یہ فاصلہ تینتالیس برس طویل ہو چکا ہے۔ کیونکہ میرے تصور نے سینکڑوں روز و شب اس سفر کے انتظار میں بسر کیے ہیں۔ میں زندگی کی تاریک راتوں میں آنسوؤں کے دیپ جلائے برسوں ان مقدس راستوں کا متلاشی رہا۔ اس دن بھی یہ آنسو میرے ہمسفر تھے اور میں سوچ رہا تھا کہ

تھک گئیں ہیں شب انتظار کی راہیں
قدم قدم یہ فروزاں ہیں آنسوؤں کے کنول

میں آنکھیں بند کیے اردگرد کے مناظر سے بے نیاز درود و سلام پڑھتا دیارِ حبیب کے تصور میں کھویا ہوا تھا۔ دل میں وفورِ شوق کی لہریں موجزن تھیں کہ اچانک

اک خاص مہک آنے لگی موجِ ہوا میں
آثار بتاتے ہیں مدینہ تو یہی ہے

میں اپنی آنکھوں کو روضہ رسول ﷺ کے دیدار کے لیے تیار کر رہا تھا۔ اپنے جذبات کو حد ادب میں رہنے کی تلقین کر رہا تھا میرے ہمسفر نے مجھے نوید دی یہ سن کر میری گم مائیگی کی کوکھ سے شادمانی کی ایک تیز لہر اٹھی اور میرے پورے بدن میں دوڑ گئی۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں سبک اور ہلکا پھلکا ہو گیا ہوں۔ آج تک میں نے زندگی اور اس کی ذمہ داری کا بوجھ اٹھائے عمر کی طویل شاہراہ پر کٹھن سفر طے کیا ہے لیکن اس دن ہر ذمہ داری سے سبکدوش ہو کر عرش معلیٰ کی طرف گامزن تھا کہ یہ شعر خود ہی میری زبان پر مچل اٹھا۔

محمد ﷺ کا جہاں پر آستان ہے
زمین کا اتنا ٹکڑا آسمان ہے

روضہ مبارک کو دیکھنے والے نگاہیں ہٹانے کی خواہش ہی نہیں کرتے کیونکہ اسے دیکھنا اور دیکھتے رہنا دید کی معراج ہے۔ میں نے ایک نگاہ گنبد خضراء پر ڈالی تو اپنے آپ کو بھول گیا۔ مجھے یوں لگا جیسے میں اسی منظر کا حصہ ہوں یا اسی کہکشاں کا ایک ستارہ ہوں۔ گنبد خضراء سبز دستار

اوڑھے، جہاں کی پاسبانی اور راہنمائی کے لیئے استادہ ہے۔ نہ جانے یہ جنت کس کس کے قیام و سجود کا مرکز ٹھہری ہوگی، کس کس کے سجدوں کی امین ہے، کس کس کی آہوں اور آنسوؤں کی شاہد ہے۔ یہاں فقیر بھی جھولیاں پھیلا کر آتے ہیں اور بادشاہ بھی جاہ وحشم کے باوجود یہاں سر جھکاتے ہیں۔ بڑے بڑے آئمہ وفقہاء اور صالحین بھی دنیا کی اس جنت سے فیض یاب ہو چکے ہیں۔ میں تو اپنی خوش بختی پر جتنا ناز کروں، وہ کم ہے میں ان شخصیتوں کی خوشبو میں، ان پاکیزہ روحوں کے جلو میں، ان مقدس یادوں کے نرغے میں اور اسلام کی تاریخ کے سنہرے ابواب میں بیٹھا ہوا ہوں۔ یہاں جالیوں سے چمٹنے کی آرزو کی تکمیل نہیں ہوسکتی مگر دل سے اٹھنے والے اور پلکوں پر لرزنے والے آنسوؤں کو کون روک سکتا ہے۔ سر جھکانے پر پابندی ہوسکتی ہے مگر سر دینے سے کون سی طاقت روک سکتی ہے۔

گناہوں کی گٹھڑی بے وزن

مسجد نبوی میں نماز ختم ہوئی اور اب دعاؤں کی قبولیت کی باری آئی، انتہائے شوق کا تقاضا تھا کہ قدم بڑھائے ہوئے چلو، مگر حدِ ادب کا حکم تھا کہ پاؤں دبائے ہوئے، نگاہ جھکائے ہوئے، بارعصیاں پوچھتا تھا کہ کدھر جارہا ہے، مجھ کو اٹھائے ہوئے تو احساسِ ندامت سے قدم رک جاتے تھے۔ بوجھ کی گرانی محسوس ہونے لگتی۔ وزن کا ایسا بار معلوم ہوتا تھا جو زمین میں گاڑھے جا رہا تھا لیکن ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ وہ تو رحمۃ للعالمین ہیں تو سارے خوف وہراس نے دم توڑ دیا۔ حزن وملال نے پیچھا چھوڑ دیا۔ امید کی کرنوں میں صاف نظر آیا کہ پیاسا دریائے رحمت کے کنارے آپہنچا، جہاں شفقت کی لہریں موجزن ہیں۔ تشنہ کام دیرینہ ساقی کوثر کے در پر کھڑا ہے، جہاں جامِ لطف وکرم گردش میں ہے۔ مدتوں کے پیاسے صحرا کو سیرابی مل گئی تو از سرِ نو ہمت بندھ گئی۔ مردہ دل میں جان پڑ گئی اور مجھ جیسا بے کس ومجبور، مبتلائے فسق وفجور اپنی فردِ عصیاں کھولے، بے بسوں کے والی، بے یاروں کے مددگار، بنی نوع انسان کے سب سے بڑے محسن وغم خوار، نبیوں کے سردار، شہ ابرار کی بارگاہ پر عظمت ووقار میں پیش ہوگیا۔ اُس مجرم کی حیثیت سے، جسے عفو وتقصیر کی بشارت مل گئی ہو۔ جوں جوں سلام پڑھتا رہا، دل کا بوجھ چھٹتا رہا، گناہوں کی گٹھڑی بے وزن معلوم ہونے لگی۔ فردِ عصیاں کے مسترد اور قبول توبہ کے آثار خورشید صبح کی طرح نمودار ہو رہے تھے۔ دعاؤں کا حسن نکھرنے لگا۔ سوچا اس عالم اور اس طفیل میں بہت کچھ مانگوں

،مانگتے ہی جاؤں ۔یہاں تک کے سب دیکھ لیں کہ منگتا کیسا ہوتا ہے ۔دربانوں کو مجھ سے ہمدردی پیدا ہوجائے ۔ہرگزرنے والا اپنے ساتھ میرے لیے بھی مانگے۔آخر کسی طرح تو آقائے نامدار ﷺ کی نظروکرم کا مستحق بن سکوں۔

سرمہ اکھیاں میریاں دا

نمازِ فجر باجماعت ادا کی اور سبز جالی کی طرف کھسکنا شروع کیا۔اس وقت میرے لبوں پر درودوسلام کے ساتھ بے اختیار شیر عالم نون کا بند آ گیا۔شیر عالم نون محبتِ رسول ﷺ میں جذب کے مقام پر پہنچ گیا تھا اور یہ بند ہر وقت ان کے لبوں پر ہوتا تھا

نرم زباں تے خلق والا متاں اوس سرکار دا چاک ہوے
چلو دیکھئے خلقاں والڑے نوں متاں لاش اساڈی وی پاک ہوے
پل وچ گناہ بخشا دیندا سرتے چھتر سایہ لولاک ہوے
سرمہ اکھیاں میریاں داشیر عالم شالا تیریاں قدماں دی خاک ہوے

اس بند نے فوری اثر کیا۔ضبط کے بند ھ ٹوٹ گئے۔ آنسوؤں کے چناب بہہ نکلے،آہیں،سسکیاں بلند ہونے لگیں۔ادھر پاس ادب روک رہا تھا اور ادھر مدتوں کے دبے ہوئے جذبات کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کے امتی ہوتے ہوئے کن پستیوں میں ڈوب گئے۔اسلام کے اجلے دامن پر دھبہ بن کر رہ گئے۔آج کس منہ سے حاضری دیں لیکن اگر یہاں حاضری نہ دیں تو کہاں جائیں۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جواماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفوبندہ نواز میں

جب بھڑاس نکل گئی تو آہستہ آہستہ دل کو قرار آنے لگا۔ایک ٹھنڈک سی مجرم ضمیر نے محسوس کرنی شروع کی۔یہ رحمۃ للعالمین ﷺ کا دربار ہے۔

دل کی کلی باغِ تمنا سے مُشکبار

ہمارے دلوں میں آرزوؤں کا ہجوم اور زبان پر اس دعا کا ورد تھا کہ سحر ہونے سے قبل،ہم بارگاہِ رسالت مآب ﷺ پر غلامانہ حاضر ہوں اور اس ارضِ پاک پر اپنی پہلی نماز،نمازِ فجر مسجد نبوی میں باجماعت ادا کریں۔اور دربارِ حبیب ﷺ میں روضہ اطہر پر ہادی برحق ﷺ کے سامنے پیش

ہونے کی سعادت میں اب ایک لمحہ کی تاخیر بھی گوارا نہ تھی۔ دل جذبہ کیف ایمان سے معمور تھا۔ صبح کی خاموش اور پرسکون فضاؤں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کی صدا بلند ہوئی اور ہم بصد اضطراب وشوق، مسجد نبوی کی طرف تیز خرام ہوئے۔ دل کی کلی باغِ تمنا میں کھل کر مُشکبار ہوئی۔ سامنے سرکارِ دو عالم ﷺ کا روضہ مبارک ہے۔ بڑے نصیب کی بات ہے۔ گنبد خضریٰ کا دل نواز اور حسین جلوہ، آنکھوں سے اترتا ہوا اجڑے دل پر نقشِ دوام بن گیا۔

نفس گم کردہ می آید مسیحا و کلیم ایں جا

دل ادب سے سراپا نیاز ہو جائے۔ درود وسلام کا نذرانہ لیے ریاض الجنت سے گزر کر سنہری جالیوں کے روبرو آئے۔ دیکھئے تو سہی دلِ بیتاب کی کیا حالت ہے۔ آنکھوں نے تو عمر بھر کے جمع کیے ہوئے گوہر ہائے نایاب بے بہا برسائے ہیں۔

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

ترجمہ: میں ہزار بار منہ کو مشک وگلاب سے دھوؤں، پھر بھی آپ کا نام لینا بے ادبی ہے)۔

روضہ اقدس پر حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ سنہری جالیوں کے سامنے سراپا نیاز ہو کر، کہ تیرا رخ حضور پُرنور ﷺ خورشید رسالت ﷺ کے چہرۂ مبارک کی طرف ہوگا۔ حضور ﷺ درود وسلام کے نذرانے سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ وردِ زباں رکھئے۔ رحمتوں کی گھٹا برستی ہے۔ یہاں آکر ہماری اور آپ کی زندگی کے یہ سدا بہار لمحات، درود وسلام، تہلیل وتسبیح اور عبادت گزاری سے مُشک بار رہیں۔

مسرت اور عقیدت کے ملے جلے آنسو

جب ہم مسجد نبوی میں حاضر ہوئے تو ظہر کی نماز تیار تھی۔ سنتوں کے بعد جماعت سے نماز ادا کی۔ کہاں مسجد نبوی اور سجدہ گاہِ مصطفوی ﷺ اور کہاں میں! ہماری پیشانی کی اس سے بڑھ کر معراج اور کیا ہوگی؟ نماز کے بعد اب روضہ اقدس کی طرف چلے۔ حاضری کی بے اندازہ مسرت کے ساتھ اپنی تہی دامنی اور بے مائیگی کا احساس بھی ہے۔ یہی سبب ہے کہ درود کے لیے آواز بلند ہوتے ہوتے ادب سے پست ہو جاتی ہے۔ قدم کبھی تیز اٹھتے ہیں اور کبھی آہستہ

ہوجاتے ہیں۔ مواجہہ شریف میں حاضر ہونے سے پہلے قمیص کے گریبان کے بٹن ٹھیک کیے، ٹوپی کو سنبھالا اور پھر زباں پہ یہ ورد تھا:

وہ سامنے ہیں، نظام حواس برہم ہے
نہ آرزو میں سکت ہے، نہ عشق میں دم ہے

زائرین بلند آواز سے درود وسلام عرض کررہے ہیں اور کتنے تو جالی مبارک کے بلکل قریب جا پہنچے ہیں مگر اس کمینہ غلام کے شوق بے پناہ کی یہ مجال کہاں؟ چند گز دور ہی ستون کے قریب کھڑا ہوگیا۔ ہاتھ باندھے ہوئے مگر نماز کی ہیئت سے مختلف، آہستہ آہستہ صلوۃ وسلام عرض کرنے لگا..... کہ حضور ﷺ کی محفل کے آداب کا یہی تقاضا ہے اور یہ آداب خود قرآن نے سکھائے ہیں۔ اور زبان سے یہ الفاظ نکلے (الصلوۃ والسلام علیکَ یا حبیب اللہ) اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے.....! صلوۃ وسلام عرض کرنے لگا مگر آواز گلوگیر ہوتی جارہی تھی۔ اور الحمدللہ آنکھیں برس رہی تھیں، ندامت، مسرت اور عقیدت کے ملے جلے آنسو تھے۔ نگاہیں روضہ مبارک کی جالیوں کو چوم رہی تھیں اور دل زبانِ حال سے آنکھوں کو مبارک باد دے رہا تھا۔ آنکھوں کی اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہوسکتی ہے۔

آج وہ نگاہوں کے سامنے

گنبدِ خضریٰ پر نظر پڑتے ہی جنت کی معطر ہوائیں جسم وروح میں رس گھولنے لگیں۔ وہ سبز گنبد جس کو دیکھنے کے لیے زندگی کا طویل عرصہ نشاط انگیز کرب کی حالت میں گزارا، آج وہ نگاہوں کے سامنے تھا۔ ایک عجیب عالمِ بے خودی میں چلتے چلتے آخر باب السلام کے راستے مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد روضہ رسول ﷺ کے قریب پہنچے۔ یہاں آکر مواجہہ شریف کے اوپر قرآنِ حکیم کی یہ آیات کندہ نظر آئیں کہ،، اے ایمان والو! اپنی آوازیں اپنے نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو اور اتنی اونچی آواز میں نہ بولو جس طرح تم آپس میں ہم کلام ہوتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے سب اعمال غارت ہوجائیں..... اور تمہیں اس کی کانوں کان خبر نہ ہو۔،، تو دل کانپ اُٹھا۔ انتہائی عاجزی اور گناہوں کی شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے دل کے ساتھ اس بارگاہِ اقدس کے سامنے حاضری کی لازوال سعادت سے فیض یاب ہوئے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور دل تشکر الٰہی میں ڈوب ڈوب

گیا جس نے اپنی رحمت سے ہم عاصیوں کو اس انعامِ عظیم کا مستحق بنایا۔ دل میں کیا کیا حسرتیں پنہاں تھیں کہ بارگاہِ جمال ﷺ کے حضور، اپنے لیے اور دوست واحباب کے لیے دنیا بھر کی دعائیں مانگوں گا۔ یہاں پہنچے تو زبان ہی گنگ ہوگئی اور تمام معاملہ دل اور آنکھوں کے راستے طے پانے لگا، بادشاہِ کون ومکاں ﷺ کے حضور سلامِ شوق پیش کرنے سے پہلے خوب جی بھر کر رویا، حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شعر یاد آیا۔

بے وُضو عشق کے مذہب میں عبادت ہے حرام
خوب رو لیتا ہوں خواجہ ﷺ کی ثناء سے پہلے

اپنے شکستہ وریختہ انداز میں نذرانہ عقیدت بحضور شاہِ امم ﷺ پیش کرنے کے بعد دعاؤں کی باری آئی تو دعا کے لیے ہاتھ اٹھتے ہی دل بے ساختہ پکار اٹھا۔

کوئی دعا ہی نہیں میری اس دعا کے سوا
کہ جو دعا بھی میں مانگوں قبول ہو جائے

گنبدِ خضریٰ کے سائے میں

روضہ نبوی ﷺ کے پروانے گنبدِ خضراء کے سائے میں کھڑے ہیں۔ یہاں زائرین کا ہجوم ہے، شمع منور پر پروانے متواتر گر رہے ہیں۔ ہر شخص اخلاص وعقیدت کے ساتھ صلوۃ وسلام، درود ونماز، اور تلاوت وتسبیح میں مصروف ہے۔ صحنِ حرم خوش نصیب مسلمانوں اور شمعِ جمالِ نبوی ﷺ کے پروانوں سے پُر ہے۔ مگر کیا مجال جو کوئی آواز بلند ہو۔ ہر دل پر ادب کا سکہ جاری ہے۔ کیف ومعرفت کا دور چل رہا ہے۔ روحانیت کا سمندر موجزن ہے۔ جس کو دیکھو مصروف، مجاہدات اور محوِ تجلیات ہے۔ کسی کو اپنی خبر نہیں۔ سب اسی جالی والے ایوان عظیم الشان کی طرف ٹکٹکی باندھے متحیر از خود رفتہ کھڑے ہیں۔ کوئی درود وسلام پڑھ رہا ہے، کوئی دلائل الخیرات کا ورد کر رہا ہے۔ غرضیکہ ہر شخص اپنے اپنے دل کی کیفیت کو اپنی اپنی زبان سے محبوب ﷺ کی جناب میں پیش کر رہا ہے۔ حضور رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ ارادت پیش کر کے شیخین ؓ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہوئے مزارِ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے سامنے پہنچے اور وہاں اظہارِ ہمدردی ادا کیا۔ مدت کی آرزوئیں پوری ہوئیں۔ دل کے ارمان نکلے، نیاز مندانہ سلام سے فراغت پا کر صحن حرم کی شمیم جاں فزا سے معطر ہوتے ہوئے ہم سب

اپنے گناہوں والی گٹھڑیوں کی چادریں خالی واپس لیئے لَوٹے۔

سلام کے موتی نذر کر رہے ہیں

مسجد نبوی میں نماز پڑھتے ہوئے مجھے کامل سکون نصیب ہوا۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اللہ کے رسول ﷺ ہمیں دیکھ رہے ہوں۔ وسیع و عریض مسجد میں سکون کی کیفیت کارفرما تھی۔ نماز سے فارغ ہو کر ہم روضہ اقدس کی جانب آگے بڑھے بہت ہمت کی مگر قدم اٹھتے ہی نہ تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مدد کی اور میں وہاں پہنچ گیا جہاں پہنچنے کے لیے آیا تھا۔ روضہ مبارک کے رُوبرُو تین بیضوی جھروکوں پر میری نگاہیں مرکوز ہو گئیں۔ ان جھروکوں کو دیکھ کر میرے ضبط کے بندھ ٹوٹ گئے اور آنسو آنکھوں سے رواں ہو گئے۔ سسکیاں اور آہیں بلند ہونے لگیں، ہچکیاں بندھ گئیں۔ کلیجہ چاہتا تھا کہ پسلیوں کو پھاڑ کر باہر نکل آؤں۔ دل کہتا تھا تڑپ کر حضور ﷺ پر نثار ہو جاؤں۔ کافی دیر بعد میری طبیعت سنبھلی، دل کو قرار نصیب ہوا، میں رحمۃ للعالمین ﷺ کے دربار میں کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا کہ روضہ مبارک کے آس پاس انسانوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ اور سب اشک بار ہیں اس حد تک حیرانگی ہے کہ ایک دوسرے سے کوئی آگاہ نہیں۔ لوگ آ رہے ہیں، پہرے دار کھڑے ہیں اور راستہ بن رہا ہے۔ خلقت نکل رہی ہے اور دعائیں لُٹ رہی ہیں۔ شمع روشن ہے، پتنگے جمع ہیں گھٹتے نہیں، بڑھتے چلے جاتے ہیں اور لَو میں گھلے جا رہے ہیں، ملائکہ عرشِ الٰہی سے آ رہے ہیں اور سلام کے موتی نذر کر رہے ہیں، کیوں نہ ہو، یہ، مقام عشق کا منتہیٰ اور حسن کی جولان گاہ ہے۔

دنیا میں عرشِ الٰہی کہاں ہے؟

بارگاہِ نبوی ﷺ میں کھڑا ہوں چاروں جانب لوگوں کا ہجوم ہے لیکن میرا نفس دل کی انجمن سجالیتا ہے۔ گویا کہ آئینہ کے مقابل آئینہ ہے کہ خود ہی سوال کرتا ہے جے کوئی پچھے دنیا میں عرشِ الٰہی کہاں ہے؟ اور دل کا مقابل خود ہی جواب دیتا ہے تُوں آکھ جی مسجد نبوی ﷺ میں روضۃ الجنۃ کے بائیں پہلو میں کیوں کہ دل ہمیشہ بائیں پہلوں میں ہوتا ہے۔ یہی مقام جو کبھی حجرہ عائشہ تھا پھر حضور اقدس ﷺ اور ان کے دست و بازو کی آخری آرام گاہ بنا۔ اب یہ بارگاہ رسالت ہے اور ابد تک کے لیے دنیا میں انوارِ الٰہی کا مرکز ہے۔ جے کوئی پچھے حضور ﷺ کے قلب و بازو کون تھے؟ تُوں آکھ جی، شیخین یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ دیکھ لیجئے

صدیق اکبر حضور اقدس ﷺ کے دل کے برابر سر رکھ کر ابدی نیند سوئے ہوئے ہیں۔ اور جہاں تک حضور ﷺ کے باز و جا سکتے ہیں وہاں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ محوِ خواب ہیں۔

مشتاق آنکھوں سے آنسو

روضہ اطہر پر نظر پڑی تو مدتوں کی مشتاق آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب اُمنڈ آیا۔ دل پر ہیبت طاری ہوگئی حرم کعبہ میں صرف الٰہ ورب تھا لیکن اس کے ساتھ اس کے حبیب ﷺ بھی تھے۔ یہاں حُسنِ الٰہی کے ساتھ حُسنِ رسالت مآب ﷺ کے جلوے بھی تھے۔ یہاں خدا کا گھر بھی تھا۔ جو جنت نگاہ تھا اور اس کے حبیب ﷺ کا گھر بھی موجود تھا، جو فردوس نگاہ تھے۔ نگاہیں دونوں پر فدا ہو رہی تھیں، اس لیے روح، الحاح وزاری اور دل، آہ وفغاں کرنے لگا۔ وہاں قریب قریب سب حاضرین ہی آہ وزاری کر رہے تھے جذب ومستی کی ایک کیفیت تھی، جو قریب قریب سبھی اہلِ جذب وشوق پر طاری تھی۔

اس دربار پرانوار کے سب فقیر

آخر سعادت وبرکت کی معراج، شرف وزیارت کی گھڑی آ گئی۔ رحمتِ عالم ﷺ کے دربار گہربار کے مینار راستے ہی سے نظر آنے لگے۔ شوق وحیرت نے زبان گنگ کر دی۔ سوچ کے دھارے خشک ہو گئے..... یہاں آدمی پیکرِ حیرت بن کر رہ جاتا ہے، فکر عاجز ہو جاتی ہے۔

یہ وہ رستہ ہے کہ حیرت بھی عبادت ہے یہاں
منزلِ عشق و وفا میں ہے خموشی بھی سخن

اس دربار پرانوار کے سب فقیر ہیں، سب بھکاری ہیں، امیر کو امارت کا، شہنشاہ کو شہنشاہیت کا، آقا کو آقائی کا تصور بھی مٹ جاتا ہے۔ سب جھولیاں پھیلائے آتے ہیں، سب فقیرانہ صدا دیتے ہیں۔ یہاں نسل کا امتیاز نہیں، کالے گورے کی تفریق نہیں، سرکار رحمتِ پناہ ﷺ کو سب یکساں ہیں۔ اپنی امت کا ایک ایک فرد حضور ﷺ کو پیارا ہے۔ حضور ﷺ کے دامنِ شفقت نے تمام انسانوں کو امن وراحت کا پیغام سنایا۔ وہ سب کے شفیع، سب کے ہادی، سب کے لیے رحمت ہیں۔

اے خوشا صل علیٰ منزلِ طیبہ کا سفر
یہ وہ راستہ ہے کہ فردوس سے جا ملتا ہے

درودُ وسلام کے پھول نچھاور کرتے ہیں

یہی گنبد خضریٰ ہے جس کی یاد، دلوں کے آبگینوں میں آنسو بن کر چھلکتی ہے۔ یہی گنبد مبارک ایک عالم کی تمناؤں کا مرکز، ذوق وشوق کا آئینہ اور بیتابی واضطراب کا مظہر ہے۔ اسی گنبد خضریٰ کی حسرت دید میں شعرائے عرب وعجم نے دلوں کے ولولوں، روحوں کے اشتیاق کی ترجمانی کی ہے۔ ان کے فکر کی بلندی اور تخیل کی پرواز نے اسے ہزار انداز سے بیان کیا ہے اور اس جلوۂ محبوبی کو فکر کے حسین پیرائے میں ایسا سجایا کہ پڑھنے والا عالمِ خیال میں روضہ اطہر پر حاضری کا لطف لینے لگتا ہے۔ اس کے ذکر سے کیسی کیسی تمنا دل کے نہاں خانے میں حسرت بن کر پھیل جاتی ہے۔ کتنے آنسو دعاء کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ انسان اشکبار آنکھوں سے گنبد خضریٰ کی دید اور روضہ اطہر کی حاضری کی دعائیں کرتا ہے۔ مشتاقانِ دید گھنٹوں بیٹھے اس پیکر نور وتجلی کو دیکھتے رہتے ہیں۔ اس گنبدِ خضریٰ کی عظمت، اس کی لازوال شان، اس سے بے پناہ محبت کا سرچشمہ حضور پرنور ﷺ کی ذاتِ مقدس ہے کہ وہ جسدِ نورانی، پیکر محبوبی اور فیض سرمدی اس کے نیچے آرام فرما ہے۔ یہی وہ روضۂ اقدس کا سبز گنبد ہے، جس پر خود خداوندِ کریم، اس کے ملائکہ اور ان گنت ذی روح، روز وشب درود وسلام کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔ بادِ صبا کے جھونکے دنیا کے گوشے گوشے سے آنسوؤں کی شبنم میں بھیگے ہوئے خلوص ومحبت کے سلام نثار کرتے رہتے ہیں۔

جہاں ہر نظر سوالی ہے

زمینِ مقدس پر نگاہیں جمائے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا روضہ اطہر کی جانب چلا۔ قدمین شریفین میں دو نفل ادا کیے۔ سوچ کے چشمے خشک ہو گئے تھے۔ فکر کے دھارے منجمد ہو گئے تھے۔ قدمین شریفین پر نفل ادا کر کے مواجہہ شریف کا رخ کیا سرکارِ دو عالم ﷺ کے روضہ اطہر کی جالی مبارک کے سامنے دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ یہ کریم کے دروازے پر آخری صدا تھی۔ یہ دربارِ مقدس میں حاضری کا آخری سلام تھا۔ دامان نظر کی آخری کیفیت تھی۔ یہ اشک فشانی کا آخری موقع تھا۔ یہ گناہوں، لغزشوں اور خطاؤں سے معافی کی آخری دعا تھی۔ روح ودل کی سیرابی کے لیے مصدر فیوض وبرکات میں قیام کی آخری زیارت تھی۔ یہ مدینہ منورہ شہر رحمتِ پناہ میں اقامت کی آخری حاضری تھی۔ یہ زندگی کے ایسے روح فرسا لمحات تھے، جہاں الفاظ کے پیکر بے روح ہو کر رہ جاتے ہیں، جہاں کانپتے ہونٹوں کی دعائیں سنی جاتی ہیں، جہاں روح و دل کا رکو

باریابی ہے، جہاں ہر نظر سوالی ہے یہاں خاموشی صدا ہے، حیرت عبادت ہے، لکنت کو نوازا جاتا ہے..... نظر اٹھتی نہ تھی، اشک بہ رہے تھے، دل دھڑک رہا تھا، اس مقام رقت و رحمت پر کون ضبط گریہ کر سکتا ہے۔ یہاں جابر، سلاطین، ظالم حکمران، خاک بسر اور با چشم تر آتے ہیں۔ سامنے کھڑے سپاہی سے یہ کیفیت دیکھی نہ گئی تو اس نے رخ دوسری طرف کر لیا۔ میں جالی مبارک کے قریب تر ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہوش کی کرن چمکی، مگر الفاظ ہونٹوں میں دب کر رہ گئے۔

نکل جائے دم صل علیٰ کہتے کہتے

یوں تو اللہ کے احسانوں کا شمار ہی نہیں لیکن میرے اللہ کا مجھ پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ میری تمام تر لغزشوں، کوتاہیوں، خطاؤں اور نافرمانیوں کے باوجود اپنے حبیب ﷺ کے حضور شفاعت کی درخواست پیش کرنے کا موقع مرحمت فرمایا۔ ربِ کائنات کے رحم و کرم کی بارش بلا امتیاز برستی ہے۔ کسی کو ممانعت نہیں جو چاہے، اس آبِ رحمت کے چند چھینٹے اپنے اوپر ڈال لے اور چاہے تو شرابور ہو جائے۔ کم نصیب ہیں جو برستی بارش میں بھی ،،خشک،، رہنے پر اصرار کرتے ہیں۔ اپنے اللہ کے فضل و کرم کی بارش میں بھیگتا ہوا میں ریاض الجنتہ میں داخل ہوا۔ ریاض الجنتہ میں نوافل ادا کرنے کی بھی سعادت حاصل ہو گئی۔ اب دربارِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کا مرحلہ تھا۔ آقا ﷺ کے حضور پیش ہونے کے تصور میں آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگا دی۔ یہ نبی پاک ﷺ کا ہی ظرف تھا کہ شرمندگی کا باعث بننے والے ہمارے جیسے امتیوں کو بھی اپنے گھر بلا لیا۔ آخر کار کندھوں پر بارِ ندامت، چہرے پر عمر بھر کے پچھتاوے اور آنکھوں میں التجائیں لئے، میں ابا جی کے پیچھے دبے دبے قدموں سے چلنے لگا۔ آپ ﷺ کے منبر و محراب کو نظروں سے چومتا ہوا، میں روضہ انور کی جالیوں کے سامنے پہنچ کر بیتابی دل تقاضا کر رہی تھی کہ جالیوں کے ساتھ ہی دہلیز پر ڈھیر ہو جاؤں اور نکل جائے دم صل علیٰ کہتے کہتے۔

خیال کی گڑیاں کہاں سے کہاں جا پہنچیں

یہ مسافر ہاں یہ گناہگار اور پُر خطا و عصیان آشنا مسافر، اسے یہ سعادت نصیب ہو رہی تھی کہ وہ اس خاک نشین شہنشاہ ﷺ کے دربار میں حاضری کے قابل سمجھا گیا تھا جس کے دربار میں پا بجولاں پاؤں میں زنجیریں ڈال کر آنے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے اس شہنشاہ کے بے

تاجدار تخت نشین غلام اپنے عز و جاہ کو قربان کرنے کے لیے تیار تھے خیال کی کڑیاں کہاں سے کہاں جا پہنچیں اور یہ مسافر مواجہہ مبارک کے عین سامنے آ پہنچا۔ اس لیے کہ پاس سے راہنما کا اشارہ ہوا کہ سلام پڑھیے۔ مسافر چونک پڑا، مسافر کو اپنی بضاعتی کا احساس شاید اس سے قبل کبھی نہیں ہوا تھا اس نے سوچا میں اور اس دربار شاہی میں سلام پیش کروں کیا میں اس قابل ہوں کہ مواجہہ مبارک کی جانب سے نظر اٹھا کر دیکھوں اور السلام علیکم یا رسول اللہ کہہ سکوں اپنی پر عصیاں زندگی کا لامتناہی سلسلہ تحت الشعور سے جھانک جھانک کر ندامت کے آنسوؤں کا سیلاب برپا کر رہا تھا۔ اور زبان گنگ ہو چکی تھی اور ہچکی بندھ گئی ذہن نے جواب دے دیا اور وہ کچھ نہ سوچ سکا۔ کچھ یاد ہی نہ آ رہا تھا۔ کہ کس طرح سے سلام پیش کروں۔ غیر معمولی کوشش اور ہمت سے کام لیا اور بمشکل یہ الفاظ کہہ ہی لیے السلام علیکم یا رسول اللہ

رب العالمین اور رحمۃ للعالمین ﷺ

میں روضہ انور پر دعاؤں میں مصروف تھا آنکھیں بند تھیں اور میں ان بند آنکھوں سے نہ جانے کیا کچھ دیکھ رہا تھا۔ حضور ﷺ کی شبیہ مبارک، ان کا پیکر نور میرے سامنے تھا۔ اگرچہ میں احتراماً کچھ فاصلے پر کھڑا تھا لیکن عشقِ رسول کے جذبہ و جنون نے مجھے ان کی ذات بابرکت اور عظیم شخصیت سے اتنا قریب کر دیا تھا کی کوئی دوری درمیان میں حائل نہیں رہی تھی اور قرب کی اس کیفیت نے مجھے لطف و انبساط کی ایک ایسی منزل پر پہنچا دیا تھا جہاں سے واپس لوٹنا ارادی طور پر مشکل بلکہ ناممکن تھا یہ روحانی تجربات کی ایک ایسی منزل تھی جس تک رسائی خوش بختوں ہی کے حصے میں آتی ہے واقعی میں بہت خوش قسمت تھا کہ رب العالمین اور رحمۃ للعالمین ﷺ نے مجھے روحانی تجربے کی اس منزل سے آشنا کیا اور مسرتوں کے دریا میری زندگی میں موجزن کر دیے۔ آج بھی میں اس کیفیت کی لذت کو محسوس کرتا ہوں اور فرطِ مسرت سے حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ کا یہ شعر پڑھتا ہوں۔

کھل نہیں سکتی ہیں اب آنکھیں میری
جی میں یہ کس کا تصور آ گیا

یہ تو جھولیاں بھرنے کی جگہ ہے

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں کھڑے ہوئے پروانوں نے دعاء کے لیے ہاتھ اٹھائے

ہوئے ہیں میرا ہم دم دل کہتا ہے یہ مانگنے کی جگہ نہیں ہے یہ تو جھولیاں بھرنے کی جگہ ہے۔ یہب لوٹنے کی جگہ ہے۔ اے زائر! تم محبت اور رحمت کے سمندر کے کنارے کھڑے ہو حُبِّ رسول، علم وحکمت، حسن وعمل، اور تزکیہ نفس کے بحرِ بیکراں کے ساحل پر ہو تم بارگاہ رسالت ﷺ میں ہو میں اس سے کہتا ہوں چلیے دعاء نہیں کرتا۔ التجا کرتا ہوں۔ دونوں ہاتھوں کو ملا کر کشکول بناتا ہوں گویا کہ میں صدیوں کا پیاسا ہوں اور تشنہ لبی کے ساتھ ساقی کوثر کے حضور کھڑا ہوں۔ کہ وہ اس میں رحمت کے ڈول انڈیلتے جائیں۔ میں شراب رحمت پیتا جاؤں، پیتا جاؤں حتیٰ کہ پیاس باقی نہ رہے اور یوں دہلیزِ بارگاہ پر دعاء پیرا ہوں۔ مگر ہوا یوں کہ آنسو کے ڈول آنکھوں سے بہنے لگے۔ پھر کیا کہا کیا سنا کچھ یاد نہیں جب اذان کی آواز آئی تو میرا دل واپس آیا تو اس وقت دل اور زبان پر درود وسلام تھا۔

اس کی جھولی اتنی بوجھل کیوں ہے

ہر راہ کو ایمان کے اجالے کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ یقین کی آگ پٹّو میں باندھ کے سفر کو نکلتے ہیں، اپنے ہی پیراہن سے دھواں اٹھ رہا ہو تو قدموں میں تیزی آجاتی ہے۔ میں جب سے جہاز میں بیٹھی ہوں ہر سوال کے جواب میں یہی ایک مصرعہ گونج رہا ہے۔ میرا دل دو قسم کے جذبات سے لبریز ہے۔ کم مائیگی اور تشکر، جب ان کی رحمتوں کا جمال ذہن میں آتا ہے تو کم مائیگی کے پسینے میں تر بتر ہو جاتی ہوں اور جب اللہ کا کرم خیال میں آتا ہے تو زندگی کا ہر احساس سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ وہ سرزمین جس کے نام پر میری دھڑکنیں تیز ہو جاتی تھیں، وہ نورانی گلیاں جن میں اپنی پلکوں سے جھاڑو لگانے کی آرزو تھی، وہ معطر اور منقش ستون جنہیں تصویروں میں دیکھ کر ہی احساس، سجدہ ریز ہو جاتا تھا۔ وہ گنبد خضراء جس میں سے نور کی کرنیں پھوٹ پھوٹ کر ساری کائنات کو منور کرتی ہیں۔ اللہ اللہ وہ سب مقدس مقامات میں اپنی گنہگار آنکھوں سے دیکھوں گی؟ یہ شوق کا عالم میری گرفت میں نہیں آتا کبھی تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کسی باؤلی بھکارن کی طرح میں جھولی بھر خیرات پا کر گریبان تار تار کر لوں گی۔ شوق کی دھجیاں بکھیروں گی اور بالآخر آنسوؤں کی جھڑی لگ جائے گی اور کبھی یوں معلوم ہوتا ہے کہ دم سادھے بیٹھی بیٹھی ساکت ہو جاؤں گی مگر دم سادھے تو میں کافی دیر سے بیٹھی ہوں۔ کیا مجھے مقدر کی رسائی، حضوری اور باریابی کا اعتبار نہیں آرہا؟ یہی کچھ تو میں نے مانگا تھا۔ اتنی ہی خیرات مانگی تھی۔ ظرف کی بات ہے ظرف

چھوٹا ہو تو آدمی کم مانگتا ہے۔ وہ خوبصورت اور دل نواز شام آ گئی ہے۔ یہ جہاز مدینہ منورہ کی طرف لے جاتا ہے۔ سفر طویل نہیں مگر شوق نے آگ لگا رکھی ہے۔ بھکارن کا دل تسبیح کے دانوں کی طرح ہل رہا ہے۔ دھیرے دھیرے روشنیوں کی زمین پر قدم رکھ رہی ہے۔ مسجد کے چمکیلے میناروں کو نظر اٹھا کر سلام کیا تو ان کا جلال اور جمال رگ جاں میں اترتا چلا گیا۔ ایسا نورانی بسیرا، بولتی، مسکراتی مسجد، مسجد نبوی کے گنبد دیکھتے ہی کوئی دعاء مانگنا تھی۔ کوئی آہ دل سے نکالتی تھی، لیکن اتنی خوبصورت رات کی جھولی میں سر رکھ کر بھکارن پھر ریزہ ریزہ ہونے لگی، گم صم ہو گئی۔ جب کسی بڑی محترم اور عزیز ہستی سے ملنے جاتے ہیں تو کوئی تحفہ لے کے جاتے ہیں۔ کوئی ہدیہ جذبات کا آئینہ بنا کے پیش کرتے ہیں۔ کیا تیرے پاس اس گٹھڑی میں کچھ ہے؟ گزری عمر کی صندوقچی میں ذرا ہاتھ ڈال کے ٹٹول۔ کیا کوئی شے بچ گئی ہے جس پر گناہ کی گرہ نہ پڑی ہو۔ آنکھ، کان، ناک، زبان، دل، احساس سب داغ داغ۔ میلے کچیلے دامن میں تو عقیدت کے پھول بھی بھلے نہیں لگتے۔ یوں کر، آج اپنے تن کے ٹکڑے بنا، ان پر آنسوؤں کا عرق ڈال۔ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ورد کر اور پھر انہیں یہاں چوک میں، جہاں تو کھڑی ہے، بچھا دے ایسے نصیب ہیں کہ آج درِ حضور ﷺ پر آ پہنچی اس کی نگاہ سامنے گنبد خضرا پر گئی تو پھر پلٹ کر نہیں آئی۔ اسی پر قربان ہو گئی۔ کیا مانگنا تھا؟ ہوش نہیں رہا..... اور جب عمر بھر بن مانگے ملا تو آج کیسے اظہار تشکر کیا جائے.....! اللہ اللہ! ایک تو اجالوں میں گندھی ہوئی مسجد، اس پر قمقموں اور فانوسوں کی بے تابیاں..... بھکارن اپنی پلکوں سے سجدے کرتی باب النساء سے مسجد میں داخل ہوئی۔ قطار اندر قطار ستون اور سجدہ ریز خلق..... اس سمت عورتیں ہی عورتیں ہیں۔ ملفوف عورتیں، نقاب پوش عورتیں، ضعیف و ناتواں، جواں اور بچیاں..... یہ تیرے حبیب ﷺ کا گھر ہے۔ پیاروں کے گھر بھی پیارے ہوتے ہیں۔ یہاں خلقت ہے، خلقت انکساری سے سجدہ ریز ہے۔ یہاں تو شہنشاہ بھی گدا بن کے آتے ہیں۔ رات پر صبح کا گمان ہوا ہے۔ یہ مقام فہم و ادراک کی ہر منزل سے اونچا ہے۔ حاضری لگوانی ہے اور تن کا پنجرا تھر تھر کانپ رہا ہے۔ نافرمانیوں کی فہرست لمبی ہے۔ اے عظیم میزبان! آپ کی میزبانی کے صدقے، دل کو تسلی سی کیوں ہے، شرمساری کے جلو میں آس کا دیا جل رہا ہے اور مضطرب کے پس پردہ سکون کی ہوا چل رہی ہے۔ دائیں ہاتھ کو منبر ہے اور ریاض الجنۃ.... قدم قدم پر فانوس سجدہ ریز ہیں۔ روشنیوں کی زمین پر سب چاند سورج ستارے دست بستہ کھڑے ہیں..... درمیان میں بے شمار ستون ہیں۔

جن کے سلسلے سیدھے جنت سے ملتے ہیں

دن یا رات کی کسی گھڑی میں ایک پل کے لیے یہ جگہ خالی نہیں ہوتی۔ مستانے اور دیوانے یہاں دھونی رمائے رہتے ہیں، سر جھکائے رہتے ہیں۔ اللہ ہو کی بازگشت فضا کو گرمائے رہتی ہے۔ یہی اصل سجدہ گاہ ہے، یہاں کا ایک سجدہ ہزاروں سجدوں پر بھاری ہوتا ہے۔ میں اسی ایک سجدے کی تڑپ لیے تین دن سے بکھری بکھری پھر رہی ہوں۔ کیونکہ اب عورتوں کو اس طرف جانے کی اجازت نہیں ہے۔ یوں اپنے دل ناصبور کو تسلیاں دیتی ہوں۔ شب کے پچھلے پہر اندر آ گئی ہوں۔ میں نے اپنے آپ کو ایک تنکا بنایا ہے اور جذبات کی تیز آندھی کی زد پر اڑ کر اندر آ گئی ہوں۔ ستونوں کے قریب سفید پوشوں کا اب ہجوم ہے۔ کسی اور ہی دنیا کا گمان ہو رہا ہے۔ خاموشی، روشنی کی پھوار بنتی جا رہی ہے۔ اور رات کا سحر میری دھڑکن کے قریب آ کر ٹھہر گیا ہے۔ میرے خدا! میں نے اتنی خوبصورت اور مکمل رات کبھی اپنی زندگی میں بھی نہیں دیکھی۔ اس پر تو زندگی کے سارے دن نچھاور کر سکتی ہوں۔ ایک احساس دل کے قریب آ گیا ہے۔ ایک لہر سی جاگی ہے..... یہ کیسی لہر ہے جو آنسوؤں کی بوچھاڑ ساتھ لائی ہے۔ کمتری کا احساس نظر نہیں اٹھانے دیتا۔ وہ سجدے جو دنیا کی لہو ولعب میں کھو جاتے ہیں، وہ یہاں آ کر مل جاتے ہیں۔ آج شب ان سجدوں کو سمیٹ لو..... آج شب پیشانی فرش پر رہنے دو۔ آج ان سجدوں کا قرض اتار دو..... آج بندگی کرو..... جس طرح بندے کو زیب دیتی ہے اور ان بچھڑے ہوئے سجدوں کو اپنی زندگی میں شامل کر لو۔ میں نے ندامت سے تھرا کر سینے پر ہاتھ باندھ لیے تو دل کی آنکھوں سے لہو پھوٹنے لگا، ٹھنڈی ہوا کا ایک معطر جھونکا آیا جو سیدھا عرقِ ندامت سے ٹکرایا۔ آنسو..... صرف آنسو..... اور کوئی پانی نہیں..... دل کی کشید سے جو پانی نکلتا ہے۔ وہ گناہ کے داغ بھی دھوتا ہے۔ نمازی نماز ادا کر کے باہر نکل گئے۔ کچھ تلاوت کلام پاک کر رہے ہیں۔ بعضوں کو حال دل زار سنانا ہے، پھر اندر جانا ہے۔ روضہ عالی پر سلام عرض کرنا ہے۔ سبز جالیوں کو چومنا ہے، اجالوں کی راہ گزر سے گزرنا ہے۔ جنت کی حویلی کو دیکھنا ہے۔ ایک گھونٹ پینا ہے۔ ایک گھونٹ پینا ہے۔ بھکارن اپنے بے قرار دل کو دونوں ہاتھوں سے تھامے کھڑی ہے۔ شوق اندر کو کھینچ رہا ہے..... بارِ عصیاں سے قدم لڑکھڑائے جاتے ہیں۔ ہاتھ بیتاب ہیں۔ جالیوں کو چھونے کے لیے نگاہ فرش بننے کو مچل رہی ہے۔ جس بچہ نے سارا سال ایک لفظ نہ پڑھا ہو، وہ کمرہ امتحان میں جاتے ہوئے ڈرتا ہے۔ اگر نا

فرمانیوں کی فہرست طویل ہو تو مہربان آقا کے قدم کیسے چھوئیں؟ آنکھ موتی لٹا رہی ہے۔ دل بھی دھکا رہا ہے کہ کیسے جائے گی؟ کیا منہ لے کے جائے گی.....؟ کس مان پر جائے گی.....؟ یہ میلا کچیلا دل، یہ جھکی جھکی نگاہ، یہ داغِ پیشانی، دامن میں اتنے پیوند! اپنا برتن دیکھ کس قدر گندہ ہے۔ کیا اس میں دودھ ڈالے گی؟ شوق تسلی دیتا ہے۔ وہ ﷺ گناہ گاروں کے شفیع ہیں۔ وہ ﷺ سیاہ کاروں کے حاذق ہیں، وہ ﷺ امت کے پاسبان ہیں۔ وہ ﷺ منبع جود و سخا ہیں۔ ان کے در سے کوئی خالی ہاتھ نہیں جاتا۔ وہ ہر آنے والے کے لیے شفاعت کی دعاء کرتے ہیں۔

چلو عاصیو! مغفرت ڈھونڈتی ہے

جہاز میں بیٹھتے ہی بھکارن نے چپ کی چادر اوڑھ لی۔ بھکارن کی یہ بری عادت ہے، جب جنون اور خرد میں جنگ ہو رہی ہو تو وہ چپ کی وادیوں میں دور تک نکل جاتی ہے۔ آج کا دن خوبصورت بھی تھا اور قیامت خیز بھی۔ آج مدینہ منورہ کو الوداع کہنا تھا۔ آنے والوں کو تو جانا ہوتا ہے۔ اتنی لمبی زندگی اور اتنا کم پڑاؤ.....

اس زمین سے جانے کا بڑا قلق ہے
خدا کے لیے کوئی بڑھ کر مجھے روک لے

اے مصفا مسطح ستونو! میرے گرد زنجیر بنا دو نا! اے نمازیوں، تہجد گزاروں کی جاگتی ہوئی صفو! مجھے اپنے اندر لپیٹ لو نا؟ اے چھت کے خوش نما گل بوٹو! مجھے اپنا ہم رنگ کر لو نا؟ سبز گنبد کے آس پاس چاند تارے کی طرح جگمگاتے فانوسو! میرا تن من پھونک دو نا؟ وہ دیکھو! وہ دل گرفتہ ہوتی جا رہی ہے۔ اپنی جھولی کو زور سے پکڑے ہوئے۔ یہ خالی دامن لائی تھی، اب اس کی جھولی اتنی بوجھل کیوں ہے؟ دیکھو..... اس کی جھولی کا بھرم نہ کھولنا۔ ہر شخص کو اس کے ظرف کے مطابق خیرات ملتی ہے۔ پائلٹ نے خوش آمدید کہا ہے..... جہاز حرکت میں آ گیا ہے۔ الوداع اے نوری قبا میں ملبوس مینارو! الوداع اے سبز پوش گنبد خضرا..... الوداع اے کشادہ ظرف دروازو..... الوداع اے مدینے کے خوش نصیب لوگو! الوداع اے معطر ہواؤ، منور فضاؤ۔ چشم کرم سے دور اب ہم سے رہا نہ جائے گا۔

در محبوب ﷺ پر حیرانی ہی حیرانی

مولانا عبدالماجد دریابادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی آپ بیتی میں لکھتے ہیں کہ جسے دیکھو مواجہہ

شریف کی طرف کھنچا آرہا ہے۔ اس وقت رخ قبلہ کی جانب نہیں پتھر سے تعمیر کئے ہوئے کعبہ کی جانب نہیں بلکہ اُس درِ اقدس کی جانب ہے جو دلوں کا کعبہ اور روحوں کا قبلہ ہے کسی کا نالہ گداز کسی کے لب پر آہ و فریاد ہر شخص اپنے اپنے حال میں گرفتار ہر متنفس اپنے اپنے کیف میں سرشار گنہگاروں اور خطا کاروں کی آج بن آئی ہے۔

آستان شفیع المذنبین ﷺ تک رسائی ہے
سجدوں سے اور بڑھتی ہے رفعت جبیں کی
یہاں بھی نہ پائیں گے تو کہاں جائیں گے
آج بھی نہ گڑ گڑائیں گے تو کدھر سر ٹکرائیں گے

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ کا وعدہ پورا ہونے کے لئے ہے۔ محض لفظ ہی نہیں ادھر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ رند و پارسا فاسق و متقی سب ہی اسی دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ ادھر ایک ننگِ امت حیران و ششدر، فرطِ ہیبت و جلال سے گنگ و مُضطر، حواس باختہ، چپ چاپ، سب سے الگ کھڑا ہوا ہے نہ زبان پر کوئی دعاء نہ دل میں کوئی آرزو سر سے پیر تک ایک عالمِ حیرت طاری، یا الٰہی! یہ خواب ہے یا بیداری کہاں ایک مشت خاک، کہاں یہ عالم پاک جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے ہوئے تھر تھراتے ہوں۔ جہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آواز سے بولتے ہوئے لرزتے ہوں جہاں کی حضوری جبریل امین کے لئے باعث فخر و شرف ہو۔ آج وہاں عبدالقادر دریابادی کا فرزند عبدالماجد اپنے گندے دل کے ساتھ بے تکلف اور بلا جھجک کھڑا ہوا ہے۔ دماغ حیران، عقل دنگ، زبان گنگ، ناطقہ انگشت بدنداں، نہ زبان یاوری کرتی ہے نہ لب کسی عرض و معروض پر کھلتے ہیں، نہ دعاؤں کے الفاظ یاد آتے ہیں نہ کسی نعت گو کی نعت خیال میں آتی ہے، چلتے وقت دل میں کیا کیا ولولے اور کیسے کیسے حوصلے تھے۔ لیکن اس وقت سارے منصوبے یک قلم غلط، سارے حوصلے اور ولولے یک لخت غائب، لے دے کر جو کچھ یاد پڑ رہا ہے وہ محض کلام مجید کی بعض سورتیں اور آیتیں ہیں یا پھر درود شریف اور زبان ہے کہ بے سوچے سمجھے بغیر غور و فکر کئے ہوئے انہیں الفاظ کو رٹے ہوئے سبق کی طرح اضطراراً دُہرائے چلی جا رہی ہے۔

نظارہ زِ جُنبیدنِ مژگان گلہ دارد

ترجمہ: یہ منظر عاشقوں کی حرکت پہ شکوہ کر رہا ہے۔

مدینہ میں جنت کا باغ

وہ جنت کی کیاری میں مناجاتِ خدا کرنا
وہ رحمت یاد آتی ہے وہ جذبہ یاد آتا ہے

○○○

تیری جالیوں کے نیچے تیری رحمتوں کے سائے
جسے دیکھنی ہو جنت وہ مدینہ دیکھ آئے

محبوب دوعالم ﷺ کی مسجد شریف کا ایک عظیم المرتبت حصہ عظمت وشان اور رفعت ومقام میں منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ یہ وہ مقدس جگہ ہے جسے آپ ﷺ کی زبان وحی ترجمان سے ریاض الجنۃ کا لقب نصیب ہوا۔ اہل عشق ومحبت تو مسجد نبوی شریف کے ایک ایک حصہ کو بلکہ پورے مدینہ کو ہی جنت قرار دیتے ہیں تاہم یہ مسجد نبوی ﷺ کا خاص حصہ ہے۔ اسی ریاض الجنۃ کے بارے میں آقا ﷺ نے یوں فرمایا میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے میرا منبر میرے حوض پر ہے گھر سے مراد اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا وہ حجرہ مقدسہ ہے جس میں سید کائنات رحمتِ موجودات علیہ افضل الصلوٰت واکمل البرکات کی قبر مبارک بنی ہوئی ہے حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ یہ حصہ جنت کا ٹکڑا ہے جو آدمی اس میں ایمان وادب سے داخل ہوگا وہ قیامت کے دن جنت میں ضرور داخل ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو جنت میں داخل ہوگا اسکو جنت سے پھر نکالا نہیں جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں فرماتے۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ

نوٹ: ریاض الجنۃ ۲۲ میٹر لمبا ۱۵ میٹر چوڑا مسجد نبوی کا حصہ ہے۔

کیف ایسا ریاض الجنۃ میں ملا ❁ روح کو بندگی کا مزا مل گیا

مجھے حضور ﷺ کا بلال رضی اللہ عنہ یاد آ گیا

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں نے ریاض الجنۃ میں ایک دیوقامت حبشی کو پھیلے ہوئے دیکھا۔ میرا دل چاہا کہ اس کے پہلو میں بیٹھ کر درود وسلام پڑھوں مگر وہ کسی کو اپنے نزدیک نہیں آنے دیتا تھا۔ سیاہ کالا، دیوہیکل جسم، پہلوانوں کا پہلوان، رنگ کالا مگر دل روشن، دراز قد مگر گردن خمیدہ، ڈراؤنی صورت مگر دل میں عشق مصطفی ﷺ کی شمع فروزاں۔ مجھے حضور ﷺ کا بلالؓ یاد آ گیا۔ دل

میں کہا، بلالی ہے۔ یارسول اللہ! آج میں آپ کے بلال کے پہلو میں بیٹھنا چاہتا ہوں مگر یہ کالا پہاڑ اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔ فوراً! میری درخواست قبول ہوئی۔ اس حبشی نے پہلو بدلا، مجھے اپنے ساتھ لگالیا، جگہ دی، بٹھالیا۔ میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اس نے دیکھا تو میرے سر پر ہاتھ رکھا، کندھوں پر تھپکی دی، تسلی دی اور اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ وہ محبت کا پہاڑ تھا، وہ شفقت کا دریا تھا، وہ عشق مصطفی کا امیں تھا، وہ سمٹتا گیا اور میرے لیے جگہ بناتا گیا۔ میں آسودہ ہو کر اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں دلائل الخیرات کا ایک قلمی مگر قدیمی نسخہ تھا۔ میں نے ہاتھ بڑھایا، اس نے مجھے پڑھنے کے لیے یہ نسخہ عطا فرما دیا۔ میں دلائل الخیرات پڑھتا گیا، روتا گیا، پڑھتا گیا، جھومتا گیا، میں حضور کی بارگاہ میں کئی گھنٹے بیٹھا رہا۔ ساری دلائل الخیرات مع اضافات پڑھ گیا۔ وہ میری آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو دیکھتا تو بار بار میرے کندھوں پر تسلی کے لیے شفقت کا ہاتھ رکھتا۔ مجھے خیال آیا کہ میرے رسول کی محبت کی حکمرانیاں کالے گوروں پر یکساں ہیں۔ دنیا کے ویرانوں میں، شمع شبستان مصطفی جگمگا رہی ہے۔ ہر دل میں عشق مصطفی کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ تمام دل روشن ہو رہے ہیں اور آنکھیں اشکباری کر رہی ہیں۔

رکھ رکھاؤ اس آنکھ کا دیکھ ✠ چپ کی چپ اور بات کی بات

جنت میں آ گیا ہوں

کی زیارت جو روضے کی دل نے کہا ✠ اب شفاعت کا اک آسرا مل گیا

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اس جگہ (ریاض الجنۃ) جاؤ تو یہ دعاء مانگا کرو۔ اے اللہ تیرے محبوب ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ جنت ہے اور آپ کا قانون ہے کہ کسی گنہگار مسلمان کو جہنم میں ڈالے گا تو گناہوں کی صفائی کے بعد جنت میں بھیجے گا لیکن یہ قانون تو نہیں ہے کہ جنت سے نکال کر جہنم میں بھیجے گا! تو آج میں جنت میں آ گیا ہوں آپ اپنے وعدے کو پورا کریں کہ قیامت کے دن مجھے جہنم میں نہ بھیجنا۔

محراب النبی ﷺ

ان کے قدموں میں میری جبیں ہے اور ہاتھوں میں روضے کی جالی
میں نے آنکھوں کی شمعیں بجھا کر دل میں طیبہ کی مشعل جلا لی

ریاض الجنۃ میں سب سے زیادہ خصوصیت کا وہ مقام ہے جہاں خود محبوب ﷺ نماز ادا فرماتے تھے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں محراب نبوی ﷺ کی تعمیر کے وقت رسول اللہ ﷺ کی سجدہ والی جگہ کو دیوار میں چھپا دیا گیا تا کہ زائرین کے پیروں سے اس مبارک جگہ کی بے ادبی نہ ہو اب وہاں کسی بشر کے قدم نہیں پڑ سکتے البتہ قدم مبارک کی جگہ چھوڑ دی گئی اب وہاں (ھذا مُصَلّٰی نَبِیِّ کَرِیم ﷺ) لکھا ہوا ہے اگر ہم وہاں نماز ادا کریں گے تو ہمارا سجدہ اسی جگہ پر ہوگا جہاں محبوب ﷺ کے قدم مبارک ہوتے تھے محراب بنانے والوں نے کس قدر ادب و احترام کو ملحوظ رکھا ہے کہ قیامت تک امتیوں کی سجدہ ریزی آقا کے نشانِ قدم پر ہوتی رہے گی۔

پھر شکرِ خدا سامنے محرابِ نبی ﷺ ہے
پھر سر ہے میرا اور تیرا نقش قدم ہے

منبر نبوی ﷺ

قدم جس پر میرے آقا ﷺ بوقت خطبہ رکھتے تھے
مروں تو سرورِ کونین ﷺ کے قدموں میں جا لیٹوں

اس مصلّٰی کے قریب منبر نبوی ﷺ ہے جس کے بارے میں آقا ﷺ نے فرمایا میرا منبر میرے حوض پر ہے اس لئے زائر کو منبر مبارک کے پاس حاضر ہو کر اپنے اور پوری امت کے لئے خوب دعائیں کرنی چاہئیں کیونکہ یہ قبولیت دعاء کا مقام ہے اور قیامت کے دن اس کی برکت سے جامِ کوثر نصیب ہوگا۔ سیدنا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسی منبر شریف کے بارے میں فرمایا کہ حرم نبوی ﷺ کے نشانات نہیں مٹ سکتے۔ کیونکہ وہاں ہادی انور ﷺ کا منبر شریف بھی ہے جس پر آپ ﷺ جلوہ افروز ہوتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منبر مبارک پر رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ پر ہاتھ لگا کر اپنے چہرے پر ملتے تھے کتنی بڑی عقیدت اور محبت ہے۔

چھپ چھپ کے دیکھوں منبر اقدس کی پھر بہار
شاید کبھی تو شاہ ﷺ کا جلوہ نصیب ہو

یہ منبر شریف تین زینے والا تھا۔ حضور ﷺ نیچے سے اوپر کی جانب تیسرے زینے پر بیٹھ کر ارشادات سے نوازتے تھے اور دوسرے زینے پر پاؤں مبارک رکھتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں دوسرے زینے پر بیٹھتے تھے۔ جہاں حضور ﷺ کے قدم مبارک

ہوتے تھے پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آخری زینے پر بیٹھتے تھے جہاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قدم اطہر ہوتے تھے اور پاؤں زمین پر رکھتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ۶ سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ والا معمول اپنایا۔ اس کے بعد پھر حضور ﷺ کی نشست کو اختیار کر لیا اور فرمایا کرتے تھے کہ پہلی اور دوسری سیڑھی پر بیٹھنے سے تو کوئی شبہ کر سکتا ہے کہ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی برابری کا دعویٰ ہے لیکن ذات اقدس تو دعوائے مساوات و برابری سے ارفع و اعلیٰ ہے بعد میں کسی بادشاہ نے اعتراض کیا تو ایک عالم نے فرمایا کہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو آنے والے بادشاہ گڑھا کھود کر زمین میں بیٹھ کر خطبہ دیتے۔ یہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا امت پہ احسان ہے۔

مجھے اس منبر عالی کا زینہ اچھا لگتا ہے
ابھی سرکار کی الفت میں جینا اچھا لگتا ہے

مقام اذان

یہ جگہ ریاض الجنۃ میں ہے جہاں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر اذان دیا کرتے تھے آج بھی تمام مؤذن اسی جگہ کھڑے ہوتے ہیں۔ اب اس جگہ کو اونچا کر دیا گیا ہے نیچے نمازیوں کی صف ہوتی ہے۔ اذان کی جگہ سفید رنگ کا تقریباً سات فٹ بلند ایک چبوترہ بنا ہوا ہے جس پر کھڑے ہو کر مؤذن اذان و تکبیر کہتا ہے یہ وہی مقام ہے جہاں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر اذان دیا کرتے تھے۔ بار بار اس کی زیارت کر کے دل اور آنکھوں کو ٹھنڈا کیجئے۔

سنا ہے فرشتوں نے جس کو فلک پر ❁ وہی پھر بلالی اذاں چاہتا ہوں
جہاں بیٹھتے تھے صحابہؓ نبی کے ❁ نگاہوں میں وہ سائباں چاہتا ہوں

معمول حضرت امی عائشہ رضی اللہ عنہا

اذان کے وقت خود بھی خاموش ہو کر اذان کا جواب دیتیں اور دوسروں کو بھی چپ کرا دیتیں کیونکہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی جب وہ اذان سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا جو انہیں الفاظ کو یقین کے ساتھ دہرائے گا جنت میں داخل ہوگا۔ اب دیکھیں! کتنے واضح لفظوں میں اللہ کے پیارے حبیب ﷺ فرماتے ہیں کہ اذان کا جواب دینے والا بندہ جب اذان کا جواب دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ

اس کے لیئے جنت کا فیصلہ فرمادیتے ہیں یہ کتنا آسان سا عمل ہے! کوئی خرچہ نہیں کہ کوئی کہے کہ میں تو غریب ہوں میں کیسے یہ عمل کروں؟ چند الفاظ ہی تو پڑھنے ہیں۔ اب اگر ان چند الفاظ کے پڑھنے پر جنت ملے۔ تو اس سے زیادہ سستی جنت کیسے حاصل کی جاسکتی ہے؟

ہماری یہ دعا بھی قبول ہوجائے گی

اذان کے بعد کا وقت .....قبولیتِ دعا کا خاص وقت ہے .....اور اس وقت رحمتِ الٰہی موسلا دھار بارش کی طرح برستی ہے..... جبھی تو ہمارے پیارے محبوب ﷺ نے اس وقت اپنے لیئے دعا کی فرمائش کی اور امت کو اذان کے بعد دعا کی یوں ترغیب دی کہ جو اذان سنے اور یہ دعا پڑھے اس کے لیئے میری شفاعت واجب ہوجائے گی ایسے ہی فرمایا کہ اس کی دعا بھی قبول ہوگی دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہ ۔ (بخاری شریف، صفحہ:۹۶، جلد:۱)

لہٰذا اس وقت کو بہت غنیمت جاننا چاہیئے اس دعا کے فوراً بعد اپنے لیئے بھی دعا کرلینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے..... کہ آنحضرت ﷺ کے صدقے اور طفیل میں..... ہماری دعا بھی قبول ہوجائے گی ۔ دعا کے بارے میں ایک بزرگ نے فرمایا کہ کتنا خوبصورت احساس ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے ہم اپنے دل کی بات کہتے ہیں وہ پہلے سے باخبر ہوتا ہے مگر پھر بھی ہمیں سننا چاہتا ہے۔ اس اللہ کی کتنی کرم نوازی ہے کہ کوئی کتنا بھی گناہگار کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیئے دعا کا راستہ اور رزق کا دروازہ کبھی بند نہیں کرتا۔ سبحان اللہ۔ اس لیئے چلو اس دروازے پر چلتے ہیں جہاں ایک آنسو کے بدلے دعا کی قبولیت تو ہے ہی۔ رب بھی مل جاتا ہے۔

سب سے پہلے جنت میں کون

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! لوگوں میں سب سے پہلے جنت میں کون داخل ہوگا؟ فرمایا انبیاء علیہم السلام ان کے بعد شہداء پھر کعبہ کے مؤذن پھر بیت المقدس کے مؤذن پھر میری مسجد کے مؤذن پھر باقی مؤذن اپنے اپنے اعمال کے موافق جنت میں داخل ہونگے۔

اذان کیسے پوری ہوئی

اسی اذان کے لئے تحریک ختم نبوت کے دوران مسلمان کرفیو کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسجد میں پہنچے ایک مسلمان نے اذان دینا شروع کی ابھی اللہ اکبر کہہ پایا تھا کہ گولی لگی شہید ہوگیا دوسرا مسلمان آگے بڑھا اس نے اشہدان لا الہ الا اللہ کہا کہ اسکو گولی لگی اور شہید ہوگیا تیسرا مسلمان آگے بڑھا ان ساتھیوں کی لاشوں کے ساتھ کھڑے ہوکر کہا اشہدان محمداً رسول اللہ اس کو بھی فوج نے گولی مار کر شہید کر دیا چوتھا آگے بڑھا تینوں کی لاشوں کے ساتھ کھڑے ہوکر کہا حی علی الصلوٰۃ اس کو گولی لگی وہ بھی شہید ہوگیا۔ یوں باری باری نو مسلمان شہید ہوئے لیکن اذان پوری کر کے چھوڑی۔

رحمت کے ستون

کبھی صحن میں بیٹھ کر محوِ حرم ہونا
وہ منبر یاد آتا ہے وہ قبہ یاد آتا ہے

○○○

رحمت کے بٹ رہے ہیں کٹورے قدم قدم
شامل ہوں آج میں بھی نبی کے گداؤں میں

اسی ریاض الجنۃ میں واقع آٹھ ستون مثالی اور تاریخی نوعیت کے حامل ہیں جو اپنی پیشانیوں پر عظمت و رفعت کی تاریخ سجائے بڑی سج دھج سے کھڑے ہیں جنہیں ستون ہائے رحمت کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ستون عظمت کا مینار، فضیلت کا مرکز، سعادتوں کا مظہر، سُرور و کیف کا مصدر، قبولیت دعاء کی جگہ، نجات و مغفرت کا آئینہ دار ہیں ان ستونوں سے عہدِ رسالت مآب ﷺ کی یادیں وابستہ ہیں۔ ان میں سے کچھ ستون اب روضہ مبارک کی دیوار کا حصہ بن چکے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان ستونوں کے پاس بڑے اہتمام سے نوافل پڑھتے تھے۔

استوانہ حنّانہ (رونے والا ستون)

اس خاکِ آستاں کو کروں گا جبیں سے مَس
سوئے ہوئے نصیب ہیں انکو جگاؤں گا

آنسو ہیں کچھ ضرور مری چشمِ شوق میں
ان موتیوں کو عشق نبی ﷺ میں لٹاؤں گا

اس جگہ کھجور کا وہ تنا دفن ہے جس سے آپ ﷺ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر تیار کیا گیا تو آپ ﷺ نے تنے کو چھوڑ دیا جب منبر پر تشریف فرما ہوئے تو اس تنے سے رونے کی بہت آواز آرہی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے رونے سے مسجد گونج گئی دوسری روایت میں ہے کہ اس کے رونے سے تمام مسجد والے بھی رونے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے اسکو اپنے پاس بلایا اور یہ تنا زمین کو چیرتا ہوا آیا آپ ﷺ نے اسکو سینے سے لگایا تو وہ چپ ہو گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو تیرے اصلی مقام پر لوٹا دوں کہ تو پورا سرسبز درخت ہو جائے گا اور لوگ تیرے پھل کھائیں اگر تیری مرضی ہو تو تجھے جنت میں لگا دوں وہاں نیک لوگ تیرا پھل کھائیں تو اس نے کہا مجھے جنت میں ہی لگا دیجئے۔ حضور ﷺ نے ارشار فرمایا اگر میں اسے تسلی دیکر خاموش نہ کراتا تو یہ اس صدمہ میں قیامت تک روتا رہتا پھر اسکو وہیں دفن کرا دیا یہ ستون محراب کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ یہ بھی خاص قبولیت کا مقام ہے۔

کتنا تھا پیار پیارے مدنی حضور کا ❁ رو رہا ہے ننھا منھا تنا اک کھجور کا
کہ نبی تا جدار، یاد آئیں بار بار ❁ کچھ حسین صبح شام میں سلام ہی سلام

دعوت فکر

اپنے دل ٹٹولیئے اپنے عشق و محبت کا جائزہ لیجئے زبان و دل کے تفاوت کو پرکھئے تو معلوم ہو گا کہ ہم نے رسالتِ مآب ﷺ کے عشق کا دعویٰ زبان تک محدود رکھا ہے اسکو دل کی گہرائیوں اور روح کی تنہائیوں میں بہت کم جگہ دی ہے ورنہ اس خشک لکڑی سے کہیں زیادہ ہمارے سینے متاعِ سوز لئے ہوتے، ہماری آنکھوں کے چشمے کبھی خشک نہ ہوتے، ہماری زبان و دل بیک وقت عشق نبی سے سرشار رہتے ہر لمحہ محبوب خدا ﷺ کی یاد بے تاب رکھتی مگر افسوس ہماری زبانیں اس نامِ نامی سے پوری طرح آشنا نہیں۔

استوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون ایسی فضیلت والا ہے اگر لوگوں کو اس کا پتہ چل جائے تو وہاں نماز پڑھنے کے لئے قرعہ اندازی کرنے لگیں۔ پھر بعد

میں اس جگہ کی نشاندہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمائی تھی کہ اس جگہ دعاء قبول ہوتی ہے۔ واہ امی تیرے صدقے آج امت اسی ستون کی جگہ سجدہ ریز ہے۔

ساری صدیوں پہ جو بھاری ہے وہ لمحہ ملتا ✤ کاش سرکار دو عالم ﷺ کا زمانہ ملتا
آپ ﷺ کے قدموں کے پیچھے سجدہ ملتا ✤ آپ ﷺ کا نقش قدم آپ کا رستہ ملتا

استوانہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ

دلاتا ہے ستون اک یاد توبہ کرنے والوں کی
قبولِ توبہ کی اور ان کے استغفار کی باتیں

حضور ﷺ یہاں نوافل پڑھا کرتے تھے صبح کی نماز سے طلوع آفتاب تک تشریف فرما ہوتے تھے جتنا قرآن کریم رات کو نازل ہوتا اسی جگہ بیٹھ کر صحابہ کرام کو سناتے اسکو استوانہ ابو لبابہ کہتے ہیں۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ انصارِ مدینہ میں مشہور صحابی ہیں یہ ستون انکے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس جگہ ان کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ اصل نام رافع تھا غزوہ بدر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور ﷺ کے اونٹ کی تیسری سواری تھے۔ حضور ﷺ نے غزوہ بدر کے موقع پر مدینہ میں انکو اپنا نائب بنا کر واپس کیا تھا انکی توبہ کا مختصر واقعہ یوں ہے۔ جب سرکار دو عالم ﷺ نے بنو قریظہ کا محاصرہ کیا اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے مشورے سے یہ لوگ پہاڑ سے اتر آئے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ حضور ﷺ سے معافی دلوا دیں۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے تقاضہ بشریت کے تحت حلق کی طرف اشارہ کیا یعنی تم سب قتل کر دیے جاؤ گے بعد میں اس بات کا حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو شدید احساس ہوا کہ خدا اور رسول ﷺ کے معاملے میں ان سے بڑی خیانت ہوگئی ہے۔ اس ندامت اور پشیمانی میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ایک بھاری زنجیر سے خود کو لکڑی سے باندھ لیا اور قسم کھالی کہ جب تک حضور ﷺ اپنے دست مبارک سے مجھے خود نہ کھولیں گے میں یونہی بندھا رہوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ میرے پاس سیدھے چلے آتے تو میں ان کے لئے استغفار کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چونکہ انہوں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیا ہے جب تک ان کی قبولیت توبہ کا حکم نازل نہ ہو جائے میں انکو نہیں کھولوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی صدقِ دل والی توبہ قبول کر لی ان کی توبہ کی قبولیت کے سلسلے میں آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ پھر سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے انکو کھولا۔

استوانہ سریر

اعتکاف میں حضور ﷺ کی چار پائی اور بستر مبارک یہاں بچھا دیا جاتا تھا آپ ﷺ آرام فرماتے تھے۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اعتکاف کے دوران حضور ﷺ دروازے کی طرف سر مبارک کر لیتے اور فرماتے عائشہ کنگھی کرو تو میں آپ ﷺ کو کنگھی کیا کرتی تھی۔ یادگار کے طور پر اسی مقام کے اوپر آج بھی لوہے کی ایک جالی بنی ہوئی ہے۔

حضور ﷺ کا سر اماں کے حضور

آنحضرت ﷺ کے اقوال میں جو جامعیت ہے اہل علم پر ظاہر ہے مگر اسی طرح حضور ﷺ کے اعمال میں بھی جامعیت موجود ہے اگر آپ کے کسی عمل کو عقیدت و فراست کی نظر سے دیکھا جائے تو ہدایات کا دفتر حاصل ہوتا ہے اب ذرا اسی عمل کو دیکھتے ہیں کہ اعتکاف میں سر کی صفائی بظاہر ایک عام عمل ہے مگر یہ عمل عقیدت مندوں کو کئی عقیدت مندیوں کا سبق دے رہا ہے۔ آیئے ذرا حقائق کی گہرائی میں اتر کر دیکھتے ہیں حضور ﷺ کے اس عمل میں کیا کیا چھپا ہے۔ اعتکاف جیسی عبادت جس میں آدمی سراپا رجوع الی اللہ ہوتا ہے اس میں بھی حضور ﷺ نے حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کو یاد فرمایا صرف یاد نہیں فرمایا بلکہ خدمت کا موقع عنایت فرما کر اپنی عبادت کا شریکِ اجر بنایا بلکہ پوری امت کو گویا یوں ارشاد فرمایا! کہ میرا سر عائشہ کے گھر میں ہے میرا تن خدا کے گھر میں ہے۔

اِدھر خدا کا گھر اُدھر عائشہ کا گھر درمیان میں شافع محشر
مصطفیٰ خود خدا کے گھر سرِ مصطفیٰ عائشہ کے گھر

اے لوگو! جب مصطفیٰ ﷺ خدا کے گھر بھی ہے اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھی ہے تو یقینا جس کے دل میں خوف خدا ہوگا اس میں عشق مصطفیٰ ﷺ بھی ہوگا اور جس کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ ہوگا اس کے دل میں امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا حیا اور ادب بھی ہوگا۔ محبوب ﷺ نے سر مبارک امی کے حوالے کر کے امت کو یہ سبق دیا ہے کہ اگر تیرے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت و ادب نہیں تو نہ تُو میرا ہے نہ خدا کا ہے کیونکہ خدا کے گھر میں بھی میرا سر عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے ہے اگر تُو مجھ پر ایمان رکھتا ہے تو عائشہ کی محبت پہلے دکھا جب تو عائشہ کا نہیں تو میرا بھی نہیں اور جو میرا نہیں وہ جنتی نہیں۔

حُبِّ مصطفی کا معیار امی عائشہ رضی اللہ عنہا
صاحبِ ایما ن کا قرار امی عائشہ رضی اللہ عنہا

چشمِ فلک نے ایسا نظارہ کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ نبوت والی آدھی امانت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر اور آدھی اللہ تعالیٰ کے گھر۔

استوانہ حرس یا استوانہ علی رضی اللہ عنہ

مقصورہ شریف کی جالیوں میں پیوست ۳ ستونوں میں سے یہ درمیانی ستون ہے یہ وہ مقام ہے جہاں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے متعدد بار رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے پہرہ داری کا فریضہ انجام دیا ہے اس ستون پر استوانہ حرس تحریر ہے۔ ابتدائی ایامِ ہجرت میں جب قریش و یہود کے حملوں کا اندیشہ ہر وقت لگا رہتا تھا اور منافقین کی روشِ بد کا کھٹکا ہر وقت موجب آزار تھا تب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی خوشی اور مرضی سے نبی کریم ﷺ کے کاشانۂ فیض پر شب بھر پہرہ دیا کرتے تھے انکے کھڑے ہونے کی یہی جگہ ہوتی تھی ایک رات آیت کا نزول ہوا:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ [سورۃ المائدۃ: آیت نمبر ٦٧]

ترجمہ: اللہ تجھے شریر لوگوں سے بچائے رکھے گا} جب اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا ذمہ خود لے لیا تو نبی کریم ﷺ نے اسی وقت آواز دیکر فرمایا کہ باہر کون پہرہ دے رہا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے انہوں نے نام بتلایا۔ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ اب تم چلے جاؤ مجھے پہرہ کی ضرورت نہیں رہی۔

استوانہ وفود

یہ ستون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک کے پاس ہے سلطانِ دوعالم ﷺ حجرہ سے باہر اسی جگہ تشریف فرما ہوتے جب قریبی بستیوں اور مختلف ممالک کے وفود باریابی کے لئے حاضر ہوتے تو یہیں حضور ﷺ انکو اپنی زیارت کا شرف عطا فرماتے تھے۔ جہاں محبوب دوعالم ﷺ جلوہ افروز ہوں وہاں کائنات قدم بوسی کے لئے جھکتی ہے فرشتے اس فرش پر آنکھیں بچھاتے ہیں ہر لمحہ کروڑوں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے ہر آدمی سعادتوں کے خزانے سمیٹتا ہے۔ حاضر ہونے والے وفود کی چشمِ حیرت نے ایسا دربار کہاں دیکھا ہوگا کہ کوئی میٹنگ روم نہیں کوئی خلوت کدہ نہیں ،علیحدگی اور تنہائی کی ضرورت نہیں، یہ دربارِ عام ہے شاہ و گدا، فقیر و غنی، غلام و آقا برابر ہیں جہاں

کسی کے لئے کوئی امتیازی جگہ نہیں۔ خود سرورِ کائنات ﷺ کے لئے بھی خصوصی جگہ نہیں جہاں غلام ہیں وہیں آقا ﷺ ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دربارِ مصطفی ﷺ میں ادب واحترام کی تصویر بنے بیٹھے ہیں۔ سانسوں کی آوازیں نہیں کوئی شور نہیں سب کے کان فرمانِ نبوی ﷺ پر لگے ہوئے ہیں ایک ایک لفظ کو لوحِ دل پر رقم کر رہے ہیں۔ یہ خزانہ دنیا میں تقسیم ہو رہا ہے یہ زندگی میں سکون اور آخرت میں نجات کا وسیلہ ہے۔

آہستہ سانس لے کہ خلافِ ادب نہ ہو
نازک ہے آئینے سے طبیعت حضور ﷺ کی

حضور ﷺ کا مصلیٰ

ستون عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیدھ میں پیچھے شمال کی جانب باب جبریل کی سیدھ میں چلیں تو اس کے سنگم پر ایک ستون بنا ہوا ہے پہلے اس کے اوپر ۱۱۵ نمبر لکھا ہوا ہوتا تھا (اب معلوم نہیں) اس جگہ نماز پڑھنے والوں کو مصلیٰ رسول پر نماز پڑھنے کا اجر نصیب ہوگا انشاء اللہ۔ یہ ستون لائن میں سیدھا نہیں ہے بلکہ تھوڑا سا لائن سے ہٹ کر ہے یہی جگہ ہے جہاں محبوب کا مصلیٰ ہوتا تھا۔ جب قبلہ بیت المقدس تھا۔

نشان پائے محمد ﷺ تھے جا نماز مری
میں جائے نماز سے کعبہ اُٹھا کے لایا ہوں

ہمارے پاس کیا جواب ہوگا

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم سب اور ساری امت سرورِ عالم ﷺ کی شفاعت کی امید پر زندہ ہیں کہ روزِ محشر ہماری شفاعت فرمائیں گے مگر ہمارا چہرہ ہی اگر سرکار دو عالم ﷺ کے مشابہ نہ ہوا اور آقائے دو جہاں ﷺ نے ہمیں دیکھ کر منہ پھیر لیا اور دریافت فرمالیا کہ میرے پیارے امتی تمہیں میری صورت میں کیا عیب نظر آیا تھا کہ تم نے میری صورت کو چھوڑ کر میرے دشمن کی صورت بنالی تو ہمارے پاس کیا جواب ہوگا

جس کے چہرے پہ نہ ہو آہ، نبی کی سنت
کیسے معلوم ہو اس جس کا مسلمان ہونا

مستقل سفر کر کے آؤں گا

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو روضہ مبارک پر حاضری دینے کا بڑا شوق تھا ایک مرتبہ بیت المقدس سے حجاز جانے کا انتظام بھی ہوا مگر انہوں نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ محبوب ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضری کے لئے ضمناً نہیں مستقل سفر کر کے آؤں گا واپس آ کر روضہ مبارک پر حاضری کا اشتیاق بڑھتا گیا آخری زمانہ میں یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ تصور میں روضہ اقدس پر حاضر رہتے تھے۔

دل سلگتا رہا فرقت میں ان کی عمر بھر
گنبد خضراء تلک ، لیکن دھواں پہنچا نہیں

ایک غزل لکھ کر رکھ لی کہ حج کے بعد جب مکہ سے مدینہ کی طرف سفر کروں گا تو اس غزل کو پڑھوں گا جب بیماری نے ہوش نہ لینے دیا تو اس غزل کو پڑھ پڑھ کر رویا کرتے تھے اور سر دھنتے تھے اور اتنا روتے تھے کہ آنسوؤں کی لڑی لگ جاتی تھی پھر اس تمنا کا اظہار یوں کرتے تھے۔

ہوا ہو ایسی کہ ہندوستان سے اے اقبال ❁ اُڑا کے مجھ کو غبار رہ حجاز کرے

شاعر مشرق کی آہ و فغاں

اللہ تعالیٰ کے حضور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ یوں عرض کرتے:

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر ❁ روز محشر عذر ہائے من پذیر
ور حسابم راتو بینی ناگزیر از نگاہِ مصطفیٰ ﷺ پنہاں بگیر

اے اللہ! تو دونوں جہانوں سے غنی ہے اور میں ایک درماندہ فقیر ہوں تیرا کرم ہوگا کہ قیامت کے دن میری معافی قبول کر لے اور مجھے بخش دے اور اگر تو کسی وجہ سے میرا حساب کرنا ضروری خیال کرے تو اتنا کرم کرنا میرے گناہ آقائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ کی نگاہوں سے چھپا رکھنا۔

خادم تمہارا، سعید آ رہا ہے

حضرت مولانا سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ جب روضہ اقدس پر حاضر ہوتے تو رسول اللہ ﷺ کی محبت میں بہت ادب اور عاجزی کے ساتھ عاشقانہ اشعار پڑھا کرتے تھے جو ان کے خود کے لکھے ہوئے ہیں۔

محبت بھرے انداز میں پڑھتے آتے تھے۔ جنہیں شہیدِ اسلام جنید جمشید رحمۃ اللہ علیہ بڑے ہی ترنم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

محمد ﷺ کا روضہ قریب آرہا ہے ✽ بلندی پہ اپنا نصیب آرہا ہے
فرشتو یہ دے دو پیغام ان کو ✽ خادم تمہارا سعید آ رہا ہے
چلو جا کے رہنا مدینے میں اب تو ✽ قیامت کا منظر قریب آرہا ہے
تمہیں کچھ خبر ہے کہاں جا رہا ہوں ✽ رسولِ خدا ہے وہاں جا رہا ہوں

انتقال سے ایک دن پہلے بھی روضہ محبوب ﷺ پر حاضر ہو کر انتہائی ادب اور عاجزی سے صلوٰۃ وسلام پیش کیا اور خوب رو رو کر دعائیں مانگیں آخری دنوں میں بہت پریشان تھے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میرا انتقال مدینہ میں ہو جبکہ ویزہ ختم ہونے والا ہے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی علاج کی غرض سے ڈاکٹر نے ۳ ماہ کی مدت بڑھوا دی اسی دوران آپ کا انتقال ہوا۔ ۲۶ رجب ۱۴۱۹ھ اذان فجر سے پہلے جنازہ مسجد نبوی ﷺ میں لے آئے امام مسجد نبوی شیخ عبدالباری نے نماز جنازہ پڑھائی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قدموں میں جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔

استوانہ تہجد

اس جگہ آپ ﷺ جبریل امین سے قرآن کا دَور کیا کرتے تھے اس ستون میں محراب تہجد بنی ہوئی ہے یہ مبارک مقام اصحاب صفہ کے چبوترے کے بالکل سامنے ہے یہ جگہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی دیوار کے باہر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے چند راتیں نماز تہجد پڑھائی۔ اصحاب صفہ اس کرم پر کتنے خوش ہوئے ہوں گے کہ خاص قبولیت کے وقت جب خداوند کریم کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے تہجد کی نماز خداوند تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس خلوت، خاموشی اور تنہائی کے لمحات میں جب بندہ اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے تو عجیب وغریب کیفیات سے سرشار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ سجدے اس لئے بھی پسند ہیں کہ یہ عبادت خالصتاً! عبد اور معبود کے درمیان ہوتی ہے یہ سعادت مقربین بارگاہ خداوندی کا حصہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خوش بختی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جن کو امام المرسلین ﷺ کی اقتداء نصیب ہو۔ یہ روحانی معراج بندگی کا بلند ترین مقام ہے۔

مجھے بھی اس زمین پر معراج بخش دے ✽ توفیق دے کہ خود کو تیرا نقشِ پا کہوں

صحابہ رضی اللہ عنہم جوق در جوق نماز تہجد میں آنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو چٹائی اٹھانے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ اپنے گھروں میں نماز تہجد ادا کیا کریں سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم پر نماز تہجد فرض نہ ہو جائے یہ احساس بھی رحمت کا پہلو لئے ہوئے تھا یہ حکم شفقت کا مظہر تھا سرکار دو عالم ﷺ کو کس درجہ امت کی سہولت کا احساس دامن گیر تھا۔ اے رحمۃ للعالمین، آپ پر لاکھوں درود و سلام اے شفیع المذنبین آپ پر اَن گنت رحمتیں نازل ہوں آپ نے امت پہ ہر ہر مرحلے رحمت کا سایہ کیا زائرین اس استوانہ پر ذوق وشوق سے نوافل اور نماز ادا کرتے ہیں۔

بیٹی کے گھر ماں کا در

استوانہ تہجد کے ساتھ جو روضہ مبارک کا حصہ ہے یہ حضور ﷺ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کا لقب زہرائ (کھلا ہوا روشن پھول) تھا یہ جگہ انکے مقدس حجرہ کی ہے اس مقدس حجرہ کی ایک کھڑکی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں کھلتی تھی۔ حضور سید دو عالم ﷺ یہیں کھڑے ہو کر شہزادی خاتونِ جنت اور انکے بچوں کی خیریت دریافت فرمایا کرتے آپ ﷺ کا معمول تھا جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو مسجد شریف میں دو رکعت نماز ادا فرماتے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جاتے پھر امہات المؤمنین کے ہاں تشریف لے جاتے قدمین کی جانب اس کا دروازہ ہے جسکے تالے پر یہ مبارک اشعار لکھے ہوئے ہیں۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَداً ✤ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِالْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ترجمہ: یارب رحمت وسلام نازل فرما ہمیشہ ہمیشہ اپنے حبیب پر جو تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِىْ تُرْجٰى شَفَاعَتُه ✤ لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

ترجمہ: یوہی ہیں اللہ کے ایسے حبیب کہ ان کی شفاعت کی امید ہے ہر ایک خوف کے وقت جو آنے والے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کی کھڑکی

میں جنت کو بھی بھول بیٹھا ہوں اب تو ✤ صحابہؓ کے گھر بار یاد آ رہے ہیں
محبت صحابہؓ کی پیدا ہو جن سے ✤ وہ اخبار و آثار یاد آ رہے ہیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک چھوٹا گھر جو مسجد نبوی سے متصل مغربی جانب تھا جس میں سے ایک خوخہ (کھڑکی) مسجد نبوی ﷺ کی طرف کھلتی تھی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اکثر اوقات اِسی خوخہ سے مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لاتے تھے۔ ابتداء میں مسجد کے اردگرد گھروں کے دروازے اور دریچے مسجد نبوی ﷺ میں کھلتے تھے تاکہ مسجد میں آنے جانے میں سہولت رہے غزوہ اُحد سے پہلے تمام دروازے بند کرادیئے گئے صرف چند دریچے باقی رہ گئے تھے۔ وفات سے قبل آقا ﷺ نے جو خطبہ دیا اس میں ان تمام دریچوں کو بند کرنے کا حکم دیا سوائے خوخہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے (اس میں آپ کی خلافت بلافصل کی طرف اشارہ تھا) یہ خوخہ منبر نبوی ﷺ کے قریب مغربی جانب ہوتا تھا مسجد نبوی ﷺ کے اختتام پر۔ اُس وقت مسجد نبوی ﷺ کی حد یہیں تک تھی۔ حضور ﷺ کے زمانے میں مسجد نبوی ﷺ کی حدود کی تعین کے لئے ترکوں نے ان مقامات پر بننے والے ستونوں کے اوپر حَدُّ مَسْجِدِ النَّبِی ﷺ لکھ دیا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا خوخہ اپنی خلافت کے زمانہ میں ام المؤمنین سیدہ ام حفصہ رضی اللہ عنہا کو چار ہزار درہم میں فروخت کیا اس آمدنی سے اپنا قرض چکا دیا اور باقی رقم اپنے مہمانوں کی خاطر و مدارات میں صرف کی۔ پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کے وقت اس خوخہ کو بھی مسجد میں شامل کر دیا۔ ترکوں نے اس کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے اور اس کے محلِ وقوع کی جانب اشارہ کرنے کے لئے اس سمت کھلنے والے دروازے کے اوپر جلی حروف میں لکھ دیا ہے۔ هٰذِهٖ خَوْخَةُ سَيِّدِنَا اَبِیْ بَكْرِنِ الصدیق رضی اللہ عنہ۔ یہ تحریر عاشقوں کو یاد دلاتی رہے گی کہ آخری خطبہ میں آپ ﷺ نے اسی خوخہ کا ذکر فرمایا تھا اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور امتیازی حیثیت کا بھی اظہار ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے التماس کی کہ میں اپنے گھر کی دیوار میں مسجد نبوی ﷺ کی جانب ایک روشندان چھوڑ دوں تاکہ آپ ﷺ جب مسجد میں نماز کے لئے تشریف لائیں تو آپ کے جمال پر نظر پڑے۔ آقا ﷺ نے فرمایا میں ضرورت نہیں سمجھتا اگرچہ روشن دان سوئی کے ناکے کے برابر بھی ہو۔ کسی نے دریافت کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے تو اجازت ہے باقی لوگوں کے لئے اجازت کیوں نہیں؟ آقا ﷺ نے فرمایا یہ میری طرف سے نہیں بلکہ یہ حکم الٰہی ہے مجھے اس میں کوئی اختیار نہیں اسکے بعد فرمایا میں ابوبکر کے دروازے پر نور دیکھتا ہوں۔

باب السلام

کدّی باب السلام اگے میں ڈھائیں مار کے رو واں
تے باب جبریل اگے دُکھڑے سناواں

باب الرحمۃ سے متصل باب السلام ہے اس دروازہ سے مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اونٹنی داخل ہوئی۔ اونٹنی نے بیٹھنے کا ارادہ کیا مگر پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔ حضور ﷺ نے مُہار چھوڑ دی اور فرمایا کہ یہ مامور من اللہ ہے جہاں بیٹھ گئی وہیں میرا قیام ہوگا۔ ہر جاں نثارِ رسول ﷺ کے دل کی دھڑکنیں دعائیں بن کر بلند ہو رہی تھیں کہ میزبانی کا شرف اسے حاصل ہو ہر آنکھ حسرت و ارماں کا چھلکتا ہوا پیمانہ تھی ہر نظر التجاء بنی ہوئی تھی مگر یہ شرف حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مقدر میں تھا حضور ﷺ نے وہاں قیام فرمایا قیام کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اونٹنی پہلے جہاں بیٹھنے لگی تھی وہ جگہ کس کی ملکیت میں ہے معلوم ہوا کہ وہ جگہ دو یتیم بچوں کی ہے۔ (سہل رضی اللہ عنہ اور سہیل رضی اللہ عنہ) جو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے جب ان سرفروشوں کو سرکار دو عالم ﷺ کے استفسار کا علم ہوا تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زمین کا وہ ٹکڑا حضور ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا انہیں اس سے بڑھ کر کیا سعادت حاصل ہو سکتی تھی مگر رحمت دو عالم ﷺ نے یتیم بچوں کی زمین کو بغیر معاوضہ کے لینا پسند نہ فرمایا آپ ﷺ کے اشارہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زمین خرید کر وقف کر دی جہاں اونٹنی پہلے بیٹھنے لگی تھی وہاں محراب بنا اور اسی جگہ مسجد نبوی ﷺ تعمیر ہوئی جہاں سے رحمۃ للعالمین گزرے وہ جگہ سلامتی کی راہ امن کا راستہ اور رحمتوں کا مقام ہے حضور ﷺ اس دروازے سے داخل ہوئے اس لیے اس کو باب السلام کہتے ہیں۔ باب السلام کے سامنے صحن میں ایک ستون باقی ستونوں سے مختلف رنگ کا تھا اس جگہ ۷۰۰ یہودیوں کو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے مطابق قتل کیا گیا۔ ان یہودیوں کا تعلق بنو قریظہ سے تھا اور انہوں نے بدعہدی کی تھی۔

اپنے علوم کا سلام پیش کر رہے تھے

یہ نرم آوازیں میرے کانوں میں گونج رہی تھیں کہ ایک اور جماعت نظر آئی جو،، باب

السلام،، کی طرف سے آرہی تھی۔ میں ان کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ علوم وفنون کے موجد اور مرتب، ائمہ نحو ولغت وبلاغت کی جماعت تھی جو اپنے علوم کا سلام پیش کر رہے تھے اور اپنی شہرت اور مرتبہ علمی کا خراج ادا کرنے آئے تھے میں نے دیکھا وہ بہت بلیغ اور ادبی الفاظ میں گویا اس طرح محبت کا اظہار کر رہے تھے

میرے آقا بڑے ذی شان صلی اللہ علیہ وسلم
وہ سب نبیوں کے سلطان صلی اللہ علیہ وسلم

چلو چلئے مدینہ میوزیم

باب السلام کی جانب مسجد نبوی ﷺ کے صحن والے حصے کے بالکل سامنے گیٹ نمبر ۵ سے باہر نکلیں تو بائیں جانب حاجیوں کے لئے فری ہسپتال ہے اور دائیں جانب وہ میوزیم ہے جس میں قرآن کریم کے مختلف اور بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا نسخہ موجود ہے خصوصاً ہاتھ سے لکھے ہوئے نسخے جو ماہرین فن کی بے مثال کاوش ہے جو قابل دید ہے جسے دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے ہم حضور ﷺ کے زمانے میں لوٹ آئے ہیں۔

پرنالے کا مقدمہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو حضور ﷺ کے سگے چچا تھے مسجد نبوی ﷺ کے قریب ان کا مکان تھا۔ باب السلام سے اندر آتے ہوئے تقریباً بیس فٹ آگے دائیں جانب وہ مقام ہے جہاں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا گھر تھا۔ فاروق اعظمؓ کا دورِ خلافت تھا اچانک موسم تبدیل ہو گیا بارش ہو گئی اور بارش کا پانی پرنالہ سے زمین پر گرا اور مسجد نبوی ﷺ کے اندر آ گیا اور گزرتے ہوئے صحابہ کے کپڑوں پر چھینٹے بھی پڑے جسکی وجہ سے کافی پریشانی ہوئی۔ صحابہؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شکایت کی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا پوچھا کہ کہاں ہیں؟ جواب دیا وہ سفر پر گئے ہوئے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحیثیت امیر المومنین ہونے کے حکم دیا کہ اس پرنالے کو دوسری طرف لگا دو تا کہ بارش کے وقت مسجد میں آنے جانے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ دوسرے دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو پوچھا کہ میرے مکان کا پرنالہ کس نے تبدیل کیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے۔ فرمایا عمر کون ہوتا ہے مکان میرا ہے عمر کا تو نہیں۔ حضرت عباس قاضی مدینہ حضرت

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے کہ عمر نے میرے مکان میں مداخلت کی ہے۔ قاضی نے دو بندے بھیجے کہ امیر المومنین سے کہو کہ ابھی عدالت میں حاضر ہو جاؤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی وقت حاضر ہوئے۔ قاضی کرسی پر بیٹھے رہے جس عمر رضی اللہ عنہ کا اللہ کے محبوب نبی ﷺ استقبال کرتے تھے مگر اس کے لیے قاضی نہ اٹھا۔ تا کہ عدالت کے قانون پر کوئی حرف نہ آئے۔ قاضی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے پرنالے کی پوری بات بتادی۔ قاضی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟ فرمایا لوگوں کی تکلیف کی وجہ سے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قاضیِ مدینہ جب میں یہ مکان بنا رہا تھا تو آقا ﷺ نے فرمایا چچا عباس! مکان کا پرنالہ کس طرف رکھو گے میں نے بتایا تو فرمایا نہیں اس طرف رکھو (اس وقت اس جانب راستہ نہ تھا) میں نے کہا کہ میں بیٹھتا ہوں آپ ﷺ میرے کندھے پر چڑھ کر پرنالہ نصب فرمائیں۔ آپ ﷺ نے قدم مبارک کندھے پر رکھے نبوت کا بوجھ اتنا تھا میں برداشت نہ کر سکا دونوں ہاتھ زمین پر رکھ لئے آپ ﷺ پیچھے ہٹے فرمایا ہر آدمی کے بس میں نہیں کہ محمد ﷺ کی نبوت کا بوجھ برداشت کر سکے پھر فرمایا چچا میرے کندھے پر چڑھ کر نصب کرو میں نے پرنالہ لگایا آپ ﷺ نے فرمایا یہ میرے حکم سے لگا ہے اسے یہاں رہنے دینا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے قاضی سے کہا جو پرنالہ نبی لگوائے عمر کون ہوتا ہے اکھڑوانے والا؟ قاضی نے اس بات پر گواہ مانگے تو مدینہ کے دو آدمیوں نے کہا ہماری آنکھوں کے سامنے حضور ﷺ نے یہ پرنالہ لگوایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سر جھکایا آنکھوں سے آنسو تھے۔ قاضی نے کہا کہ عمر اپنی سزا خود تجویز کرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمام مدینہ میں منادی کراؤ کل سب لوگ جمع ہو جائیں پھر میں نیچے کھڑا ہوں گا اور حضرت عباس کو اپنے کندھوں پر چڑھا کر پرنالہ لگواتا ہوں۔ قاضی نے کہا کہ اس پر عمل کرو اور عدالت کے وقت میں مجھے اطلاع ملنی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کندھوں پر اٹھایا۔ چہرے پر پسینہ اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے جب پرنالہ لگ گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نیچے اترنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سینہ سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا اے عمر! میں تجھ سے بدلہ نہیں لینا چاہتا تھا بلکہ تیرا انصاف لوگوں کو دکھانا مقصود تھا اب میرا فیصلہ یہ ہے کہ یہ مکان میں وقف کرتا ہوں اسکو مسجد میں شامل کر دیا جائے۔

سنہری فیصلے دیکھے فلک نے اُس زمانے میں
کہ قاضی حوصلہ رکھتا تھا سب کو حق سنانے میں

کفر کو موت آتی ہے وہ جس کا نام لینے میں
سبھی محتاج ہیں احسن عمر کے سانس لینے میں

پرنالے کی نشاندہی

اس مبارک پرنالہ کی جگہ والا جو مقام ہے وہ اب تک محفوظ ہے باب السلام سے اندر داخل ہوں تو دیوار پر آیتیں لکھی ہوئی ہیں ان میں سے ایک آیت یہ ہے۔ وَاتَّقُوْنِ یَا اُولِی الْاَلْبَابِ واتقون کی جو نون ہے اس نون والی جگہ پر دیوار میں اس پرنالے کی نشاندہی آج بھی موجود ہے اور دیکھی جاسکتی ہے۔

جائے شہادت

اس سے ذرا آگے چلیں تو موجودہ امامت والی جگہ کے محراب پر دائیں جانب اوپر مصلیٰ کا نشان ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نماز کی حالت میں حملہ ہوا تھا اس جگہ کا دیوار سے جتنا فاصلہ تھا اتنا ہی فاصلہ رکھ کر دیوار پر مصلیٰ بنا دیا تو جتنا دیوار پر اونچا ہے اتنا دیوار سے پیچھے شمال کی جانب وہ جگہ تھی جہاں نماز پڑھا رہے تھے۔

خوشبوؤں والا گھر

مشک عنبر کیا کروں اے دوست خوشبو کے لیے
مجھ کو رخسارِ محمد ﷺ کا پسینہ چاہیے

○○○

بلبل کو محبت کبھی ہوتی نہ چمن سے
پھولوں میں نہ بس جاتی اگر خوشبوئے محمد ﷺ

اُمِ سُلَیم کیا کر رہی ہو

اس لئے بھیجتا رہتا ہوں میں آقا ﷺ پر درود ❁ لطف آتا ہے مجھے شہد کے پینے جیسا
جو چمک ان میں تھی کہاں چاند میں ہے عطر لائے کوئی ان کے پسینے جیسا

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے وہاں آپ ﷺ آرام فرمانے کے لیے لیٹ گئے جب آپ ﷺ سو گئے تو جسم مبارک پر پسینہ مبارک شروع ہو گیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک شیشی میں پسینہ مبارک جمع کرنا شروع کیا۔ آپ ﷺ کی آنکھ مبارک کھل گئی۔ آپ ﷺ نے ام سلیم کو دیکھ کر فرمایا ام سلیم کیا کر رہی ہو؟ عرض کیا یہ آپ ﷺ کا پسینہ مبارک ہے ہم اسے عطر میں ملائیں گے کیونکہ یہ سب عطروں اور خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔

نہ کرتی کیسے خوشبو سے وضو گلیاں مدینہ کی ❁ نبی ﷺ گلدستۂ خوشبو، شہر گلدان جیسا تھا

بابُ الرحمت

منبرِ رسول ﷺ کے مغربی کنارے پر باب السلام کے قریب باب الرحمت ہے اس کے حسین و جمیل نقوش محبوب خدا ﷺ کی دعا کا مجسم اثر نظر آتے ہیں روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) اس دروازے سے داخل ہوا اور دور ہی سے رحمۃ للعالمین سے مؤدبانہ درخواست کی کہ حضور (ﷺ) بارش کے لئے دعاء فرمائیں کھیتیاں سوکھ گئی ہیں زمین پیاسی ہے، قحط کے آثار ہیں خوراک نایاب ہوگئی ہے اعرابی نے اس رِقّت اور سوز سے بارگاہِ رسالت ﷺ میں۔ التجاء کی کہ اسی وقت رحمت کائنات ﷺ نے بارگاہ ایزدی میں دعاء کے لیے دست مبارک اٹھا دیئے۔ دست مبارک کیا اٹھائے سحابِ کرم پھیلا دیا زبان معجز سے دعاء کے الفاظ ادا ہوتے ہی افق کی گود سے حضور ﷺ کی دعاء کا جواب نمودار ہوا گویا بادلوں نے حضور کی دعاء پر لبیک کہا سرکار دو عالم ﷺ کے اشارے پر قربان ہونے اور جان نثاروں کی طرح قدم بوسی کے لیے اٹھے۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ اس زور سے بارش برسی کہ زمین کی سوکھی گود ہری ہوگئی مردہ زمین میں زندگی کے آثار پیدا ہونے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر شے اس کرم خاص پر الحمد للہ پکار رہی ہے۔ رحمتِ دو جہاں ﷺ کے چشمہء کرم نے سوختہ جانوں کو سیراب کر دیا۔ حضور ﷺ سے لوگوں کی پریشانی کب دیکھی جاسکتی تھی وہ تو کائنات کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے تھے۔ سرورِ کائنات ﷺ نے ہر ذی روح کی پریشانی میں اس کی دلداری فرمائی وہی اعرابی دوسرے جمعہ پر حاضر ہوا ادب سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمایئے کہ بارش رک جائے آپ ﷺ نے پھر اسی محبت سے دعاء فرمائی، بارش رک گئی اسی وجہ سے اس دروازے کو بابِ رحمت کہا جاتا ہے۔

عابدین وزاہدین کا تحفہ درود وسلام

میں اس جماعت کو جی بھر کر دیکھ بھی نہ سکا تھا کہ میری نظر ایک دوسرے گروہ پر پڑی جو باب الرحمۃ سے ہو کر اندر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ صلاح وتقویٰ اور زہد کے آثار ان کے چہروں سے صاف ظاہر تھے۔ مجھے بتایا گیا کہ اس جماعت میں حسن بصری، عمر بن عبدالعزیز، سفیان ثوری، فضیل بن عیاض، داؤد السطائی، ابن السماک، شیخ عبدالقادر جیلانی، نظام الدین اولیاء اور عبد الوہاب المتقی جیسے حضرات بھی رونق بخش ہیں جنہوں نے اپنے قابل رشک پیشروؤں کی یاد تازہ کردی، نماز کے بعد یہ لوگ بھی قبر مبارک کے سامنے کھڑے ہوئے اور اپنے نبی وپیشوا اور سب سے بڑے معلم اور رہنما کو درود وسلام کا تحفہ پیش کرنے لگے، گویا وہ کہہ رہے تھے:

تاجدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام ❁ شہر یارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
سید الاولیں سید الاخریں نامدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام

والد محترم کی قبر

آپ کے والد مکرم حضرت عبداللہ سلام اللہ علیہ قریش کے ایک قافلے کے ساتھ شام کی طرف سفر تجارت کے لئے نکلے واپسی پر مدینہ منورہ میں طبیعت اچانک خراب ہوگئی وہیں انتقال فرمایا اور مدینہ طیبہ میں ہی دفن ہوئے۔ انکی قبر دار النابغہ میں تھی یہ گھر بنو نجار کے النابغہ نامی آدمی کا تھا آپ ﷺ اس گھر میں تشریف لائے نماز بھی پڑھی اس لیے اس جگہ مسجد دار النابغہ بھی تھی اس کا محل وقوع باب السلام کے سامنے سوق الطوال میں تھا یہ جگہ مسجد کی توسیع میں شامل ہو چکی ہے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے ہر سال حاضری دیتی تھیں اس جگہ کے بارے میں مدینہ میں ۲۵ سال سے مقیم بزرگ نے بتایا کہ باب العمرۃ سے داخل ہوتے ہوئے بائیں جانب ستون نمبر ۳ کے سامنے مسجد کے اندر کی جانب جو ستون ہے اس جگہ قبر مبارک تھی اس حصہ میں مسجد کی توسیع کا کام شروع ہوا تو اس جگہ سے خوشبو آنے لگی جس سے پوری مسجد مہک رہی تھی اُن کو ۱۰ کررات بھر روضہ مبارک کے سامنے رکھا صبح کو جنت البقیع میں دفن کیا۔ (واللہ اعلم)

اُن کو گئے تو ایک زمانہ ہوا مگر ❁ خوشبو ہے آج بھی میرے قرب وجوار میں

فانوس میں عمر مبارک کی روشنی

باب الرحمت سے ریاض الجنۃ والے حصے کی طرف داخل ہوتے ہیں تو دروازے سے اند

لئے کانوں کو آپ کے کلمات طیبات کی سماعت کی خاطر اور جسم و جان کو آپکی محبت و معیت کے لئے وقف کر رکھا تھا یہ اسلام کے معزز مہمان تھے اور یہی جگہ ان کی تعلیم و تربیت کا مرکز تھا۔ دور دراز سے گھر بار چھوڑ کر دین سیکھنے والوں کے شب و روز اسی جگہ گزرتے تھے اس چبوترہ کو محمدی یونیورسٹی کہا جائے تو بجا ہے جہاں سے علم و عرفان پوری دنیا میں پھیلا آپ بھی اس جگہ کسی سے قرآن مجید کی کوئی سورۃ پڑھیں تا کہ اصحابِ صفہ کی فہرست میں آپ کا بھی نام آجائے تو اس فہرست میں جہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا نام ہے اس کے کسی کونے میں آپ کا نام بھی آجائے گا کتنی بڑی نسبت اور سعادت ہے۔

یہ اصحابِ صُفہ خدا کے سپاہی ❁ یہ عشقِ نبی ﷺ کی انوکھی گواہی
محمد ﷺ کے ایک ایک اشارے کے رسیا ❁ دھنی معرفت کے شریعت کے راہی
ہے انکی تمام آرزوں کا محور ❁ رضائے محمد ﷺ رہنائے الٰہی
محاذوں کے غازی مصلّوں کی رونق ❁ فقیروں کی تحویل میں بادشاہی

فقیروں کا لباس

غربت کا یہ عالم تھا کہ اصحابِ صفہ کہتے ہیں کہ ہم بسا اوقات پھٹے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے ہوتے تھے اس وجہ سے ایک دوسرے کے پیچھے چھپ کر بیٹھتے تھے کہ کہیں ہمارے پھٹے کپڑوں پر محبوب ﷺ کی نظر نہ پڑے۔ سارا دن ہم آپ ﷺ سے دین سیکھتے اور یاد کرتے تھے۔

باب النساء (عورتوں کے لئے دروازہ)

باب جبریل علیہ السلام سے ملحق باب النساء ہے اس دروازے سے خواتین مسجد میں داخل ہوتی ہیں یہ دروازہ عورتوں کے لئے مخصوص تھا۔ صنفِ نازک کو سرکار دو عالم ﷺ نے حیا اور شرافت کے زیور سے آراستہ کیا پاکیزگی و عفت حفاظتِ نگاہ کا درس دیا اس کے مقام کو معاشرے میں بلند کیا اخلاق و کردار کی اعلیٰ قدروں سے روشناس کیا عورت کو گھر کی زینت، بچوں کی مُربّیہ، خاوند کی اطاعت گزار اور پیکرِ شرافت بنا دیا۔ یہی عورت اسلام سے پہلے حضور ﷺ کی بعثت سے قبل بازار کی جنس سمجھی جاتی تھی۔ ضروریات زندگی کی طرح سرِ بازار فروخت ہوتی تھی اسکو معلّمِ اخلاق ﷺ نے حیا اور عصمت کا پیکر بنا دیا اس کے لئے پردے کو لازمی قرار دیا تا کہ

گستاخ نگاہیں اس کے وجود پر نہ پڑ سکیں اسے آواز بلند کرنے سے روکا تا کہ اس کی آواز غیر محرم کے کانوں تک نہ پہنچے۔ سرور دو عالم ﷺ تو کائنات کے محسن ہیں وہ عورت کیلئے سراپا کرم اور رحمت ہیں۔ باب النساء کی تخصیص کا مقصد بھی یہی تھا کہ عورتیں مردوں کے ساتھ دوسرے دروازوں سے حرم نبوی ﷺ میں داخل نہ ہوں۔

لمحہ فکریہ

ساری زندگی جس عورت نے بے پردگی کی آج مرنے کے بعد بھی محبوب ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ کفن دیتے وقت اس کے سر پر دوپٹہ رکھ کر اسکو آخرت کے سفر پر روانہ کرو۔ رب اسکو حیا والی چادر میں دیکھنا چاہتا ہے۔ اللہ اکبر!

ذرا دیکھئے باہر کوئی مسافر تو نہیں

روضہ اطہر کے قریب ایک دروازہ باب جبریل ہے، آپ ﷺ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں قیام فرماتے تھے، افطار کا وقت ہوتا دستر خوان بچھتا، گھر میں موجود چند کھجوریں اور دودھ کا ایک آدھا پیالہ اس دستر خوان پر رکھ دیا جاتا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ فرماتے عائشہ باہر دیکھو، باب جبریل کے پاس کوئی مسافر تو نہیں آپ رضی اللہ عنہا اُٹھ کر دیکھتیں، واپس آ کر عرض کرتیں یا رسول اللہ! ﷺ وہاں ایک مسافر بیٹھا ہوا ہے۔ آپ ﷺ کھجوریں اور دودھ کا وہ پیالہ باہر بھجوا دیتے، میں جونہی باب جبریل کے قریب پہنچا، میرے پیروں کے ناخنوں سے رانوں تک کی ہڈیوں تک ہر چیز پتھر کی ہوگئی، میں وہیں بیٹھ گیا، باب جبریل کے اندر ذرا سا ہٹ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں میرے حضور ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔ میں نے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچا، آج تُو مہمان ہے، ابھی چند لمحوں بعد اذان ہوگی۔ ہو سکتا ہے آج بھی میرے حضور ﷺ پوچھ لیں۔ ذرا دیکھئے باہر کوئی مسافر تو نہیں اور خدام عرض کریں گے یا رسول اللہ! ﷺ باہر ایک مسافر ہے، شکل سے مسکین نظر آتا ہے نادم ہے، شرمسار ہے، تھکا ہارا ہے، بات کرنے کا حوصلہ نہیں، بظاہر بے چارہ اور بے سہارا ہے لیکن بات کرنے کی جرأت نہیں۔ رب سے عرض کر دیجئے یا اللہ! لوگ یہاں کشکول لے کر آتے ہیں یہ خود کشکول بن کر آ گیا، اس پر رحم فرمائیں یا اللہ! بیچارہ سوالی ہے، بے چارہ بھکاری ہے۔ اور پھر میرا پورا وجود آنکھیں بن گیا اور سارے اعضاء آنسو۔

باب جبریل

باب جبریل کے پہلو میں ذرا دھیرے سے ✠ اپنی پلکوں سے درِ یار پہ دستک دینا
فخرؔ کہتے ہوئے جبریل کو یوں پایا ✠ اونچی آواز ہوئی عمر کا سرمایہ گیا

صُفّہ کے ساتھ باب جبریل ہے باب جبریل اماں فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے بالمقابل ہے۔ باب جبریل علیہ السلام کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک روز سرورِ کائنات محبوب دوعالم ﷺ اس دروازے پر کسی شخص سے بہت دیر محو گفتگو رہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو اس شخص سے بہت دیر باتیں کرتے دیکھا حالانکہ آپ طویل گفتگو نہ فرماتے تھے اس لئے انہیں تعجب ہوا کیونکہ سرکار دوعالم ﷺ مختصر مگر جامع گفتگو فرماتے تھے جس سے مخاطب پر مطلب واضح ہو جاتا تھا اسی لئے حضور سرور دوعالم ﷺ کو جوامع الکلم کہا جاتا ہے۔ جب رسالت مآب ﷺ سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں جلوہ افروز ہوئے تو نہایت ادب سے بیٹی نے دریافت کیا کہ آج خلافِ معمول کس سے اتنی دیر محو کلام رہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ جبریل تھے میں اس سے باتیں کر رہا تھا وہ تمہیں سلام کہہ گئے ہیں۔ یہ اہل بیت، آل اطہار رضی اللہ عنھن کی شان تھی کہ جبریل امین جیسا مقرب فرشتہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہہ رہا ہے۔ باب جبریل کی یہی وجہ تسمیہ ہے اس دروازہ کا قدیم نام باب النبی ﷺ تھا۔ جس سے آپ ﷺ تشریف لایا کرتے تھے۔ جبریل علیہ السلام جب حضور ﷺ پر وحی لاتے ہوں گے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اشتیاق کا کیا عالم ہوتا ہوگا وہ کلام الٰہی سننے کے لئے کس قدر بے تاب ہوتے ہوں گے حضور ﷺ کی مبارک زبان سے قرآن سننے کے لئے ان کی روحیں کس طرح ترستی ہوں گی۔ محبوب ﷺ کے لبوں سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ سینوں میں محفوظ ہو گیا یہی وہ ذات اقدس ہے کہ جس کی ہر ہر ادا کو عاشقانِ رسول ﷺ نے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محفوظ کر لیا یہی وہ سنت مطہرہ اور یہی اسوہ حسنہ ہے۔ بات وحی کی ہو رہی تھی جبریل علیہ السلام کا تلاوت کرنا سرور کائنات ﷺ کا پڑھنا کائنات کا ذرہ ذرہ ہمہ تن گوش ہو جاتا ہوگا اس حُسنِ قرأت کے سننے کے لئے آسمان جھک جاتا ہوگا۔

نگاہِ شوق میں ہیں آنسوؤں کے نذرانے ✠ ہیں پیش سید کونین ﷺ زائرانِ حرم

حرم کو عظمتِ توقیر جس نے بخشی ہے ✤ وہ شانِ رحمت باری ہے پاسبانِ حرم

باب جبریل کو باب عثمان بھی کہتے ہیں اس لئے کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رہائش گاہ کے سامنے تھا۔ اس دروازے کو باب جبریل اس لئے بھی کہتے ہیں کہ جنگِ خندق کے وقت حضرت جبریل گھوڑے پر سوار اس دروازے پر کھڑے ہو گئے اور نبی کریم ﷺ کو بنو قریظہ پر حملہ کرنے کا پیغام دیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ جنگِ خندق سے فارغ ہو کر آئے اور ہتھیار اتار کر غسل کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ آپ نے تو ہتھیار اتار کر رکھ دیئے۔ بخدا ہم (فرشتے) تو اسی طرح ہتھیار بند ہیں ابھی ادھر چلئے فرمایا کدھر؟ تو انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس دروازے کی درزوں سے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھ رہی تھی جن کا سر غبار آلود تھا۔ نبی کریم ﷺ بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں سے کوئی شخص گزرا ہے تو لوگوں نے بتایا ابھی سفید و سیاہ رنگ کے خچر پر سوار دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ گزرے ہیں جس کے نیچے ریشمی چادر تھی۔ فرمایا ایسے نہیں وہ تو جبریل تھا جسے بنو قریظہ کی طرف بھیجا گیا ہے تا کہ ان کے قلعوں کو ہلا ڈالے اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دے۔ حضرت جبریل علیہ السلام جب بھی انسانی شکل میں آتے تو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آتے تھے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضرت جبریل علیہ السلام یہ تاریخی پیغام دینے اس مشرقی دروازے پر آئے تھے اس لئے اسے باب جبریل کہا جاتا ہے۔ جب حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کو بنو قریظہ پر حملہ آور ہونے کو کہنے آئے تو حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مشرقی جانب کھڑے ہوئے جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کی توسیع کی تو حجرہ کے بالمقابل اس جگہ دروازہ رکھا بعد میں دیوار کی تجدید کرتے ہوئے اسے بند کر دیا گیا آج کل اس جگہ دروازے سے اوپر ایک چھوٹی کھڑکی ہے جو مسجد کے باہر کھلتی ہے۔ یہ باب جبریل سے دوسری جالی دار کھڑکی ہے۔ کھڑکی کے اوپر پتھر پر یہ آیت لکھی ہوئی ہے:

إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ [سورۃ احزاب: آیت نمبر ۵۶]

اس کے اوپر گول پتھر ہے یہ اس مقام کی نشاندہی ہے جہاں حضرت جبریل کھڑے

تھے۔ یہ جگہ حجرہ شریفہ کے پاس ہی تھی جس کا اشارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان سے ملتا ہے کہ وہ جبریل کو دروازہ کی درزوں سے دیکھ رہی تھیں۔

یہ دروازہ کہاں کھلتا ہے

وہ ایک چھوٹا سا دروازہ تھا دیوار کے ساتھ ساتھ زائرین کی قطار لگی ہوئی تھی۔ اندھیرے میں وہ اچھی طرح نظر نہیں آرہے تھے۔ ہم دیوار کے ساتھ قطار میں کھڑے ہو گئے۔ یہ دوازہ کہاں کھلتا ہے؟ میں نے پوچھا۔ روضہ مبارک کی طرف یہاں نوافل پڑھنا افضل العبادت ہے کئی ایک منٹ ہم وہاں دیوار سے لگے کھڑے رہے آنکھیں اندھیرے سے مانوس ہوئیں تو میں نے دیکھا کہ قطار میں کھڑے زیادہ تر لوگ عمر رسیدہ ناتواں اور نحیف تھے۔ ان کی گردنیں ہل رہی تھیں۔ ہاتھوں میں تسبیحیں چل رہی تھیں۔ ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں۔ انداز میں انتہا کی خاکساری تھی۔ دروازہ کھل گیا۔ ہم سب باری باری اندر داخل ہو گئے یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا..... پتہ نہیں اندر داخل ہوتے ہی ان نحیف ونزار بوڑھوں کو کیا ہوا۔ ان کی گردنوں نے ہلنا بند کر دیا۔ ٹانگوں نے لڑکھڑانا چھوڑ دیا۔ پتہ نہیں ان میں اتنی طاقت کہاں سے آگئی؟ ان دس پندرہ نحیف ونزار بوڑھوں پر ایسی کیفیت طاری ہو گئی جیسے وہ سب کے سب جن بن گئے ہوں۔

بابِ جبریل کے باہر چٹائی پر رات

ایک آدمی نے اپنا واقعہ سنایا کہ جب میں مدینہ منورہ گیا تو وہاں پر کچھ خوش نصیب انسان ایسے بھی تھے جو اٹھارہ انیس برس سے روضہ رسول اور مسجد نبوی کی صفائی کے انتظامات کے ساتھ وابستہ تھے۔ حج کے زمانے میں جب زائرین کا رش بڑھ جاتا تو یہ صاحب رضا کارانہ طور پر بابِ جبریل کے باہر جوتے سنبھالنے کے کام میں بھی ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ میں ان سے ملا، انہوں نے میرا پاسپورٹ دیکھا اور ہنس کر بولے،، تم تو پڑھے لکھے آدمی ہو،،۔ جب حال احوال کئے تو ان کو پتہ چلا کہ میرے پاس رہنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، تو مغرب کے بعد وہ مجھے اپنے گھر لے گئے جو مسجد نبوی کے بالکل قریب واقع تھا۔ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔ اپنے کپڑوں کا ایک صاف جوڑا مجھے عنایت فرمایا، پھر بازار سے چپل لا کر دیئے، میری آنکھ میں تکلیف تھی تو انہوں نے میری آنکھوں میں دوائی ڈالی اور کہا کہ آپ رات ہمارے ہاں گزاریں۔ میں نے التماس کی کہ اگر آپ مجھے باب جبریل کے باہر چٹائی پر رات گذارنے کی اجازت دے

دیں تو آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہوگا۔اس پر وہ کچھ سوچ میں پڑ گئے اور کہا اس کی اجازت نہیں ہے کیونکہ آپ کو تکلیف ہے، میں نے دوبارہ اصرار کیا تو کہا چلو نماز عشاء کے بعد دیکھیں گے۔ عشاء کے بعد جب مسجد نبوی کے دروازے بند ہو گئے تو وہ اندر ہی رہے۔کافی دیر کے بعد وہ اپنے سرکاری فرائض سے فارغ ہو کر باہر آئے اور مجھے ایک کاغذ دیا جس پر عربی میں کچھ لکھا ہوا تھا اور نیچے مہر لگی ہوئی تھی۔فرمایا کہ اب تم چٹائی پر رات گزار سکتے ہو۔اگر کوئی ٹوکے تو یہ کاغذ دکھا دینا۔تہجد کی اذان ہونے تک کئی سپاہیوں نے آ کر مجھے ٹوکا، لیکن کاغذ دیکھ کر وہ خاموش ہو جاتے تھے۔ایک روز تو جوتے رکھنے والے صاحب نے اپنی کرم فرمائی کی انتہا کر دی۔عشاء کے بعد جب مسجد نبوی کے دروازے بند ہونے لگے تو انہوں نے مجھے تہجد کی اذان تک اپنے ساتھ اندر رہنے دیا اور تھوڑی دیر کے لئے جالی مبارک کے اندر اس عرش بریں جیسی مقدس زمین پر مجھے اپنی پلکوں سے جاروب کشی کی اجازت عطا فرمائی۔اگلے روز انہوں نے مجھے مدینہ منورہ سے رخصت ہونے کا کہا تو میں نے بہت عذر کیا کہ یہاں سے جانے کو جی نہیں چاہتا۔لیکن وہ نہ مانے، اور کہنے لگے کہ، پانی کا برتن اگر بہت دیر تک آگ کے اوپر پڑا رہے تو پانی ابل ابل کر ختم ہو جاتا ہے اور برتن خالی رہ جاتا ہے۔اسی طرح لوگوں کا شوق وقتی ابال ہوتا ہے، کچھ لوگ یہاں رہ کر بعد میں پریشان ہوتے ہیں کہ،، ان کا جسم تو مدینہ میں ہوتا ہے مگر دل اپنے وطن کی طرف لگا رہتا ہے۔اس سے بہتر ہے کہ انسان رہے تو اپنے وطن میں مگر اس کا دل مدینہ میں رہے۔ پھر میں نے روتے ہوئے ان سے عرض کیا کہ

ان کے در پر میں کھڑا ہوں، تو کھڑا رہنے دو
ان کے قدموں میں یونہی مجھ کو پڑا رہنے دو
مسئلہ عشق کا عاشق ہی سمجھ پاتا ہے
دل میرا ان کی جدائی میں تڑپ جاتا ہے
یہ میرا غم ہے اکیلے ہی مجھے سہنے دو

وحی کا راستہ

محبوبِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے بعد جب باب البقیع کی طرف آئیں تو دروازے سے متصل اندر دائیں جانب دیوار پر کھڑکی ہے یہ وہ مبارک جگہ ہے

جہاں سے جبریل امین وحی لے کر آتے تھے اور اسی جگہ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکان تھا اس مبارک کھڑکی کی بھی زیارت کر کے آنکھوں کو ٹھنڈا کریں۔

یہاں چھتریاں کیوں

مسجد نبوی ﷺ میں روضہ مبارک کے پیچھے باب فہد کی جانب دو جگہ چھت کے بجائے چھتریاں لگی ہوئی ہیں وہاں ایک نیک آدمی نے بتایا کہ اس جگہ تین مرتبہ چھت ڈالی گئی تھی جب مکمل ہوتی تو صبح کو اذان کے لئے مؤذن مسجد کے دروازے کھولتا تو چھت گری پڑی ہوتی تھی (پہلے مسجد رات کو بالکل بند ہوتی تھی) آخر روضہ مبارک سے آواز آئی کہ اس جگہ کو بند نہ کریں روزانہ ستر ہزار فرشتے صبح شام میری قبر پر درود پڑھنے کے لیے اسی جگہ سے آتے ہیں اور آج تک وہ جگہ اسی طرح کھلی ہوئی ہے اور یہ ستر ہزار فرشتے جو حاضری دینے کے لئے صبح و شام آتے ہیں قیامت تک دوبارہ ان کو حاضری کا شرف نصیب نہ ہوگا۔ یہ صرف انسانوں کو شرف حاصل ہے کہ اگر سرکار دو عالم ﷺ کا کرم ہو تو بار بار حاضری نصیب ہوتی ہے۔

اس بارگہِ قدس کی کیا بات ہے حافظؔ
دیتے ہیں فرشتے بھی جہاں آکے سلامی

داخلہ رجسٹر

چھتریوں والیت جگہ سے قبلہ رخ کھڑے ہو کر دیکھیں تو بائیں جانب مسجد کے اندر لائبریری ہے یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب ہے۔ یہ لائبریری ۹۔۱۰ بجے کھلتی ہے وہاں مختلف زیارات ہیں۔ وہاں ایک رجسٹر رکھا ہوتا تھا جس میں ہر زیارت کرنے والا اپنا نام مع پتہ لکھتا ہے۔ فقیر نے بھی اپنا اور اپنی والدہ کا نام بمع پتہ لکھا تھا اس بات کو یوں سمجھیں کہ یہ نام لکھنا درحقیقت درخواست دینا ہے کہ پھر بھی حاضری کے لئے بلوائیں۔ جیسے کوئی نوکری کے لیے درخواست دیتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ نام و پتہ لکھوا دیں ہم آپ کو بلوالیں گے تو آپ بھی اپنا نام و پتہ لکھ آئیں بلاوا آئے گا انشاء اللہ۔ نوٹ۔ یہ حروف لکھتے وقت تک والدہ کی ساتویں حاضری کے لئے اور بندہ پانچویں حاضری کے لئے تیار ہو رہا ہے یہ اسی رجسٹر میں نام لکھنے کی برکت ہے۔

بیرِ رومہ

پلایا آب شیریں مصطفی ﷺ کے شہر والوں کو
خریدار بہشت و رحمت و رضوان عثمان ہیں

یہ کنواں اپنے دامن میں بے شمار تاریخی حقائق سمیٹے ہوئے صدیوں سے اپنی عظمت کا جھنڈا لہراتا رہا اس کا محل وقوع مدینہ منورہ سے شمال مغرب کی جانب مسجد قبلتین سے شمال میں وادی عقیق میں ہے۔ اسکے چاروں طرف باغات اور زراعت کی دلرُبا شادابی پائی جاتی ہے۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ جب شاہِ تبع مدینہ منورہ میں آیا تو اس نے وادی عقیق میں قیام فرمایا جہاں یہ کنواں بنوایا تھا اسلام سے قبل اسے بیر مَلِک (بادشاہ کا کنواں) کہا جاتا تھا بعد ازاں بیر رومہ کے نام سے شہرت حاصل کی لیکن سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے خریدنے کے بعد اسے بیر عثمان کہا جانے لگا۔ رسول پاک ﷺ کی مدنی زندگی کے ابتدائی دور میں جب پانی کی قلت شدید ہوگئی اور مسلمان پانی کے محتاج ہونے لگے تو اس وقت بیر رومہ کا کنواں ایک یہودی کے پاس تھا وہ مسلمانوں کو اس کا پانی نہایت مہنگے داموں میں فروخت کرتا تھا۔ مسلمان اس وقت نہایت تنگی کی زندگی گزار رہے تھے اور ان کیلئے بیر رومہ کا پانی خریدنا نہایت مشکل تھا۔ رسول اللہ ﷺ جانتے تھے کہ مسلمانوں کی خوشحالی اور سیرابی کے لئے یہ کنواں کس قدر اہمیت کا حامل ہے اس لئے حضور ﷺ نے اس کنویں کو خریدنے کی خواہش کا اظہار فرمایا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی سخاوت کا مظاہرہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک یہ تھا کہ جس نے اس کنویں کو خریدا اسے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک نہر عطا فرمائیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے ہر حکم پر سرِ تسلیم خم کر دیا کرتے تھے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اور شدید گرمی کیوجہ سے جب اس میں پانی کی کمی ہوگئی۔ تو ایک بار پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بیر رومہ کھدوایا اس کے لئے جنت کی بشارت ہے۔ ایک بار پھر یہ عظیم سعادت بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اس کنویں کو کھدوایا اور جنت کی عظیم سعادت کے مستحق ٹھہرے۔ انہوں نے یہودی سے منہ مانگی رقم تقریباً ۳۵ ہزار درہم میں وہ کنواں خریدا اور مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

جو ذی النورین ہو کر بھی نہ اترایا وہ عثمانؓ ہے
لٹا کر دین پہ دولت نہ گھبرایا وہ عثمانؓ ہے

خرچ کرنے کے ہر موقع جو کام آیا وہ عثمانؓ ہے
سخا کا دل میں احسنؔ کے جو نام آیا وہ عثمانؓ ہے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بینک اکاؤنٹ

بیر رومہ کے آس پاس کھجور کے کچھ درخت اُگ آئے پھر خلافت عثمانیہ (ترکوں کے دور میں) ان درختوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہوا جب سعودی حکومت قائم ہوئی تو ان درختوں کی خاطر خواہ نگہداشت ہوئی اس وقت ان درختوں کی تعداد ۱۵۵۰ تھی۔ سعودی حکومت ان درختوں کی کھجوریں فروخت کر کے اس آمدنی کا پچاس فیصد حصہ غریبوں یتیموں اور بیواؤں پر خرچ کرتی ہے اور باقی پچاس فیصد حصہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بینک اکاؤنٹ میں جمع کروادیتی ہے اس رقم میں اتنا اضافہ ہوا کہ اب وزارت نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نام پر مسجد نبوی ﷺ کے قریب مہنگی ترین زمین خرید کر اس پر فائیو سٹار ہوٹل تعمیر کروا رہی ہے جس سے سالانہ پچاس ملین ریال آمدنی متوقع ہے جس میں سے آدھی رقم غریبوں یتیموں پر خرچ کی جائے گی اور آدھی رقم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بینک اکاؤنٹ میں جمع ہوگی جو وقتاً فوقتاً رفاہی کاموں میں بضرورت خرچ کی جائے گی۔ عجیب بات ہے کہ زمین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہی کے نام سے بلدیہ میں رجسٹرڈ ہے (سبحان اللہ) یہ وہ تجارت ہے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ چودہ سو سال پہلے سے کی ہوئی ہے۔ سوچیئے! کتنی نیکیاں انکے نامہ اعمال میں جمع ہونگی حیرانگی کی بات تو یہ ہے کہ آج بھی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نام سے بینک اکاؤنٹ موجود ہے یہ کنواں مدینہ منورہ میں سلطانہ روڈ پر واقع ہے۔

فقیروں کو غنی فرما دیا ایسے غنی ہیں وہ
غریبوں تنگدستوں کا سروساماں عثمانؓ ہیں

انگوٹھی والا کنواں

بیر اریس مدینہ منورہ کا مشہور کنواں ہے اور باغ کی چار دیواری میں واقع تھا یہ مسجد قبا سے مغربی جانب پچاس قدم کے فاصلے پر تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈالا تھا جسکی برکت سے اس کا کھارا پانی میٹھا ہوگیا ایک بار نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور پنڈلی مبارک سے کپڑا ہٹا کر اس کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بطور دربان

دروازے پر موجود تھے کہ دروازے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی آپ ﷺ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ انہیں اندر آنے دو اور جنت کی خوشخبری سنادو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہنچے اندر آنے کی اجازت مانگی تو فرمایا اندر آنے دو اور جنت کی خوشخبری سنادو پھر تھوڑی دیر کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو فرمایا ان کو اندر آنے دو اور جنت کی خوشخبری سنادو اور بتادو کہ ان پر ایک بڑی آزمائش آئے گی۔ بشارت پر اللہ کا شکر ادا کیا آزمائش کے بارے میں فرمایا میرا اللہ مددگار ہے۔ حضرت عثمان اندر تشریف لائے اور حضور ﷺ کے سامنے کی جانب کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے آپ ﷺ کی اتباع میں آپ کے بعد خلفاء راشدین بھی یہاں تشریف لاتے اور بیٹھے رہتے۔ ایک دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس کنویں کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے انگوٹھی کو ہاتھوں میں گھما رہے تھے کہ اچانک انگوٹھی ہاتھ سے چھوٹ کر اس کنویں میں گر گئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم نے بہت کوشش کی اس کنویں کو تہہ تک چھان مارا مگر انگوٹھی نہ ملی اس وجہ سے اس کنویں کو بیر خاتم بھی کہتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی انتقال کے بعد حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی اور پھر اچانک اس کنویں میں گر گئی اس دن کے بعد مملکت اسلامیہ میں فتور پیدا ہونے لگا۔ مدینہ کے ایک رہائشی نے بتایا کہ ترکی حکومت نے جب کنویں سے انگوٹھی تلاش کرنے کا کام شروع کیا تو وہ بالکل صاف ستھری ملی اس پر زنگ کا نشان بالکل نہ تھا ویسی ہی تھی۔ سبحان اللہ جسکو نبی کے ہاتھ لگیں اسے زنگ کیسے لگ سکتا ہے۔ ایسے ہی صحابہ کرامؓ کو نبوت کا ہاتھ مبارک لگا ہے تو وہ بھی گمراہی اور کفر کے زنگ سے محفوظ رہے۔

کیسے کیسے نقش تھے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی میں یہ کلمہ نقش تھا نِعْمَ الْقَادِرُ اَللّٰہُ (اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہترین قدرت والا ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی میں یہ نقش تھا کَفٰی بِالْمَوْتِ وَ اعِظًا یَا عمر (اے عمر موت ہی سب سے بڑی نصیحت کرنے والی چیز ہے) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر نقش تھا آمَنْتُ بِاللّٰہِ مُخْلِصًا (میں پوری سچائی کے ساتھ اللہ پر ایمان لایا) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر یہ نقش تھا اَلْحُکْمُ لِلّٰہِ (سلطنت اللہ ہی کی ہے) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر نقش تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں) حضرت عمر بن

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی انگوٹھی پر یہ درج تھا رَحِمَ اللّٰہُ اِمْرَأً عَرَفَ قَدْرَ نَفْسِہٖ (اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنے آپ کو پہچان لے) حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پر درج تھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

دیوانوں کی بیقراری

مدینہ باسکینہ کے گلی کوچوں میں یہ فرحت انگیز خبر گونج رہی تھی کہ فخر دو عالم، فخر کون و مکان، سرور زمین وزماں، رحمتِ کائنات ﷺ کا سایہ عاطفت وشفقت اس شہر پہ جلوہ فگن ہونے کو ہے شاہِ دو عالم کی سواری مکہ معظمہ سے سوئے بطحا رواں دواں ہے۔ مدینہ باسکینہ کے بوڑھے وجواں، چھوٹے اور بڑے عورتیں اور بچے، حتیٰ کہ درخت و پتھر بھی ہمہ تن چشمِ انتظار بنے ہوئے تھے معصوم بچے سُرور و انبساط اور فرحت ونشاط میں نغمہ سرا تھے رحمت کائنات کی آمد آمد ہے۔ انتظار کی بے تابی اور لقائے رخِ زیبا کا شوق اہالیان مدینہ باسکینہ کو ہر روز علی الصبح شہر سے دور راستہ پر لا کھڑا کر دیتا ہے۔ مضطرب دل اور بے تاب نگاہیں کوسوں دور تک اپنا گوہرِ مقصود تلاش کرتیں جب سورج میں تمازت اور گرمی میں شدت کا غلبہ ہو جاتا تو حسرت و یاس کے ساتھ واپس لوٹ جاتے یہ ان کا معمول بن گیا تھا ادھر وہ قدسی صفات قافلہ سنگلاخ راستوں کی جان لیوا صعوبتوں سے دوچار ہوتا پہاڑیوں اور وادیوں کے خاردار دامنوں سے گزرتا ہوا مدینہ باسکینہ کی سرزمین پر جلوہ ریز ہوتا ہے اہل مدینہ نے ایسا پرخلوص اور پرتپاک استقبال کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔ بتوں کی پرستش سے منہ موڑ کر باطل کی تیرہ وتار فضاؤں سے نکل کر اسلام کے سایہ رحمت میں پناہ لینے والے ہادی اور محبوب ﷺ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے اُمڈ آئے۔ ان عاشقان رسول ﷺ نے ہجر کی گھڑیاں تڑپ تڑپ کر کاٹیں، ہجر کے دل گداز جاں سوز اور پُرشوق لمحات بالآخر گزر گئے۔ مَطلَع نور نظر نواز ہوا وہ خورشیدِ جہاں تاب مہر رسالتِ نورین، شمع صدق ویقین، جانِ حرم جلوہ نما ہوا فخرِ موجودات مقصودِ کائنات ﷺ کی تشریف آوری پر اہل مدینہ ہی نہیں شجر، حجر، چرند، پرند بلکہ موجودات کی ہر چیز نے خوشیاں منائیں۔ اہالیان مدینہ کی مسرتوں کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ خوشی سے ٹمٹماتے چہروں، شادمانی سے لبریز سینوں اور خوشی سے چھلکتے ہوئے آنسوؤں کی منظر کشی الفاظ میں نہیں ہو سکتی۔ ہر دل مہمانِ ذی شان کے لئے بے تاب و بے قرار اور ہر آنکھ اس تجلی کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے مضطرب تھی۔ ایک دن حسب معمول جب انتظار

بسیار کے بعد گھروں کو جا چکے تھے تو ایک یہودی کی نگاہ اچانک قدسی صفات قافلہ پر پڑی جس کے لئے سب بے تاب اور بے چین تھے وہ ضبطِ سخن نہ کر سکا اور بے ساختہ پکار اٹھا اہلِ عرب تمہیں جس کا انتظار تھا وہ آ گئے۔ حبیب مدنی تاجدار یارِ غار صدیق وفادار کی معیت میں سفید لباس زیب تن کئے مدینہ کے افق پر بدرِ منیر بن کر چمکے ہر سمت اللہ اکبر کی ایمان افروز اور وجد آفرین صدا گونجنے لگی انصار فرطِ سرور میں ہتھیار سجا کر بے تابانہ گھروں سے نکل آئے اور سید کائنات ﷺ کا استقبال کرنے لگے جس دن یہ چاند مدینہ کے افق پر اپنی عالمگیری، درخشانی و تابانی کے ساتھ چمکا مدینہ کی رنگینیوں اور نیرنگیوں میں عظیم انقلاب بپا ہو گیا۔ فضا معطر ہو گئی اور ہاتف نے رشد و ہدایت اور توحید و رسالت کی نشو و نما اور ارتقا کی تاریخ سنہری حروف میں رقم کی۔

مدینہ کی جانب سوار آ رہا ہے ✠ محمد بمثلِ بہار آ رہا ہے
قباء کی زمین رشکِ خلدِ بریں ہے ✠ گلِ لالہ پر اک نکھار آ رہا ہے
کھجوروں کے جھنڈ سے وہ آئی سواری ✠ ضعیفوں کا اب غمگسار آ رہا ہے
ہے جبریل بھی تیز گام اللہ اللہ ✠ بصد شوق اب بار بار آ رہا ہے
مدینہ میں یہ کُو بکُو غلغلہ ہے ✠ میرے گھر میں عالی وقار آ رہا ہے
محمد کی ناقہ پھری جستجو میں ✠ یتیموں کے ہاں تاجدار آ رہا ہے
بوقت نزع لب پہ نام ان کا خاورؔ ✠ بصد عزت و افتخار آ رہا ہے

کوئی نبی کو ملتا کوئی صدیق کو ملتا

سرزمینِ قبا جس روز جمالِ مصطفوی ﷺ سے منور ہوئی تو یارِ غار صدیق غمگسار رضی اللہ عنہ لوگوں سے ملنے اور پرسشِ احوال میں مصروف ہو گئے۔ جبکہ محبوب انس و جان ﷺ سکوت کے عالم میں رونق افروز رہے جس وقت سورج جہاں آرائے روئے محمد ﷺ کے مقابل آیا تو جانثار رفیق غار رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سر اقدس پہ پھیلا دی تا کہ سایہ رہے اس جاں نثارانہ ادا سے یہ فائدہ بھی ہوا کہ انصارِ مدینہ کی اکثریت رُخِ زیبا ﷺ سے شناسا نہیں تھی جس کی وجہ سے محب اور محبوب میں امتیاز کرنا مشکل ہو رہا تھا تو کوئی نبی ﷺ کو ملتا اور کوئی صدیق کو ملتا۔ صدیق کی اس ادا نے چہرہ پُر ضیا کو نکھار دیا اس طرح آنے والے متوالے پروانہ وار شمع رسالت پر گرنے لگے۔

چادر کا سایہ

جس جگہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چادر تان کر آقا ﷺ پر سایہ کیا تھا وہ جگہ مقام تظلیل (سائے والی جگہ) کے نام سے مشہور تھی اس کا محل وقوع مسجد قبا کے مرکزی دروازے سے آگے ایک چھوٹے سے باغ کے اندر تھا ماضی قریب تک بطور یادگار وہ جگہ باقی تھی۔

مسجد قُبا (اسلام کی پہلی مسجد)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو آپ ﷺ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آچکے تھے وہ بھی یہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے چند روز یہاں حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کے خاندان کے سربراہ حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کے گھر میں ٹھہرے کچھ ماہ بعد یہ صحابی فوت ہو گئے۔ انکی قبر مسجد قبا سے جنوب مشرقی کونے سے باہر ۲۰ فٹ کے فاصلے پر واقع ہے۔

اونٹنی کو رب کا حکم

اہل قبا نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یہاں مسجد تعمیر کی جائے تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اونٹنی پر سوار ہو جائے جس جگہ اونٹنی بیٹھ جائے وہاں مسجد تعمیر کر دی جائے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار ہوئے مگر اونٹنی اپنی جگہ سے نہ ہلی پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سواری کی وہ پھر بھی نہ اٹھی پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رکاب میں پاؤں رکھا ہی تھا کہ اونٹنی اٹھی آپ ﷺ نے فرمایا مہار ڈھیلی کرو جہاں رک جائے مسجد بنا دو میری اونٹنی رب کے حکم کی پابند ہے۔

اونٹنی کیوں نہ اُٹھی

چونکہ اونٹنی اللہ کے حکم کی پابند تھی لہٰذا حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سوار ہوئے تو نہ اٹھی۔ غور کرو اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر شیخین کو حضور ﷺ کی معیت کا شرف بخشا ہے جیسا کہ روضہ مبارکہ میں شیخین رضی اللہ عنہما ساتھ ہیں۔ آقا ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن بھی حوض کوثر پر میری دائیں جانب ابوبکر اور بائیں جانب عمر ہونگے۔ اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے شیخین رضی اللہ عنہما کو معیت حضور ﷺ کا شرف بخشا کہ وہ آپ ﷺ کے پاس رہیں جدا نہ ہوں اسی طرح ہجرت کے

موقع پر صحبت ومعیت کا شرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ملا اور لوگوں کو امانتیں واپس کرنے کا شرف سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ملا کسی کو معیت ملی کسی کو نیابت۔

ہے تقسیم خداوندی کیوں ہم سے الجھتے ہو
ملی خدمت کسی کو کوئی شرف معیت میں

پہلے روز ہی مسجد قبا کی اپنے دست مبارک سے بنیاد رکھی جسکی قبلہ کی جانب والی دیوار کا رخ حضرت جبریل علیہ السلام نے درست کیا۔ چنانچہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اہلِ قبا کیساتھ پتھر اٹھائے اور کام کیا علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بوقت بنیاد پہلا پتھر حضور ﷺ نے اور دوسرا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور تیسرا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رکھا پھر اہلِ قبا سے فرمایا کہ ساتھ پتھر جوڑتے چلو۔ آپ ﷺ نے مقامِ قبا پر جس جگہ نماز پڑھی اس پر ستون ہے داخل ہوتے وقت بائیں ہاتھ پر پہلا ستون ہے اس مبارک جگہ کو بے ادبی سے بچانے کے لئے ستون میں محفوظ کر لیا ہے۔ ابتدائی زمانے میں اس مسجد کی امامت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے۔

حرم سے طیبہ کو آنے والے تجھے نگاہیں ترس رہیں ہیں
جدھر جدھر سے گزر کے آئے اداس راہیں ترس رہی ہیں
رسول اطہر ﷺ جہاں بھی ٹھہرے وہ منزلیں یاد کر رہی ہیں
جبیں اقدس جہاں جھکی ہے وہ سجدہ گاہیں ترس رہی ہیں

ظہور اسلام کے بعد مساجد کی تاریخ میں مسجد قبا کو نہ صرف اوّلیت کا درجہ حاصل ہے بلکہ فخر دوعالم ﷺ کے ہاتھ مبارک سے تعمیر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے اس سے بڑھ کر یہ بات کہ مقصود کائنات ﷺ اسکی زیارت کے لئے باقاعدگی سے ہفتہ کے دن فجر کی نماز مسجد نبوی ﷺ میں پڑھ کر اشراق کے نوافل مسجد قبا میں ادا فرماتے تھے۔ کبھی پیدل چل کر اور کبھی سواری پر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کی زیارت سے شرف بار ہونے کی ترغیب فرماتے تھے۔ اس بات کا اثر صحابہ کی دل میں کتنا تھا تو سنیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ مسجد اگر قبا کے بجائے صنعاء (یمن) میں ہوتی تو بھی خدا کی قسم میں ہر ہفتے کو وہاں پہنچنے میں تامل نہ کرتا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے مسجد قبا میں دو رکعت ادا کر لینا اچھا لگتا ہے اس سے کہ دو بار بیت المقدس جاؤں اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ قبا میں کیا (اجر وثواب) ہے تو وہ

اپنے اونٹوں کو مار مار کر بھی وہاں ضرور پہنچیں گے اس لئے آج بھی اہل مدینہ کا یہی معمول ہے۔
مدینہ منورہ جانے والے زائرین کو بھی چاہیے کہ مسجد قبا میں روزانہ حاضری دیں یا صرف ہفتہ کے دن کی حاضری کا اہتمام کریں۔

مدینہ میں عمرہ کیسے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو بیت اللہ کے طواف اور عمرہ کی مست ادائیں یاد آنے لگیں تو غمزدہ رہنے لگے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ کیفیت دیکھ کر حضور اکرم ﷺ کو مسرتوں بھرا پیغام بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص گھر سے وضو کر کے مسجد قبا میں دو رکعت نفل پڑھے گا اسکو عمرہ کا ثواب عنایت کیا جائے گا۔ سبحان اللہ یہ سعادت بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے صدقے امت کو ملی ہے۔

میرا دین و ایمان صحابہؓ کا صدقہ ❁ دیا رب نے قرآن صحابہؓ کا صدقہ
بہشت اور رضوان صحابہؓ کا صدقہ ❁ ہے احسن یہ فیضان صحابہؓ کا صدقہ

قرآن نے غلام کو امام بنا دیا

مدینہ میں ایک یہودی سلام بن جُبیر رہتا تھا اس نے شام سے تجارت کے سامان کے ساتھ ایک غلام سالم نامی بھی خریدا۔ اس کو لے کر وہ مدینہ آیا تین دن ہو گئے وہ غلام نہ بکا اس یہودی نے اس کو تین دن دھوپ میں کھڑا کیا سخت گرمی کا موسم تھا ایک دن ثبیتہ نامی عورت گزری اس نے اس حال میں جب غلام کو دیکھا تو اسے بڑا رحم آیا اس نے غلام کو خرید لیا تو وہیں پر موجود مکہ کا تاجر ابو حذیفہ بھی تھا وہ عورت کی رحم دلی سے بہت متاثر ہوا اور اس کے والد کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا اس عورت کے والد نے ابو حذیفہ سے اس کا نکاح کر دیا پھر یہ دونوں مکہ چلے آئے اور غلام کو بھی ساتھ لے آئے ابو حذیفہ کا تعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تھا جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی افسردگی دیکھ کر پوچھا کہ کیا وجہ ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کلمہ پڑھ لیا ہے اب تیرے ساتھ تعلق کیسے رہے گا؟ تو ابو حذیفہ نے بھی کلمہ پڑھا پھر اس کی بیوی نے بھی کلمہ پڑھا پھر غلام نے بھی کلمہ پڑھا اور قرآن سیکھنا شروع کر دیا۔
آپ ﷺ نے ایک دن اس غلام کی زبانی قرآن سنا تو اس غلام کی تعریف کی۔ پھر جب مدینہ ہجرت ہوئی تو اس کو مسجد قبا کا امام مقرر کیا گیا۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ان کے پیچھے

نماز پڑھتے تھے تو لوگ دیکھ کر حیران ہوتے کہ کل دھوپ میں کھڑے ہونے والا غلام آج سب کا امام ہے۔ کل جسے کوئی خریدتا نہ تھا کلمہ پڑھنے کے بعد اتنا قیمتی بن گیا ہے۔ تو دیکھئے قرآن نے غلام کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔

قبا کی طرف جانے والے دو مسافر

ایک دن نبی کریم ﷺ بغیر پالان کے گدھے پر سوار ہو کر قبا کی طرف جا رہے تھے اور حضرت ابو ہریرہؓ پیدل ساتھ جا رہے تھے آپ ﷺ نے ابو ہریرہ سے فرمایا کہ تجھے سوار کر لوں! عرض کیا جو آپ ﷺ کی مرضی ہو آپ ﷺ نے فرمایا سوار ہو جاؤ پس ابو ہریرہ اچھلے لیکن سوار نہ ہو سکے اور آپ ﷺ سے چمٹنے کی کوشش کی پس دونوں ہی زمین پر گر گئے پھر آپ ﷺ دوبارہ سوار ہوئے اور فرمایا ابو ہریرہ کیا تجھے سوار کر لوں؟ عرض کیا جیسے آپ ﷺ کی مرضی۔ فرمایا سوار ہو جاؤ۔ ابو ہریرہ سوار نہ ہو سکے۔ آپ ﷺ کے ساتھ چمٹ گئے پھر دونوں زمین پر آ گرے پھر فرمایا کیا تمہیں سوار کر لوں۔ عرض کی اس خدا کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نہیں چاہتا کہ تیسری دفعہ آپ ﷺ کو نیچے گراؤں آپ ﷺ کی شفقت ،محبت، رحمت بے مثال ہے۔

مسجد ضرار (منافقین کا اسلحہ ڈپو)

منافقین اور یہود کی ریشہ دوانیاں اور اسلام دشمن سرگرمیاں آئے دن نئے سے نئے روپ میں ظاہر ہوتی رہتی تھیں۔ مسجد ضرار کا قضیہ بھی انہیں سازشوں کی ایک کڑی تھی مدینہ منورہ کا ابو عامر جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا ابو عامر راہب کے نام سے شہرت رکھتا تھا یہ وہی ابو عامر ہے جس کے بیٹے سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کو شہید ہو جانے پر ملائکہ نے غسل دیا اور اسلامی تاریخ میں غسیل الملائکہ کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ ابو عامر بدنصیب نے قیصر روم سے ساز باز کر کے یہ پروگرام بنایا کہ مدینہ منورہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا جائے لیکن اپنی اس سوقیانہ چال میں نیکی کا روپ دھار کر سامنے آیا اور منافقین کے تعاون سے قباء میں ایک مکان تعمیر کرایا جسے بظاہر مسجد کا نام دیا اس میں اسلحہ کے انبار لگا دئے گئے اور اسے مسلمانوں کیخلاف سازش کا اڈا بنا لیا گیا۔ جب تمام تیاریاں مکمل ہو گئیں تو حضور اقدس ﷺ کا اعتماد اور تعاون حاصل کرنے کے لئے منافقین نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ ہم نے بیمار اور

بوڑھے مسلمانوں کی راحت رسانی کے لئے ایک نئی مسجد بنائی ہے آپ وہاں تشریف لائیں اور نماز پڑھا کر اس کا افتتاح فرمادیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ فی الحال تو میں جنگ تبوک کی تیاری میں مصروف ہوں البتہ واپسی پر اس جگہ نماز ادا کروں گا۔ حضور اکرم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستہ ہی میں وحی خداوندی نے منافقوں کے اس ڈھول کا پول کھول دیا اور ان کی اس خطرناک سازش کو ناکام بنا دیا جب اللہ نے اسے مسجد ضرار قرار دیا تو حضور ﷺ نے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اس عمارت کو مسمار کر کے آگ لگا دو اور اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیں۔ ثابت بن اقرم نے مکان بنالیا مگر اس جگہ کی نحوست کے باعث ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہ ہوتا اور اگر ہوتا تو مر جاتا مؤرخین کا کہنا ہے کہ انسان تو کجا وہاں مرغی، کبوتر بلکہ کسی جانور نے بھی انڈے بچے نہیں دیئے۔ آج تک وہ جگہ ویران پڑی ہے۔ مسجد قبا سے مشرق کی جانب تھوڑے فاصلے پر مسجد ضرار کے کھنڈر پائے جاتے ہیں۔

مسجد جمعہ (مسجد بنو سالم)

قبا میں چار دن یا چودہ دن قیام کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے جانے کا خیال ہوا اپنے ننھیال بنو نجار کو خبر دی اونٹنی پر سوار ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھرمٹ میں دن چڑھے روانہ ہوئے تھوڑی دیر چلے کہ زوال کا وقت آ گیا۔ آپ ﷺ ٹھہر گئے یہ محلہ بنو سالم تھا انہوں نے قبا سے روانگی کے وقت عرض کیا: یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے ہمارے چچازاد کے ہاں قیام فرمایا تو کچھ شرف ہمیں بھی بخش دیں آپ ﷺ ان کی بستی میں اترے۔ کثیر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجتماع میں خطبہ دیا مگر حلیم و صابر نبی رحمت ﷺ نے اس خطبہ میں ایک حرف بھی دشمنوں کی مذمت اور شکایت میں نہ کہا۔ تقویٰ پرہیز گاری اور یوم آخرت ہی خطبہ کا مضمون تھا۔ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ [سورۃ القلم: آیت نمبر ۴] بے شک آپ عظیم اخلاق والے ہیں یہ خطبہ جس کا ہر لفظ دریائے فصاحت و بلاغت کی گہرائی میں ڈوبا ہوا ہے اور جس کا ہر حرف امراض نفسانی کے لئے شفاء اور مردہ دلوں کے لئے آب حیات ہے اور جس کا ہر کلمہ ارباب ذوق کیلئے رحیق مختوم سے کہیں زیادہ شیریں اور لذیذ ہے۔ خطبہ کے بعد نماز جمعہ ادا کی یہ اسلام کا سب سے پہلا جمعہ تھا جو آپ ﷺ نے ادا فرمایا جس جگہ آپ ﷺ نے نماز ادا کی وہاں بنو سالم نے مسجد بنائی جو مسجد جمعہ اور مسجد بنو سالم کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ مسجد قبا سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے مسجد قبا سے

مسجد نبوی ﷺ کو جاتے ہوئے دائیں ہاتھ پر ایک خوبصورت سفید رنگ کی مسجد ہے۔ مسجد جمعہ آج کل اکثر بند رہتی ہے۔ صرف نماز کے وقت کھولتے ہیں۔

کتنے ہی اچھے پڑوسی ہیں

نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد مہاجرین وانصار کے جھرمٹ میں آپ ﷺ مدینہ منورہ کی طرف چلے جاں نثار ہتھیار سجائے ہوئے دائیں بائیں صف بستہ تھے راستے میں انصار کے کئی قبائل آباد تھے۔ ہر قبیلہ والا سامنے آکر کہتا یارسول اللہ یہ گھر ہے، یہ مال ہے، یہ جان ہے سب کچھ آپ پر قربان ہے۔ آپ ﷺ شکریہ کے کلمات کہتے انکو دعاء دیتے۔ بچیاں بڑے سرور مستی میں مکانوں کی چھتوں سے خوشیوں کے یہ ترانے پڑھ رہی تھیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ❁ مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا ❁ مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا ❁ جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ
جِئْتَ شَرَّفْتَ الْمَدِيْنَةَ ❁ مَرْحَبًا يَا خَيْرَ الدَّاعِ

وداع کی گھاٹیوں کی اوٹ سے آج چودھویں کا چاند نکل آیا ہے۔ جب تک دنیا میں ایک شخص بھی اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا رہے گا ہم پر شکر ادا کرنا واجب رہیگا۔ اے وہ ذات پاک جس کو ہمارے درمیان بھیجا گیا ہے آپ واجب الاطاعت ہیں اور حکم لیکر آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کو شرف بخشا ہم آپکو مرحبا اور خوش آمدید کہتے ہیں۔ حبشیوں نے اس خوشی میں نیزہ بازی کے کرتب دکھائے ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر تھا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ، جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ﷺ) اللہ کے نبی (ﷺ) تشریف لائے۔ اللہ کے رسول (ﷺ) تشریف لائے۔ بنونجار کی لڑکیاں یہ اشعار بھی پڑھ رہیں تھیں:

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِيْ النَّجَّار
يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَار

ہم بنونجار کی لڑکیاں ہیں محمد ﷺ کتنے ہی اچھے پڑوسی ہیں۔ لغت کے اعتبار سے پہاڑوں کے درمیان والے راستے کو (ثنیہ) کہتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں دو ثنیہ مشہور ہیں ایک ثنیہ قبا کی طرف تھا قبا کے راستے سے مکہ مکرمہ آنے جانے والے اس جگہ سے گزرتے تھے۔ اس کی جگہ

قبا کے قلعے اور مسجد جمعہ کے قریب قریب تھی ۔ آپ ﷺ کا استقبال کرتے ہوئے بنو نجار کی لڑکیوں نے طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا کا گیت اس جگہ پڑھا تھا دوسرا ثنیہ شمالی جانب میں تھا خیبر تبوک اور شام جانے والے یہاں سے گزرتے تھے پندرھویں صدی ہجری کے آغاز میں سڑک کی توسیع ہوئی تو یہ ثنیہ اسی جگہ آ گیا یہ شارع سید الشہداء رضی اللہ عنہ اور شارع ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سنگم پر واقع تھا۔ جس کا فاصلہ مسجد نبوی ﷺ کے شمال مغربی کونے سے تقریباً ۷۵۰ میٹر ہے اس پر ایک مسجد بنی ہوئی تھی جو مسجد ثنیۃ الوداع کے نام سے مشہور تھی۔

مدینہ منورہ کا ذرہ ذرہ روشن ہو گیا

اللہ اکبر! مدینہ منورہ کا یہ کتنا مبارک دن تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مدینہ منورہ کا ذرہ ذرہ روشن ہو گیا تھا جس روز آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو ہر چیز مرجھائی ہوئی تھی۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اہل مدینہ کو کسی چیز سے اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا رسول اللہ ﷺ کی آمد سے۔ آج ہر بندہ اپنے دل میں یہ تڑپ اور امنگ رکھتا تھا کہ شاہِ دو جہاں ﷺ کی سواری ہمارے ہاں فروکش ہو۔ ہر قبیلہ آپ سے یہ التماس کرتا تھا کہ ہمارے ہاں آپ کے لئے ہر طرح کی آسائش اور سامان راحت مہیا ہے مگر آپ سب کو یہی فرماتے کہ میری اونٹنی کو چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی مامور ہے۔ اسے چھوڑ دو جہاں اسے حکم الٰہی ہو گا تو یہ وہاں بیٹھ جائے گی اور جہاں یہ بیٹھ جائے گی وہیں پر قیام کروں گا۔ تا آنکہ رسول عربی ﷺ کی اونٹنی قصوٰی جس کی نکیل کسی کے ہاتھ میں نہ تھی جو حکم خداوندی سے چلی جا رہی تھی آپ نے اونٹنی کی مہار کو ڈھیلا چھوڑ دیا تھا اونٹنی آہستہ آہستہ بڑی شان سے بل کھاتی ہوئی گلیوں سے اور پگڈنڈیوں سے ہوتی ہوئی نبی رحمت ﷺ کو لئے ہوئے اپنی اس منزل کی طرف گامزن تھی جو صرف اُسے معلوم تھی۔ کبھی دائیں دیکھتی کبھی بائیں دیکھتی اور پھر منزل موعود کی طرف چل پڑتی سب کی نظریں اونٹنی پر لگیں تھیں کہ دیکھیں کس خوش نصیب کو میزبانی کی سعادت حاصل ہوتی ہے بالآخر اونٹنی محلہ بنو نجار میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس عین اس جگہ جا بیٹھی جہاں اب بابِ جبریل ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا انشاء اللہ یہی سفر کی انتہا ہے۔ آپ ﷺ یہ کہہ کر اونٹنی سے اتر پڑے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کجاوہ اٹھا لیا اور اپنے گھر میں لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی وہاں پر قیام پذیر ہوتا ہے جہاں اسکا کجاوہ ہوتا

ہے۔ ہجرت کے بعد سب سے پہلی قیام گاہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر تھا جو یمن کے بادشاہ نے آپ ﷺ کے لئے تعمیر کروایا تھا اسی بادشاہ کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تبع حمیری کو برا مت کہو کیونکہ وہ مومن تھا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے کعبہ پر غلاف چڑھایا تھا۔ اس بادشاہ کا مختصر واقعہ اگلے عنوان میں پڑھیں۔

اٹھی اک روز آواز بلند ، اللہ اکبر
سواری جانب یثرب بڑھی محبوب داور کی
ہوا چاروں طرف اقصائے یثرب میں پکار آئی
بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی

بادشاہ بنے نوکر

یمن کا یہ بادشاہ تبع ۷۰۰ سال اسلام سے پہلے مدینہ منورہ کے مقام سے گزرا تو اس کے ساتھ تورات کے چار سو علماء تھے سب نے درخواست کی کہ ہمیں اس سرزمین پر رہ جانے کی اجازت دی جائے بادشاہ نے سبب پوچھا تو علماء نے بتایا کہ آخری نبی جنکا نام محمد ﷺ ہوگا وہ اس سرزمین کی طرف ہجرت فرمائیں گے تو بادشاہ نے اجازت دی اور ایک مکان خاص عالی شان اس غرض سے تعمیر کرایا کہ جب نبی آخرالزمان ﷺ ہجرت کر کے یہاں تشریف لائیں گے تو اس مکان میں قیام فرمائیں گے اور آپ ﷺ کے نام ایک خط بھی لکھا جس کا مضمون اس طرح تھا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اگر میری زندگی نے وفا کی تو میں ضرور ان کا مددگار رہوں گا اور ان کے دشمنوں سے جہاد کروں گا اور ان کے دل سے ہر غم کو دور کروں گا بادشاہ نے خط پر مہر لگا کر ایک بڑے عالم کے سپرد کر کے وصیت کی کہ نسل در نسل اپنی اولاد میں منتقل کرتے رہو اسی طرح منتقل ہوتا رہا حتیٰ کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوا یہ صحابی اسی عالم کی اولاد میں سے تھے اور آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے بعد رہائش گاہ وہی بادشاہ والا مکان تھا جسمیں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی رہائش تھی یہ مکان دو منزلہ تھا ان کا اصرار تھا کہ آپ ﷺ اوپر والی منزل میں رہیں مگر آپ ﷺ نے اس خیال سے کہ ہر وقت اصحاب کی آمد و رفت لگی رہے گی نچلی منزل میں قیام فرمایا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کھانا بھیجتے تھے برتن واپس آتا تو دیکھتے جہاں آقا ﷺ کی انگلیاں لگی ہوتیں تھیں اسی جگہ سے کھاتے تھے ایک دن برتن واپس آیا تو دیکھا

کہ انگلیوں کے نشان کہیں نہیں ہیں بے قرار دوڑے آئے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے کھانا نہیں کھایا؟ فرمایا اس کھانے میں لہسن کی بُو آرہی ہے میرا چونکہ وحی کے سلسلہ میں فرشتوں سے تعلق رہتا ہے اس لئے میں نہیں کھاتا تم کھالو۔ اتفاق سے ایک دن اوپر والی منزل میں پانی کا ایک برتن ٹوٹ گیا دونوں میاں بیوی اپنے لحاف سے اس کا پانی جذب کرتے رہے کہ کہیں پانی نیچے نہ ٹپکے اور آپ ﷺ کو تکلیف نہ ہو۔ حالانکہ ان کے پاس اس کے علاوہ اور لحاف نہ تھا ایک دن دونوں یہ سوچ کر کہ ہم دونوں اوپر کی منزل میں اور ہمارے پیارے نبی ﷺ نیچے ہیں یہ خیال آتے ہی بے چین ہو گئے۔ پوری رات سُوئے ادب کے خوف سے چھت کے کونوں میں دبک دبک کر جاگتے ہوئے رات گزار دی صبح کو خدمت اقدس میں حاضر ہو کر رات کا سارا ماجرہ سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے قیام گاہ تبدیل کر لی اور اوپر کی منزل میں تشریف لے گئے۔ حجرہ مبارکہ کے تیار ہونے تک تقریباً ۷ ماہ اسی مکان میں قیام رہا۔

ابو ایوبؓ کے گھر میں حبیب کبریا ﷺ ٹھہرے
مگر جب ہو گئی تیار مسجد اس میں آٹھہرے

شہید ساتھ ساتھ چلتا رہا

مبسوط میں لکھا ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ جہاد کے لئے نکلے ہوئے تھے انہوں نے مجاہدین کو وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو جنازے کو لشکر کیساتھ آگے محاذوں پر لے جانا جہاں تک ہو سکے تا کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ ابو ایوب تو میزبان رسول تھا۔ بتا اللہ کے راستے میں تو نے کیا کیا؟ تو میں کہوں گا یا اللہ! جب میں زندہ تھا تب بھی تیرے راستے میں جہاد کرتا رہا جب انتقال ہو گیا تب بھی مجاہدین کے ساتھ میری لاش چلتی رہی چنانچہ لشکر اسلام جب قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا جنازہ لشکر کے ساتھ لے جایا گیا۔ (اللہ کے راستے میں فوت ہونے والا بھی شہید ہوتا ہے) قسطنطنیہ (موجودہ استنبول ترکی) کے ساحل پر آپ کی تدفین کی گئی۔ صبح مقامی آبادی کے لوگ مجاہدین کے پاس آئے پوچھا یہ قبر کس کی ہے؟ ہم نے کہا کہ حضور ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی ہے لوگوں نے کہا کہ ہم نے رات بھر دیکھا کہ قبر سے ایک نور نکلتا ہے جو آسمان تک جاتا ہے پھر واپس آتا ہے رات بھر یہی کیفیت رہی یہ دیکھ کر

ہمارے دلوں میں اسلام کی حقانیت اتر گئی لہٰذا آپ لوگ گواہ رہنا۔ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پھر وقت نے ان کی قبر کے نشان مٹا دیے سینکڑوں برس بعد جب عثمان تُرک سلطان محمد فاتح نے بلآخر قسطنطنیہ کو استنبول سے بدلا تو ایک روایت کے مطابق خواب میں حضرت ابوایوب انصاریؓ نے اپنی گمشدہ قبر کی نشاندہی کی۔ آج بھی وہ تُرکوں کے ایوپ ہیں۔ وہاں ان کی قبر پر اکثر رش ہوتا ہے خصوصاً بچہ پیدا ہو یا کسی کی نئی شادی ہو یا کوئی نیا بادشاہ بنا ہو تو سب میزبان رسول کی قبر مبارک پر حاضری ضرور دیتے ہیں۔

مسجد غمامہ (بادلوں والی مسجد)

یہ مسجد، مسجد نبوی ﷺ کے صحن کے متصل باب السلام والی سمت میں واقع ہے ۲ھ میں نماز عید کی مشروعیت ہوئی۔ اس مقام پر نماز عید پڑھتے تھے جہاں اب مسجد غمامہ ہے غمامہ بادل کو کہتے ہیں اس جگہ آپ ﷺ نے بارش کی دعا فرمائی اچانک بادل نمودار ہوئے اور بارش ہوئی اسکو مسجد مصلی (عیدگاہ بھی کہا جاتا ہے) تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اس میدان میں سے ادباً اس مقام سے ہٹ کر عید نماز ادا کی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ادباً ان دونوں مقامات سے الگ تھوڑے فاصلے پر نماز عید ادا کی یہ جگہ ویسے ہی میدانی شکل میں رہی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان مقامات کی نشاندہی کروا کر ہر ایک مقام پر مسجد بنوائی مسجد ابو بکر رضی اللہ عنہ، مسجد عمر رضی اللہ عنہ مسجد علی رضی اللہ عنہ ان مساجد میں جماعت کی نماز نہیں ہوتی یادگار کے طور پر موجود ہیں اسی جگہ آپ ﷺ نے نجاشی بادشاہ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی اور یہ خصوصی عمل زندگی میں پہلا اور آخری تھا اس کے بعد آپ نے کسی کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھائی یہ خصوصی عمل اعزاز نجاشی کے لئے تھا کیونکہ اس نے مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بہت احترام کیا تھا اور اسی مقام پر جبریل امین تشریف لائے اور کہا سلمان سے کہو منہ کھولے اور آنکھیں بند کرلے تو جبریل نے ان کے منہ میں لعاب ڈالا جس کی برکت سے زبان پر عربی جاری ہوگئی۔ کیونکہ ان کی مادری زبان فارسی تھی۔

مسجد قبلتین (دو قبلوں والی مسجد)

آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے یہاں یہودیوں کی کثرت تھی ان کا قبلہ بیت المقدس تھا آپ ﷺ نے ان سے جوڑ رکھنے کے لئے سولہ یا سترہ ماہ باذنِ خداوندی بیت المقدس کی

طرف منہ کر کے نماز پڑھی مگر یہ تمنا ہر وقت لگی رہتی تھی کہ میرا قبلہ خانہ کعبہ ہی ہو ایک دن آپ ﷺ بنو سلمہ کے محلہ میں ایک صحابی کی عیادت کے لئے گئے ہوئے تھے انہوں نے کھانا تیار کیا ظہر کا وقت ہو گیا آپ ﷺ نے ان کے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھانی شروع کی ابھی دو رکعتیں ہوئی تھیں کہ جبریل امین قبلہ کی تبدیلی کا حکم لے آئے آپ ﷺ دورانِ نماز ہی خانہ کعبہ کی طرف گھوم گئے چونکہ اس مسجد میں ایک ہی نماز دو قبلوں کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی اس لئے یہ مسجد قبلتین کے نام سے مشہور ہو گئی یہ مسجد شارع خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے کنارے وادی عقیق اور بیر رومہ کے قریب ہے عجیب اتفاق ہے کہ مسجد قبلتین کی نئی تعمیر کی دو منزلیں، دو مینار، دو ہی گنبد ہیں شاید اس سے اس کی دو قبلوں والی خصوصیت کی طرف اشارہ ہے مینار نہایت خوبصورت ہیں تقدس الٰہی میں مصروف یہ بلند و بالا روشن مینار دیکھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور دل بے اختیار سبحان اللہ کہہ اٹھتا ہے۔ بنو سلمہ وہی قبیلہ ہے جنہوں نے مسجد نبوی ﷺ کے قریب منتقل ہونا چاہا تو آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ مسجد نبوی تک تمہارے اٹھنے والے قدموں پر ثواب ملے گا۔ بنو سلمہ کا قبرستان مسجد قبلتین سے متصل مغربی جانب واقع ہے۔ مسجد میں دو محرابیں تھیں ایک بیت المقدس کی جو شمال کی جانب دوسری بیت اللہ کی جو جنوب کی جانب، بیت المقدس کی جانب والی محراب کافی عرصے تک موجود تھی جب لوگوں نے تبرکاً اس کی طرف بھی منہ کر کے نفل ادا کرنے کا معمول بنا لیا تو اس کو بند کر کے دیوار پر محراب کی شکل بنا دی گئی۔ پھر بعد میں اس کو بھی مٹا دیا گیا اب جس مین دروازے سے مسجد میں داخل ہوتے ہیں یہی جگہ بیت المقدس کی محراب والی ہے۔ دروازے سے کافی اوپر لکڑی سے محراب کی شکل بنائی ہوئی ہے۔

مسجد ذُوالحُلَیفَہ

یہ مسجد مدینہ باسکینہ سے چار میل کے فاصلے پر ہے آج کل یہ مقام بیر علی کے نام سے مشہور ہے یہ اہل مدینہ کا میقات ہے مدینہ منورہ سے واپس مکہ مکرمہ آتے ہوئے تمام زائرین اسی مسجد سے عمرہ کا احرام باندھتے ہیں۔

مسجد ابی ذرؓ (مسجد سجدہ)

مسجد ابی ذرؓ مسجد نبوی شریف کے شمال میں واقع ہے اس جگہ فی الحقیقت کھجوروں کا باغ

تھا۔اوراسے اسواف کہا جاتا تھا۔ مسجد بننے کی اصل یہ ہے کہ اس جگہ حضور ﷺ نے سجدہ شکر ادا فرمایا تھا۔اس وقت جبکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو یہ بشارت دی تھی کہ امت میں سے جس نے آپ ﷺ پر ایک بار سلام بھیجا رب کریم بھی اس پر سلام بھیجے گا۔اسی جگہ مسجد بنائی جس کا نام مسجد ابی ذرؓ رکھا۔

مساجدِ خمسہ سے افضل مسجد فتح:

(۱) مسجد فتح (۲) مسجد ابوبکر صدیقؓ (۳) مسجد علی المرتضیٰؓ (۴) مسجد سلمان فارسیؓ (۵) مسجد بنی حرام۔ان مساجدِ خمسہ میں خود حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے غزوہ خندق کے موقع پر نمازیں پڑھی ہیں۔یہ مساجد مدینہ منورہ سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر جانبِ مغرب واقع ہیں۔ان میں سب سے افضل مسجد فتح ہے۔اسے مسجدِ احزاب بھی کہتے ہیں کیونکہ اس مقام پر حضور اکرم ﷺ کا قیام تھا۔آپ نے اسی مقام پر نمازیں پڑھی اور متواتر تین دن تک دعائیں فرمائیں ہیں اور اسی مقام پر اجابت دعا اور فتح کی بشارت پائی۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کے بعد قریش تمہارے مقابلے میں کبھی نہ آئیں گے۔اس لیے اس کا نام مسجدِ فتح ہے۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو جب کوئی مشکل درپیش آتی ہے تو میں اس وقت مسجد فتح میں جا کر دعا کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتے ہیں اور مشکل آسان ہو جاتی ہے۔جعفر بن محمد فرماتے ہیں کہ حضور سیدِ عالم ﷺ مسجد الفتح میں تشریف لے گئے اور اونچے ہاتھ کر کے رقت کے ساتھ دعا اتنی لمبی فرمائی کہ کندھے مبارک سے چادر سرک گئی۔یحییٰ ہارون بن بکیر سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت حسین بن عبداللہ کے ساتھ مسجد الفتح میں داخل ہوا تو انہوں نے مجھے وہ جگہ دکھائی جہاں حضور اکرم ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی۔

مسجد فتح میں کی گئی نبوی دعائیں

جنگِ احزاب زوروں پر تھی چراغِ مصطفوی ﷺ کو بجھانے کے لیے تمام کفریہ طاقتوں نے ہلہ بول دیا تھا۔بھوکے پیاسے خندق کھودنے کے بعد مہینوں سے مجاہدینِ اسلام کا محاصرہ جاری تھا۔حلقہ بگوشانِ اسلام کے صبر و استقلال اور جرأت ایمان جذبہ جوش کے باوجود اس رات رحمۃ للعالمین ﷺ مسجد سلع میں تشریف لائے اور صلوٰۃِ خوف کے بعد دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ ھَدَیْتَنِیْ مِنَ الضَّلَالَۃِ:

ترجمہ: اے اللہ! تمام تعریفوں کا صرف تو ہی مستحق ہے۔ تو نے مجھے زندگی کے تمام اندھیروں میں روشنی بخشی۔

فَلَا مُكْرِمَ لِمَنْ أَهَنْتَ

ترجمہ: جسے تو ذلیل کردے اسے کوئی عزت و تکریم نہیں دے سکتا۔

وَلَا مُهِينَ لِمَنْ أَكْرَمْتَ

ترجمہ: جسے تو عزت و تکریم سے نواز دے، اسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔

وَلَا مُذِلَّ لِمَنْ أَعْزَزْتَ

ترجمہ: جسے تو غالب فرمادے، اسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔

وَلَا نَاصِرَ لِمَنْ خَذَلْتَ

ترجمہ: جسے تو رسوا کردے، اس کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔

وَلَا خَاذِلَ لِمَنْ نَصَرْتَ

ترجمہ: اور تیری نصرت سے جو بھی نواز اگیا، اسے کوئی رسوا نہیں کر سکتا۔

وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ

ترجمہ: جسے تو نادار کردے، اسے کوئی کچھ دے نہیں سکتا۔

وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ

ترجمہ: اور جسے تو غنی بنادے، اسے کوئی نادار نہیں بنا سکتا۔

وَلَا رَازِقَ لِمَنْ حَرَمْتَ

ترجمہ: جسے تو محروم قرار دے، اسے کوئی رزق نہیں دے سکتا۔

وَلَا حَارِمَ لِمَنْ رَزَقْتَ

ترجمہ: جسے آپ رزق دیں، اسے کوئی محروم نہیں کر سکتا۔

وَلَا رَافِعَ لِمَنْ خَفَضْتَ

ترجمہ: جسے تو گرادے اسے کوئی اٹھا نہیں سکتا۔

وَلَا خَافِضَ لِمَنْ رَفَعْتَ

ترجمہ: جسے تو بلند فرمادے، اسے کوئی گرا نہیں سکتا۔

وَلَا خَارِقَ لِمَنْ سَتَرْتَ

ترجمہ: جس کا بھرم تو رکھ لے، اس کا بھرم کوئی توڑ نہیں سکتا۔

وَلَا سَاتِرَ لِمَنْ خَرَقْتَ

ترجمہ: جس کا بھرم تو توڑ دے اسے کوئی سنبھالا نہیں دے سکتا۔

وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ

ترجمہ: جسے تو دور کر دے اسے کوئی قریب پھٹکنے نہیں دے سکتا۔

وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ

ترجمہ: اور جسے تو اپنی قربت نواز دے، اسے کوئی دور نہیں کر سکتا۔

یہ دعا اتنی بار رسول اللہ ﷺ نے دہرائی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے انتظار میں پریشان ہو گئے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ تلاش میں تشریف لائے تو دیکھا دین قیم کے قائد، خلافت الٰہیہ کے مبلغ و موسس، محمد ﷺ دونوں ہاتھ اٹھائے بھرّائی ہوئی آواز میں بارگاہ الٰہی میں دعا فرما رہے ہیں (سمہودی اما قرطبی کے حوالے سے یہ دعا نقل کرتے ہیں)

یَا صَرِیْخًا لِلْمَکْرُوْبِیْن وَ یَا مُجِیْبَ الْمُضْطَرِیْن وَ یَا کَاشِفَ هَمِّیْ وَ غَمِّیْ وَ کُرْبِیْ قَدْ تَرٰی حَالِیْ وَ حَالَ اَصْحَابِیْ۔

ترجمہ: اے بے قراروں کی فریاد سننے والے، اے تڑپتے دلوں کی فریاد قبول کرنے والے، اے میرے دکھ، میرے غم، اور میرے درد و کرب کو دور فرمانے والے تو میرا حال اور میرے صحابہ کا حال دیکھ رہا ہے۔

اپنے محبوب کی زبان سے یہ فریاد سنتے ہی ربِ ذوالرحمۃ کی رحمت جوش میں آئی اور فوراً جبریل امین کو بھیجا۔ جبریلِ امین نے کہا

اِنَّ اللّٰهَ سَمِعَ دَعْوَتِكَ وَ کَفَاکَ هَوْلَ عَدُوِّكَ۔

ترجمہ: اللہ نے آپ ﷺ کی دعا سنی اور آپ ﷺ کے دشمنوں سے خود نمٹنے کا فیصلہ صادر فرمایا یہ خوشخبری سنتے ہی آپ ﷺ نے آنکھ مبارک سے آنسو پونچھے۔ چہرہ مبارک پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

سجدہ شکر ادا فرمایا اور صحابہ کرام کو فتح کا پیغام سنایا اس لیے مسجد فتح میں آج بھی جو شخص اپنی پریشانیوں اور درد و کرب کو دور کرنے کے لیے دعا مانگتا ہے وہ قبول ہوتی ہے۔

جنت کی خوشبو پہاڑ کے دامن سے

آج جبل احد کی حاضری کی باری ہے یہ وہ زمین ہے جو اسلام کے سب سے قیمتی خون سے سیراب ہوئی ۔سب سے اچھے سب سے سچے سب سے اونچے عشق ومحبت اور وفا کے واقعات جو دنیا کی پوری تاریخ میں نہیں ملتے ۔اسی سرزمین پر پیش آئے ۔سید الشھداء کے رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اور اسلام کی وفاداری میں یہیں اعضاء کاٹے گئے ۔عمار بن زیادؓ نے قدموں پر آنکھیں مَل مَل کے یہیں جان دی۔انس بن نضر کو جنت کی خوشبو اسی پہاڑ کے دامن سے آئی۔80 سے زیادہ زخم کھا کر یہیں سے رخصت ہوئے ۔دندان مبارک یہیں شہید ہوئے ۔سر مبارک پر زخم یہیں آئے ۔عشاق نے اپنے ہاتھوں اور پیٹھ کو محبوب ﷺ کے لیئے آڑ یہیں بنایا۔مکہ کا ناز پروردہ مصعب بن عمیرؓ یہیں ایک چھوٹے کمبل میں شہید ہوئے اور اسی میں دفن ہوئے ۔یہ پوری زمین شمع نبوت کے پروانوں کی خاک ہے ۔رسول اللہ ﷺ کے عشاق اور اسلام کے جانثاروں کی بستی ہے۔

یہ بلبلوں کا صبا شہرِ مقدس ہے　　قدم سنبھال کے رکھیو یہ تیرا باغ نہیں

یہاں کی فضاء اور یہاں کے پہاڑ اب بھی.....مُوْتُوْا عَلٰی مَامَاتَ عَلَیْہِ الرَّسُوْل ﷺ (ترجمہ:اسی پر جان دو جس پر رسول اللہ ﷺ نے جان دی) (یہ مقولہ حضرت انس بن نضرؓ کا ہے انہوں نے صحابہ کو احد کے میدان میں بیٹھا ہوا دیکھا تو پوچھا کیوں بیٹھے ہو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ شہید ہو گئے اب لڑ کر کیا کریں گے ۔تو کہا تم بھی اسی پر جان دے دو جس پر رسول اللہ ﷺ نے جان دے دی) تو آیئے اسلام پر جینے اور جان دینے کا عہد پھر تازہ کریں۔

جبل احد کی سرگوشی

جب اللہ تعالیٰ نے جبلِ طور پر تجلی ڈالی تو عظمت کی وجہ سے یہ پہاڑ چھ ٹکڑے ہو گیا، تین ٹکڑے مدینہ منورہ میں اور تین ٹکڑے مکہ مکرمہ میں ہیں۔ مکہ مکرمہ کے تین پہاڑ یہ ہیں ا۔حرا ۲۔ثبیر ۳۔ثور۔اور مدینہ منورہ میں ایک ہے ورقان، دوسرا ہے رضویٰ، تیسرا یہی اُحد ہے اور یہ مقدس پہاڑ مدینہ منورہ سے شمال کی جانب تین میل کے فاصلے پر واقع ہے اسے ذرا نظر اٹھا کر غور سے دیکھیں اور دل کے کانوں سے (تصورات کی دنیا میں) سُنیں اس مُقدس پہاڑ سے گویا کہ آواز

آرہی ہے میں جبل احد ہوں۔ اللہ کے نبی ﷺ کا پیارا، زائرین کی نظروں کا تارا۔ اے زائرو مسافر! میری وسعتوں کو جی بھر کے دیکھو میں حضور اکرم ﷺ سے دل وجان سے پیار کرتا تھا وہ مجھ سے پیار کرتے تھے میرے سینے پر محبوب دوعالم ﷺ اور ان کے جان نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک قدموں کے لاتعداد نشان ثبت ہیں۔ میں محبوب خدا ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ کے پاکیزہ خون اور پسینے کے لعل و گہر کا امین ہوں اور حضور ﷺ کے مقدس خون کے کچھ انمول قطروں کی امانت نے مجھے ہمدوشِ ثریا بنا دیا میرے دامن میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہادت کی رنگین چادریں اوڑھے سو رہے ہیں بہت مطمئن اور خوش وخرم شہادت کی لذتِ جاوداں میں مست وسرشار ہیں یہاں پر ہی امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے مشکیزے بھرے تھے یہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ابا کے زخم دھوئے تھے میں جبل احد ہوں مجھے قرآن نے زندہ رکھا ہوا ہے۔

پہاڑ پہ نقشِ محمد ﷺ

وہ ملنا جا کے میدان اُحد میں جانثاروں سے
وہ بازی یاد آتی ہے وہ سودا یاد آتا ہے

محسن کائنات ﷺ نے فرمایا احد پہاڑ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر قائم ہے جب تم اس کے پاس سے گزرو تو اس کے درختوں کا میوہ کھالیا کرو اگر اور کچھ نہ ملے تو وہاں کے صحرا کی گھاس چبالیا کرو اس لئے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت زینب بنت عبیط رضی اللہ عنہا اپنی اولاد کو تاکید کے ساتھ کہتی تھیں کہ جب تم احد کی زیارت کو جاؤ تو میرے لئے وہاں سے نباتات اور گھاس کا تحفہ لیتے آنا۔ اسی احد کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا یہ ہم سے محبت کرتا ہے ہمیں اس سے محبت ہے آج ہم بھی احد پہاڑ پر ہاتھ رکھ کر کہیں اللہ کی قسم! اے جبل اُحد! ہمیں بھی تم سے محبت ہے تو بھی ہم سے محبت کر اس عمل سے آپکی محبت بھی اسم محمد ﷺ کے نقش میں محفوظ ہو جائے گی کیونکہ جبل احد نے حضور ﷺ کے نام مبارک کو اٹھا رکھا ہے فضائی تصویر بتاتی ہے کہ احد پہاڑ جو کہ تقریباً سات کلومیٹر پر مشتمل ہے وہ اسم محمد ﷺ کی شکل پر ہے۔ سبحان اللہ اسی احد پہاڑ کے دامن میں ستر جلیل القدر قدسی صفات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا تھا ان میں سے ان کے امام سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں ان کی قبر مبارک کے ساتھ حضرت مصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو ابن جموح رضی اللہ عنہ کی قبروں کی بھی علامت موجود

ہے۔سید الشہداء کے قدموں میں ایک ترکی شخص کی قبر ہے جو شہداء کی قبروں کی نگرانی کرتا تھا اس احاطہ کے قریب شہداء کو ان الفاظ کے ساتھ سلام عرض کریں۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ پھر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سچی وفاداری اور دین پر اپنی استقامت کی دعا مانگئے احد کی زیارت جمعرات کے دن افضل ہے۔

ساقیٔ کوثر تمہارے جانثاروں کو سلام ❁ ابو بکرؓ و عمرؓ جیسے راز داروں کو سلام

جن زمینوں، جن پہاڑوں پر پڑے ان کے قدم ان زمینوں، ان پہاڑوں، کوہساروں کو سلام

جہاں جہاں آرام فرما ہیں صحابہؓ آپ کے ان مکانوں ان ٹھکانوں ان مزاروں کو سلام

72 مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھی گئی

رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک چادر میں لپیٹا جو اُن کی اپنی تھی۔نمازِ جنازہ پڑھی اور پھر دوسرے شہیدوں کو لایا گیا۔۔یکے بعد دیگرے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھے جاتے رہے اور رسول اللہ ﷺ ان کی نماز جنازہ پڑھاتے رہے اس طرح حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پر،، بہتر،، (۷۲) مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔جب قبر تیار ہوگئی تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو قبر میں اتارنے کے بعد ایک سیاہ دھاری دار چادر ڈال دی گئی جو اُن کے بدن پر پوری نہ آتی تھی اس لیئے پاؤں جنگلی گھاس سے ڈھک دیئے گئے۔اس مقام پر میں شیشے کی دیوار سے ناک چپکائے اس کے پار ایک احاطے میں چند پتھر دیکھ رہا تھا اس مقام پر انہیں کا قصہ بیان کر رہا ہوں..... میں نہ صرف حضرت حمزہؓ کا مدفن دیکھ رہا تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ کی 72 مرتبہ نماز جنازہ کی ادائیگی کو بھی محسوس کر رہا تھا اور ان کی موجودگی بھی میرے اندر سرایت کرتی تھی کہ وہ وہاں پر شیشے کی دیوار کے پار کھڑے تھے۔۔اس مقام پر جہاں انہوں نے ایک اور روایت کے مطابق حضرت حمزہؓ کی مسخ شدہ لاش کو دیکھ کر کہا تھا: ''مجھے کبھی اتنا غم اور صدمہ نہیں پہنچے گا، جتنا تیری شہادت سے پہنچا ہے، میں کبھی اس مقام سے زیادہ غم ناک اور دکھی جگہ پر کھڑا نہیں ہوا۔''

جبل رماۃ (تیر اندازوں کا پہاڑ)

جبل احد کے دامن میں عین سامنے کچھ فاصلے پر ایک سرخی مائل چھوٹی پہاڑی ہے جس پر حضور ﷺ نے جنگ احد کے موقع پر ۵۰ تیر اندازوں کو متعین کیا تھا اس لئے اس پہاڑ کا نام جبل

رماۃ مشہور ہو گیا (یعنی تیر اندازوں کا پہاڑ) اسی پہاڑ پر آپ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے کہ اِرْمِ یاسَعْد فِداکَ ابی وامی (اے سعد تیر پھینک تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں) اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جن کے ہاتھ میں جھنڈا تھا وہ شہید ہو گئے یہ صحابی چونکہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے جسکی وجہ سے کفار نے مشہور کر دیا تھا کہ محمد (ﷺ) قتل ہو گئے۔ البتہ آپ ﷺ کے نیچے کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے اور لب مبارک زخمی ہوئے تھے زخموں کا مبارک خون حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے چوس کر صاف کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو جہنم کی آگ چھوئے گی بھی نہیں اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ (جراح بمعنی خلا والا) نے چہرہ مبارک میں زرہ کی گھسی ہوئی دو کڑیوں میں سے ایک اپنے دانتوں کے ساتھ نکالی تو صحابی کا ایک دانت گر گیا دوسری نکالی تو دوسرا دانت ٹوٹ گیا انکے سامنے والے دونوں دانت رسول اللہ ﷺ پر قربان ہو گئے دانتوں کے ٹوٹنے کے باوجود بھی حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں بہت ہی خوبصورت نظر آتے تھے۔ (سبحان اللہ) جب حضور ﷺ کے وصال کو ایک عرصہ بیت گیا تو لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ..... التجا کرتے کہ اے ابوعبیدہ ہمارے لیے ذرا مسکرائیے ..... مسکراتے تو ان کے دانتوں کے درمیان کا خلا دیکھائی دیتا..... اور لوگ اسے اپنی خوش بختی جانتے اور آبدیدہ ہو کر اُسے دیکھتے رہتے کہ اس خلا میں پیغمبر کے رخساروں کے شائبے تھے۔ یہاں احد کے دامن میں اسلام کے وہ شیر سو رہے ہیں کہ جنہوں نے فداکاری کی عظیم مثالیں قائم کیں۔

بری صحبت کا نتیجہ

حضور ﷺ نے فرمایا جبلِ عیر ہم سے بغض رکھتا ہے ہم اسے اچھا نہیں سمجھتے یہ جہنم کے دروازے پر قائم ہے (عیر وحشی گدھے کو کہتے ہیں) جبل عیر اور اُحد دونوں مدینہ کے پہاڑ ہیں اور آمنے سامنے ہیں جبل عیر منافقین کی قیام گاہ تھا جب کہ جبل اُحد حبیب رب العالمین کی جلوہ گاہ تھا اسی مناسبت سے جبل عیر میں عداوت ونفرت جاگزیں تھی اور جبل احد محبت رسول ﷺ میں مست وسرشار تھا اس وجہ سے بھی جبل عیر پر وحشت وظلمت برستی ہے جب کہ جبل احد پر نور و سُرور نمایاں نظر آتا ہے۔

وہ پتھر ایسا نرم ہوا

غزوہ اُحد کے دن ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اپنا سر مبارک ایک پتھر کی طرف کیا تا

کہ مشرکین سے اپنا جسم چھپائیں وہ پتھر ایسا نرم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک اندر داخل ہو گیا وہ پتھر احد کے دامن میں اب بھی باقی ہے لوگ اسکی زیارت کرتے رہتے ہیں۔

گرنے کی حالت میں کھڑی ہے

مدینہ طیبہ میں قیام کے دوران حضرت مولانا غلام حبیبؒ مسجد قبا میں نفل ادا کرنے کے لیئے تشریف لے جاتے۔فرماتے یہاں دو نفل پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔مقامِ احد پر تشریف لے جاتے۔حدیث پاک کا مفہوم ہے،،احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم احد سے محبت کرتے ہیں۔ایک مرتبہ راقم الحروف (حضرت پیر ذوالفقار صاحب) کو ایک چٹان دکھائی اور فرمایا کہ جنگ احد کے دن نبی ﷺ اس چٹان کے نیچے بیٹھے تھے کہ یہ گرنے لگی۔حضرت جبریلؑ نے اسے تھام لیا۔چنانچہ وہ چٹان آج تک گرنے کی حالت میں کھڑی ہے۔یہ جگہ اتنی معروف نہیں ہے۔تاہم صاحبِ علم اور جاننے والے حضرات آکر اس جگہ نوافل ادا کرتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ زخمی ہوئے تو

ابو عامر فاسق نے اپنے قلبی عناد، بغض اور عداوت کی وجہ سے ایک گڑھا کھودا تھا حضور اقدس ﷺ اسی کے کھودے ہوئے گڑھے میں گر گئے اِدھر گرنے کی تکلیف اور اُدھر زرہ کا بوجھ اور گرنے کی چوٹ اس لیے آپ ﷺ کے لیے کھڑا ہونا مشکل ہو گیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کمر پکڑی اور ڈھارس بن گئے دونوں کی بھرپور نصرت اور مستحکم سہارے سے آپ ﷺ کھڑے ہوئے یہی وہ مقام تھا جہاں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے جسم مبارک پر ستر ۷۰ سے زیادہ زخم کھائے آپ ﷺ پہاڑ پر چڑھنا چاہتے تھے مگر ضعف، کمزوری اور زخموں کی وجہ سے چڑھنا دشوار ہو گیا تھا یہی وہ مقام تھا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے حضور اقدس ﷺ نے اپنے قدم مبارک حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پر رکھے انہیں سیڑھی بنا کر آپ ﷺ پہاڑ پر چڑھ گئے اس وقت ارشاد فرمایا: اَوْجَبَ طَلْحَة یعنی طلحہ کے لیے جنت واجب ہو گئی پھر جبلِ اُحد پر ایک دَرّہ ہے جس کی غار میں حضور ﷺ نے زخمی حالت میں آرام فرمایا۔یہ جگہ مسجد فسیح سے کچھ آگے پہاڑ کی اونچائی پر ہے راستہ ناہموار ہے احتیاط سے چڑھیں۔وہاں یہ درہ بھی ملے گا اور خوشبوئے مصطفی ﷺ بھی ملے گی۔

میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

کفار کی شدید یلغار کے وقت حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ رَجُلٌ یَشْتَرِیْ لَنَا نَفْسَہ (کون ہے جو میرے لیے اپنی جان کا سودا کرے) حضور ﷺ کے ایک وفادار اور جان نثار مجاہد حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ نے لبیک کہا اور کھڑے ہو کر خود کو قربان کر دینے کا اعلان کر دیا۔ زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے دفاع میں کفار کے ساتھ جان توڑ مقابلہ کیا اور زخموں سے نڈھال ہو کر ایک طرف گر پڑے حضور اقدس ﷺ ان کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُدْنُوْہُ مِنِّیْ اُدْنُوْہُ مِنِّیْ۔

انہیں میرے قریب لے آؤ، انہیں میرے قریب لے آؤ) زندگی کے آخری لمحات باقی تھے کہ حضور اقدس ﷺ نے انہیں اپنے قریب لٹایا، انہوں نے اپنا رخسار سرورِ دو عالم ﷺ کے قدموں میں رکھا اور اپنی جان جانِ آفرین کے حوالے کر دی اور زبان حال سے عرض کیا۔

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

قیامت تک اس پر سلام

حضور اقدس ﷺ ہر سال شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جایا کرتے تھے اور انکو اس طرح سلام پیش کرتے "سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّار۔

زندہ ہے ملتِ بیضا شہداء کے دم سے
ان کی روحوں پر ہو سو بار درود و سلام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص شہدائے احد پر گزرے اور ان پر سلام بھیجے تو وہ قیامت تک اس پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔

درخت کو بھی دیدار ملا

ہمارے پیارے نبی ﷺ غزوہ تبوک سے واپسی پر ایک منزل پر اترے تا کہ آرام فرمائیں سرکار دو عالم ﷺ سو گئے تو کیکر کا درخت زمین چیرتا ہوا وہاں تک آیا جہاں آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے آ کر آپ ﷺ پر سایہ کر دیا پھر کچھ دیر بعد اپنی جگہ پر واپس چلا گیا بیدار

ہونے کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ نے درخت کا واقعہ بتایا اور پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ آپ ﷺ نے درخت کو دیکھا اور فرمایا یہ درخت مجھ سے دور تھا اور میرا دیدار کرنا چاہتا تھا اس نے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی اور کہا یا اللہ! تیرے رسول کا دیدار کرنا چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اجازت دے دی۔ (البدایہ والنھایہ جلد نمبر ۴)

پتھر بھی رو پڑا

ایک حاجی صاحب احد پہاڑ سے ایک پتھر مبارک لائے اور اسے گھر کے کمرے میں رکھ دیا تو اس کمرے سے رونے کی آواز آتی تھی جب غور کیا تو وہ آواز اس پتھر سے آ رہی تھی اور وہ بھیگا ہوا تھا جس طرح رونے سے آنکھیں تر ہو جاتی ہیں اس آدمی نے کسی بزرگ سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس پتھر سے مدینہ منورہ کی جدائی برداشت نہیں ہوتی اس لئے روتا ہے لہٰذا اسے واپس مدینہ منورہ بھیج دیں چنانچہ اس کو پھر حرم کے ایک مسافر اپنے ساتھ لے گئے مدینہ منورہ پہنچ کر اس کو احد پہاڑ پر جا کر رکھ دیا اور ادھر کمرے سے رونے کی آواز بھی بند ہو گئی۔ گویا کہ جاتے وقت اس پتھر نے زبان حال سے یوں کہا ہوگا۔

حیرت سے منظروں پر نظر کر رہا ہوں میں
ظلمت سے روشنی کا سفر کر رہا ہوں میں

مسجد مدرسے کی بنیاد میں حرم کے پتھر

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حرم مدینہ کے قرب و جوار کے پتھر لایا تا کہ مسجد مدرسے کی بنیاد میں برکت کے لیے رکھوں۔ اس لیے آپ بھی وہاں سے پتھر مبارک مسجد مدرسے کی تعمیر میں رکھنے کی غرض سے لائیں اس کی برکت سے آپ کا تعمیری کام مکمل ہوگا تو اس طرح آپ کی مسجد اور مدرسے کی بنیادوں میں حرمین کے مبارک پتھروں سے انوار و برکات میں مزید اضافہ رہے گا۔

انتظار گاہِ آخرت (جنازہ گاہ)

اس جگہ پر نماز جنازہ ادا کرنے کی روایت کب اور کیسے شروع ہوئی؟ صحابی رسول ﷺ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ یوں بیان کرتے ہیں کہ جب سرکار دو عالم ﷺ مدینہ منورہ تشریف

لائے تو شروع میں ہمارا یہ معمول رہا کہ ہم میں سے جب کسی کا آخری وقت قریب آجاتا تو ہم حضور ﷺ کو اسکی اطلاع دیتے تو حضور ﷺ بنفس نفیس اس مریض مرگ کی عیادت کے لئے تشریف لاتے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت کرنے میں مشغول ہو جاتے جب روح قبض ہو جاتی تو کبھی ایسا ہوتا کہ آپ ﷺ جنازہ پڑھا کر واپس چلے جاتے مگر اکثر تجہیز و تکفین میں بھی شامل رہتے اور دفن کے بعد رخصت ہوتے اس طرح بسا اوقات حضور ﷺ کو کافی دیر تک رکنا پڑ جاتا تو ہم لوگوں نے آپ ﷺ کو اس مشقت سے بچانے کے لئے یہ طے کیا کہ کیوں نہ حضور ﷺ کو انتقال سے پہلے مطلع ہی نہ کیا جائے چنانچہ پھر ہم لوگوں نے یہی معمول بنا لیا کہ جب کسی کی وفات ہو جاتی تو آپ ﷺ کو اطلاع دی جاتی اور آپ ﷺ آتے اور جنازہ کی نماز پڑھا دیتے اور اس کے بعد آپ ﷺ کبھی تو لوٹ جاتے اور کبھی ٹھہر جاتے میت کو دفن کر کے اس کے لئے مغفرت کی دعاء کر کے ہی واپس جاتے ایک عرصہ تک ہم اسی معمول پر کاربند رہے پھر ہم لوگوں نے کہا کہ ہم حضور ﷺ کو آمدورفت کی زحمت بھی نہ دیں بلکہ جنازہ ہی آپ ﷺ کے حجرہ کے پاس اٹھا لایا کریں پھر کسی کو بھیج کر حضور ﷺ کو مطلع فرمایا کریں آپ ﷺ یہیں حجرہ کے پاس ہی نماز پڑھا دیا کریں اسمیں حضور ﷺ کو بڑی راحت ہوگی سب نے اس رائے کی تائید کی اور اس پر عمل شروع ہو گیا یہ جگہ باب البقیع اور باب جبریل کے درمیان مسجد سے متصل باہر کی طرف ہے۔ اس وجہ سے اسکا نام مصلی الجنائز پڑ گیا اور آج تک یہ روایت چلی آرہی ہے کہ لوگ جنازہ لاتے ہیں اور نماز جنازہ ادا کرا کے یہیں سے جنت البقیع میں لے جاتے ہیں۔ اب موجودہ نماز والی محراب کے قریب جگہ بنی ہوئی ہے جہاں میت لاتے ہیں اور وہیں جنازہ ہوتا ہے۔ موضع الجنائز میں نماز جنازہ کے علاوہ بھی آپ کا متعدد بار تشریف لے جانا اور بیٹھنا ثابت ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم موضع الجنائز میں بیٹھے تھے کہ اچانک حضور ﷺ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اپنی ہتھیلی پیشانی پر رکھی اور فرمایا کہ سبحان اللہ کتنی سخت بات اتری ہے ہم نے اس کے بارے میں پوچھا تو فرمایا قرض کے بارے میں! اللہ کی قسم! ایک شخص اللہ کے راستے میں شہید ہو جائے پھر زندہ کیا جائے پھر شہید ہو جائے پھر زندہ کیا جائے پھر شہید ہو جائے تو اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگا جب تک کہ اسکا قرض نہ چکا دیا جائے۔

شاہی مہمان خانہ (جنت البقیع)

بقیع مبارک صحابہؓ کا مدفن
فِدا جس پہ شمس و قمر دیکھ آئے

جنت البقیع وہ عدم النظیر قبرستان ہے جس کے ریگزاروں میں لاتعداد قدسی نفوس اور فلکِ رسالت کے روشن ستارے آسودہ خواب ہیں جس خوش نصیب مسلمان کو بقیع کی خاک نصیب ہو جائے تو گویا کہ اسے جنت کی ضمانت مل گئی مدینہ طیبہ کا یہ شہر خموشاں ایک پر تکلف شاہی مہمان خانہ ہے اور اس شاہی مہمان خانے کا میزبان اللہ رب العزت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بقیع کی سرزمین میں مدفون ہیں۔

سائے میں تیرے بقیع مبارک
ہمارا بھی آنے کو جی چاہتا ہے

لازوال تاریخ کے روشن مینار

مجھے ان کی رفاقت و معیت میں پہلی بار صحیح احساس ہوتا رہا ہر ہر قدم پر رکتا رہا اور ایک ایک مرقد، خاک کی چھوٹی چھوٹی ڈھیری کو اپنے آنسوؤں سے سیراب کرتا رہا۔ جنت البقیع کے ہر بقعہ نور پر، چپہ چپہ، ہر مرقد اور خاک کی ہر ڈھیری پر، خاک کے ذرہ ذرہ اور پتھروں کی ہر برجی پر ایمان و جہاد، خلوص وللّٰہیت، اطاعت و وفا، عشق و محبت، علم و عمل اور ایثار و قربانی کی لازوال تاریخ کندہ ہے ایک ایک مرقد میں علم و فن بلکہ دین اسلام کا خزانہ مدفون ہے۔

جنت البقیع کے سب سے پہلے مہمان

مہاجرین میں سے سب سے پہلے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی (یہ جنت البقیع کے سب سے پہلے مہمان ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اپنے دست مبارک سے قبر کے سرہانے نشانی کے طور پر پتھر نصب فرمایا اور انصار میں سے سب سے پہلے اس شاہی مہمان خانہ میں حضرت اسعد بن زُرارہ رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی۔

گنبد خضریٰ کے دامن کی ہوا مانگی ہے
مرنے کی مدینہ میں دعا مانگی ہے

زندگی مانگی ،کسی نے، تو کسی نے جنت
ہم فقیروں نے مدینے کی فضا مانگی ہے

اللہ اکبر، کتنے سچے تھے یہ لوگ

آیئے آج جنت البقیع چلیں جوانبیآء کرام کے مقابر کے بعد صدق واخلاص کا سب سے بڑا مدفن ہے اگر آپ کی سیرت نبوی ،صحابہ کرام کے مقام ومراتب پر نظر ہے تو آپ کو وہاں صحیح احساس ہوگا آپ ہر قدم پر رکیں گے اور ایک ایک خاک کے ڈھیر کو اپنے آنسوؤں سے سیراب کرنا چاہیں گے یہاں چپے چپے پر ایمان وجہاد اور عشق ومحبت کی تاریخ کندہ ہے ایک ایک ڈھیر میں اسلام کا خزانہ دفن ہے اور ہمیں امام مظلوم ،شہید مدینہ حضرت عثمان بن عفان ؓ آرام فرمارہے ہیں یہاں پر کچھ دیر ٹھریئے اور محبت وعظمت کے جو آنسو حضور ﷺ و حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہم کے مزار پر بہنے سے بچ رہے تھے ان کو اِن کے تیسرے ساتھی کی قبر مبارک پر بہایئے پھر ایک لمحہ ٹھہر کر پوری جنت البقیع پر عبرت وتفکر کی نظر ڈالیئے ۔،اللہ اکبر کتنے سچے تھے یہ اللہ کے بندے، جو کچھ کہتے تھے کر دکھایا..... رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عٰهَدُوْا اللّٰه (ترجمہ: انہوں نے اللہ تعالی سے جو عہد کیا تھا سچ کر دکھایا) مکہ میں جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا مدینے میں انہیں کے قدموں میں آرام فرمارہے ہیں۔

سو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم ❁ سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

میں جنت البقیع میں جاؤں گا

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور میں باہر آؤں گا پھر ابوبکر اپنی قبر سے اٹھیں گے پھر عمر اپنی قبر سے اٹھیں گے اس کے بعد میں جنت البقیع میں جاؤں گا ابوبکر وعمر دونوں میرے ساتھ ہونگے پھر جنت البقیع میں مدفون حضرات کو لیکر میں مکہ مکرمہ کے قبرستان (جنت المعلیٰ) والوں کا انتظار کروں گا۔ وہ مجھ سے مکہ و مدینہ کے درمیان آکر ملیں گے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں جنت البقیع کا ذکر اس طرح موجود ہے کہ اس کی حفاظت پر فرشتے مامور ہیں جب یہ قبرستان بھر جاتا ہے تو حفاظت والے فرشتے دفن ہونے والوں کو جنت میں انڈیل دیتے ہیں۔

تصور جب بھی آتا ہے قیامت کی تمازت کا
مجھے اس وقت ساقیِ مدینہ یاد آتا ہے

جنتی مہمانوں کو یوں سلام پیش کریں

نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ آپ کا پروردگار حکم دیتا ہے کہ آپ جنت البقیع میں دفن ہونے والوں کے پاس جا کر ان کے لئے مغفرت کی دعاء کریں لہٰذا جنت البقیع کی زیارت کے لئے آنے والے ان جنتی مہمانوں کو یوں سلام پیش کریں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مَّاتُوْعَدُوْنَ غَداً مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِاَھْلِ الْبَقِیْعِ الْغَرْقَدْ اس شہر مدینہ منورہ میں ایمان کیساتھ مرنے کے بعد جنت البقیع میں دفن ہونا بہت بڑی نعمت ہے۔

فرشتے قبر میں پوچھیں گے گر مجھ سے تو کہہ دوں گا
کہ ہوں بندہ خدا کا اور شیدا محمد ﷺ کا
خدا بھی حشر میں پوچھے گر، غلام تو کس کا ہے
تو کہہ دوں گا محمد ﷺ کا محمد ﷺ کا

اس قبرستان میں آپ ﷺ کے اہل بیت و خاندان دفن ہیں ان حضرات کی قبروں پر ادب کے ساتھ حاضری دیں اور ایصال ثواب کریں۔

وہ دہلیز بقیعِ غرقدی پر فاتحہ پڑھنا
وہ روضے یاد آتے ہیں وہ حلیہ یاد آتا ہے

شاہی مہمانوں کو تکلیف نہ دو

جنت البقیع میں جوتے نہ پہننا افضل ہے حضور ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے جنت البقیع میں جوتے پہنے ہوئے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جوتے اتار دو قبر والوں کو تکلیف نہ دو (یعنی شاہی مہمانوں کو تکلیف نہ دو) بقیع کی زیارت کرنے کے بعد پاؤں جھاڑ کر آئیں تا کہ بقیع مبارک کی مٹی بقیع میں ہی رہ جائے

احتیاط: احتیاط اس میں ہے کہ مین گیٹ سے اندر کھڑے ہو کر ایصال ثواب کریں قبرستان میں چلنے کے لیے راستے بعد میں بنائے گئے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس راستہ کی جگہ کے نیچے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبریں ہوں۔ تو قبروں پر چلنا بہت بڑی بے ادبی ہے۔

نکلنے نہ دے مجھ کو اب زندگی بھر ❁ یہیں روک لے اے حصارِ مدینہ

بقیع مقدس میں ہوں میں دفن ❁ رہوں حشر تک ہمکنار مدینہ

جنت البقیع کے اہلِ وفا

(ان مبارک ہستیوں کی قبروں کے احاطہ نمبر نیچے دیے گئے نمبروں کے حساب سے ہیں
ان مبارک ہستیوں کی قبروں کی زیارت کریں اور ایصال ثواب کریں)

داخل ہوتے وقت دائیں جانب کے احاطے

① حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ، (امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

② حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا (بنات النبی ﷺ)

③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (ازواج النبی ﷺ)

④ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ بن ابی طالب حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ

⑤ امام نافع بن کاؤس رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ

داخل ہوتے وقت بائیں جانب کے احاطے

① حضرت سعد بن مالک خدری رضی اللہ عنہ (ابوسعید خدری) حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہ

② گیٹ کے متصل بائیں ہاتھ پر دیوار کے ساتھ۔

③ حضرت ابراہیم بن محمد رضی اللہ عنہ

④ شہدائے حرہ

⑤ اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا

⑥ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا اور آپکی چچی حضرت لبابہ رضی اللہ عنہا۔

⑦ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر بورڈ لگا ہوا ہے ان کے علاوہ بہت سارے صحابہ واولیآء کرام اور نیک لوگ جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔

جنت میں کبوتروں کے منظر

جب زندگی میں میں نے حرمین کا پہلا سفر کیا تو رات کو مدینہ منورہ پہنچا صبح اذانِ تہجد کی مسحور کن آواز کانوں میں رس گھول رہی تھی اور تھپکی دیتے ہوئے نیم مردہ جسم کو بیدار کر رہی تھی۔ تھوڑی

دیر بعد قدم تیزی سے مسجد نبوی ﷺ کی طرف اٹھ رہے تھے پھر نمازِ فجر کے بعد ساتھ ہی بیٹھے ایک بوڑھے بابا جی نے کہا۔ کیا آپ جنت البقیع میں حاضری کے لیے چلیں گے۔ جی ہاں وہاں جا کر قبروں کی زیارت کی سب کو ایصال ثواب کر کے جب گیٹ والے حصے کی طرف آنے لگا تو بہت سارے کبوتر نظر آئے کوئی اڑ رہا ہے کوئی اتر رہا ہے کوئی دانہ چگ رہا ہے کوئی غٹرغوں کی آواز نکال رہا ہے یہ ایسا عجیب اور پُرکیف منظر تھا کہ آج بھولے بھی نہیں بھولتا۔ آج گھر بیٹھے بھی فضاء میں جب کسی پرندے پر نظر پڑتی ہے تو مجھے مدینہ کی جنت میں کبوتروں کے منظر یاد آتے ہیں۔ یاد رکھئے حرم مکہ اور حرم مدینہ کے کبوتر بڑے نصیب والے ہیں کہ دنیا بھر کے ممالک سے گندم۔ باجرہ۔ مسور کی دال وغیرہ کے نذرانے حاجی لا کر اِن محترم کبوتروں کو پیش کرتے ہیں

فضاؤں میں اگر کوئی پرندہ رقص کرتا ہے
تو آنکھوں کو مدینے کے کبوتر یاد آتے ہیں

یا سید آجاؤ یا سید آجاؤ

حضرت مولانا عبدالغفو عباسی مدنیؒ کو قیامِ مدینہ کے دوران مرض کی تکلیف تھی ڈرپ لگنے سے قدرے سکون محسوس ہوا لیکن فوراً ہی حضرت عباسی مدنیؒ نے فرمایا..... یا سید آجاؤ..... یا سید آجاؤ..... اور ہاتھ سے اشارہ بھی کیا تو حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ارواح مقدسہ زیارت و استقبال کے لیے آرہی ہوں گی (یہ اس طرف اشارہ ہے) اچانک رات کو سوا گیارہ بجے ایک قے ہوئی اور پورے بدن میں بے چینی شروع ہوگئی۔ فوراً ہی ڈاکٹر کو بلایا۔ جب تک وہ آئے آپ کو سکون ہو گیا تھا۔ فی الواقع آپ کی روح اطہر اس قفس عنصری سے پرواز کر کے اپنے مالکِ حقیقی کے پاس پہنچ چکی تھی۔

دل تو قیامت تک چلتا رہے گا

ڈاکٹر نے دل کا معائنہ کر کے کہا کہ ابھی تک دل تو چل رہا ہے اور مزید انجکشن لگانا چاہا تو حضرت سید عبداللہ صاحبؒ نے کنپٹی کے پاس دیکھ کر اشارہ کیا کہ آپ کی روح پُرفتوح اس قفصِ عنصری سے پرواز کر چکی ہے اور ڈاکٹر سے مخاطب ہوئے کہ یہ دل تو تا قیامت چلتا رہے گا کیونکہ اس دل نے تو ہزاروں دلوں کو زندہ کیا ہے۔ یہ دل مرنے والا نہیں ہے۔ آپ اپنی ڈرپ وغیرہ نکال لیں انا للہ وانا الیہ راجعون اور حضرت شاہ صاحبؒ نے سورہ یٰسین کی تلاوت شروع فرما دی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی آغوش رحمت میں لے لیں اور ان کی قبر مبارک کو نور سے بھر دیں اور اپنے حبیب ﷺ کا زیادہ سے زیادہ قرب عطا فرمائیں۔ آمین یہ سانحہ رات کو سوا گیارہ بجے کے قریب پیش آیا۔ اس دن شمسی تاریخ 17 مئی 1769 عیسوی تھی اور قمری یکم ربیع الاول 1389 ہجری تھی۔ غسل کے وقت عجیب وغریب انوارات محسوس ہوئے۔ تکفین ہوئی۔ مہینوں کی بیماری اور انتہائی نقاہت کے باوجود غسل کے بعد آپ کے چہرہ انور پر صحت کے پورے پورے آثار نمودار تھے اور الحمد للہ انوار وتجلیات کا مشاہدہ ہو رہا تھا رخسار مبارک پر ہلکی سے سرخی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سو رہے ہیں اور ابھی اٹھنے والے ہیں۔

شیخ زکریاؒ جنت البقیع میں کھڑے رہے

فجر کی نماز کے بعد حرم شریف کے بڑے امام الشیخ عبدالعزیز بن الصالح نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں حضرت عثمان غنیؓ کی قبر مبارک کے قریب دس قدم پہلے اور دس قدم دائیں جانب قبر شریف میں جسد اطہر کو ہزار ہا لوگوں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا اور ایک نہایت اولوالعزم اور مبارک شخصیت اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، بے شمار لوگ کندھا دینے کے بعد آخر وقت تک موجود رہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ باوجود اپنی کمزوری کے بہت دیر تک جنت البقیع میں کھڑے (کچھ پڑھتے) رہے۔

خاتونِ جنت کے قدموں میں

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی کی تمنا تھی کہ ہجرت کر کے مدینہ جاؤں تا کہ بقیہ زندگی محبوب ﷺ کے قدموں میں گزاروں اور وہیں موت آئے۔ آہ! شیخ الحدیث۔ کون ان باتوں کو سمجھے۔ امام الانبیاء محبوب کبریا حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ہاں جن لوگوں کا مقام ہے انکے عشق کی قدر بھی کی جاتی ہے حضرت نے اٹھارہ سال تک مدینے کی گلیوں میں بیٹھ کر موت کا انتظار کیا مدینے میں موت آئی جنازہ وہاں سے گزرا جہاں سے حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کا جنازہ گزرا۔ جنازہ مسجد نبوی میں رکھا گیا (سبحان اللہ) جنت البقیع میں قبر بنائی جب لوگوں نے جا کر دیکھا تو حیران ہو گئے لوگ کبھی قبر کو دیکھتے اور کبھی آسمان کی طرف دیکھتے تھے گویا اللہ تعالیٰ نے ایسا فیصلہ فرمایا کہ اے زکریا! ساری زندگی میرے محبوب ﷺ کی حدیث پڑھائی تبلیغی جماعت کی سرپرستی فرمائی فضائل کی کتابیں لکھیں جس سے ہزاروں نہیں

کروڑوں بے نمازی نمازی بن گئے کروڑوں بے دین دین دار بن گئے اب آجا! میں تجھے نوازنا چاہتا ہوں اس لئے انکو خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قدموں میں جگہ عطاء فرمائی ایک طرف سیدہ زینب دوسری طرف سیدہ رقیہ ادھر سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنھن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اپنی رضا سے اپنے محبوب نبی ﷺ کے خاندان والوں کے ساتھ بقیع میں بلکہ جنت میں جگہ دیدی۔

اے خوشا قسمت کہ ہجرت ہوگئی اس کی قبول ❁ تا ابد سوئے گا عاشق، زیر دامانِ رسول
خواب گاہ عشق ہوگی سبز گنبد کے قریب ❁ میٹھی نیند آئے گی اصحاب محمد کے قریب
حشر تک جب بھی مدینہ کی ہوا لہرائے گی ❁ بوئے زلفِ مصطفی اسکی لحد میں آئے گی

○○○

دو جہاں میں وہ شاد کام ہوا ❁ خاک جو بن گیا مدینے کی
موت آئے مجھے مدینے میں ❁ خاک ہو جاؤں میں مدینے کی

جنت البقیع کی مٹی میں

ایک صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت مولانا بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ سے میری آخری ملاقات ہوئی میں ملنے کے لئے حاضر ہوا تو حضرت سے دعاء کی درخواست کی تو فرمایا دعاء تم میرے لیے کرو گے میں بیمار آدمی ہوں مرنے کے قریب ہوں تم عمرے کے لئے جارہے ہو وہاں بیت اللہ کا غلاف پکڑ کر میرے لئے یہ دعاء کرنا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مدینہ کی موت نصیب فرمائے اور مجھے جنت البقیع کی مٹی میں دفن ہونا نصیب فرمائے کہ جہاں پر ہزاروں صحابہ کرام لاکھوں اولیآءِ ظام مدفون ہیں اور مجھے سرکار دو عالم ﷺ کا جوار اور قرب نصیب فرمائے (آمین)

ہاں جنت البقیع میں مری بھی جگہ ہو ❁ اس کی بہت تڑپ ہے مجھ جیسے غلام کو
کتنی بڑی ہوس ہے جو دل میں عمر کی تھی ❁ ہو جائے گر نصیب غلامی غلام کو

جنت البقیع میں ایک قبر کا سوال

صحیح بخاری پر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی املائی تقاریر فیض الباری کے نام سے طبع شدہ ہے.....ان تقاریر کے جامع اور مرتب شیخ الحدیث مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ ہیں.....ساتھ ہی ان کی طرف سے کہیں کہیں مختصر حواشی بھی البدر الساری کے نام سے موجود

ہیں..... جب باب حرم المدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مشہور دعا،، اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ بِبَلَدِ رَسُوْلِکَ ،، پر پہنچے ہیں تو مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ میں ایک نہایت پیاری دعا کی ہے جس کا صحیح لطف تو عربی الفاظ کے پڑھنے سے آسکتا ہے ہم یہاں اس کا ترجمہ درج کر دیتے ہیں، کہتے ہیں:،،اے میرے پیارے اللہ! یہ ایک دعا ہے جو تیرے محبوب نبی ﷺ کے جانشین نے کی جو قبول ہوئی، میں بھی تجھ سے یہی درخواست کرتا ہوں، تو اسے قبول فرما اور مجھے محروم نہ رکھ.....

اے میرے پیارے اللہ! اپنی محبت کو میرے دل میں سب سے زیادہ محبوب بنا..... اپنے رسول ﷺ کے شہر کو سب شہروں سے زیادہ میرے نزدیک محبوب بنا مجھے وہیں مرنا نصیب فرما کیونکہ اس شہر کو تیرا رسول ﷺ بھی محبوب رکھتا ہے اور اپنے محبوب کی خاطر تو بھی اسے محبوب رکھتا ہے..... اس لیئے میں بھی اس سے محبت رکھتا ہوں تو مجھے وہیں کی موت نصیب کرنا..... میں امیدوار بن کر تیرے دربار میں سوال کر رہا ہوں، مجھے محروم نہ رکھ (یعنی جنت البقیع میں ایک قبر کا سوال ہے)

،،اے میرے پیارے اللہ! یہ ایک امیدوار کی درخواست ہے تو اسے قبول کر لے تو اس کے قبول کرنے پر قادر ہے اور تیرے لیئے تو ہر مشکل کو آسان کر دینا آسان ہے ،اپنے محبوب، نبیوں کے سردار، بشیر و نذیر اور اس کی طیب و طاہر اولاد کے طفیل میری یہ دعا قبول فرما، تُو تو ہر چیز کا دیکھنے اور جاننے والا ہے..... آمین۔۔ثم آمین!،،

سبحان اللہ! کیسی پاکیزہ اور محبت بھری دعا ہے..... قارئین کو معلوم ہوگا کہ مولانا نے زندگی کے ایام مدینہ ہی میں گزارے..... اور وہیں

۱۳۸۵ھ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں امہات المومنین کے قدموں میں مدفون ہوئے.....

آخر گل اپنی ہوئی صرف درِ میکدہ ✤ پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

ان لوگوں کے بخت کا تو کیا کہنا جو رُخ مصطفیٰ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے بارگاہِ رسالت کی باریابی اور شہِ دوسرا کی غلامی کی سعادت ان کے حصہ میں آئی لیکن مقدر ان لوگوں کا بھی قابل رشک ہے جنہیں مرنے کے بعد مدینہ کی مبارک سرزمین نصیب ہوئی داغ مرحوم کا ایک پیارا شعر یاد آگیا ہے.....

دی کس خوشی سے جان تہہ تیغ داغ نے ✽ لب پہ تبسم اور نظر یار کی طرف

ادب کا مقام

مولانا آفتاب عالم صاحب نے اپنے والد حضرت مولانا بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ میرے والد کی قبر مبارک کو حکومتِ سعودیہ نے چھ چھ ماہ بعد ۳ مرتبہ کھولا تا کہ اس کی جگہ اور آدمی دفن کیا جائے لیکن دیکھا کہ جسم میں ذرا بھی تبدیلی نہیں ہوئی ایسے لگا جیسے ابھی ابھی دفن ہوئے ہیں اور کفن بھی پرانا نہیں ہوا تھا جیسے ابھی پہنا ہے انکو یہ مقام کیسے ملا۔ فرمایا میرے والد صاحب کا ایک خاص عمل تھا کہ وہ حافظ قرآن کی طرف پیر نہیں پھیلایا کرتے تھے اگرچہ عالم تھے اور بوڑھے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ جن کے سینے میں قرآن ہو اُن کی طرف پاؤں پھیلاتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ادب کی برکت سے مولانا پر یہ فضل عظیم ہو گیا کہ جنت البقیع میں ان کا جسم بھی محفوظ ہو گیا۔

زمیں میلی نہیں ہوتی زمن میلا نہیں ہوتا
محمد ﷺ کے غلاموں کا کفن میلا نہیں ہوتا

مکی سے مدنی ہو کر جنت البقیع میں

انٹرنیشنل ختمِ نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ) اللہ تعالیٰ نے حضرت مکی رحمۃ اللہ علیہ سے دین کا بہت زیادہ کام لیا۔ حضرت مکی رحمۃ اللہ علیہ ساری زندگی مکہ مکرمہ میں رہے۔ مگر جب وہ ساؤتھ افریقہ کے سفر پر تھے تو وہ اس سفر کے دوران اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ہزاروں میل دور ہونے کے باوجود محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم انہیں مدینہ میں اٹھا لائی۔ ان کا ایک جنازہ ساؤتھ افریقہ میں پڑھا گیا اور دوسرا جنازہ مسجدِ نبوی میں لاکھوں اولیاء نے پڑھا پھر نیک لوگوں کے کندھے پر سوار ہو کر ہمیشہ کے لیئے جنت البقیع میں محبتِ رسول کی چادر اوڑھ کر پُرسکون ابدی نیند سو گئے۔ یعنی اللہ نے کتنا بڑا اتفاق بنایا کہ ساری زندگی ان کا تخلص مکی اور وفات کے بعد ہمیشہ کے لیئے تخلص مدنی بن گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا بھی مسکن و مدفن مدینہ بنائے۔ آمین

یارب حسرت ہر وقت رہتی ہے میرے سینے میں
مروں مکہ میں اور دفنایا جاؤں میں مدینے میں

ادھر آؤ بیٹا

حافظ احمد علی صاحب کھوکھر احمد پور لمہ والوں نے یہ واقعہ سنایا کہ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ سکھروی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور ان کو جنت البقیع میں دفن کیا کچھ عرصہ کے بعد انکے بیٹے حرمین کے سفر پر گئے تو مدینہ منورہ کے جنت البقیع میں اپنے والد کو ایصال ثواب کرنے کے لئے حاضری دی انکو قبر کا علم نہ تھا۔ وہ قبر تلاش کر رہے ہوں گے یا کسی سے پوچھ رہے ہوں گے تو جس طرف قبر تھی وہاں سے اچانک آواز آئی ادھر آؤ بیٹا میں ادھر ہوں۔ سبحان اللہ

قبر سے مدینہ

فقیر کی والدہ نے میرے تایا جی شیخ الصرف والنحو حضرت مولانا نصر اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دوسری مرتبہ عمرہ پر جاتے وقت درخواست کی کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اب واپس نہ لائے بلکہ جنت البقیع میں سُلا دے تو تایا جی نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو موت اپنے رشتہ داروں میں دے اور آپکی روح کو مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں پہنچا دے (آمین)

ترے لطف و کرم کا کوئی ایسا قرینہ ہو
مروں اگرچہ وطن میں میرا مدفن مدینہ ہو

موت کے بعد اللہ تعالیٰ یہاں پہنچا دیتے ہیں

بیر رومہ کے پاس ایک مسجد ریان ہے وہاں رہنے والے عربی نے حضرت نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بتلایا کہ میرا مکان پہلے جنت البقیع کے قریب تھا میں نے خود کئی مرتبہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جنت البقیع میں رات کو کئی میتیں سفید اونٹوں پر لائی جاتی ہیں اور کئی میتیں کالے اونٹوں پر رکھ کر نکالی جاتی ہیں اور اڑتی ہوئی نظر آتی ہیں یہ منظر کئی مرتبہ دیکھا ہے سننے والے تمام حضرات سن کر حیران ہو گئے حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں آپکو بتلاتا ہوں یہ کیا ہوتا ہے اگر میت اس قبرستان کے شایانِ شان نہیں ہوتی تو اسکو یہاں سے نکالا جاتا ہے اور اگر کوئی دیوانہ تڑپ والا ہے لیکن مشرق یا مغرب میں اس کا انتقال ہوا ہے اسکی محبت اور تڑپ کی برکت سے بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ یہاں پہنچا دیتے ہیں۔

جنت البقیع میں کھڑے بابے کے آنسو

ایک صاحب فرماتے ہیں کہ میرے دوست نے مجھے ایک عجیب وغریب واقعہ سنایا ہے کہ آج سے دوسال پہلے ۲۰۰۳ کی بات ہے میں جنت البقیع میں ایصال ثواب کے لیے آیا تھا۔ قریب میں ایک بوڑھا عربی اپنی بیٹی کو دفنا کر فارغ ہوا قبر سے ذرا ہٹ کر دونوں ہاتھ دعاء کے لیے اٹھائے اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہنے لگا الحمدللہ، الحمدللہ، الحمدللہ۔ تین دفعہ الحمدللہ کہا اور پھر آنسو بہاتے ہوئے یہاں سے چل پڑا۔ چونکہ میں یہ منظر دیکھ رہا تھا اس لیے میں نے جا کر اسے سلام کیا خیریت دریافت کی اور پھر پوچھا کہ اس مقام پر تو الحمدللہ نہیں کہا جاتا بلکہ انا للہ و انا الیہ راجعون کہا جاتا ہے اس کی کیا وجہ؟ اس بوڑھے عربی نے جواب دیا یہ میری بیٹی ہے حالت زچگی (بچے کی پیدائش) میں وفات پا گئی ہے اس حالت میں مرنا شہادت ہے لہٰذا میری بیٹی شہیدہ ہے دوسری بات یہ کہ میری بیٹی کو کفن دفن جنازہ نصیب ہوا جبکہ بعض تو ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے اعضاء بھی نہیں ملتے۔ تیسری بات کہ میری بیٹی اپنے شوہر کی فرمانبردار تھی کبھی نافرمانی نہیں کی جب کہ اس زمانے میں بچیاں گھر چھوڑ کر بھاگ کر چلی جاتی ہیں مرنا تو ہر ایک نے ہے لیکن ایسی عورت پر الحمدللہ نہ کہوں تو کیا کہوں؟ ان تین باتوں کی وجہ سے میں نے تین مرتبہ الحمد للہ کہا۔ بوڑھے عربی کے واقعے نے ہمیں بھی حیرت میں ڈال دیا میرا دل اس بوڑھے کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

الوداعی حاضری

منقطع نہ ہونے پائے حاضری کا یہ شرف ✠ تا ابد یہ سلسلہ سرکار ﷺ رہنا چاہیے
کیا خبر آئے بلاوا کس گھڑی دربار سے ✠ عشق والوں کو سدا تیار رہنا چاہیے

○○○

اپنے دامانِ شفاعت میں چھپائے رکھنا ✠ میرے سرکار میری بات بنائے رکھنا
میں نے مانا کہ گنہگار ہوں پر آپ کا ہوں ✠ اس گنہگار سے نبھائے رکھنا
ذرہ خاک کو خورشید بنانے والے ✠ خاک ہوں میں قدموں سے لگائے رکھنا

مدینہ منورہ سے واپسی کا ارادہ ہو تو مسجد نبوی ﷺ میں الوداعی دو رکعت نفل ادا کریں پھر

مقصود کائنات ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام پیش کریں رخصت کے وقت اپنے رشتہ داروں اور تمام مسلمانوں کے لئے آنسو بہا کر دعاء کریں اور یہ التجا بھی کریں کہ میرے پیارے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے حرم کی اس آمد کو اور زیارت کو آخری نہ بنائیں بلکہ اپنے احسان و فضل سے حرمین شریفین کی زیارت و حاضری کے لئے بار بار قبول فرماتے رہیں پھر حسرت بھری آہوں روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ جدائی کا صدمہ لئے ہوئے واپسی پر بار بار مڑ کر روضہ مبارک پر نظر ڈالتے رہیں جب تک نظر آتا رہے۔ آخری الوداعی وقت کے منظر کو کسی شاعر نے یوں پیش کیا ہے۔

ہے سنہری جالیوں پر یہ سلام آخری ❁ قافلہ چلنے کو ہے ہر آنکھ ہے نم الوداع
اے مدینہ مسکنِ دو عالم ﷺ الوداع ❁ شاہ طیبہ ﷺ کے نگر نورِ مجسم الوداع
سبز گنبد جس سے ملتی تھی نظر کو تازگی ❁ دور ہوتا جا رہا ہے مجھ سے ہر دم الوداع
دور رہ کر تجھ سے اب لگتا نہیں جی پائیں گے ❁ کون سہہ پائے گا فرقت کا یہ غم الوداع
تیرے کوچوں کا نظارہ تیری گلیوں کا سکون ❁ یاد آئے گا تیرا حرمِ معظم الوداع

میرے آقا! پھر بلانا

واپسی کی کیفیت ایک بزرگ یوں بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں آخری دن تھا جدائی کے تصور سے دل بہت پریشان تھا۔ وہ جدائی جو نہ جانے کب تک کے لئے ہے میری آنکھیں صبح سے کئی بار برس چکی تھیں جب بھی گنبد خضراء پر نظر پڑتی دل یہی چاہتا کہ میں رنگ و روغن کی پھوار بن کر گنبد خضراء سے لپٹ جاؤں۔ کاش میں بھی پلستر کا وہ ٹکڑا ہوتا جو روضہ اقدس کی دیوار سے پیوست ہے اس دن ساری مسجد میں گھومتا رہا۔ درود و سلام پڑھتا رہا۔ یہاں آنسو رکتے ہی نہیں ہچکیاں تھمتی ہی نہیں لیکن آواز نکالنا خلافِ ادب ہے آواز میں دعائیں بھی جاری رہتی ہیں کبھی کبھی دل میں جالیوں سے لپٹ جانے کی تمنا انگڑائی لے کر بیدار ہوتی ہے لیکن قانون شکنی کا خوف اسے دبا دیتا ہے۔ جدائی کی گھڑیاں قریب آ رہی تھیں میرے دل میں جذبات کا ایک طوفان اُمنڈ رہا تھا سوچتا ہوں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہوا ہوگا۔ آپ ﷺ کی جدائی کا صدمہ کس طرح برداشت کیا ہوگا۔ یہاں سے جانے کو جی نہیں چاہتا۔ اچانک ساتھی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا واپسی کا سفر شروع کرنا ہے چلیئے۔ میرا یہ عالم تھا نہ نگاہیں ہٹتی تھیں نہ قدم اٹھتے تھے۔ کاش

وقت ہی رک جائے لیکن وقت کے پاؤں میں زنجیر ڈال لینا انسان کے اختیار میں نہیں۔ بس یہ کہتا جارہا تھا میرے آقا ﷺ پھر بلانا۔ میرے آقا ﷺ پھر بلانا اور آنسو بھری آنکھوں سے ہی درگاہ عالی کو چومتے اور ہر سانس کے ساتھ روضہ مبارک کے گنبد کو دیکھتے اور آنسو سے دھوتا رہا۔

جانے کو واپس ، جی نہیں چاہتا مگر، اور راستہ بھی نظر نہیں آتا
میرے آقا! اجازت دیجئے ، پھر غلام کو واپس بلا لیجئے

بہتے آنسو دیکھ کر اتنے میں مسجد کے اندر پانی پلاتے ہوئے ایک عربی بچے نے مجھے دیکھتے ہوئے دعاء دی کہ انشاء اللہ عوداً اللہ تعالیٰ نے چاہا تو پھر دوبارہ آؤ گے۔ یہ سن کر آنکھوں میں فرطِ جذبات کی وجہ سے آنسو کا سیلاب بے قابو ہو گیا اور دل کی صدا بار بار سنائی دینے لگی اللہ کرے موت سے پہلے یہ سعادت پھر حاصل ہو اور اک بار مدینے کا سفر ہو جائے

الوداع.....الوداع.....الوداع

ہر مسافر کے دل میں جدائی و فراق کی کیفیات دل میں بس جاتی ہیں کہ جب اس کا آخری دن ہوتا ہے تو مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہونے سے پہلے روضہ مبارک پر یہ حالت ہوتی ہے کہ آنکھوں میں آنسو، دل دردِ جدائی سے بے چین ، بار بار بے قرار نگاہوں سے روضہ مبارک کو دیکھتا ہے۔ کبھی محراب النبی پر جاتا ہے، کبھی منبر رسول پر نگاہیں جما دیتا ہے کبھی بابِ جبریل پر حسرت سے نظر ڈالتا ہے پھر پرنم آنکھوں سے مسجد سے باہر آکر دور دور تک گنبدِ خضریٰ کو مڑ مڑ کر دیکھتے ہوئے بے اختیار بہتے آنسو کی برسات میں الوداع ہوتے ہوئے زبان حال سے کہہ اٹھتا ہے۔

آہ! اب وقت رخصت ہے آیا الوداع تاجدارِ مدینہ
صدمہ ہجر کیسے سہو ں گا الوداع تاجدارِ مدینہ
کوئے جانان کی رنگیں فضاؤ! اے معطر، معتبر ہواؤ!
لو سلام آخری اب ہمارا الوداع تاجدارِ مدینہ

حاجی کے فراق و جدائی کے الوداعی لمحات

حج و عمرہ سے فراغت کے بعد برستی آنکھوں کے ساتھ حجاج کرام جدہ کے لیئے بس پر سوار

ہورہے ہوتے ہیں۔تو ان کا دل جدائی کے غم سے پارہ پارہ ہورہا ہوتا ہے۔اور وہ یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ جب ہم آئے تھے تو اپنے گناہوں کا بوجھ لے کر حرمین میں پہنچے تھے۔اب ہمارا پورے ایک ماہ کا عرصہ آن ہی آن میں گزر گیا۔لیکن پھر بھی ہم سے غلامی کا حق ادا نہ ہوا۔اور ہمارے دل میں لاکھوں ارمان رہ گئے اس لیئے ہماری آنکھیں اشکبار اور دل بے قرار ہے۔ اور اضطراب میں اضافہ ہوا جارہا ہے کیونکہ ہمیں اپنی کوتاہیوں اور غفلتوں کا خیال آرہا ہے۔ اور امید ہے کہ ہمارے ان ندامت بھرے آنسوؤں میں سے کوئی ایک آنسو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں قبول ہوکر ہماری کوتاہیوں کا کفارہ بن چکا ہوگا اور جب وہ اداس دل لیئے ہوئے جدہ ائرپورٹ میں داخل ہورہے ہوتے ہیں تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے وضو کررہی ہوتی ہیں۔اور ان کے دل کا چراغ پھڑک رہا ہوتا ہے۔ان کی روح کبھی تو کعبہ کے طواف میں مشغول ہوتی ہے اور کبھی سبز گنبد پر سلامی دے رہی ہوتی ہے۔گویا ان کی زبان ان کے آنسوؤں کی ترجمانی کرتے ہوئے یوں کہتی ہے کہ،

الوداع اے عربؔ کی پاک زمین ✽ تیرے ذرے ہیں رفعتوں کے امین
الوداع اے فضائے کیف وسرور ✽ الوداع اے ہوائے دامن نور
الوداع اے جوار بیت اللہ ✽ بیکسوں غمزدوں کی جائے پناہ
رخصت اے روضہ نبی ء کریم ✽ رخصت اے حجلہ ء رؤف و رحیم
رخصت اے جالیوں کے نظارے ✽ رخصت اے رحمتوں کے گہوارے
پھر میرے سامنے یہ منظر ہو ✽ پھر مجھے حاضری میسر ہو

فراقِ طیبہ میں میری آنکھیں

فراقِ طیبہ میں دن بہ مشکل تمام کرتی ہیں میری آنکھیں
یہی نہ پوچھو کہ کس طرح صبح و شام کرتی ہیں میری آنکھیں
بڑے سلیقے کے ساتھ ہوتی ہے پیش آقا میری حضوری
درود پڑھتی ہیں میری سانسیں سلام کرتی ہیں میری آنکھیں
یہ صرف آنسو نہیں ہیں میرے جو قطرہ قطرہ چھلک رہے ہیں
یہ ایک اندازِ گفتگو ہے کلام کرتی ہیں میری آنکھیں

حرم کی حرمت کا پوچھنا کیا کہ وہ تو کعبہ ہے اہلِ دل کا
وہاں کے ایک ایک ذرے کا احترام کرتی ہیں میری آنکھیں
دیارِ اقدس کے ہر مکین کو گلے لگاتی ہیں مخلصانہ
و ہر گدا کو مودبا نہ سلام کرتی ہیں میری آنکھیں
نہ خواب گاہوں میں اہلِ زر کی نہ رو گزاروں میں تا جور کی
گدا ہیں جن کی انہیں کے در پہ قیام کرتی ہیں میری آنکھیں
بصد عقیدت سنا سنا کر کلا م اقبالؔ محفلوں میں
عروجِ دینِ نبی ﷺ کا بھی اہتمام کرتی ہیں میری آنکھیں

بادلوں کو برسنے سے روک دیا جائے

ہمارے انتہائی قابلِ احترام بھائی قاری عبدالرحیم صاحب (مقیم مدینہ منورہ) نے یہ بات فقیر کے بھائی قاری محمد حسن صاحب لغاری کو بتائی (جب وہ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ میں عمرہ کے لئے تشریف لے گئے) کہ یہاں مدینہ منورہ میں جب کھجور کا پھل پکنے کے قریب ہوتا ہے تو قدرتی طور پر کھجور کے پھل کٹنے تک بارشوں کا نظام رُک جاتا ہے۔ پھر فرمایا ایسا کیوں نہ ہو یہاں کے لوگ براہِ راست اللہ تعالیٰ سے اپنی بات منواتے ہیں اور ان کی فریاد کا انداز کچھ یوں ہوتا ہے۔ یا اللہ! ہم تیرے حکم کے مطابق اپنے باغات کا پورا عشر دیتے ہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ آپ کی توفیق سے حج وعمرہ پر آنے والے آپ کے مہمانوں پر بھی خرچ کرتے ہیں۔

یا اللہ! ہم آپ کے پیارے محبوب ﷺ کے شہر کے مکیں ہیں، آپ اپنے محبوب کے پڑوس کے صدقے ہمارے ان باغات کی حفاظت فرمائیں۔

یا اللہ جب ہم آپ کے حکم کی اتنی تعمیل کرتے ہیں، آپ تو بہترین بدلہ دینے والے ہیں کیا آپ بارش کے ذریعے ہمارے پھل کو ضائع کر دیں گے؟۔ یقیناً آپ ایسا نہیں کریں گے۔

تو گویا اللہ تعالیٰ اہلِ مدینہ کی اس فریاد پر فرشتوں کی محفل میں کہتے ہوں گے کہ فرشتو! دیکھو میرے بندے کس طرح مجھ سے محبت بھری باتیں کر رہے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت میکائیل علیہ السلام کہ جن کے حوالے بارش کا نظام ہے انہیں حکم دیتے ہوں گے کہ جب تک اہلِ

مدینہ پھل نہ کاٹ لیں اس وقت تک بادلوں کو برسنے سے روک دیا جائے۔

اس لئے بادلوں کی بارات مدینہ کی زیارت کے لئے دن رات آتی رہتی ہے یعنی اس کو دربارِ الٰہی سے تبسم (بجلی کی چمک) کی اجازت تو ہوتی ہے مگر لب کشائی (برسنے) کی اجازت نہیں ہوتی۔

سبحان اللہ! مدینہ کی شان تو اعلیٰ ہی اعلیٰ ہے بلکہ اس کی نسبت سے اس میں رہنے والوں کی بھی شان اعلیٰ ہے۔

یاد رکھئے: اس لئے اگر آج ہم بھی اہلِ مدینہ کی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اپنے باغات اور کھیتیوں کا عشر نکالتے رہیں اور اپنے در پہ آنے والے سائل کو اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ دیتے رہیں۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے جس طرح اہلِ مدینہ کی مدد اور ان کی فریادرسی کی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہماری فریادرسی بھی فرمائیں گے اور مدد بھی فرمائیں گے۔

عالم تیری رحمت کا طلبگار رہے گا ❁ بندوں کا ہمیشہ تو مددگار رہے گا
مانگیں گے دعا ہم جو وسیلے سے نبیؐ کے ❁ اللہ دعا اپنی قبول ہر بار کرے گا

باغِ محمدی ﷺ

اللہ تعالیٰ نے دیارِ رسول ﷺ کے پھلوں کو عجیب وغریب خاصیت، فوائد اور برکات سے نوازا ہے یہ محض مقصودِ کائنات ﷺ کی دعاؤں کا کرشمہ ہے کہ پھلوں میں کثرت اور گوناگو فوائد پائے جاتے ہیں یوں تو یہ شہر یوم تاسیس سے ہی نخلستان وگلستان بن گیا تھا مگر اس کے حسن ورعنائی کو اس مقدس دعاء "اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ اَثْمَارِنَا" نے دوبالا کر دیا بالخصوص کھجور کی افزائش میں بے پناہ اضافہ ہوا جس سے دنیا جہاں کے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یہاں کھجوروں کی بے شمار اقسام پائی جاتی ہیں بعض نے کہا کہ صرف مدینہ کی ۱۳۰۰ اقسام ہیں ان میں ایک عجوہ ہے۔

① عجوہ: جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ عجوہ جنت کی کھجوروں میں سے ہے اور یہ زہر کا تریاق ہے جو آدمی صبح ۷ عدد عجوہ کھجور کھالے تو اس پر سارا دن زہر اور جادو اثر نہیں کرے گا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بیمار ہو گیا میری بیمار پرسی کے لئے رحمت کائنات ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ نے دست مبارک میرے سینے پر رکھا جسکی ٹھنڈک میں نے دل میں محسوس کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں دل کا عارضہ ہے پھر سات عدد عجوہ کھجور لیکر

معجون بنائی اور استعمال کرنے کو فرمایا۔ علماء نے لکھا ہے کہ عجوہ کھجور کا درخت آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے لگایا ہے۔

نوٹ: آج کل مدینہ میں عجوہ کی گٹھلیوں کا سفوف ملتا ہے جو دل کے مرض کے ساتھ ساتھ ہر مرض سے شفاء کی دوا ہے۔

② **صیحانی:** حضور اقدس ﷺ ایک مرتبہ کسی باغ سے گزر رہے تھے کہ کھجور کے ایک درخت نے آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی گواہی دی یہ ایسی کھجور ہے کہ مدینہ کے سوا دنیا کے کسی شہر میں اسکی پیداوار نہیں ہوتی۔

③ **صخرہ:** جسکے متعلق نبی الرحمت ﷺ نے فرمایا کہ عجوہ اور صخرہ دونوں جنت کی کھجوروں میں سے ہیں۔

④ **سکل (بغیر گٹھلی والی):**۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ رحمت کائنات ﷺ کھجوریں کھا رہے تھے کہ کافر لوگ وہاں سے گزرے اور کہنے لگے اگر آپ نبی ہیں تو کوئی نشانی دکھائیں آپ ﷺ نے کھجور کی گٹھلی وہیں کنکریوں میں گاڑھ دی فرمایا صبح کو دیکھنا یہاں کھجور کا درخت پھل سے بھرپور ہوگا۔ رات کو وہ لوگ آئے اور گٹھلی نکال کر لے گئے کہ جب بیج نہیں ہوگا تو درخت کیسے اُگے گا مگر جب صبح کو آئے تو دیکھا کہ اسی جگہ درخت بھی ہے اور اس پر پھل بھی لگا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا پھل کھاؤ جب کھایا تو کہنے لگے کہ کھجوروں میں تو گٹھلی ہوتی ہے اس میں تو نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم نہ نکالتے تو ہوتی۔ اب قیامت تک بغیر گٹھلی کے رہے گی۔ (واللہ اعلم)

⑤ **سفری:** جس کا اصل نام سَفری تھا آپ ﷺ نے سفر کے دوران کھجوریں کھائیں اور گٹھلیاں راستے میں پھینکتے رہے پھر انکی گٹھلیوں سے درخت پیدا ہوئے۔ اُن کا پھل میٹھا بھی بہت ہے اور ان کو کیڑا بھی نہیں لگتا۔ اس کے علاوہ مشہور، برنی، کلمہ، عنبر، وغیرہ ہیں۔

ملیں کھانے کو طیبہ میں کھجوریں باغ محمد کی
دعاء یہ ہے مرا نخلِ تمنا بار آور ہو

نعناع

نعناع پودینہ کو کہتے ہیں یہ مدینہ کی پیداوار ہے اس میں عمدہ خوشبو ہے اسکو عام طور پر لوگ

سڑک کے کنارے گاڑیاں بھر کے لا کر بیچتے ہیں وہاں خشک بھی مل جاتا ہے یہ بھی ساتھ لیتے آئیں اس کا قہوہ استعمال کریں یہ بھی مدینہ کا خصوصی تحفہ ہے۔

کھجور کے درخت کو پھل لگے یا نہ لگے

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کے صاحبزادے قاضی ارشد الحسینی فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم نے ۱۹۷۴ء میں تیسرا حج فرمایا تو مدینہ منورہ کی کھجور کی گٹھلی (ضلع اٹک) اپنے مکان کے صحن میں دبا دی۔ وہاں سے کھجور کا پودا نکلا۔ مگر اس درخت پر پھل نہیں لگتا تھا۔ میں نے ایک دن عرض کر دیا کہ ابا جی! اس کو پھل تو لگتا نہیں اس لئے اسے نکال دیں تو بہتر ہے۔ ابا نے فرمایا بیٹا! کھجور کے درخت کو پھل لگے یا نہ لگے میں جب صبح اٹھتا ہوں تو مدینہ منورہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلاما، کی کھجور کو دیکھ کر ایمان تازہ کر لیتا ہوں مدینہ منورہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ وہ کھجور کا پودا اب بھی ہمارے گھر کے صحن میں موجود ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ۔

نبیٔ رحمت ﷺ کے نام سے رجسٹرڈ

محبوب العلماء والصلحاء حضرت حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ نے اپنے بیان میں فرمایا ہے کہ ہمارے ایک دوست کا کولیسٹرول لیول ہائی ہو گیا۔ ڈاکٹر نے ان سے کہا کہ آپ کو کولیسٹرول فوراً کنٹرول کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ ایسی حد تک پہنچ چکا ہے کہ جہاں کسی وقت بھی ہارٹ اٹیک (دل کا دورہ) ہو سکتا ہے۔ انہوں نے گھبرا کر مجھے فون کیا۔ کہنے لگے حضرت! میں بڑا پریشان ہوں مجھے کچھ بتائیے۔ ان کی بات سن کر ایک تو ان کو دعائیں دیں اور دوسرا نبی علیہ السلام کی سیرت مبارکہ پر نظر دوڑائی کہ ہمارے لیے یقیناً کہیں نہ کہیں روشنی کا مینار ضرور ہو گا اور ہمیں اس سے رہنمائی مل جائے گی۔ چنانچہ مطالعہ کے دوران نبی علیہ السلام کی مبارک زندگی میں سے ایک ایسا ہی معاملہ سامنے آیا جس سے ہمیں امید کی کرن نظر آئی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں۔ وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! ﷺ مجھے سینے میں درد اور گھٹن ہوتی ہے یہ سن کر نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ دل کی بیماری ہے۔ اس حدیث کو پڑھ کر ہمیں پتا چلا کہ دنیا میں سب سے پہلے نبی علیہ السلام نے ہارٹ اٹیک کی تشخیص فرمائی۔ حالانکہ سینے کی گھٹن کے ساتھ دل کا کیا تعلق؟ چودہ سو سال پہلے کس کو پتہ تھا۔ لیکن نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دل کی

بیماری ہے۔ پھر انہوں نے پوچھا، اے اللہ کے نبی !اب کیا کروں؟ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔تم عجوہ کھجوریں استعمال کروانہوں نے وہ کھجوریں استعمال کیں اوران کی تکلیف دور ہوگئی۔ ہم نے جب یہ حدیث پڑھی تو ہم نے سوچا کہ اس میں یقینا کوئی نہ کوئی راز ہوگا۔ کیونکہ کھجور کے اوپر جو کچھ ہوتا ہے وہ تو کاربوہائیڈریٹس ہی ہوتے ہیں۔ چنانچہ لگتا کہ اس کے اندر جو گٹھلی ہے اس کے اندر کوئی خاص نعمت موجود ہے۔ ہمیں اس میں راز کی بات یہ ملی کہ کھجور کی گٹھلیوں کو پیس کر خود کھانا اوراونٹوں کو کھلانا عربوں کی عادت تھی۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں روایت میں آتا ہے کہ وہ کھجوروں کی گٹھلیوں کو پیستی تھیں اور اپنے اونٹوں کو کھلایا کرتی تھیں۔ اگر لوگوں کے پاس بھی کھانے کی کوئی چیز دستیاب نہیں ہوتی تھی تو وہ بھی گٹھلیوں کو پیس کر کھالیا کرتے تھے۔ چنانچہ ہم نے حاجی صاحب سے کہا کہ ہم آپ کو ایک دوائی بھیج رہے ہیں اسے استعمال کریں۔ چنانچہ ہم نے عجوہ کھجور کی چالیس گٹھلیاں لیں اوران کو پیس کر پاؤڈر بنوالیا۔ بعد میں ان کو کیپسولوں میں بھر لیا۔ پھر یہ کیپسول حاجی صاحب کو بھجوا دیئے اور ساتھ یہ بھی ہدایت دی کہ آپ ہر کھانے کے بعد صبح دوپہر شام ایک ایک کیپسول استعمال کریں۔ بعد میں اور کیپسول بھی بھر کر بھیجے۔ اللہ کی شان کہ چالیس دن کے بعد جب وہ دوبارہ چیک اپ کروانے گئے تو وہ کولیسٹرول جو 300 سے بھی زیادہ تھا تو اس دن اس کی ریڈنگ 185 تھی۔ یہ ریڈنگ جوان صحت مند آدمی کے کولیسٹرول کی ہوتی ہے یہ ریڈنگ دیکھ کر ڈاکٹر حیران ہوئے کہ اس کی کوئی اور وجہ ہے؟ چنانچہ انہوں نے فون کیا کہ ڈاکٹر یہ رپورٹ مانتا ہی نہیں۔ میں نے کہا ان سے کہو کہ وہ دوسرا نمونہ لے لیں۔ اس طرح جب دوسری دفعہ ان کا کولیسٹرول ماپا گیا تو وہ بھی 185 نکلا۔ پھر ہم نے یہ نسخہ اپنے کئی دوستوں کو استعمال کروایا اور سو فیصد لوگوں کو فائدہ ہوا۔ جی ہاں !اللہ تعالیٰ نے کھجور کی گٹھلیوں میں شفا رکھی ہے۔

میرے پاس کراچی میں ایک ڈاکٹر آئے وہ کہنے لگے حضرت !میں دل کی جسمانی بیماریوں کا تو اسپیشلسٹ ہوں اب میں دل کی روحانی بیماریوں کا بھی اسپیشلسٹ بننا چاہتا ہوں اس لیے آپ سے بیعت ہونے کے لیئے آیا ہوں۔ مجھے اس کی اس بات پر بڑی حیرانی ہوئی میں نے ان سے کہا ذرا آپ اپنا تعارف تو کروائیں۔ وہ کہنے لگا میں نے یو کے سے اسپیشلائزیشن کی۔ پھر میں نے اپنے پیشے میں ایسی مہارت پیدا کر لی کہ میں سعودی عرب کے شاہی خاندان کا ہارٹ اسپیشلسٹ بن گیا میں کنگ عبدالعزیز کے زمانے سے لے کر چھتیس سال تک شاہی خاندان کا اسپیشلسٹ رہا ہوں۔ اب میں نے ریٹائرمنٹ لے لی ہے اور اب میں نے سوچا کہ کراچی میں

غریب لوگوں کے لیے فری ڈسپنسری بناؤں گا اور ان کا علاج کروں گا۔ میں نے کہا میرے پاس ایک دوائی ہے آپ اسے استعمال کر کے بتائیں کہ وہ دل کے لیے فائدہ مند ہے یا نہیں۔ میں نے ان کو حاجی صاحب والے کیپسول دے دیے۔ ایک ہفتے بعد آ کر وہ کہنے لگے حضرت! کیا یہ دوائی رجسٹرڈ کروائی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ تو وہ کہنے لگا حضرت! جلدی سے آپ اسے رجسٹرڈ کروالیں کیونکہ آپ اگر اس کو دنیا میں سپلائی کریں تو لاکھوں ڈالر کما سکتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں یہ چودہ سو سال پہلے میرے آقا نبی رحمت ﷺ کے نام سے رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ ہمیں یہ نعمت نبی علیہ السلام کی مبارک حدیث سے ملی ہے اور میں یہ چاہوں گا کہ ہمیں ڈالر ملنے کی بجائے میرے محبوب ﷺ کی نسبت سے یہ بات دنیا تک پہنچے کہ محبوب ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے میرے اللہ نے اس میں لوگوں کے لیے بیماریوں کی شفا رکھی ہے۔

تحفہ حرمین شریفین

محمد کی محبت لے کے جو سینے میں جاتے ہیں
فرشتے اپنی آنکھیں ان کی راہوں میں بچھاتے ہیں

مکہ مدینہ اسلام کی دعوت کا عظیم مرکز ہے یہاں آنے والوں میں دعوت اسلام کے لیئے ایک نیا ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ مکہ مدینہ کی سوغات اور تحفہ کھجوریں، آب زمزم خاک شفاء اہل وفا کی نظر میں سب کچھ ہے۔ لیکن اس سرزمین کا اصل تحفہ دین حق کو غالب کرنے کا عزم اور ارادہ حمیت حق، عشق رسول، اعتماد و توکل تسلیم و رضا، صبر و شکر جوش محبت، جذب و شوق کی دولت ہے یہاں کی سوغات دھڑکتا ہوا دل اور چھلکتی ہوئی آنکھیں، دل و نگاہ کی پاکیزگی سوز و گداز ہے آج ہم نے حرمین میں اللہ اور اس کے رسول سے جو عہد و پیماں کیا ہے اسے عمر بھر نبھانے کا عزم لیئے جا رہے ہیں یہی سوغات پیشوائے امت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ چوبیس ہزار حجاج یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے پیش فرمائی تھی۔ آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو یہاں پر موجود نہیں ہے ان تک میرا یہ پیغام اور عطیہ پہنچا دو۔ اس لئے یہی اصل تحفہ ہے۔ کہ پیغام ہدایت گھر گھر، قریہ قریہ پہنچاؤ۔

یا الٰہی جسم میں جب تک مری جان رہے ❁ تجھ پہ صدقے تیرے محبوب پہ قربان رہے

میں رہوں یا نہ رہوں پر یہ دعا ہے دل کی ✽ دینِ احمد رہے اور عزتِ قرآن رہے

وطن واپسی

آنے کو آگئے ہیں گھر پر ضرور لیکن ✽ دل اپنا رہ گیا ہے سرکار ﷺ کی گلی میں
کس کس کو میں بتاؤں خود جا کے کوئی دیکھے ✽ جنت کا در کھلا ہے سرکار ﷺ کی گلی میں

حرمین سے واپس آکر وہاں کے مبارک حالات محبت بھرے انداز میں ملنے والوں کو سنائیں وہاں کے لوگوں کی خوبیاں بیان کریں مدینہ منورہ کے سفر پر آتے جاتے اور روضہ مبارک پر پیش آنے والی کیفیات کا تذکرہ محبت بھرے انداز میں سنایا جائے اور وہاں کے انوار و برکات کو بیان کریں وہاں کی کوئی چیز ساتھ لائے ہوں تو اس کی بھی زیارت کرا کے مدینہ کی یاد کا ذریعہ بنائیں مدینہ منورہ کے محبت بھرے تذکرے ہوں تو محفل میں بیٹھنے والوں کے دلی جذبات آنسو کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور زبانِ حال سے ہر اک کہہ اٹھتا ہے۔

اے مدینہ کے زائرین خدا کے لئے ✽ داستانِ سفر مجھ کو یوں مت سنا
دل تڑپ جائے گا بات بڑھ جائے گی ✽ میرے محتاط آنسو چھلک جائیں گے

نئی زندگی کا آغاز

عمرہ میں اللہ تعالیٰ نے آپکی مغفرت کر دی ہے اب نئی زندگی کے آغاز پر اللہ تعالیٰ کا سچا بندہ بن کر رہنے کا عہد کریں زندگی کے اس شاندار موڑ پر فرض نمازوں کو تکبیر اُولیٰ کی پابندی کے ساتھ قائم کرتے رہیں عام لوگوں اور رشتہ داروں کے ساتھ اخلاق پیار و محبت کے ساتھ قائم رہیں۔ اس مبارک سفر کے بعد آخرت والے سفر کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرتے رہیں۔ یقیناً اصحابِ صفہ کے چبوترے پر آپ نے قرآن مجید کی کوئی سورۃ کسی سے پڑھ کر اصحاب صفہ سے اپنی نسبت جوڑ لی ہوگی۔ اگر آپ قرآن مجید پڑھے ہوئے نہیں ہیں تو پھر دیر کس چیز کی ابتدا ہو چکی ہے اب لئے اپنے قریبی عالم سے قرآن مجید پڑھنا شروع کریں اگر پڑھے ہوئے ہیں حروف کی ادائیگی درست نہیں ہے تو درستگی پر محنت فرمائیں اگر ماشاء اللہ دونوں نعمتیں موجود ہیں تو قرآن مجید کی تلاوت کا مستقل معمول بنائیں اور یہ عزم کر لیں کہ بقیہ زندگی اللہ تعالیٰ کے احکام اور حضور ﷺ کے مبارک طریقے کے مطابق گزرے گی اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین ثم آمین)

آخری گزارش

الحمد للہ بندہ نے بڑھتے قدم سوئے حرم میں محبت کے پھول کلیاں اکابر کے گلشنِ عشقِ رسول ﷺ سے چُن چُن کر جمع کئے ہیں۔ان پھول کلیوں کی خوشبو انشاء اللہ کائنات کے ہر ہر خطے سے بیت اللہ اور روضہ مبارک تک پھیلے گی اور ہر مسلمان کا ظاہر و باطن اس خوشبو سے معطر ہوگا۔ فقیر اپنے پیارے اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست کرتا ہے کہ اس کتاب میں اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معاف فرمادیں اور قارئین کرام سے بھی امید رکھتا ہے کہ وہ میری جن غلطیوں اور لغزشوں پر مطلع ہوں گے اس میں مجھے معذور سمجھیں گے اور مجھے اللہ کی رضا کے لئے معاف کردیں گے اور غلطی کی اصلاح بھی فرمادیں گے۔ کیونکہ یہ موضوع بہت عظیم ہے لہٰذا یہ سب کچھ اس فقیر کی عاجزانہ پیشکش ہے امید ہے کہ آپ گلستانِ محبت کے سفر میں لحہ بہ لحہ پوری امت کو بھی یاد رکھیں گے۔اب فقیر دھڑکتے دل کے ساتھ بہتے آنسوؤں کو محبت کی لڑی میں پروتے ہوئے خوشبوئے محبت کا اظہار ان اشعار سے کرتے ہوئے کتاب کا اختتام کرتا ہے:

کاش مقبول ہو میری یہ دعا جلدی سے ✤ مجھ کو پہنچائے مدینے میں خدا جلدی سے
شوق وارفتہ نے راہوں کی طنابیں کھینچیں ✤ اٹھ کے طیبہ کی طرف میں جو چلا جلدی سے
جب بٹی روزِ اول عشق نبی ﷺ کی دولت ✤ میں بھی تقدیر سجانے کو بڑھا جلدی سے
تیری بخشش کی سفارش ہیں درود اور سلام ✤ ان کا نام آئے تو پڑھ صلِ علیٰ جلدی سے
حشر کی بھیڑ میں ڈرتا تھا کہ اکھڑ جائیں قدم ✤ میرے آقا ﷺ نے مجھے تھام لیا جلدی سے
بھیک تو مل کے رہے گی درِ مولیٰ سے ✤ یہ الگ بات ملے دیر سے یا جلدی سے

کتاب کو روضہ مبارک پر محبوب ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد یہ تحریر روضہ مبارک کے سامنے بیٹھ کے لکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہمیشہ ہمیشہ شرفِ قبولیت سے نوازیں۔آمین

مولانا محمد حبیب اللہ فاروقی نقشبندی

حال نزیل مدینہ منورہ ۹ رجب بروز اتوار ۱۴۳۷ھ

بعد نماز ظہر 12:3 بمطابق 16 اپریل 2016

○○○

مجھے لے چلو مدینے

مینکوں گدھی جُل نال بھرا ✽ ڈئے راہی مدینے دے آ
مینکوں کلڑا نہ روندا کھڑا ✽ ڈئے راہی مدینے دے آ
متاں تیکوں راہ وِچ کوئی غم آوے ✽ متاں تیکوں دشمن آوے تے ستاوے
میں تاں کر ڈیساں جندڑی فدا ✽ ڈئے راہی مدینے دے آ
جڈنڑ تھیسی بانگ تیکوں ویلے تے جگیساں ✽ بھر بھر لوٹے تیکوں وضو کیتے ڈیساں
مینکوں نوکر ، چا، اپنا کھڑا ✽ ڈئے راہی مدینے دے آ
جڈنڑ میں طواف، خانے کعبے دا کریساں ✽ تیڈے بالاں بچاں کوں دعائیں ودّا ڈیساں
مینکوں ہک واری مکہ ، چا ، ڈکھا ✽ ڈئے راہی مدینے دے آ
جڈنڑ میں سُنہری سوہنڑی سوہنڑی جالی چُمساں ✽ جڈنڑ مٹی خاکِ پاکِ طیبہ والی چُمساں
تیکوں ودّا ڈیساں حاجی، آ، دُعا ✽ ڈئے راہی مدینے دے آ
سامان چیساں تیڈا پانی وِی بھریساں ✽ جے تھک پوسیں تیکوں مُٹھیاں بھریساں
تیکوں لگنڑ ، نہ ، ڈیساں تتی وا ✽ ڈئے راہی مدینے دے آ

آرزو کرے تو کرے آدمی مدینے کی

آرزو کرے تو کرے آدمی مدینے کی ✽ ہو ہی جائے گی ایک دن حاضری مدینے کی
مصطفی کے قدموں کو چوما ہے تو جی بھر کے ✽ جھومتی ہے قسمت پر ہر گلی مدینے کی
عاشقوں سے سنتے تھے خود بھی جا کے دیکھا ہے ✽ زندگی مدینے کی ہے بندگی مدینے کی
آج بھی نبھائے گی نسبتِ حرم تجھ کو ✽ کل بھی کام آئے گی دوستی مدینے کی
بیٹھے تھے نیازی کبھی ہم بھی اُن کی چوکھٹ پر ✽ یاد آرہی ہے مجھے وہ عجب گھڑی مدینے کی

سرکار دے روضے تے

لئے چل کدی خدایا سرکار دے روضے تے
آقا دا روضہ ویکھاں کردار ہواں نظارہ
واپس بلاؤ لوکی آواں نہ پھر دوبارہ
مینوں موت دے خدایا سرکار دے روضے تے
سرکار دی اونگری جنت توں وی ہے اعلیٰ
اُتھے حوروغلماں رہندے جتھے و سدا کملی والا
ڈیرہ رحمتاں نے لایا سرکار دے روضے تے
(اَکھ دامٹکا بھرنڑاں چاہنداں، دید حضوردی کرنڑاں چاہنداں)
(مولاخواہش پوری کردے شہر مدینے مرنڑاں چاہنداں)
میں درود اُتھے جا کے پڑھاں لکھاں تے کروڑاں
پھر میرا اِتھے کی اے زندگی اُتھے گزاراں
گزرن اے دن بقایا سرکار دے روضے تے

پہنچ جائیں ہم مدینے

نہ تمنا مال و زر کی نہ تمنا ہے خزانے کی
پہنچ جائیں ہم مدینے آرزو ہے یہ ہر دیوانے کی

کس قدر حسین ان کا وہ نگر دیکھ لیں خدایا ہم بھی اک نظر
بے قرار دل کو تو قرار دے آئے پھر گھڑی غم سنانے کی

گم ہوئی تھی جو سوئی مل گئی چار سو حسیں اک روشنی ہوئی
کتنی پیاری مصطفی کی تھی ادا یہ مسکرانے کی

حال دیکھ کر عائشہ کا رب نے پیغام یہ ان کو بھیجا
ایک لے کے ترکیب آیا جبریلؑ عائشہ کو منانے کی

یار ان کے سب ہیں اعلیٰ چار یار اور حسنین بالا
شان صائمؔ کیسے سنائیں آپ کے حسیں مسکرانے کی

ماخذ ومصادر

اس کتاب کی تالیف میں سینہ بسینہ واقعات کے ساتھ ساتھ درج ذیل کتابوں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ فقیر دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کتابوں کے مصنفین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور جو انتقال فرما چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات نصیب فرمائے۔ آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْکَرِیْم ﷺ

اسماء کتب	اسماء مصنفین	اسماء کتب	اسماء مصنفین
سیرت طیبہ	علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ	رنگ نظام	سید پیر نصیر الدین نصیرؒ
الترغیب والترہیب	الامام الحافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذریؒ	ذوقِ نفیس	شاعرِ اسلام لیاقت حسین فاروقی
اعیان الحجاج	محدث جلیل مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمیؒ	جہانِ نعت	پروفیسر سید اقبال عظیمؒ
معلم الحجاج	مولانا قاری سعید احمد سہارنپوریؒ	منہ دل کعبے شریف	مستنصر حسین تارڑ صاحب
حج وعمرہ کے فضائل	حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ	حرمین کا مسافر	انور غازی صاحب
تجلیات مکہ، تجلیات مدینہ	مولانا محمد احتشام الحسن کاندھلویؒ	سفیرانِ حرم	خان آصف خان
شب جائے کہ من بودم	آغا شورش کاشمیریؒ	کعبہ پہ پڑی جب پہلی نظر	محمد اقبال جاوید

سوئے حرم زادِ حرم	حضرت حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب	سفرِ حجاز	علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ
بارگاہِ رسالت میں	محمد متین خالد	کعبہ میرے آگے	مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب
تاریخ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ	حضرت مولانا عبدالمعبود صاحب	نقوش پائے مصطفیٰ ﷺ	مولانا ابوعبدالمالک صاحب
فضائل مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ	مولانا محمد مکی حجازی صاحب (مدرس حرم)	فیضان روضۃ النبی ﷺ	قاری محمد اسحاق صاحب
زیارات مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ	مولانا روح اللہ نقشبندی صاحب	بیت اللہ کا تصویری البم	مولانا ارسلان بن اختر صاحب
مقتدائے اسلام	مولانا روح اللہ نقشبندی صاحب		

سلام بھیجنے والے کا نام	اگر کسی نے درود و سلام پیش کرنے کا کہا ہو تو اُس کی تفصیل

انشاءاللہ، بڑھتے ''قدم سوئے حرم'' کے بعد عنقریب منظر عام پر آنے والی کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ۔

ترجمہ: جس کو میری سنت سے محبت ہے گویا اس کو مجھ سے محبت ہے اور جس کو مجھ سے محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

پیارے نبی ﷺ کی چوبیس گھنٹے کی زندگی کے قیمتی و مبارک معمولات اور اکابر کی سنتوں بھری زندگی کے واقعات کا ایسا نایاب تحفہ جسے پڑھ کر اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے اور سنتوں کو اپنانے کا ذوق شوق پیدا ہوگا اور ہر مسلمان کے دل سے محبت بھری صدا گونجے گی کہ.....

مجھے سنت سے پیار ہے

اس لئے کوئی خفا ہوتا ہے تو ہوتا رہے میں تو مرتے دم تک ہی خوشی اور غمی میں اپنے محبوب کی پیاری سنتوں کے مطابق زندگی گذاروں گا۔

عشقِ نبوی ہو جس کا سرمایہ
اتباع وہ کیوں نہ ہُو بہ ہُو کرے

مؤلف

مولانا محمد حبیب اللہ فاروقی نقشبندی

مدرسہ فاروق اعظمؓ متصل مدینہ مسجد احمد پور لمہ

تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان

رابطہ نمبر: 0301 - 6558645

انشاءاللہ "مجھے سنت سے پیار ہے" کے بعد عنقریب منظر عام پر آنے والی کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو لوگ تاریکیوں میں مسجدوں کو کثرت سے جاتے رہتے ہیں ان کو قیامت کے دن پورے پورے نور کی خوشخبری سنادو۔ (ترمذی، ابوداؤد)

کیوں اداس پھرتے ہو راحتیں بلاتی ہیں
آؤ اے مسلمانو! مسجدیں بلاتی ہیں

مسجدیں زمین پر اللہ کا اور آخرت میں مومن کا گھر ہیں، تو آج ہمارے گھر آباد مگر مسجدیں ویران ہیں، ہمارے گھر خوشی کے موقع پر سنوارے جاتے ہیں مگر مسجدوں میں مٹی ہی مٹی ہوتی ہے، ہمارے گھر روشن مگر مسجدوں میں اندھیرے، ہم مسجد کے قریب سے گزرتے ہیں مگر مسجد میں آنے کی توفیق نہیں ہوتی، ہر ایک کا اپنا رونا اور پکار ہوتی ہے کہ جی! کپڑے خراب ہیں، مصروفیت ہے، وقت نہیں ملتا مگر

مسجد کی پکار میرا جرم کیا ہے؟

مؤلف
مولانا محمد حبیب اللہ فاروقی نقشبندی
مدرسہ فاروق اعظمؓ متصل مدینہ مسجد احمد پور لمہ
تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان
رابطہ نمبر: 0301 - 6558645

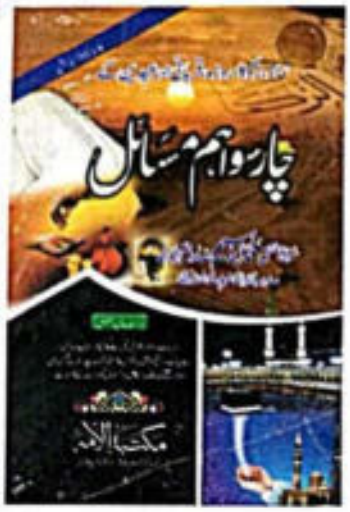

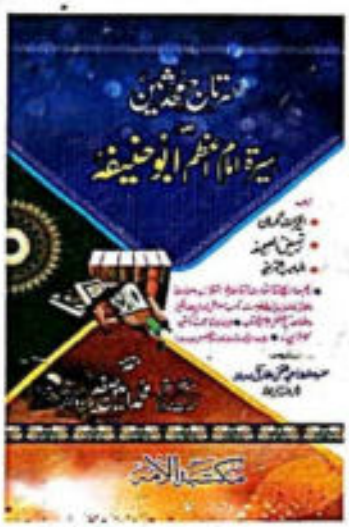

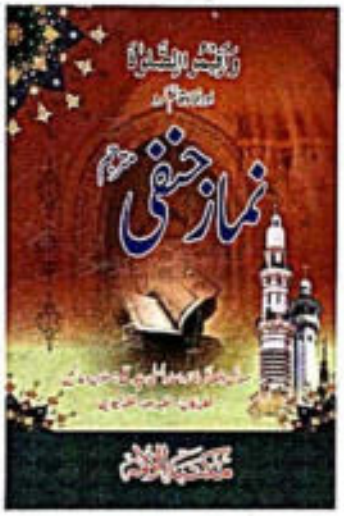

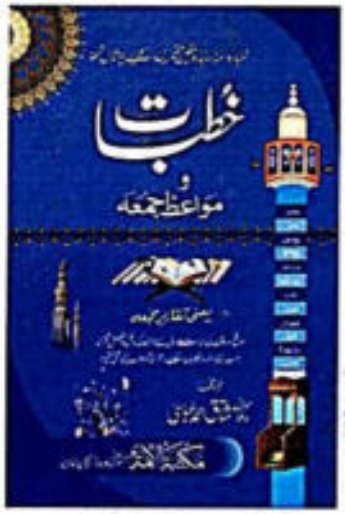

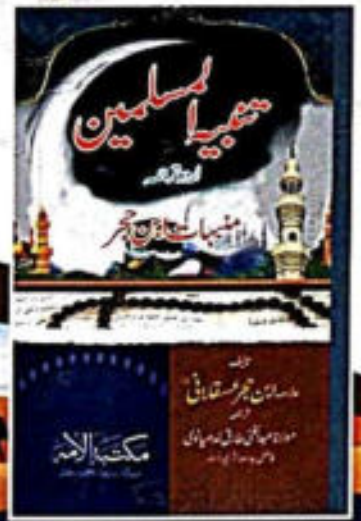

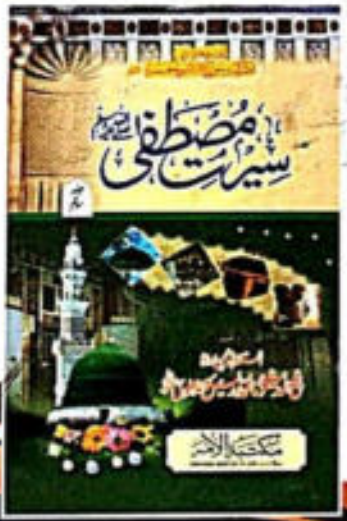

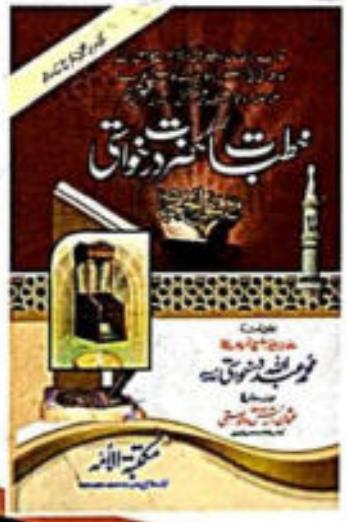

مکتبۃ الامہ

نہر کنارہ روڈ، رحیم یار خان

0303-0321-2647131